

قدم الشيخ عبد القادر
رقاب الاولیٰ علی الاکابر علیہم السلام

ممتاز احمد حسینی

مکتبہ دارالعلوم دیوبند، دیوبند، پاکستان

أَنَا الْحَسَنُ وَالْمُعَدُّ مَقَامِي
وَأَقْدَامِي عَلَى عَشْقِ السَّحَابِ

فرمان غوثیہ

قَدَمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ لِلَّهِ

کی توضیح و تشریح پر بصیرت افروز تحقیقی کتاب

قَدَمُ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ
رَقَابَةِ الْوَلِيِّ الْأَكْبَرِ عَلَيْهِ السَّلَام

ممتاز امپری

مخطوط و مدرّس بجامعة انوار العلوم ملتان

ناشر: بزمِ سید عیسیٰ جامعہ انوار العلوم ملتان

جس کے منبر ہوئے گدھے کے اولیاء
ان کے قدم کے کرامت پہ لاکھوں سلام

فرمان غوثیہ

قَدْ مَنَى هَذِهِ عَلَى رَقَبَتِهِ كَلِمَةً وَلِيَ اللَّهُ

کی توضیح و تشریح پر بصیرت افروز تحقیقی کتاب

قَدَّمَ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ
عَلَى
رِقَابِ الْأَوَّلِيَّاءِ الْكَابِرِ

ممتاز احمد چشتی

مخطیب و مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان

بِزَمَانِ نَاشِ
بَنَامِ سَعِيدِ
جَامِعَةِ أَنْوَارِ الْعُلُومِ مُلْتَانِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	_____	قدم الشیخ عبد القادر علی رقاب الاولیاء الاکابر
نام مصنف	_____	ممتاز احمد چشتی خطیب و مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان
نظر ثانی	_____	علامہ محمد عبد الحکیم چشتی سینئر مدرس جامعہ انوار العلوم
تصحیح و ترتیب	_____	مولانا عبد العزیز سعیدی مدرس جامعہ انوار العلوم
پروف ریڈنگ	_____	حافظ راشد محمود حافظ عبد الرزاق سعیدی
کمپیوٹر کمپوزنگ	_____	الرحمن کمپوزنگ سنٹر (۳۱) آٹوپلازہ ڈیرہ اڈا ملتان
طابع	_____	الحفاظ پرنٹنگ پریس شاہین مارکیٹ ملتان
ناشر	_____	بزم سعید جامعہ انوار العلوم نیو ملتان
صفحات	_____	۳۹۳
حدید	_____	۱۵۰/- روپے

129507 ۲۸۴ ج

ملنے کا پتہ

- (۱) دفتر بزم سعید جامعہ انوار العلوم فی بلاک نیو ملتان
- (۲) کاظمی پبلیکیشنز پیمبری روڈ ملتان
- (۳) کتب خانہ بزم سعید شاہی عید گاہ خانیوال روڈ ملتان

R-12934

ہستم سگ آستان عبد القادر
قسمت رسم زخوان عبد القادر
گفتا قدم بہ گردن اقطاب است
بُحان اللہ! شان عبد القادر



چوں موج قبول ازلی مے آید
ساک بہ در غوث جلی مے آید
آں تاجور فقر و امیر بغداد
از گلشن او بوئے علی مے آید

غیاث الدین غنی

GHAI SINGH TRUST LIBRARY

فہرست مضامین کتاب

صفحہ	عنوان
۲۹	☆ انتساب
۳۱	☆ ارباب علم و فضل کی تقریحات، احساسات و تاثرات
۳۲	☆ استاذ العلماء حضرت مفتی فیض احمد صاحب گولڑوی
۳۵	☆ جناب پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی
۳۵	☆ شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد صاحب چشتی
۵۱	☆ صاحبزادہ سید ارشد سعید کاظمی
۵۳	☆ خطبہ الکتاب
۵۴	☆ وجہ تالیف اور چند ضروری باتیں
۶۵	☆ مشہور زمانہ فرمان غوثیہ
۶۵	☆ معترض صاحب کا انوکھا نظریہ
۶۶	☆ معترض کی منصوبہ بندی کا تجزیہ
۶۷	☆ اپنی حکمت عملی پر عدم اطمینان
۶۸	☆ آخری کوشش بھی ناکام
۶۹	☆ تازہ ترین انکشاف
۷۰	☆ علامہ شفقوی کی عبارات میں معترض کی قطع و برید
۷۱	☆ معترض کے بنیادی اعتراض پر کلام
۷۲	☆ فن تحریف کا حیرت انگیز مظاہرہ
۷۲	☆ معترض کے اعتراضات کی وضاحت
۷۳	☆ معترض کے اعتراضات کا تفصیلی جواب
۷۵	☆ اولیائے کرام کیلئے امر الہامی کا ثبوت

نامہ رسلت عدیل عبد القادر
 نایہ مخلف بدیل عبد القادر
 مثلش گرازاہل قرب جوئی گوئی
 عبد القادر مشیل عبد القادر
 اے نفل اللہ شیخ عبد القادر
 اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر
 محتاج و گدا یتیم تو ذوالتاج و کریم
 شیخنا اللہ شیخ عبد القادر

(اعلیٰ حضرت فاضل مریلوہ)

- ☆ بحث امر میں مقرر کا غلط بحث ۷۶
- ☆ حق و باطل میں التباس سے کاملین کی حفاظت ۷۷
- ☆ مقرر خود التباس کا فکار ہو گئے ۷۷
- ☆ حضرت ابن عربی اور امر الہامی ۷۸
- ☆ امر الہامی پر فتوحات کا زبردست حوالہ ۷۸
- ☆ اقصاب کیلئے امر الہامی ۷۹
- ☆ امر الہامی اور شیخ علی بن وفا ۸۰
- ☆ شیخ علی الخواص اور امر الہامی ۸۰
- ☆ امر الہامی اور حضرت تونسوی ۸۱
- ☆ الہاماتِ غوصیہ اور مشائخِ چشت ۸۳
- ☆ مناقبِ المحبوبین اور الہاماتِ غوصیہ ۸۳
- ☆ حضرت ابن عربی اور الہاماتِ غوصیہ ۸۵
- ☆ امر الہامی اور مثنوی شریف ۸۶
- ☆ امام شعرانی اور الہاماتِ غوصیہ ۸۸
- ☆ الہاماتِ غوصیہ اور شیخ ابن تیمیہ ۸۹
- ☆ علامہ شطنوفی اور ان کی تصنیف کا مقام ۹۰
- ☆ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۹۱
- ☆ امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ۹۱
- ☆ امام عبد اللہ الیافعی رحمۃ اللہ علیہ ۹۲
- ☆ امام شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ ۹۲
- ☆ امام عمر بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ ۹۳
- ☆ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۹۳

- ☆ علامہ شطنوفی کے طرقِ اسناد ۹۵
- ☆ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۹۶
- ☆ مولانا حسن الزمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۹۷
- ☆ علامہ شطنوفی کی روایات پر اکابر کا اعتماد ۹۸
- ☆ روایات کے ناقلین علماء و مشائخ ۹۸
- ☆ متقدمین و معاصرین کی مطابقت و موافقت ۹۹
- ☆ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ۱۰۰
- ☆ بارگاہِ غوثیت سے عقیدت و احترام ۱۰۲
- ☆ کمالاتِ غوصیہ کا اعتراف ۱۰۳
- ☆ تبصرے کا ماخذ السیف الربانی ۱۰۳
- ☆ حافظ ابن رجب حلبی کے تاثرات ۱۰۵
- ☆ بارگاہِ غوثیت سے ابن رجب کی عقیدت ۱۰۶
- ☆ کرامات و کمالاتِ غوصیہ کا اعتراف ۱۰۷
- ☆ حضرت سہروردی کے حصولِ فیض کا بیان ۱۰۷
- ☆ علامہ شطنوفی کی احسن روایات ۱۰۸
- ☆ قدمی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ ۱۰۸
- ☆ جرح و تنقید عظمت کے منافی نہیں ۱۱۰
- ☆ مقرر صاحب کی توجہ کیلئے ۱۱۱
- ☆ فرمانِ غوصیہ اور اکابر مشائخ کی بیہوشگونی ۱۱۳
- ☆ شیخ ابوبکر بن ہوار البطاحی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۳
- ☆ الشیخ امام عبد اللہ الجونی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۳
- ☆ الشیخ تاج العارفین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۴

- ☆ حضرت شیخ عقیل مینجی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۵
- ☆ الشیخ علی بن وہب السجاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۶
- ☆ حضرت حماد بن مسلم الدباس رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷
- ☆ نوٹ وقت کی ہنگاموں کی ۱۱۷
- ☆ فرمانِ غوفیہ بامراتی صادر ہوا ۱۱۸
- ☆ حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۹
- ☆ حضرت شیخ ابوسعید اقلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۹
- ☆ حضرت شیخ علی بن ہتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۰
- ☆ حضرت سید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱
- ☆ حضرت شیخ القاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱
- ☆ حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲
- ☆ حضرت شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳
- ☆ مستند روایات میں معترض کی قطع و برید ۱۲۴
- ☆ تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں ۱۲۵
- ☆ معترض کی تحریف بلغ پر تبصرہ ۱۲۷
- ☆ اختلاف میں خوفِ خدا کے تقاضے ۱۲۸
- ☆ امام عبد اللہ الیافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹
- ☆ علامہ مہمانی کا خراجِ تحسین ۱۲۹
- ☆ امام یافعی مولانا جامی کی نظر میں ۱۳۰
- ☆ امام شعرانی کے نزدیک امام یافعی کا مقام ۱۳۱
- ☆ فرمانِ غوفیہ اور امام عبد اللہ یافعی ۱۳۱
- ☆ اعتراض کرنے والوں کو امام یافعی کی تنبیہ ۱۳۲

- ☆ فرمانِ غوفیہ اور امام ابن حجر عسقلانی ۱۳۵
- ☆ فرمانِ غوفیہ اور مولانا عبد الرحمن جامی ۱۳۶
- ☆ فرمانِ غوفیہ اور امام ابن حجر البیتانی ۱۳۸
- ☆ فرمانِ غوفیہ اور حضرت ملا علی القاری ۱۳۹
- ☆ فرمانِ غوفیہ اور شیخ محمد بن بیجی التافنی ۱۴۰
- ☆ فرمانِ غوفیہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ۱۴۱
- ☆ شیخ محقق حضرت تونسوی کی نظر میں ۱۴۲
- ☆ غیر مقلدین کے پیشوا کا خراجِ تحسین ۱۴۲
- ☆ شیخ محقق کی تصانیف سے معترض کی بے خبری ۱۴۳
- ☆ زبدۃ الاسرار میں فرمانِ غوفیہ کی بحث ۱۴۴
- ☆ اخبار الاخیار کا جامع ترین اقتباس ۱۴۵
- ☆ فرمانِ غوفیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۸
- ☆ امام شعرانی کا نورِ فراست ۱۴۸
- ☆ تحدیثِ نعمت سنتِ رسول ہے ۱۴۹
- ☆ قصیدہ غوفیہ کے ایک شعر کی تشریح ۱۵۰
- ☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ۱۵۱
- ☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تنبیہ ۱۵۲
- ☆ معترض کے نزدیک تحدیثِ نعمت کا انوکھا فلسفہ ۱۵۳
- ☆ تحدیثِ نعمت بامراتی واجب ہے ۱۵۴
- ☆ تحدیثِ نعمت اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ۱۵۵
- ☆ تحدیثِ نعمت اور عبد اللہ بن غالب تابعی رضی اللہ عنہ ۱۵۶
- ☆ تحدیثِ نعمت اور امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۶

- ☆ تحدیثِ نعمت اور شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۷
- ☆ کاملین کے تحدیثِ نعمت کی شرعی حیثیت ۱۵۷
- ☆ امام شعرانی اور معترض کے نقطہ نظر میں تعارض ۱۵۸
- ☆ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحذیر و تنبیہ ۱۵۸
- ☆ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی شان ۱۵۹
- ☆ فقر و عہدیت بصورتِ غناء و دولت ۱۵۹
- ☆ فرمانِ غوثیہ تحدیثِ نعمت ہے ۱۶۱
- ☆ الجواہر والدرر کا اقتباس مفسوخ ہے ۱۶۲
- ☆ الجواہر والدرر امام شعرانی کی تصنیف نہیں ۱۶۳
- ☆ فتاویٰ علی الخواص کے بارے میں وضاحت ۱۶۳
- ☆ طائف المنن کی مستند حیثیت ۱۶۵
- ☆ مجر و توضع تحدیثِ نعمت کے منافی نہیں ۱۶۶
- ☆ کاملین کے اظہارِ مجر و نیاز کی چند روایات ۱۶۶
- ☆ بوقتِ وصال مجر و نیاز عہدیتِ کاملہ کی دلیل ہے ۱۶۷
- ☆ تمام اقوال و افعالِ غوثیہ بامرالی ہیں ۱۶۸
- ☆ جامع المناقب اقتباس ۱۶۹
- ☆ الجواہر والدرر کی عبارت الحاقی ہے ۱۷۰
- ☆ فرمانِ غوثیہ اور مشائخِ چشت ۱۷۰
- ☆ سیر الاقطاب ۱۷۱
- ☆ مرآۃ الاسرار ۱۷۲
- ☆ اقتباس الانوار ۱۷۳
- ☆ اقتباس الانوار کے مصنف، محقق اور ولی اللہ ہیں ۱۷۳

- ☆ حضرت سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۴
- ☆ حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۵
- ☆ تکرملہ سیر الاولیاء ۱۷۶
- ☆ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۷
- ☆ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۹
- ☆ القول المستحسن شرح فخر الحسن ۱۸۰
- ☆ مفتی غلام سرور چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۱
- ☆ گلہ ستر کرامت اور بزرگوں کی پیہنگوئی ۱۸۲
- ☆ مرزا آفتاب بیگ چشتی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۲
- ☆ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۳
- ☆ معترض کے منقول پہلے قول کی وضاحت ۱۸۶
- ☆ نقل اقوال میں معترض کی غلطی کا ثبوت ۱۸۶
- ☆ تحدیثِ نعمت کے مفسوم میں غلط بیانی ۱۸۷
- ☆ مشائخِ چشت کے صحو میں سکر کی آمیزش کا غلط نظریہ ۱۸۸
- ☆ مشائخِ چشت کی تائید سے معترض کی محرومی ۱۸۹
- ☆ حضرت سلطان السند رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کی تصدیق ۱۹۰
- ☆ حضرت سیالوی کا فرمان، اکابر مشائخ کا موقف ۱۹۱
- ☆ معترض کی مشائخِ نقشبندیہ اور سروردیہ سے مدد کی درخواست ۱۹۲
- ☆ معترض کو مایوسی اور ناامیدی کا سامنا ۱۹۲
- ☆ حضرت سیالوی کے کلام میں تحریفِ معنوی ۱۹۳
- ☆ حدیثِ قدسی میں قلبِ مومن کی عظمت ۱۹۳
- ☆ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است ۱۹۵

- ☆ قلب پاک غوفیہ کی شان کا بیان ۱۹۶
- ☆ حیرت انگیز فلک بوس نورانی خیمہ ۱۹۷
- ☆ واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالائیرا ۱۹۸
- ☆ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸
- ☆ عقیدت و محبت کی زندہ جاوید مثال ۱۹۹
- ☆ فرمان غوفیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۰
- ☆ زیر نظر مکتوبات مجددیہ کی مستند اور معتبر حیثیت ۲۰۲
- ☆ سرگزشت مکتوبات ۲۰۳
- ☆ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات ۲۰۳
- ☆ معترض کے اضطراب اور بے چینی کی اصل وجہ ۲۰۵
- ☆ معترض کی علمی خیانت ملاحظہ فرمائیں ۲۰۶
- ☆ حضرت سروردی کا کلام حضرت مجدد کی نظر میں ۲۰۸
- ☆ حضرات چشتیہ کی مستند کتاب سے ہمارے موقف کی تائید ۲۰۹
- ☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تائید ۲۱۰
- ☆ مکتوب شیخ محقق بجانب شیخ مجدد ۲۱۱
- ☆ محمود سکر کے بارے میں شیخ محقق کی فنی و اصطلاحی بحث ۲۱۲
- ☆ شیخ محقق کے کلام کی وضاحت ۲۱۲
- ☆ چوں ہمارے یتیموں پر واکرد ۲۱۳
- ☆ سکر کا مفہوم معترض کے الفاظ میں ۲۱۴
- ☆ فرمان غوفیہ تحدیثِ نعمت ہے ۲۱۵
- ☆ اعلیٰ حضرت بریلوی کے ایمان افروز تاثرات ۲۱۶
- ☆ حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی کی وضاحت

- ☆ اربابِ محمود تمکین کی اصحابِ سکر و غلبہ پر فضیلت ۲۱۷
- ☆ علامہ ابن جوزی کا اعتراف ۲۱۷
- ☆ ابن جوزی اور مقالات غوفیہ ۲۲۰
- ☆ شیخ ابن تیمیہ کا خراج تحسین ۲۲۰
- ☆ کامل ترین اصحابِ محمود کے پیشوا ۲۲۱
- ☆ عوارف کی عبارت کے الحاق ہونے کی مزید تائید ۲۲۳
- ☆ مشہور شعرو فرمان غوفیہ کی تشریح مجددیہ ۲۲۴
- ☆ عظمت و جلالت غوفیہ کا امتیازی بیان ۲۲۴
- ☆ مکاشفات کی عبارت پر منصفانہ تبصرہ ۲۲۵
- ☆ روح المعانی کی عبارت میں مزید تحریف ۲۲۷
- ☆ معترض صاحب ذرا وضاحت فرمادیں ۲۲۹
- ☆ فرمان غوفیہ اور صاحب روح المعانی ۲۳۰
- ☆ مکتوب امام ربانی کی وضاحت ۲۳۱
- ☆ مکتوب مذکور پر منصفانہ تبصرہ ۲۳۳
- ☆ حضرت مجدد الف ثانی کے بارے معترض کی غلط بیانی ۲۳۴
- ☆ فرمان غوفیہ اور علامہ یوسف بن اسماعیل النہجانی ۲۳۵
- ☆ فرمان غوفیہ کا عموم اور شمول ۲۳۶
- ☆ فرمان غوفیہ کے عموم پر اکابر مشائخ کے اقوال ۲۳۸
- ☆ وقتِ عصر اور زمان کے الفاظ حصرو تخصیص کے موجب نہیں ۲۴۰
- ☆ شیخ محقق سے معترض کا تعارض ۲۴۱
- ☆ مشائخِ چشت کی مشہور کتاب سیرالاقطاب ۲۴۲
- ☆ مشائخِ چشت کی مستند کتاب اقتباس الانوار ۲۴۲

- ☆ حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۳
- ☆ مقابیس المجالس ملفوظات فریدی ۲۴۴
- ☆ القول المستحسن شرح فخر الحسن ۲۴۵
- ☆ مشائخ چشت اور معترض کے موقف میں تضاد ۲۴۵
- ☆ قابل تقلید فریدی روش برائے معترض ۲۴۶
- ☆ مشائخ چشت کی مخالفت کا عبرتناک نتیجہ ۲۴۶
- ☆ خود ساختہ عمارت پر معترض کی ضرب کاری ۲۴۷
- ☆ معترض اپنے دونوں نکات سے دستبردار ۲۴۸
- ☆ خود تیغ زوی بر من نام و گراں کردی ۲۴۹
- ☆ معترض سے ایک سوال ۲۵۰
- ☆ روایت میں معترض کی تحریف معنوی ۲۵۰
- ☆ معترض کی درج کردہ روایت پر تبصرہ ۲۵۱
- ☆ معترض کی روایت کا تنقیدی جائزہ ۲۵۲
- ☆ عمدۃ المتحققین پر علامہ بھائی کی تنقید ۲۵۲
- ☆ معترض کے تعصب و عناد کا نقطہ عروج ۲۵۵
- ☆ مجلس اعلان قدمی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ۲۵۶
- ☆ اعلان غوغیہ کے بعد خصوصی عظمت و جدالت کا نظور ۲۵۷
- ☆ حضرت شیخ قصبیہ البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۹
- ☆ حضرت شیخ علی بن حبیقی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۹
- ☆ گردن کو جھکائے ہوئے ہر ایک ولی ہے ۲۶۰
- ☆ کائنات کے تین سوتیلے اولیائے کرام نے گردن جھکا لی ۲۶۰
- ☆ اکابر مشائخ اور فرمان غوغیہ کی اطاعت ۲۶۰

- ☆ حضرت شیخ ابوالحسن احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۱
- ☆ حضرت شیخ عبدالرحمن طفسوئی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۱
- ☆ حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۱
- ☆ حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۲
- ☆ حضرت شیخ عبدالرحیم القناوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۲
- ☆ حضرت شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۲
- ☆ سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۳
- ☆ دلیل العارفین کی روایت ۲۶۴
- ☆ سیر الاولیاء کی روایت ۲۶۵
- ☆ دلیل العارفین اور سیر الاولیاء کی روایات کا نتیجہ ۲۶۶
- ☆ حضرت شیخ جمال سروردی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۷
- ☆ سیر العارفین کی روایت پر مترتب نتائج ۲۶۸
- ☆ مشائخ چشت کی مستند کتابوں سے ہمارے موقف کی تائید ۲۶۸
- ☆ لطائف الغرائب پر تبصرہ ۲۶۹
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ نکات الاسرار ۲۶۹
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ فوز المطالب ۲۷۰
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ شائم اداویہ ۲۷۰
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ انوار المفائر ۲۷۱
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ سراج العوارف ۲۷۲
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ تفریح الخاطر ۲۷۲
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ فاضل بریلوی ۲۷۳
- ☆ لطائف الغرائب بحوالہ لمعات خواجہ ۲۷۴

- ☆ معترض کا غیر شعوری اعتراف ۲۷۴
- ☆ کسی کتاب کا نہ ملنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ۲۷۵
- ☆ قربانِ غوثیہ کے صدور کی تاریخ میں غلط بیانی ۲۷۷
- ☆ غلط حوالہ، غلط مضمون اور غلط بیانی ۲۷۷
- ☆ روایات کی نسبت میں شبہات ۲۷۸
- ☆ معترض کی غلط بیانی کا ثبوت ۲۷۸
- ☆ وضاحت فریدی پر مرتب نتائج ۲۷۹
- ☆ شاہ محمد حسن صابری چشتی رامپوری کی تصریح ۲۸۰
- ☆ شیخ یوسف حمدانی اور علامہ شطنوفی کی روایت ۲۸۰
- ☆ روایت کا واضح مطلب اور مفہوم ۲۸۱
- ☆ معترض کی غلط بیانی در حق شیخ یوسف حمدانی ۲۸۲
- ☆ معترض کی بے فائدہ کوشش ۲۸۲
- ☆ معترض کی غیر معقول ترمیم ۲۸۳
- ☆ بارگاہِ غوثیہ سے شیخ یوسف حمدانی کا استفادہ ۲۸۵
- ☆ شیخ یوسف حمدانی اور عظمتِ غوثیہ کا اعتراف ۲۸۵
- ☆ قربانِ غوثیہ کی اطاعت فضیلت ہے ۲۸۷
- ☆ قربانِ غوثیہ کی اطاعت باعثِ فخر ہے ۲۸۸
- ☆ قربانِ غوثیہ کی اطاعت سعادت ہے ۲۸۸
- ☆ قربانِ غوثیہ پر چند سطحی اعتراضات ۲۸۸
- ☆ معترض کے اعتراضات کا خلاصہ ۲۸۹
- ☆ معترض کے پسے اعتراض کا جواب ۲۹۰
- ☆ ولی کی تعریف میں صوفیاء کے اقوال ۲۹۱

- ☆ ولی کی تعریف پر مرتب نتائج ۲۹۲
- ☆ شرعی احکام و معاملات میں عرف کی اہمیت ۲۹۶
- ☆ کتبِ اصول میں عرف کا بیان ۲۹۶
- ☆ عرف متاخرین میں لفظ ولی اللہ کا اطلاق ۲۹۸
- ☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹۸
- ☆ ولی کا اصطلاحی معنی بحوالہ تفسیر منطری ۲۹۹
- ☆ ولی کا عرفی و اصطلاحی معنی بحوالہ تفسیر خازن ۳۰۰
- ☆ ولی کا عرفی معنی بحوالہ تفسیر النار ۳۰۱
- ☆ ولی کا عرفی معنی از محشی میراس ۳۰۲
- ☆ ولی کا اصطلاحی معنی از تفسیر ضیاء القرآن ۳۰۲
- ☆ ولی کے عرفی و اصطلاحی معنی کی بحث کا خلاصہ ۳۰۲
- ☆ قربانِ غوثیہ ادب و احترام کے متافی نہیں ۳۰۳
- ☆ حضرت چراغ دہلوی کی عظمت اور مشائخِ چشت کا اعتراف ۳۰۵
- ☆ معترض کے دوسرے اعتراض کا جواب ۳۰۶
- ☆ اس کی وضع اور سیاق و سباق موجبِ تخصیص ہیں ۳۰۸
- ☆ قرآن مجید سے لفظ کل کے عموم کی مثالیں ۳۰۹
- ☆ لفظ کل کا عموم، علمائے اصول کی نظر میں ۳۰۹
- ☆ لفظ کل کی بحث کا خلاصہ ۳۱۰
- ☆ قربانِ غوثیہ اور بعض چشتی صاحبزادوں کی رائے ۳۱۱
- ☆ حضرت اعلیٰ پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۲
- ☆ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب ۳۱۳
- ☆ قادیانیت کی تردید میں عظیم الشان کارنامہ ۳۱۳

- ☆ وہ آگے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے ۳۴۳
- ☆ نظریۂ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور شرعی حیثیت ۳۴۵
- ☆ علامہ اقبال کا خراج عقیدت ۳۴۵
- ☆ سماع بالزامیر پر مسکت گفتگو ۳۴۶
- ☆ حضرت محبوب الہی قدس سرہ کی عظمت پر تحقیقی مقالہ ۳۴۶
- ☆ بحث میں الجواب کر دیا ۳۴۶
- ☆ قرآن مجید سے مسائل کا عجیب استخراج ۳۴۷
- ☆ علمائے حرمین شریفین کا اعتراف ۳۴۷
- ☆ قطب الاقطاب شیخ المشائخ اور مرشد السالکین ۳۴۸
- ☆ درس مشکوٰۃ شریف ۳۴۸
- ☆ وادی حرمین زیارت نبوی ۳۴۸
- ☆ دست بیز از غائبان کو تاہ نیست ۳۴۹
- ☆ کس پر میدان در نئے آید سواراں را چہ شد ۳۴۹
- ☆ امتیازی شانِ خلافت ۳۵۰
- ☆ بے شکی دروازے کا ثبوت ۳۵۱
- ☆ بے نیازانہ دار باب کرم سے گزرم ۳۵۱
- ☆ ہم عصر علماء و مشائخ کی نظر میں ۳۵۲
- ☆ حلقہ ارادت میں شامل علماء و مشائخ ۳۵۲
- ☆ تاریخ مشائخِ چشت کے حوالے سے ۳۵۳
- ☆ حضور علیہ السلام پر لفظ بشر کے اطلاق کی منقوب بحث ۳۵۳
- ☆ علمی وسعت و جامعیت ۳۵۴
- ☆ آپ کے بلند بہت مسترشدین ۳۵۴

- ☆ بارگاہِ غوثیت میں آپ کا مقام ۳۵۵
- ☆ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سے ملاقات ۳۵۵
- ☆ فرمانِ غوثیہ اور حضرت اعلیٰ گولڑوی کے افادات ۳۵۶
- ☆ انوارِ قادریہ پر تقریظ ۳۵۷
- ☆ الفتوحات المکیہ کے حوالے سے معترض کے اعتراضات ۳۵۸
- ☆ معترض کے اعتراضات کا خلاصہ ۳۵۹
- ☆ معترض کے اعتراضات کے جوابات ۳۶۰
- ☆ انا الحشی والخضوع مقانی ۳۶۱
- ☆ اتم اور اکمل مقامِ غوثیہ ۳۶۲
- ☆ عہدیتِ کاملہ اور تصرف فی العالم کا مقام ۳۶۳
- ☆ طریقت کی حاکمیت اور مقامات کے تعین کا مقام ۳۶۴
- ☆ فتوحات کی عبارات میں تطبیق ۳۶۵
- ☆ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی مزید وضاحت ۳۶۶
- ☆ قطبِ وقت کا اکبر و اکمل مقام ۳۶۷
- ☆ معترض کے دوسرے اعتراض کا جواب ۳۶۸
- ☆ بارگاہِ غوثیت سے شیخ ابوالسعود کی انتہائی عقیدت ۳۶۹
- ☆ فتوحات کی عبارت میں معترض کی قطع و برید ۳۷۰
- ☆ حضرت ابن عربی کی بارگاہِ غوثیت سے عقیدت ۳۷۱
- ☆ شیخ ابوالسعود کے کلام پر صاحبِ فتوحات کا مواخذہ ۳۷۲
- ☆ حضرت شیخ کے کام کا نتیجہ ۳۷۳
- ☆ شیخ ابوالسعود کے بارے میں لاعلمی کا اظہار ۳۷۴
- ☆ شیخ ابوالسعود کے واقعہ کی اصل صورت حال ۳۷۵

- ☆ معترض کا منصوبہ ناکام ۳۵۳
- ☆ سیدنا غوث اعظم اتم و اکمل ہیں ۳۵۳
- ☆ صاحب مقام بزرگ پر غوث اعظم کی فضیلت ۳۵۴
- ☆ حضرت ابو العباس السبئی پر غوث پاک کی فضیلت ۳۵۴
- ☆ شیخ ابو مدین مغربی سے شیخ عبد القادر کا امتیاز ۳۵۵
- ☆ فرمان غوثیہ سے صاحب فتوحات کا استعجاب ۳۵۵
- ☆ شیخ ابو مدین مغربی پر سیدنا غوث اعظم کی فضیلت ۳۵۷
- ☆ حضرت ابو یحییٰ المغربی سے حضرت شیخ عبد القادر کا امتیاز ۳۵۷
- ☆ حضرت ابن عربی اور قصیدہ غوثیہ کی تصدیق ۳۵۸
- ☆ معترض کے تیسرے اعتراض کا جواب ۳۵۹
- ☆ معترض کے چوتھے اعتراض کا جواب ۳۶۰
- ☆ امر الہی کے بغیر تصرف عہدیت میں نقص کا باعث ہے ۳۶۰
- ☆ معترض کے پانچویں اعتراض کا جواب ۳۶۱
- ☆ معترض کے چھٹے اعتراض کا جواب ۳۶۲
- ☆ حضرت ابن عربی کے کلام پر مرتبہ مذکور ۳۶۳
- ☆ کلام شیخ سے برآمد ایک نتیجے کی وضاحت ۳۶۴
- ☆ سیدنا غوث اعظم بحث شیخ کے تاثر میں ۳۶۵
- ☆ فخر کے بغیر اعتبار مقام پر شیخ کا اطلاق مجاز ہے ۳۶۶
- ☆ فتوحات کے مضموم سے معترض کی تاواقیفیت ۳۶۷
- ☆ تحقیق بالحق کا اعلیٰ مقام ۳۶۷
- ☆ اصحاب حقیقت کا ترک ادب کمال ادب ہے ۳۶۸
- ☆ الفتوحات بالفتوحات ۳۶۹

- ☆ ترک ادب کا مقام اور اس کی عظمت ۳۷۱
- ☆ معترضین کو صاحب فتوحات کی حبیہ ۳۷۱
- ☆ اظہار کمالات پر معترض کا دوہرا موقف ۳۷۳
- ☆ اہل طریقت اور اہل حقیقت کے درجات میں امتیاز ۳۷۴
- ☆ عظیم الشان دعویٰ غوثیہ اور صاحب فتوحات کی تشریح ۳۷۶
- ☆ حضرت ابن عربی کی تشریح پر مرتبہ مذکور و ثمرات ۳۷۷
- ☆ امام شعرانی اور شیخ علی الخواص کے تاثرات ۳۷۸
- ☆ صاحب روح المعانی کی رائے ۳۷۹
- ☆ شرح صدر کے بعد علامہ الوسی کی رائے میں تبدیلی ۳۸۰
- ☆ فتوحات کی بحث حکیم میں معترض کی غلط بیانی ۳۸۱
- ☆ حکیم کے بارے میں شیخ ابو مدین مغربی کا مسلک ۳۸۲
- ☆ تعریف الہی سے حکیم نقص کا موجب نہیں ۳۸۳
- ☆ حکیم پر حضرت شیخ کے کلام کا خلاصہ ۳۸۳
- ☆ معترض کے اعتراضات کا مرجع اور ماخذ ۳۸۴
- ☆ حال کی بحث میں معترض کی علمی بددیانتی ۳۸۵
- ☆ اکابر صوفیائے کرام کے نزدیک حال کی اہمیت ۳۸۶
- ☆ مقام و حال حضرت علی ہجویری کی نظر میں ۳۸۷
- ☆ رضا مقام کی انتہا اور احوال کی ابتداء ہے ۳۸۸
- ☆ رضا کے حال ہونے کا اور اک کالمین کو ہوتا ہے ۳۸۸
- ☆ حال کے بارے میں صاحب عوارف کا نقطہ نظر ۳۸۹
- ☆ حال کی عظمت اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۳۹۰
- ☆ بحث احوال کا خلاصہ ۳۹۱

- ☆ عوارف کی عبارات کے نتائج ۳۹۱
- ☆ حضرت چراغ دہلوی اور حال کی عظمت ۳۹۲
- ☆ دوام حال مقام ہے ۳۹۳
- ☆ معترض کا مشائخ کبار سے اختلاف ۳۹۴
- ☆ ابن عربی اور چراغ دہلوی کے تاثرات میں موافقت ۳۹۵
- ☆ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۳۹۶
- ☆ کرامت اولیاء کے بارے میں معترض کی غلط بیانی ۳۹۷
- ☆ کرامت اولیاء کی فضیلت و عظمت کا بیان ۳۹۸
- ☆ امام ابو القاسم تقیری اور کرامت کی عظمت ۳۹۹
- ☆ حضرت داتا گنج بخش اور کرامت کی عظمت ۴۰۰
- ☆ کرامت کا صدور حالِ صحو و تحکیم میں ہوتا ہے ۴۰۱
- ☆ امام عبد اللہ یافعی اور کرامت اولیاء ۴۰۲
- ☆ کرامت اولیاء اور شیخ عز الدین بن عبد السلام ۴۰۳
- ☆ امام شعرانی اور کرامت کے صدور کے اسباب ۴۰۴
- ☆ کرامت اولیاء اور مولانا عبد الرحمن جامی ۴۰۵
- ☆ کرامت اولیاء اور شیخ ابن تیمیہ ۴۰۶
- ☆ کرامت اولیاء اور علامہ شہاب الدین غفاری ۴۰۷
- ☆ کرامت اولیاء اور علامہ یوسف بن اسماعیل التہامی ۴۰۸
- ☆ اظہار کرامت پر علامہ بھائی کا بصیرت افروز تبصرہ ۴۰۹
- ☆ معترضین کیلئے علامہ بھائی کا خاص پیغام ۴۱۰
- ☆ معترض کا موقف قرآن و حدیث اور اقوالِ مشائخ کے برعکس ۴۱۱
- ☆ مدعی تم ہو تو انصاف کرو ۴۱۲

- ☆ کرامات کے بارے میں حضرت محبوب الہی کا ایک فرمان ۴۱۳
- ☆ حضرت محبوب الہی کے فرمان کی غلط تعبیر و تشریح ۴۱۴
- ☆ کرامت کی عظمت اور حضرت محبوب الہی قدس سرہ ۴۱۵
- ☆ کرامت کی عظمت اور حضرت غریب نواز قدس سرہ ۴۱۶
- ☆ حضرت محبوب الہی کے فرمان کی وضاحت ۴۱۷
- ☆ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۴۱۸
- ☆ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۴۱۹
- ☆ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۴۲۰
- ☆ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۴۲۱
- ☆ مشائخِ چشت کی کتابوں میں کرامت کی اہمیت ۴۲۲
- ☆ کرامتِ نوحیہ اور حضرت مولانا فخر الدین دہلوی ۴۲۳
- ☆ بارگاہِ غوثیت سے مشائخِ سلاسل کی عقیدت و استفادہ ۴۲۴
- ☆ حضرت شیخ ابودین مغربی رحمۃ اللہ علیہ ۴۲۵
- ☆ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ۴۲۶
- ☆ حضرت شیخ سید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ ۴۲۷
- ☆ سلطان المذہب حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی ۴۲۸
- ☆ حضرت مولانا بھائی سروروی چشتی مؤلف سیر العارفین ۴۲۹
- ☆ حضرت غوث اعظم سے حضرت سلطان المذہب کا استفادہ ۴۳۰
- ☆ خواجہ فریدی تصنیف مولانا علی اصغر چشتی ۴۳۱
- ☆ سیر الاقطاب تصنیف شیخ المدنی بن عبد الرحیم چشتی ۴۳۲
- ☆ مرآۃ الاسرار حضرت عبد الرحمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۴۳۳
- ☆ اقتباس الانوار از شیخ محمد اکرم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ۴۳۴

- ☆ بارگاہِ غوثیت میں استغاثہ کی خاص ترکیب ۴۳۹
- ☆ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۰
- ☆ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۰
- ☆ حضرت خواجہ نور محمد مباروی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۰
- ☆ حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۱
- ☆ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۱
- ☆ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ ۴۴۲
- ☆ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۲
- ☆ حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۳
- ☆ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۳
- ☆ حضرت سیالوی کے ملفوظ میں قطع و برید ۴۴۳
- ☆ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۵
- ☆ مؤلف تاریخ مشائخ پشت کا خراج تحسین ۴۴۵
- ☆ تاریخ دعوت و عزیمت کے مؤلف کا اعتراف ۴۴۶
- ☆ محبوبیت قادریہ عالمگیر اور آفاقی ہے ۴۴۷
- ☆ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۸
- ☆ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۹
- ☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۵۱
- ☆ علامہ یوسف بن اسماعیل النعمانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۵۲
- ☆ مؤلف سیر الاقطاب ۴۵۲
- ☆ صاحب اقتباس الانوار ۴۵۲
- ☆ غوثیت متفقہ کا منقرض مقام ۴۵۳

- ☆ تمام سلاسل طریقت میں غوث پاک کا فیض جاری ہے ۴۴۶
- ☆ محضر صاحب اور اقتباس الانوار کا حوالہ ۴۴۸
- ☆ تحفۃ الابرار از مرزا آفتاب بیگ سلیمانی ۴۴۸
- ☆ شریعتہ الاصفاء از مفتی غلام سرور چشتی لاہوری ۴۴۸
- ☆ سیرت غریب نواز پر بعض مشہور و معروف تذکرے ۴۴۹
- ☆ منقبتِ غوثیہ اور حضرت غریب نواز ۴۴۹
- ☆ دیوانِ معین کے بارے میں اربابِ شعرو سخن کی رائے ۴۴۰
- ☆ دیوانِ غریب نواز کا ناقابل تردید ثبوت ۴۴۱
- ☆ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ۴۴۲
- ☆ دیوانِ غریب نواز بحوالہ حضرت شمس الدین سیالوی ۴۴۲
- ☆ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور غزل ۴۴۳
- ☆ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان ۴۴۳
- ☆ سلطان الازہرین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۵
- ☆ بارگاہِ غوثیہ سے حضرت گنج شکر کی دستار بندی اور حصولِ فیض ۴۴۵
- ☆ بارگاہِ غوثیہ سے حضرت سلطان سلیم چشتی کا حصولِ فیض ۴۴۶
- ☆ حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۶
- ☆ عظمتِ غوثیہ کا بیان از حضرت نظام الدین اولیاء ۴۴۷
- ☆ حضرت محبوب الہی کے بزرگوں کو خلافتِ غوثیہ ۴۴۷
- ☆ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۸
- ☆ حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۸
- ☆ اسمائے غوثیہ سے استغاثہ ۴۴۸
- ☆ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴۸

- ☆ مولانا روم کا شعر خلاصہ بحث ہے ۳۶۷
- ☆ نام لینے سے کام ہوتا ہے ۳۶۷
- ☆ استغاثہ غوثیہ اور امام جلال الدین سیوطی ۳۶۸
- ☆ سیدنا غوث اعظم کا فقہی مسلک ۳۶۸
- ☆ آپ درجہ انتہا پر فائز تھے ۳۶۹
- ☆ راکب دوش اولیائے کرام ۳۶۹
- ☆ یہ مقام صرف حضرت غوث پاک کا ہے ۳۷۰
- ☆ رکبان کی وجہ تسمیہ کا بیان ۳۷۰
- ☆ معترض کی غلط بیانی کا ثبوت ۳۷۱
- ☆ حضرت غوث اعظم کسی بزرگ کے ذریعہ قدم نہیں تھے ۳۷۱
- ☆ غوث اعظم درمیان اولیاء۔ چوں محمد درمیان انبیاء ۳۷۱
- ☆ حضرت مولانا روم کی طرف اس شعر کی نسبت کے خلاف کوئی قطعی دلیل نہیں ۳۷۲
- ☆ عدم قطعیت ثبوت اور قطعیت عدم ثبوت ۳۷۲
- ☆ کے مضموم میں بڑا فرق ہے ۳۷۲
- ☆ نقل مشہور موجب اطمینان ہوتی ہے ۳۷۲
- ☆ حضرت مولانا روم اور محقق دہلوی کی مطابقت ۳۷۳
- ☆ غوث اعظم ایک مختص لقب ۳۷۳
- ☆ اکابر علماء و مشائخ کی تائید ۳۷۴
- ☆ مستند کتابوں کی شہادت ۳۷۴
- ☆ مشائخ چشت کا اعتراف ۳۷۴
- ☆ باعث اضطراب کیوں باعث قی و تاب کیوں ۳۷۵

- ☆ مافوظ سلیمانی کی غلط ترجمانی ۳۵۳
- ☆ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ۳۵۴
- ☆ کاریا کلاس راقیاس از خود نگیر ۳۵۶
- ☆ مافوظ حضرت شاہ سلیمان در آئینہ علم بیان ۳۵۶
- ☆ تشبیہ کی تعریف ۳۵۶
- ☆ اولیائے کرام پر سیدنا غوث اعظم کی افضلیت ۳۵۷
- ☆ محقق علی الاطلاق کی تحقیق ۳۵۸
- ☆ اعلیٰ حضرت بریلوی کی تحقیق ۳۶۱
- ☆ معترض کی بعض غلط باتوں کی نشاندہی اور مختصر جواب ۳۶۲
- ☆ خضنا، عرا و وقف الانبیاء علی ساحلہ ۳۶۳
- ☆ یہ حضرت ابو یزید البسطامی کا قول ہے ۳۶۳
- ☆ علامہ پرھاروی سے امام شعرانی، شیخ عبد العزیز دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کا اختلاف رائے ۳۶۳
- ☆ علامہ پرھاروی کے بیان کردہ مضموم سے بھی اختلاف ۳۶۳
- ☆ حضرت غوث اعظم کا ارشاد اس طرح ہے ۳۶۳
- ☆ خضنا، عرا لم یلق علی ساحلہ الانبیاء ۳۶۳
- ☆ حضرت اعلیٰ گولڑوی کی تحقیق ۳۶۳
- ☆ اس فرمان کا صحیح مضموم ۳۶۳
- ☆ تقدیر مہرم میں تصرف غوثیہ کی بحث ۳۶۴
- ☆ امام شعرانی، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ اور قاضی ثناء اللہ ۳۶۴
- ☆ پانی پتی کی معنی خیز توجیہ و تشریح ۳۶۴
- ☆ حضرت فاروق اعظم کے فرمان سے تائید ۳۶۷

انتساب

ناچیز مؤلف بصدعہ و نیاز اپنی اس تالیف کو
جامع شریعت و طریقت بحر علوم و معرفت فارغ
قادیانیت، مجدد دین و ملت، نائب غوث اعظم
حضرت اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رضوی
کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا
ہے جن کی علی و رد غانی عظمت و جلالت کے سامنے
بڑے بڑے مدعیان علم و فن کی گردنیں خم ہو گئیں۔

شایاں چہ عجیب گربنواز زندگدارا

کمدین نیازمند
فقیر ممتاز احمد مہشتی



- ☆ امام اعظم اور غوث اعظم ۳۷۶
- ☆ فاضل بریلوی کے ملفوظ میں قطع و برید ۳۷۶
- ☆ حضرت ملا علی قاری، حضرت مجدد الف ثانی اور صاحب روح المعانی کی تائید ۳۷۷
- ☆ ملفوظ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۸
- ☆ فاعبر وایا اولی الابصار ۳۷۹
- ☆ قارئین کرام خود فیصلہ کریں ۳۷۹
- ☆ تقریظ میں تجلیل عارفانہ ۳۷۹
- ☆ خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد ۳۸۱
- ☆ از خدا خواہیم توفیق ادب ۳۸۲
- ☆ اللہ ذاتی نام نہیں صفاتی ہے ۳۸۳
- ☆ قاضی بیضاوی، صاحب روح المعانی اور علامہ سیالکوٹی کی تحقیق ۳۸۳
- ☆ سبحان صفاتی نام نہیں ۳۸۳
- ☆ علامہ زمخشری، امام رازی، شہاب خفاجی، سلیمان الجمل، صاحب روح المعانی اور حضرت اعلیٰ گولڑوی کی رائے ۳۸۵
- ☆ پایہ تکمیل کو پہنچی کتاب ۳۸۶
- ☆ کتابیات ۳۸۷

اگر چرخ حسن تو از مهر غمید، مستغنی است
 من آن نیم که ز ایمان خویش آیم باز
 سپاه تازه بر انگیزم از ولایت عشق
 که در حرم خطر از بغاوت خرد است
 ز بادشاه و گدافتار غم مجده الله
 گدائے خاک در دوست بادشاه من است
 از در خویش خدا را به بهشتم مفرست
 که سر کوئے تو از کون و مکان مارا بس

اِنْ شَاءَ اللهُ وَفَضْلِهِ

تقاریط

افسانات

وتاثرات

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی فیض احمد صاحب مدظلہ

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبدہ الذین اصفیٰ اباجدا حضرت غوث اعظم
محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے فرمان عالی شان "قدی
حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کی توضیح و تشریح پر مشتمل کتاب "قدم الشیخ عبدالقادر علی
رقاب الاولیاء الاکابر" کے مسودات پڑھ کر قلبی مسرت ہوئی۔

عزیز محترم مولانا حافظ ممتاز احمد چشتی سلمہ خطیب و مدرس جامعہ
انوار العلوم ملتان نے بڑی تحقیق اور محنت سے اس مشہور عالم موضوع پر کلام کیا
ہے۔ تحقیق و تدقیق کے ساتھ ساتھ انہوں نے حتیٰ الوسع اعتدال اور حوصلے کو
مد نظر رکھ کر عام مصنفین کے جذباتی انداز تحریر سے احتراز کی کوشش کی ہے۔
فاضل مولف نے جس کتاب کی تردید میں لکھا ہے اس کی عبارات و تحریرات کی
شدت و بے احتیاطی کے مقابلے میں انہوں نے خلل اور برداشت سے کام لے کر
اپنی کتاب کی اہمیت اور افادیت کا خیال رکھا ہے اور یہ بات ان کے حسن تدبیر اور
معاہدہ حق کی دلیل ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اس فرمان عالی شان کے
بارے میں تقریباً نو سو سال کے طویل عرصے سے امت مسلمہ کے اکابر علماء و مشائخ
اپنی مستند کتابوں میں اظہار خیال کر چکے ہیں اور اس موضوع پر اتنا لکھا جا چکا ہے کہ
مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اکابر اولیائے کرام کا اس فرمان پاک کی اطاعت میں گردن جھکانا اس بات
کی واضح دلیل ہے کہ وہ بامر الہی اس کے صدور پر یقین رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ
حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرح فرمانے اور اولیائے کرام کے گردن
جھکانے پر کسی نے اعتراض نہ کیا بلکہ ہر زمانے کے علماء و مشائخ نے اس حقیقت کو
بیان کیا۔ اگر آپ کا یہ فرمان سکر کی حالت میں صادر ہوتا تو زمانے بھر کے اولیائے
کرام اس کی تعمیل نہ کرتے۔ اس دور کے مشائخ عظام جن میں حضرات مشائخ

چشت اصحاب صحو و حکیمین بھی یقیناً تھے "ان سب کا گردن جھکانا اس حقیقت کو روز
روشن کی طرح واضح کر دیتا ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے بامر الہی اعلان
فرمایا اور مشائخ عظام نے اس فرمان کو بامر الہی یقین کر کے گردن جھکائی۔

ہمت سے بزرگان و مشائخ جنہوں نے سکر کی حالت میں بعض کلمات اور
دعاویٰ فرمائے علماء و مشائخ نے انہیں قبول نہ کیا بلکہ شرعی مؤاخذہ کرتے ہوئے ان
کے خلاف فتویٰ دیا۔ ایسا بھی ہوا کہ حالت صحو میں ان بزرگوں نے اپنے اقوال سے
رجوع کیا یہ کہیں بھی منقول نہیں کہ دوسرے علماء و مشائخ نے ان کے اقوال کی
اطاعت کی ہو یا خود وہ بزرگ ہمیشہ اپنے دعاوی پر قائم رہے ہوں۔

راقم الحروف نے حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات
مہر منیر "میں فرمان غویہ کا مختصر انداز میں تذکرہ کیا ہے کیونکہ وہاں دلائل اور
مکاتیل کی گنجائش نہ تھی۔ اکثر و بیشتر سجادہ نشین حضرات نے بالمشائخہ اور خط و
کتابت کے ذریعے مہر منیر کی تحسین و تصویب فرمائی۔ خصوصاً حضرت شیخ الاسلام
خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ
اللہ علیہ نے ہاربا اس ناچیز کے سامنے تحسین و تصدیق کا اظہار فرمایا اور ہمت زیادہ
مصلحت افزائی فرمائی۔

حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں فرمان غویہ کا
تفسیلی تذکرہ ہے اور وہ عرصہ دراز سے شائع چلے آ رہے ہیں۔ راقم الحروف درگاہ
مولانا شریف میں تقریباً چالیس سال سے قیام پذیر ہے آج تک اس قسم کے
حوالات و اعتراضات کسی چشتی بزرگ اور عالم دین نے نہیں کئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے فرمان عالی شان کے
بارے میں بعض حضرات نے یہ اظہار خیال کیا ہے کہ یہ آپ کے زمانہ اقدس کے
اولیائے کرام کے لئے ہے مگر اکابر علماء و مشائخ میں سے ہمت سے بزرگوں نے
اولیائے متقدمین و متاخرین سب کو اس ارشاد میں شامل کیا ہے۔ فاضل مولف کی

کتاب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

حضور غوث پاک قدس سرہ کے ہر زمان اولیائے کرام میں حضرت شیخ شہاب الدین سروردی، ان کے شیخ طریقت حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سروردی، حضرت شیخ ابودین مغربی، حضرت شیخ احمد الرفاعی اور حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہم سمیت حسب تصریح اکابر تین سو تیرہ کبار اولیائے کرام گردن جھکانے والوں میں شامل تھے۔ یہ حضرات اولیائے متاخرین کے تو مقتدا اور پیشوا ہیں جبکہ فیضان ولایت، فقر و تصوف، وصول الی اللہ اور ارشادِ خلق میں اپنی مساعی جلیلہ اور خدمات جلیلہ کے لحاظ سے ان کا نام اور کام معتقدین اولیائے کرام سے کہیں زیادہ روشن ہے اس لئے وقت اور زمان کے موضوع کو محل بحث بنانا چنداں مناسب نظر نہیں آتا۔ ہم عصر اور ہم زمان لوگوں کا کسی عظمت و فضیلت کو تسلیم کرنا زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اہل علم کے نزدیک معاشرت ایک حجاب اور رکاوٹ شمار ہوتی ہے اور عموماً معاصرین علماء و مشائخ سے اختلاف رائے، انکار اور تنقید کا ظہور زیادہ ہوتا ہے۔

جہاں تک حضور غوث پاک محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے دوسرے عظیم الشان کمالات و احوال و مقامات کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں امت مسلمہ کے اکابر علماء و مشائخ نے ہر دور میں اجماعی اعتراف کیا ہے اور اس پر مستند تاریخی مواد شاہد ہے۔ راقم الحروف علالت اور ضعف طبع کے باعث کچھ زیادہ لکھنے سے قاصر ہے اور اس کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ فاضل مؤلف کا علمی و تحقیقی انداز کتاب کی جامعیت اور اقاہت پر شاہد ہے جس سے قارئین کرام یقیناً لطف اندوز ہوں گے۔

کثرین عباد اللہ الاحد فیض احمد غفرہ الصمد
مقیم ورگاہ گوڑہ شریف ۳۴ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

حضرت علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی گوڑوی مدظلہ

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں

قارئین! دنیائے علم و ادب میں کسی کتاب کو پرکھنے کے لئے نقادان فن کے نزدیک کچھ مسئلہ اصول و معیار ہیں مثلاً موضوع کی اہمیت، نوعیت دلائل، معنوی اہمیت، روایت و درایت میں تطبیقی عمل، ذاتی نقطہ ہائے نظر کا طرز اثبات، اسلوب نگارش، اظہار مطالب کے لئے انتخاب الفاظ، فقرات کا درست، لفظوں کا رکھ رکھاؤ، پیرایہ بیان کی اثر آفرینی، عبارت میں لب و لہجہ کی کھٹک، محاورات روزمرہ اور ضرب الامثال کا بر محل استعمال، قدرت فکر اور زبان پر قدرت وغیرہ۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی روایات، محفل خصوصیات اور لفظی و معنوی کمالات پر شاہد باطل ہیں۔ یوں تو مختلف موضوعات پر آج تک ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی مگر دیکھنے کی بات یہ ہوتی ہے کہ مصنف نے اپنے موضوع سے کہاں تک انصاف برتا، اور اس کا طرز استدلال، اصحاب علم و دانش کو کہاں تک متاثر کر رہا ہے وہ اپنی تحریر سے جو مفہیم قارئین کے اذہان میں شکل کرنا چاہتا ہے اس میں وہ کامیاب بھی ہوا یا نہیں۔ روایت و درایت پر مبنی اس کے دلائل کا وزن کتنا اور جان کتنی ہے۔ کیا وہ پیش کردہ عبارات میں حسب ضرورت قطع و برید کا عادی ہے یا عبارت کے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلاماً دیانت نقل سے کام لیتا ہے۔ کیا وہ محض اپنے ذہنی مفروضات کو ثابت کرنے کے لئے ماضی کی روایات کی طرف سفر کرتا ہے تاکہ اپنے کسی اختراعی موقف کو کسی روایت کا سہارا دے کر منوائے یا مطلوبہ موقف کو اس کی متعلقہ تمام روایات سے برآمد ہونے والے حتمی اور اجتماعی نتائج کی روشنی میں سامنے لانا چاہتا ہے۔ یا پھر یوں کہتے کہ وہ محض اپنے کسی ذہنی مفروضہ کے اثبات کی خاطر مآخذ و مراجع کو اہمیت دیتا ہے یا کسی اہم نتیجے پر پہنچنے کے لئے مآخذ و مراجع کی طرف رجوع کرتا

رقاب الاولیاء الاکابر کے مسودہ کا مطالعہ کیا تو میرا تاثر یہ قائم ہوا کہ فاضل موصوف کی ایسی گراں قدر علمی کاوش دلائل عقلیہ و نقلیہ پیش کرنے میں ان کی پاکیزہ سنی، پختہ کاری، مہارت علمی اور دائرۂ تہذیب و اخلاق میں رہتے ہوئے ان کے مدلل و مسکت ہواہات کی تعریف نہ کرنا بھی جمالت، حسد، بغض و کینہ علمی خیانت اور محض فطری بخل ہو گا۔ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا۔

شعر کہہ سکتا نہیں اور مجھ کو کتنا ہے غلط

خود زبان معترض ہی خارج از قطع ہے

علامہ ممتاز احمد کے مسودہ سے قبل معترض کی تصنیف کے مطالعہ کا اتفاق بھی ہوا تھا۔ موصوف نے اپنے بعض اختراعی نظریات کو ثابت کرنے کے لئے جن عبارات اور حوالہ جات کا سہارا لیا اور ان سے جو نتائج اخذ کئے وہ ایک عام قاری کو تو شاید متاثر کر سکیں مگر مجھ ایسے طالب علم کے لئے ضرور کل نظر ہیں۔ کیونکہ

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں

قارئین! میں پوری دیانت داری سے کہہ رہا ہوں کہ علامہ ممتاز صاحب نے معترض کے تعمیر کردہ قصر نظریات کو اپنے آہنی دلائل کی ضرب سے پاش پاش کر دیا ہے۔ آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے ان کا طرز استنباط عالمانہ و محققانہ ہے اور حقیقت نگاری کی شان ہر کہیں قائم ہے۔ قرآن و سنت، فقہ، طریقت اور دوسرے متداولہ علوم و فنون کے جاندار اور معتبر حوالوں سے جب وہ معترض کا کوئی جواب دیتے ہیں تو قاری کو ذہنی لطف کے ساتھ ساتھ ان کی وسعت مطالعہ کا اندازہ بھی ہوتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ ان کی پشت پر کسی کا ہاتھ ہے کیونکہ

پیغام رسانی سے پتہ چلتا ہے

لفظوں کی روانی سے پتہ چلتا ہے

طاقت ہے مرے ذہن کے پیچھے کوئی

القائے معانی سے پتہ چلتا ہے

ہے۔ مصنف نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے کیا پہلے اس کے لئے وہ خالی الذہن بھی ہے کہ نہیں؟ دم تحریر اس کا ذہن موضوع سے کس حد تک مخلص ہے؟ مقصد تحریر محض نبرد آزمائی، اظہارِ علیت و مسابقت اور حریفانہ کشمکش ہے یا اخلاص نیت کے ساتھ جستجوئے حق مطلوب ہے۔ کیا وہ اپنے بعض ذہنی مفروضات اور سطحی عقائد کو محض بزورِ قلم منوانے پر اکتفا ہوا ہے یا وہ اپنے اس سارے تحقیقی و تحقیقی عمل میں انتہائی مخلص ہے؟ اس لئے کہ مصنف کی عظمت کا معیار یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کو صحیح سمجھے تو دوسروں کی مدح و ذم سے بے نیاز ہو کر اس پر استواری سے کاربند رہے۔ جب ایک باشعور ناقد مندرجہ بالا امور کو ذہن میں رکھتے ہوئے کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے تو اس پر مصنف اور اس کی تصنیف کی حیثیت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ نقد و جرح کے ایسے ہی قواعد و ضوابط کی روشنی میں تصانیف کے رد و قبول کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ فقیر خود کون تو نقد و جرح کے فن کا ماہر سمجھتا ہے اور نہ ہی علوم شریعت اور معارف طریقت میں اپنی دستگاہ کاملہ کا مدعی ہے۔ تاہم تخریصِ نعت کے طور پر یہ ضرور کہہ سکتا ہے کہ اس فقیر نے علوم و فنون کے بعض ماہرین اور آسمانی تصوف کے بعض درخشندہ ستاروں سے بقدرِ ظرف استعداد و اکتساب فیض ضرور کیا ہے اور بجز اللہ تھوڑا بہت جو کچھ بھی سیکھ پایا ہے سلیقے سے سیکھا ہے۔

خود سے چل کر یہ نہیں طرزِ سخن آیا ہے

پاؤں استادوں کے داہے ہیں تو فن آیا ہے

مولانا ممتاز احمد چشتی میرے ہم درس ضرور رہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں اپنے علم و مطالعہ کے سارے چراغ گل کر کے اور اپنی تحقیقی استعداد کو بروئے کار لائے بغیر موصوف کی ہر بات آنکھیں بند کر کے تسلیم کرنا چلا جاؤں۔ میرے مشرب میں ایسا کرنا قرطاس و قلم کی توہین اور علم و فن سے کھلی خیانت کے مترادف ہے۔ جب مولانا ممتاز احمد چشتی کی تصنیف ”قدم الشیخ عبدالقادر علی

جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ ہے کہ ممتاز احمد صاحب نے معترض کی طرح محض کوئی ذہنی مفروضہ پیش نہیں کیا، بلکہ معترض کے تمام مفروضات ذہنیہ کو موقع و مقام کی مناسبت سے قرآن و سنت، شریعت، طریقت، اصول فقہ، علم بیان، لغت، محاورات، روزمرہ ضرب الامثال اور اکابر طریقت کے جائدار اور ناقابل تردید حوالوں سے رد کیا ہے واپس نہیں کہیں ان کی تحریر علمی اصطلاحات کے ناگزیری عمل کے سبب عام قاری کے لئے کسی قدر بوجھل ہو گئی۔ اگر علامہ ممتاز احمد، حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی والہانہ جذباتی وابستگی، طبعی نیاز مندی و عقیدت کی رو میں ہمہ کر عقلی مفروضات کا بازار گرم کرنے یا معترض کے لئے سو فیصد انداز خطاب اور بازاری زبان استعمال فرما کر اپنے نظریات کو قارئین پر ٹھونسے کی کوشش کرتے تو شاید اسے کوئی مذہب ذہن تسلیم نہ کرتا، مگر انہوں نے ایسا ہرگز نہیں کیا، بلکہ معترض کے اٹھائے گئے اعتراضات کے جواب میں تہذیب و شائستگی کا دامن کسی وقت بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹا نظر نہیں آیا، نفرت، جذبات، عقیدت اور فرط محبت میں قلم و زبان پر قابو رکھنا آسان بات نہیں ہوتی، لیکن ممتاز صاحب پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ بڑے تحمل و بردباری اور بڑی بالغ نظری سے اس مشکل مقام سے گزرے ہیں۔

انہوں نے اپنے پیش کردہ مسئلہ پر جس جامع و مانع انداز میں تبصرہ پیش کیا ہے اور اس سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ایک منصف مزاج صاحب علم نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ ذاتی توجہ سے براہ راست بھی ان نتائج تک پہنچ سکتا ہے اور یہ صحت و صداقت دلائل کی سب سے قوی دلیل ہوا کرتی ہے۔ دوران بحث انہوں نے دور از کار، تاویلات و تشریحات کا سارا ہرگز نہیں لیا۔ اس لئے کہ ایسا کرنا دلائل کی کمزوری اور موقف کے ضعف کی علامت ہوتا ہے۔ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کی رو میں ہمہ کر انہوں نے سلاسل طریقت کے کسی شیخ کے لئے کوئی رکیک جملہ اور توہین آمیز لفظ استعمال نہیں کیا۔ میرے

خیال میں یہ شہرہ پیرا بی بیان صوفیائے امت سے ان کی مجموعی عقیدت و نیاز مندی کا نواز ہے۔ بخلاف معترض صاحب کے کہ انہوں نے فرط جذبات میں اگر دنیائے طریقت کے ایک مسلم اور جت شیخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان محبوبیت بھائیہ کو گھٹا کر بیان کرنے کی خاطر بعض انتہائی کمزور جملے استعمال کئے ہیں جو ان کی بوجھل پراہٹ پر وال ہیں۔ حالانکہ معترض صاحب جن اکابر صوفیاء کے حق میں رطب اللسان ہیں، انہوں نے بھی حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کوئی ایسا جملہ یا لفظ کہنے کی جسارت نہیں کی، بلکہ ہر دور کے ہر شیخ نے اپنے اپنے شعور اور اپنے اپنے وجدانی محسوسات کی مناسبت سے بارگاہِ نوشت میں اپنی محبتوں، عقیدتوں اور نیاز مندیوں کے گہرے پھل پھلور کئے اور سب کے سب بیک آواز پکاراٹھے کہ

حسن میں، علم و جلالت میں، مسیحائی میں
کوئی ٹانی نہیں اسے دلیر زہرا تیرا
پا کا تیرے سوا کون مقام مخدع
تجھ سے مخصوص ہے یہ رتہ اعلیٰ تیرا
جو کہا تو نے وہ مامور من اللہ ہو کر
اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا
چھپ گئے سامنے اس کے عرفا مثل نجوم
مطلع فقر پہ خورشید جو چمکا تیرا
عمد تک تیرے نہیں تیرا تصرف محدود
سچ تو یہ ہے کہ ہر اک عہد ہے شام تیرا

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مختصر یہ وہ احساسات و اثرات تھے جو میں نے ایک مدت تک کتب تصوف کے عمیق مطالعہ کے بعد عمری قالب میں ڈھالے تھے۔ علاوہ ازیں ممتاز احمد صاحب نے اکابر امت کے جو

اقوال و اشعار اس کتاب میں نقل کئے ہیں، ان کو پڑھنے کے بعد یہ اندازہ بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ہر دور کے صوفیاء و مشائخ سلاسل کو حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی سے کس قدر محبت و عقیدت تھی۔ کسی کی عظمت کو تسلیم نہ کرنے کا علاج تو کسی معالج کے پاس بھی نہیں۔ اہل بیت، صحابہ کرام اور اولیائے امت رضی اللہ عنہم تو بعد کی بات ہے، متکبرین نے تو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور انبیاء و مرسلین کے معجزات اور ان کے مقامِ منصوص کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ داناؤں کا قول ہے کہ کسی با عظمت شخصیت کی عظمت کو تسلیم کرنے کے لئے انسان کا خود با عظمت ہونا ضروری ہے۔ جب کہ تسلیم نہ کرنے کی رٹ لگائے رکھنا اس کی کمزوریوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اسی سے انسان کو حسد و بغض جیسی موذی اور مملکت بنیاری لگ جاتی ہے۔

بلاشبہ غوث، قطب، ابدال و اوتاد وغیرہ کے الفاظ اصطلاحاتِ تصوف میں پائے جاتے ہیں۔ جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے واضعین خود اہل تصوف اور اکابر امت ہیں۔ معترض صاحب جب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ محفلِ بلا القاب صوفیاء نے ایک مخصوص مقام اور مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے وضع فرمائے ہیں تو لامحالہ امت محمدیہ علی صاحبہا السلام میں ایسی شخصیات ضرور پائی جاتی ہوں گی جو ان القاب کا مصداق بننے کے لائق تصور ہوئیں، گویا یہ القاب بے معنی اور مہمل نہیں بلکہ اپنے مرادى معانی پر مکمل طور پر دلالت کرتے ہیں۔ ہم صوفیائے کالین سے یہ توقع ہرگز نہیں کر سکتے کہ وہ کسی کے لئے کوئی ایسا لقب استعمال کر سکتے ہیں جو اس کا مستحق نہ ہو، لہذا حضرت پیران پیرؒ کے لئے غوثِ اعظم حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے لئے نائب رسول اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے لئے سلطان المشائخ یا محبوب النبی کے الفاظ استعمال کرنے میں ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں آج کل کے ان بعض جعلی مشائخ کی بات نہیں کر رہا جو محض اپنی دکانداری چمکانے اور مال و زر کمانے کی خاطر لبائے تصوف اوڑھ

کر خلیق خدا کو لوٹتے ہیں، ایسے قریب کاروں کو بھی معتقدین، شیخ المشائخ اور نہ جانے کن کن انقلاب سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن ایسے نام نماد ہیروں پر ایسے عظیم القاب استعمال کرنے کی حیثیت اور ہے اور صوفیائے سلف میں سے کسی کا کسی کے لئے کوئی لقب لکھنے یا بولنے کا مقام کچھ اور ہے۔

عنا چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کتاب تصوف کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم صوفیاء کے لئے جن با کمال مشائخ نے جو القاب استعمال کئے، وہ بہت سوچ سمجھ کر کئے۔ یہ آج کل کی طرح ”من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو“ والا معاملہ ہرگز نہیں تھا۔ اور پھر تصوف تو سرا سر تذکیۃ نفس، حسن معاملہ اور اخلاق و محبت باہمی کا ایک پیغام جاودانی ہے۔ ہمارے صوفیاء نے اسی پیغام کو عام کیا ہے۔ نفرتوں کو قربتوں میں تبدیل کیا اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مقام شناسی اور احترام کا درس دیا۔ بحالی تعلقات میں ایک دوسرے کی تعریف کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی، البتہ انقلابِ روابط کی صورت میں تہذیب و مروت کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دینا بہت بڑی بات ہے اور یہ صرف صوفیاء کا شیوہ ہے، ایک صوفی نفرت کی گرم بازاری میں بھی درسِ مروت دیتے ہوئے کہہ اٹھتا ہے۔

محببتوں میں قریب تو لوگ رکھتے ہیں

میں نفرتوں میں بھی قائل ہوں رکھ رکھاؤ کا

ظاہر ہے کہ نفرت میں انسان کے ساتھ رکھ رکھاؤ اور مروت سے پیش آنا بہت بڑے حوصلے کی بات ہے اور یہ امر قابلِ تعریف ہے کہ معترض کے تندو تلخ اعتراضات ممتاز صاحب میں جھنجھلاہٹ نہیں پیدا کر سکے۔ ورنہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بظاہر مذہب اور مدعیانِ علم افراد بھی اختلافات اور نفرتوں کے طوفان میں بہہ کر انسانیت کے بنیادی مقصدیات تک کو فراموش کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ کسی سے اظہارِ نفرت و اختلاف کے بھی آخر آواب ہونے چاہئیں اور ایسے آواب کا

صوفیائے کرام نے قرآن و سنت کی تعلیمات سے نہ صرف استخراج کیا بلکہ اپنی قائم کردہ خانقاہوں میں آخری دم تک ان کا درس بھی دیتے رہے۔

قارئین! بات کہیں سے چلی تھی اور کہیں جا پہنچی تو میں عرض کر رہا تھا کہ ممتاز احمد صاحب نے اپنی اس کتاب میں جن جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے وہ دنیا کے تصوف سے تعلق رکھنے والوں کے لئے انتہائی اہم موضوعات ہیں۔ مثلاً "قدی حذہ" کے ارشاد پر لفظ "ولی" کی تشریح، اطلاق اور پر فاضلانہ بحث، اسی طرح لفظ "کُل" اور ما کے عموم پر عالمانہ تبصرہ۔ آپ دیکھیں کہ معترض نے لفظ "کُل" کے تحت اپنے موقف کے اثبات میں آنے کریمؐ پیش کی علامہ ممتاز نے قرآن مجید کی ان آیات پر کس جامعیت سے بحث کی جو لفظ کُل پر مشتمل ہیں اور پھر معترض کی قائم کردہ دلیل کا کس حسن و خوبی اور سلیقے سے رد کیا۔ اسی طرح عرف کی بحث میں درسیات کی متداولہ کتب میں سے جو مثالیں اور تعریضیں بطور سند پیش کیں، ان کی داد دینی شخص دے سکتا ہے جو ماہر درسیات ہو۔

قارئین! اگر فرست مآخذ پر ایک نظر ڈالی جائے تو قاری پر کتابیات کا ایک الگ دروازہ کھلتا ہے اور ایک محنتی طالب علم آفرین کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ الفتوحات المکیہ اور البیواقیت والجاہر جیسی کتابوں پر تبصرہ اور پھر فاضلانہ تبصرہ ع۔ یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

فرست مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ممتاز احمد نے دوسری صدی ہجری سے لے کر عصر حاضر تک کے آسمان علم و معرفت کے درخشاں ستاروں کی کم و بیش ڈیڑھ سو کتب سے استفادہ کیا اور دفتر کے دفتر کھنگالے ہیں۔ یہ سب کچھ محض ورق گردانی اور ایک سطحی سے مطالعہ کا نتیجہ نہیں بلکہ موصوف کے پیش کردہ علمی مباحث اور محاذ عبارات ان کے مطالعاتی اعماق، شرف نگاہی، غیر معمولی محنت اور عرق ریزی کا منہ بولا ثبوت ہے۔ کتابیات میں محاذ کتب کے مصنفین و مؤلفین کے سنیں وفات کے اہتمام نے شائقین تحقیق کے لئے جو سہولت فراہم

کر دی ہے اس نے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ معترض نے جن کتابوں اور عبارات کے بل بوتے پر اپنا بودا قصر تحقیق تعمیر کیا تھا علامہ ممتاز احمد نے ان ہی کتابوں اور ان ہی عبارات کے محذوف سیاق و سباق کو مندرجہ شہود پر لاتے ہوئے معترض کے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا بقول اکبرؒ

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا

قارئین! بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا اور نہ کہنے کے حق میں ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اٹھائے گئے بعض اعتراضات کے جواب میں یہ کتاب حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے، مگر اتنا اعتراف نہ کرنا بھی خلاف انصاف ہو گا کہ علامہ ممتاز احمد نے موضوع زیر بحث کے ساتھ نہایت محققانہ اور عادلانہ برتاؤ کیا ہے اور یہ بھی کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر صرف کھانے اور نعرے لگانے والے "ظہیوں"، "مفتیوں"، "مولویوں"، "بیروں" اور "مردوں" میں سے اگر کوئی اپنی عقیدت کے ثبوت میں اس طرح کا ایک بھی علمی و تحقیقی شاہکار بار بار گاؤ غوثیت میں پیش کر کے اٹھادے تو ہم تسلیم کریں گے کہ اس نے پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے حق نسبت ادا کیا اور نہ پھر بقول سعدیؒ محض

ع: مقالات بے ہودہ طبل حمی ست
والی بات ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ ممتاز احمد چشتیؒ کی اس خالصتاً علمی و تحقیقی کاوش کو قبولیت عامہ اور شہرت دوام عطا فرمائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصوصی توجہ موصوف کے شامل حال رہے، اہل بیت، صحابہ، اور اولیائے امت رضی اللہ عنہم اس کتاب کے مصنف کے لئے عالم برزخ میں اظہار مسرت کے ساتھ سعادت دارین کی دعا فرمائیں اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ بروز

قیامت اپنے اس غلام خاص کو صرف ”ہمارا ممتاز احمد“ کہہ کر بلا لیں! آمین
اگر یک بار گوئی بندۂ من روداز عرش بالا خندۂ من

گدائے کوئے محبوبِ بھائیؔ و محبوبِ الہیؔ

فقیر نصیر الدین نصیر کان اللہ لہ

۳۱ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء

از درگاہِ غوثیہ، پشتیہ، نظامیہ، مصریہ، گولڑہ شریف، اسلام آباد پاکستان

حضرت علامہ مشتاق احمد چشتی شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان
نمودہ لعل علی رسولہ الکریم! اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے مقبول بندوں
کے ذریعے دین متین کی تجدید فرمائی، احیائے سنت اور احقاقِ حق کا فریضہ ہمارے
بزرگوں نے انجام دیا، علمائے امت نے ایسی ہستیوں کو مجذوبینِ ولایت کے خطاب
سے یاد کیا، پوری تاریخ اسلام میں ایک ایسی ہستی نظر آتی ہے جس نے تجدید سے
بچہ کر احیائے دین کا فریضہ انجام دیا اور اس عظیم ہستی کو محی الدین کے لقب سے
یاد کیا گیا۔

ہر طبقہ اور کتب فکر کے لوگوں نے اپنے اپنے دور میں آپ کو خراج
تحسین پیش کیا چنانچہ زیرِ نظر کتاب میں آپ دیکھیں گے کہ حافظ ابنِ جمیع، ابنِ
”شیر“ ابنِ جوزی، ابنِ حجر عسقلانی اور ابنِ حجر مکی جیسے علمائے علواہر نے حضور
سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر قدس سرہ کی دینی خدمات کو تسلیم کیا اور آپ کی شان
جامعیت، استقامت اور حکیمین کی تعریف کی۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے چنانچہ
مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ”تاریخ دعوت و عزیمت“ میں آپ کو شاندار الفاظ
میں خراج تحسین پیش کیا، مصر کے مشہور ناقد اور مفسر سید محمد رشید رضا مصری نے
آپ کی دینی خدمات کو تسلیم کیا جبکہ ان کے قول کے مطابق باقی اقطابِ ثلاثہ میں یہ
بست نظر نہیں آتی۔

حضور غوث اعظم سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی
سیرت پر عربی، فارسی، اردو اور انگریزی وغیرہ میں سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ آپ
کی شخصیت کسی تصنیف کی مرہونِ منت نہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ
تشریفات تصانیف سے آپ کی اولوالعزم، پروقار، با عظمت اور سراپا حکیمین شخصیت
سامنے آتی ہے جس کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

اس موضوع پر صاحبِ علم و فضل علامہ ممتاز احمد چشتی (ایم اے) خطیب
ادب ٹرس جامعہ انوار العلوم کی کتاب (قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر)

وقت کی اہم ضرورت تھی۔ ایک صاحب نے علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر بزرگوں کے کلام میں قطع و برید کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان قدسی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ سکر اور مستی کے عالم میں سرزد ہوا۔ آپ اس میں مامور من اللہ نہیں تھے اور یہ صرف ان معاصرین تک محدود ہے جنہوں نے آپ کا زمانہ پایا۔ فاضل مصنف مولانا ممتاز احمد چشتی نے علامہ شعرانی کی تصانیف ”مطائف المنن“ ”الیواقیت والحواہر“ اور حضرت شیخ اکبر کی کتاب ”الفتوحات المکیہ“ کا بغور مطالعہ کر کے معترض کی قطع و برید کا سراغ لگایا اور پھر ان ہی کتابوں سے اس کو جواب دیا اور فضائل و کمالات غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و اہمیت کو ثابت کیا۔

معترض کا موقف یہ تھا کہ مامور من اللہ صرف انبیائے کرام ہوتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اکابر صوفیائے کرام بالخصوص علامہ شعرانی، شیخ ابن عربی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے کلام سے ثابت کیا کہ اس فرمان میں آپ مامور من اللہ تھے اس وقت آپ سکر و مستی کے عالم میں نہ تھے ورنہ اکابر اولیائے کرام آپ کے آگے سرنگوں نہ ہوتے جو امر انبیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔ امر تشریفی ہے جبکہ اولیائے کرام کا مامور ہونا امر الہامی سے ہوتا ہے۔

دوسری بات کہ یہ فرمان صرف معاصرین کے لئے تھا اس بارے میں فاضل مصنف نے تسلیم کیا کہ سلف صالحین میں کچھ لوگوں نے ایسی بات کہی ہے لیکن اکثریت اور جمہور کا مسلک یہی رہا ہے کہ حقدارین اور متاخرین تمام اولیائے کرام اس فرمان کے عموم میں داخل ہیں البتہ حضرات صحابہ کرام اس میں داخل نہیں جیسا کہ ہمارے شیخ کامل جامع شریعت و طریقت مجدد دین و ملت حضور سیدنا پیر مرعلی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے تحقیق فرمائی ہے کہ اگرچہ صحابہ کرام ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے لیکن عرف میں انہیں ولی نہیں کہا جاتا بلکہ اس سے افضل لقب ”صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ سے یاد کیا جاتا ہے۔

چونکہ معترض کو عرف کے دلیل شرعی ہونے سے انکار تھا اس لئے فاضل مصنف مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی سلمہ ربہ نے اصول شاشی سے لے کر توضیح تلویح تک تمام کتب متداولہ سے عرف کی اہمیت کو ثابت کیا۔ اسی طرح ”کل ولی اللہ میں لفظ ”کل“ کے عموم کو اصول فقہ کی مستند کتابوں سے ثابت کیا امید ہے جو مصنف مزاج اس تحریر کو پڑھے گا مطمئن ہو جائے گا۔

معترض نے حضرات مشائخ چشت کے ارشادات میں تحریف کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ حضرات حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم کی فضیلت کو نہیں مانتے۔ مصنف نے بڑی محنت کے ساتھ مشائخ چشت اہل بہشت کے اقوال سے ثابت کیا کہ وہ سب حضرات حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کے معترف ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ حضور غوث پاک محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

حضور خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ العزیز کے استفادے کو فاضل مصنف نے مشائخ چشت اور مولانا جمالی سروردی کے حوالوں سے ثابت کیا۔ اسی طرح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال اور حوالے پیش کئے۔ حضور غوث زمان شاد محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور خاتم العاشقین خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف کی کتابوں اور ملفوظات کے حوالوں سے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کو ثابت کیا اور اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کیا کہ

ع: محمد مستند شیران احمد
اللہ تعالیٰ کے شیر آپس میں حمہ اور شیر و شکر ہیں۔ غرضیکہ فاضل مصنف سلمہ ربہ نے دلائل کا انبار لگا کر معترض کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا جو وہ چشتیہ اور قادریہ سلسلوں کے متوسلین کے درمیان بصورت مفاخرت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ یہ بہت بڑا فتنہ تھا اور اس کا سد باب وقت کی اہم ضرورت تھا۔

معرض صاحب نے کرامت کی اہمیت کو گھٹانے کی مذموم کوشش کی اور اس طرح یہ تاثر دیا کہ غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی شہرت اور تواتر سے کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ یہ بھی انتہائی مذموم اور مکروہ کوشش ہے، کرامت یقیناً معیار فضیلت ہے اور کرامات کی کثرت ولی کی ولایت کو چار چاند لگا دیتی ہے، اس لئے کرامت کو حیض اور ترک فرائض سے تشبیہ و انتہائی غلط بات ہے اور معتزلانہ انداز فکر ہے۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جمہور کے نزدیک ولی کی کرامت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے جس کی پیروی سے وہ مقام ولایت پر پہنچا اور اس سے خوارقی علوات کا ظہور ہوا۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے کرام کی کثیر کرامات حقیقت میں حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں، ان کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کرنا ارباب تحقیق کے شایان شان نہیں۔ سچے اہل محبت کو بزرگان دین کے کرامات بیان کرنے اور سننے سے دلی تسکین نصیب ہوتی ہے اور نور ایمان میں مزید تنویر آجاتی ہے اس لئے علامہ نبھانی جیسے محقق عالم نے ”جامع کرامات الاولیاء“ تصنیف کی۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اخبار متواترہ کے ذیل میں آتی ہیں اور حافظ شمس الدین ذہبی نے ان کو موسلا دھار بارش سے تشبیہ دی ہے۔ خبر متواترہ کا انکار جہالت اور تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

محبوب سبحانی کے ضمن میں لفظ سبحان اور لفظ اللہ کی تحقیق، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر بیضاوی اور اس کے مستند حواشی سے کی گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ سبحان کو جو مناسبت ذات حق سبحانہ و تعالیٰ سے ہے اور اس سے کمال تزیینہ کا جو مفہوم اخذ ہوتا ہے وہ کسی اور کلمے میں نہیں۔

فاضل مصنف نے عام طور پر تحقیقی جواب دیئے ہیں لیکن کہیں الزامی جواب کا انداز اختیار کیا ہے تو وہ ان کی حاضر جوابی اور ذہنی صلاحیت کا مظہر

ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور روایت ہے کہ ایک عیسائی نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ کہتے ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں جب ان کے نواسے کو کریم میں شہید کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کیوں اپنے نواسے کی مدد نہ کی۔ شاہ صاحب نے فی البدیہہ الزامی جواب دیا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مدد طلب کرنے کے لئے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں نے میرے بیٹے کو سولی پر چڑھا دیا میں اس کی مدد نہیں کر سکا۔ میں تمہارے نواسے کی کیونکر مدد کر سکتا ہوں۔ اس اعتراض کے تحقیقی جواب متعدد ہو سکتے ہیں مگر جو لطافت شاہ صاحب کے جواب میں ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔

مولانا ممتاز احمد چشتی سلمہ نے بھی کہیں کہیں الزامی جواب کا انداز اختیار کیا ہے مگر وہ بھی اہل علم کی نظر میں یقیناً ان کی ذہانت اور حاضر جوابی کی دلیل ہے دیئے عام طور پر دلیل عقلی کا رد، دلیل عقلی سے اور دلیل لفظی کا رد، دلیل لفظی سے کیا گیا ہے جیسا کہ کتاب پڑھنے سے واضح ہو جائے گا۔

مولانا ممتاز احمد چشتی زید مجدد نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے محبت اہرے تذکرے سے اس کتاب کو سدا بہار پھول کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اس میں مناسب نظر آتا تھا کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے کسی ایسی شخصیت کا ذکر بھی کیا جائے جو حضور غوث پاک کے فیوضات و برکات کی مظہر ہو، اس مقصد کے لئے ان کا یہ انتخاب بڑا مستحسن ہے کہ حضرت سیدنا و مرشدنا جامع شریعت و طریقت نائب غوث اعظم سیدنا پیر مرعلی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز کا ذکر جامعیت اور علم و تحقیق کے انداز میں کیا جائے جو سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ قادریہ دونوں میں عظیم فضائل کے مالک ہیں۔

قدماء میں یقیناً بہت سے حضرات حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات کا نمونہ ہو گزرے ہیں مگر متاخرین میں علم و عمل، تقویٰ، مجاہدہ و ریاضت،

صد اقت و استقامت، تجر علمی کے ساتھ باطل کا مقابلہ اور شریعت و طریقت میں جامعیت کی جو شان حضور سیدنا پیر مرعلی شاوچشتی قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں پائی جاتی ہے وہ صرف آپ کا حصہ ہے۔ ان کے ذکر خیر سے اور "قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ" کی تحقیق سے یہ کتاب اور زیادہ بارگاہ قبولیت کے لائق ہو گئی ہے۔

اس کتاب کا ششہ انداز بیان کوثر و سلسیل میں دھلی ہوئی زبان اس کے حسن و خوبی میں اور زیادہ اضافے کا باعث ہے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ الوہیت میں اور بارگاہ غوثیت میں منظور و مقبول فرمائے۔ اس کتاب کے ذریعے سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ اور دیگر سلاسل تصوف کے ماننے والوں کے درمیان زیادہ محبت اور اتفاق پیدا ہو، منافرت کی دیواریں گر جائیں اور محبت و اخوت کی تعمیر تکمیل کو پہنچے۔

اہل سنت و جماعت کے درمیان سب سے بڑی متفق علیہ شخصیت اور مقام صحابہ کے بعد اولیائے کبار میں سب سے اونچی مقدس ہستی کے ذکر خیر پر مشتمل یہ کتاب ان سینکڑوں ہزاروں کتابوں میں ایک عمدہ اضافہ ہے جو پہلے سے سیرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی گئیں۔ انشاء اللہ یہ کتاب عوام و خواص سب کی نظروں میں مقبول، پسندیدہ اور تحقیقی کتاب قرار پائے گی۔

کمترین نیاز مند بارگاہ غوثیہ

مشتاق احمد چشتی

۶ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی چشتی صابری

بسم اللہ الرحمن الرحیم! قطب الاقطاب، غوث الانوار، فرد الاحباب، سلطان الاولیاء، محبوب سبحانی، شاہباز لامرکائی، حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرات اولیائے کرام میں جو عظیم الشان امتیازی مقام حاصل ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ دنیائے اسلام میں محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے اور آپ کی عظمت و جلالت اور شان محبوبیت کو عالمگیر اتفاقی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور عالم فرمان "قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ" پر تمام اولیائے کرام نے گردنیں جھکا کر آپ کی فوقیت اور برتری کو تسلیم کیا۔

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان عالی شان کے بارے میں عصر حاضر کے بعض لوگوں کی طرف سے اٹھائے گئے بعض اعتراضات کے جواب میں حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی زید لفظ خطیب و مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان کی کتاب "قدم والشیخ عبدالقادر علی رقبۃ الاولیاء" کا پر "کے مسودات پڑھ کر بہت ہی مسرت ہوئی کہ انہوں نے بڑی تحقیق اور جامعیت کے انداز میں اس موضوع پر کلام کیا۔ فاضل مصنف نے کتاب میں اعتدال اور حقیقت پسندی کا خیال رکھتے ہوئے بڑا شائستہ اور معتدل انداز اختیار کیا۔ انہوں نے دلائل اور حقائق کی روشنی میں اپنے موقف کو ثابت کیا جس سے قارئین کرام یقیناً متاثر ہوں گے اور کتاب کی اہمیت و افادیت کو تسلیم کریں گے۔

حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی، حضرت غزالی، زانا امام المہنت قدس سرہ العزیز کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور تیس سال کے طویل عرصہ سے جامعہ انوار العلوم میں مسند تدریس پر فائز ہیں۔

فقیر کو اس بات پر قلبی مسرت ہوتی ہے کہ حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی ہر سال فقیر کے ساتھ جامعہ انوار العلوم میں بڑی گیارہویں شریف

کے انعقاد میں نہایت عقیدت و احترام سے تعاون کرتے ہیں اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و تعلیمات کی نشر و اشاعت میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔

جامعہ انوار العلوم کی ادبی تنظیم ”ہرم سعید“ کے ارکان مبارک ہاؤس کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس اہم تصنیف کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری سنبھال کر سیرت و تعلیماتِ غوثیہ کی ترویج و اشاعت میں قابلِ تعریف کردار ادا کیا ہے جو گراں قدر نتائج و ثمرات کا حامل ہو گا۔

فقیر پر فقیر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات سے ہمارے قلوب و اذہان کو منور فرمائے، حضرت علامہ مولانا ممتاز احمد صاحب چشتی کی یہ مخلصانہ کوشش قبول فرمائے اور ان کی کتاب بارگاہِ غوثیت میں منظور و مقبول ہو! آمین، بحاجہ سید المرسلین

سب درگاہِ جیلانی

فقیر قادری سید ارشد سعید کاظمی

استاد شعبہ حدیث جامعہ انوار العلوم ملتان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْوَاجِبِ الْقَدِيمِ ذِي الْقُوَّةِ الْمَتِينِ
الْغَنِيِّ عَنْ حَمْدِ الْحَامِدِينَ الْحَادِثِينَ
السَّكِينِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ كَانَ نَبِيًّا
وَأَمْرًا بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
الَّذِي أَنْزَلَ فِي تَأْيِيدِهِمْ إِنْ نَشَاءُ نُزُلًا عَلَيْهِمْ مِنَ
السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ
وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَأَصْحَابِهِ
الِهَادِينَ الْمُهْتَدِينَ وَعَلَى أَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ
الْعَارِفِينَ الْكَامِلِينَ خُصُوصًا عَلَى قُدْرَةِ أَرْبَابِ
الْصُّمُورِ وَالشَّكِينِ قُطْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِينَ
الْغُوثِ الْأَعْظَمِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ رحمۃ اللہ علیہ
أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ الْحَسَنِ الْحُسَيْنِيِّ
الْمَكِينِ الْأَمِينِ الَّذِي كَانَ مَأْمُورًا بِقَوْلِهِ
قَدْ مَيَّ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ وَلِيٍّ إِلَهٍ
مَنْ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَخَضَعْتُ لَهُ رِقَابَ
الْأَوْلِيَاءِ الْمَلَقَدَّمِينَ وَالْمَعَاصِرِينَ وَالْمَتَأَخِّرِينَ
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ

وجہ تالیف اور چند ضروری باتیں

حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و تعلیمات، فضائل و کمالات، دینی و اصلاحی خدمات، کشف و کرامات، آفاقی شہرت و مقبولیت، امتیازی شان، محبوبیت اور عظمت و جلالت کے موضوع پر دنیائے اسلام کے نامور محققین، علمائے اعظام اور مشائخ عظام نے جس تواتر اور تسلسل کے ساتھ مستند کتابیں لکھیں اور آپ کے علمی و روحانی کارناموں کو خراجِ حسین پیش کیا اولیائے کرام کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مستقل تصانیف کے علاوہ سیرت و تاریخ اور تصوف کی اکثر و بیشتر کتابوں میں بھی آپ کے حالات و کمالات کو بڑی تفصیل کے ساتھ قلمبند کیا گیا۔ بزرگانِ دین کے ملفوظات، مکتوبات اور مواعدیہ حنفیہ کے بہت سے مجموعے بھی آپ کی سیرت و تعلیمات اور احوال و مقامات کے بیان پر مشتمل ہیں۔

آپ کے ظاہری عرصہ حیات اور زمانہ ارشاد ہی سے علماء و مشائخ اور اربابِ علم و دانش نے آپ کے ارشاداتِ عالیہ، احوالِ کاملہ اور افاداتِ جلیلیہ کو ضبطِ تحریر میں لانے کا کام بڑے منظم طریقے سے شروع کر دیا تھا۔ تمام تذکرہ نگار اور مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کے خطاب میں ستر ہزار افراد کا مجمع ہوتا اور چار سو کاتب آپ کے ارشادات لکھنے میں مصروف نظر آتے۔ آپ کے مواعدیہ حنفیہ کے مسودات کو دور دراز علاقوں میں پہنچانے کا انتظام کیا جاتا، آپ کے تلامذہ، خلفاء اور مریدین ان کی نشر و اشاعت کی ذمہ داری سنبھال لیتے اور اس طرح ایک منظم اور مضبوط تحریک کے ذریعے آپ کے خطاب کا ایک ایک حرف دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتا۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولوالعزم شخصیت اور روحانی عظمت کا کرشمہ تھا کہ اصلاح و تربیت اور تبلیغ و ارشاد کا یہ وسیع سلسلہ عالمگیر وسعت و افادیت سے ہمکنار ہوا اور اطرافِ عالم میں آپ محی الدین کے جلیل القدر لقب

سے مشہور ہوئے۔ آپ کے حالات و کمالات کی روایات نقل متواتر سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں۔ علمائے کرام جانتے ہیں کہ نقل متواتر موجب قطعیت و یقین ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے محققین علماء و مشائخ نے کھلے دل سے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ آپ کے احوال و کمالات اور کشف و کرامات میں انکار کی گنجائش نہیں۔ آپ کی سیرت و تعلیمات پر مشتمل ضخیم مواد اور آپ پر لکھنے والوں کے مقام و حیثیت کی تفصیل کو ہم ایک مستقل عنوان کی صورت میں لائیں گے اور اس کے مراجع، مصادر اور منابع پر سیر حاصل تبصرہ کریں گے۔

عربی، فارسی، اردو اور دوسری زبانوں میں آپ پر سینکڑوں مستقل تصانیف، سیرت، تاریخ، تصوف کی بے شمار کتابوں میں آپ کے حالات کی تفصیل اور نقل متواتر کے ذریعے منقول روایات کی کثرت کے بعد آپ کی سیرت و تعلیمات کا کوئی پہلو محتاجِ تکمیل نہ تھا اور آپ سے منسوب فضل و کمال کا کوئی عنوان اہم و اخصاء اور اضطراب و تردد کی زد میں نہ تھا کہ ہم ایسے طالب علموں کو کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئی اور ہم مشہور مقولہ ”چھوٹا منہ بڑی بات“ کا مصداق بننے لگے۔ کچھ یوں کہ رمضان المبارک ۱۸۰۸ھ میں بصیر پور ضلع اوکاڑہ کے مولانا محمد احمد چشتی فریدی کی کتاب ”کلام الاولیاء الاکابر علی قول الشیخ عبدالقادر“ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جس میں انہوں نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ ارشاد ”قلعی ہلہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ اور آپ کی سیرت کے بعض پہلوؤں کے بارے میں اعتراضات کئے جن کی تفصیل ہم کتاب میں پیش کریں گے۔ انہوں نے اپنے نقطہ نظر کی تائید میں بعض اکابر علماء اور مشائخ عظام خصوصاً مشائخ چشت کی عبارات اور اقوال پیش کئے۔ انہوں نے اپنے خیالات و نظریات کو علماء و مشائخ کا موقف قرار دیا، اپنے آپ کو بطور ترجمان پیش کیا اور اپنی اس کوشش کو تحقیقی تجویز قرار دیا۔

کسی موضوع پر تحقیق یا اختلاف رائے کوئی بری بات نہیں اور اس سے

کسی کو روکنا بھی مناسب نہیں ہوتا۔ چشتی فریدی صاحب کو حق پہنچتا ہے کہ وہ تحقیق کریں اور ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہ ہو تا بشرطیکہ وہ تحقیق کرتے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ انہوں نے تحقیق کے نام پر تحریف کا کارنامہ سرانجام دیا۔ ہم ان سے اتنا پوچھنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ انہوں نے علماء و مشائخ کی عبارات میں قطع و برید اور لفظی و معنوی تحریف و تبدیل کا طریقہ کیوں اختیار کیا۔ عبارت کے پورے صفحے کا ایک جملہ لکھ کر ماقبل اور مابعد کی ساری عبارت کو کیوں حذف کیا، ایسے حوالے کیوں درج کئے جن کا کتابوں میں تذکرہ ہی نہیں۔ کسی ایک جملے کو علماء و مشائخ کا فیصلہ قرار دینے کی زحمت کیوں اٹھائی جبکہ اس جملے کے ساتھ ہی فیصلے کی تفصیلی عبارات موجود تھیں۔ انہوں نے غلط بحث کے ذریعے حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کس بنا پر کی۔ انہوں نے ایسے نتائج اور اقوال کو علماء و مشائخ کی طرف کیوں منسوب کیا جو سراسر "من و عن" مکمل طور پر بلا شرکت غیرے ان کے خود ساختہ مفروضات ہیں۔ انہوں نے بزرگانِ دین کے مقام و منصب کے تعین کا کام اپنے ذمہ کیوں لیا اور اپنی طرف سے مقامات و مناصب عنایت کرنے میں بعض بزرگوں کا انتخاب کس حیثیت سے کیا۔

علماء و مشائخ کی کتابوں سے تو انہوں نے جو سلوک کیا وہ اپنے مقام پر مگر انہوں نے اپنے موقف کو قرآن مجید کا شان نزول کیوں قرار دیا، ان کی تحقیق اور اندازِ بیان کو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی "قلمی ہند علی رقبۃ کل ولی اللہ" لکھتے ہیں تو اس کے اوپر یہ آیت تحریر کرتے ہیں "بل نقذف بالحق علی الباطل" کیا علمائے محققین اور مشائخ چشت کی یہی روش تھی۔ احناف و شوافع جن کے درمیان فقہی احکام و مسائل میں اختلاف ہے کیا ایک دوسرے کے موقف کو باطل قرار دے کر اسی قسم کی آیات پڑھا کرتے تھے یا لکھا کرتے تھے۔ "نعوذ باللہ من ذالک"

سچ پوچھیں تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ چشتی فریدی صاحب

نے تحقیق سے کہیں زیادہ جوش و خروش کا مظاہرہ کیا ہے ان کے ایک ایک جملے اور عنوان میں غیظ و غضب نمایاں ہے اور انہوں نے اختلاف و تحقیق کی راہ اعتدال سے ہٹ کر تشدد اور خشونت کا طریقہ اپنایا ہے جو اس پڑھے لکھے دور میں خاص طور پر علمائے کرام کے لئے بالکل مناسب نہیں۔ انہوں نے حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نازیبا الفاظ لکھے ہیں اور دوسرے مشائخِ قادریہ اور ان کی کتابوں پر تو وہ خوب برسے ہیں۔ انہوں نے قادریہ سلسلہ کے معتقدین پر بار بار جہالت، گمراہی، کذب بیانی اور خرافات نویسی کے فتوے داغے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے اپنے طعن و تشنیع کی وجہ جواز کے طور پر بعض غیر مستند خطباء اور مقررین کی تقریروں اور خطابات کو پیش کیا ہے مگر یہ بات قرین انصاف نہیں۔ وہ ان کے خلاف تقریروں میں غصہ نکال سکتے تھے ان سے مباحثہ اور مناظرہ کر سکتے تھے مگر ان کے جواب میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کرنے کا کوئی جواز نہ تھا، جن کی عظمت و جلالت پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔

تصنیف و تالیف اور تحقیق بڑے حوصلے کا کام ہے اور اس میں تحمل اور برداشت بہت ضروری ہے۔ مشائخِ کرام کے عقیدہ متند کھلانے والے لوگ اگر تشدد کا راستہ اختیار کر لیں تو تصنیف و تالیف کا شعبہ میدانِ جنگ بن جائے گا اور اس کے نتائج بڑے خطرناک ہوں گے۔ چشتی فریدی صاحب کے اس اندازِ تحریر کو کوئی بھی معقول انسان پسند نہ کرے گا اور اسے جواب ال غزل کہہ کر نظر انداز نہ کر سکے گا یہی وجہ ہے کہ ان کے تقریظ نگاروں کو بھی ان کے اس طریقِ کار پر نا پسندیدگی کا اظہار کرنا پڑا۔

ہم نے ان کی کتاب کا بغور مطالعہ کیا اور اکابر علماء و مشائخ کے حوالوں کا تحقیقی جائزہ لیا۔ پورے غورو خوض کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انہوں نے جن کتابوں کی ناکمل عبارتیں درج کی ہیں وہ ان کا تفصیلی مطالعہ نہیں کر سکے بلکہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ عبارتیں انہوں نے اصل کتابوں سے نقل نہیں

کیس بلکہ بعض دوسری غیر مستند کتابوں سے نقل کی ہیں۔ ہمارے پاس اس بات کے شواہد ہیں کہ ان کی درج کردہ عبارات محل وقوع اور حدود و اربعہ کے لحاظ سے بالکل اسی طرح ہیں جس طرح نامکمل طور پر دوسری کتابوں میں ہیں۔ اگر وہ حضرت شیخ ابن عربی، حضرت امام شعرانی، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرات مشائخ چشت رحمۃ اللہ علیہم کی اصل کتابوں کا تفصیلی مطالعہ کرتے تو یہ موقف ہرگز اختیار نہ کرتے۔ ہم پوری تفصیل کے ساتھ اپنے اس دعوے کو دلائل کی روشنی میں پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے اور اس حقیقت کو روز روشن کی طرح واضح کریں گے کہ ان کا نقطہ نظر علمائے محققین اور حضرات مشائخ چشت سے قطعاً متعارض اور متصادم ہے۔

ان نفوس قدسیہ نے اس موضوع پر جو روش اختیار فرمائی وہ انصاف تحقیق اور اخلاص کا قابل عمل نمونہ ہے۔ ان جلیل القدر ہستیوں کے کلام سے بظاہر اگر کوئی ایسا خدشہ سامنے آتا ہے جس سے چشتی فریدی صاحب کے نقطہ نظر کو کچھ تقویت ملتی ہے تو غور و فکر اور مائیل و مابعد ملاحظہ کرتے ہی رفع ہو جاتا ہے۔ ان بزرگوں کی اسی کتاب میں یا ان کی کسی اور کتاب میں وہ موضوع نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہوا نظر آتا ہے۔ محنت اور قفل کی روشنی میں شکوک و شبہات کے مصنوعی بادل چھٹ جاتے ہیں اور حقیقت کا آفتاب پوری آب و تاب سے جلوہ گر نظر آتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چشتی فریدی صاحب کے ساتھ دورِ حاضر اور ماضی قریب کے بعض معتقدین سلاسل بھی اسی نقطہ نظر کے حامل ہیں اور بزعیم خویش اپنے مشائخ کے ساتھ حسن عقیدت کی تکمیل کے لئے ایسا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے کہ تحقیق اور تحریف میں بڑا فرق ہے یہ تو بزرگوں کی عبارات ہیں اگر قرآن مجید میں تحریف کا عمل دخل ہو جائے تو اس کا مفہوم اور مطلب بھی بدل جاتا ہے مثال کے طور پر ”انما ادبشر مثلکم“ (میں تم ہی جیسا

انسان ہوں) یہ قرآنی آیت کا ایک حصہ ہے۔ اگر اس کے مابعد والے حصے (وہو حنی النبی) کو حذف کر دیا جائے اور یہ مفہوم گردانا جائے کہ رسول باب فضل علیہ السلام صرف ایک انسان ہی تو ہیں تو کیا یہ مطلب درست ہو گا ہرگز نہیں۔ ہر مسلمان جانتا اور مانتا ہے کہ آپ رسول ہیں نبی ہیں رحمت عالمین ہیں صاحب خلق عظیم ہیں سراج منیر ہیں اور بشیر و نذیر ہیں۔ غلطی کہاں سے پیدا ہوئی کہ آیت کا حصہ ”وہو حنی النبی“ جو حضور کا عام مخلوق سے امتیاز تھا اس کو چھوڑ دیا گیا نیز ان دوسری آیات کو نظر انداز کر دیا گیا جن میں آپ کے خاص مقامات اور منصب کو بیان کیا گیا۔ اسی طرح اگر نماز کے تارکین یہ آیت پیش کریں

اٰمَنُوْا بِالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (اے ایمان والو نماز کے قریب مت جانا) تو کیا آپ ان کے اس استدلال کو قبول کر لیں گے ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے آیت کا ایک حصہ ”وانتم مسکرا ربی“ چھوڑ دیا جس کو ساتھ ملانے سے مفہوم یہ نکلتا ہے کہ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو اور یہ بالکل درست ہے۔ دونوں کتابوں کے مفہوم اور مطلب میں تبدیلی کا باعث تحریف لفظی ہے۔ ہمارے کہنے کا قصد یہ ہے کہ قطع و برید اور مائیل و مابعد کے حذف سے قرآن مجید کا مفہوم بدل جاتا ہے تو پھر بزرگوں کی عبارتوں میں جہاں اوراق و صفحات گول کر دیئے جائیں ان کا یہاں مفہوم باقی رہے گا۔

ممکن ہے ہمارے دوستوں کو چشتی فریدی صاحب کی پوری کتاب یا ہماری لکھنے والی کتاب کے مکمل پڑھنے کی فرصت نہ ملے ہم بطور نمونہ ان کی تفریح طبع کے لئے چند حوالے درج کرتے ہیں اور فیصلہ ان پر چھوڑتے ہیں کہ وہ انصاف کریں۔ مصنف صاحب کتاب کے ص ۱۳ پر لکھتے ہیں الفتوحات المکیہ میں ہے

ابو السعد و شخصاً ذکر عبد القادر و عظیم منزلة عبد القادر شیخ ابو السعد نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا جس نے شیخ عبد القادر کا ذکر کیا اور آپ کا مرتبہ بہت بڑھایا وغیرہ۔ یہ عبارت الفتوحات المکیہ ص ۳۳ جلد دوم میں ہے

اب انہوں نے اس کا قتل یہ جملہ حذف کر دیا "ولولا ما حكي عنه ابو البدر
المذكور انه" اسی طرح اس عبارت کے مابعد کی سات آنھ سطرں حذف کر دیں
حالانکہ مائیکل اور مابعد کی عبارت ملائیں تو اس سے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی
انتہائی عظمت و جلالت ثابت ہوتی ہے اور اس عبارت کی مزید تفصیل جو ص ۶۲
جلد دوم میں موجود ہے سب کو نظر انداز کر دیا تو آپ کا کیا خیال ہے اس عبارت کا
وہی مطلب ہو گا جو چشتی فریدی صاحب نے لکالا ہے ہرگز نہیں اسی کو کہا جاتا ہے
تحریف اور قطع و برید۔

مصنف صاحب کتاب کے ص ۲۵۲ پر لکھتے ہیں شیخ اکبر صاحب فتوحات
تو آپ کو صاحب مقام مانتے ہی نہیں حالانکہ شیخ اکبر فتوحات جلد سوم ص ۳۲ پر
امت محمدیہ کے اولیائے کرام کا سب سے اعلیٰ مقام بیان کرتے ہوئے حضرت کو
اس مقام پر فائز قرار دیتے ہیں اور فتوحات جلد اول ص ۲۰۱ جلد اول ص ۵۸۸ جلد
دوم ص ۱۳ جلد دوم ص ۱۳۰ جلد دوم ص ۲۸۶ پر آپ کے اعلیٰ مقامات کو بیان
فرماتے ہیں۔ تو پھر آپ کا کیا خیال ہے چشتی فریدی صاحب نے درست لکھا ہے
ہرگز نہیں۔

مصنف صاحب نے حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ
کتاب کے ص ۴۴ پر درج کیا ہے آپ اسے بھی دیکھ لیں اور ملفوظات اعلیٰ حضرت
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حصہ اول ص ۵۵ مطبوعہ جامعہ اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور کا
مطالعہ کریں اور ان کا آپس میں موازنہ کریں پھر دیکھیں کہ مصنف صاحب نے
ملفوظ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

آخر میں مصنف کی تحریف اور نقل عبارت میں بے احتیاطی کا شاہکار
ایک حوالہ پیش خدمت ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے ص ۷۹ پر حضرت مولانا
عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "نجات الانس" کے حوالے سے درج کیا
ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم قدوسی ایک مجذوب کے پاس رہے

وہ ایک بڑا پتھرا تھا کر آپ کو مارنے پر آمادہ ہوتے اور پھر کسی وجہ سے چھوڑ دیتے
حالانکہ یہ روایت حضرت مولانا جامی کی "نجات الانس" میں سرے سے مندرج
ہی نہیں۔ البتہ نجات الانس مطبع نو کلتور ص ۱۱۳ پر شیخ ابراہیم مجذوب اور نجیب
الدین علی بن برغش شیرازی کے بارے میں اس قسم کی روایت پائی جاتی ہے پھر
آپ کا کیا خیال ہے کہ چشتی فریدی صاحب نے اپنی کتاب میں صحیح روایت درج کی
ہے ہرگز نہیں۔

ان چند مثالوں کا تذکرہ کرنے سے ہمارا مقصد قارئین کرام کو مصنف
صاحب کی تحریفات کا نمونہ پیش کرنا ہے۔ مشائخ کرام کے معتقدین سب لوگ ایک
ہی منزل مقصود کے مختلف راستوں پر چلنے والے ہیں۔ ہمارا ذہن مشائخ سلاسل
کے خلاف کسی تصور سے آشنا نہیں اور اہل طریقت دوستوں سے بھی ہمارا کوئی ذاتی
اختلاف نہیں بات صرف اتنی ہے کہ ہمارے مشائخ نے جو لائحہ عمل اور جو طریق
کار پسند فرمایا ہے اور اس پر قائم رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہی برقرار رہے۔
ایک اور فی چشتی ہونے کے لحاظ سے مشائخ چشت کی عظمتوں کی رفعت ہمارے
قلب و دماغ میں مرکوز ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا موقف اور نقطہ نظر وہی ہونا
چاہئے جو ہمارے مشائخ چشت نے اپنے ارشادات و عمل سے ہمارے لئے متعین
کیا ہے ان کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے والا کوئی موقف ہمارے لئے قابل
قبول نہیں۔ مشائخ کے واضح ارشادات ان کے سلسلے کی متداول کتابوں اور ان کے
ملفوظات و مکتوبات کے مجموعوں میں موجود ہیں جو ہمارے لئے کافی و شافی ہیں۔
افطی و معنوی تحریف کے اندھیروں میں ان کی ترجمانی کا دعویٰ اور ان کے نقطہ نظر
کے تحفظ کا مصنوعی فلسفہ ہمارے پائے استقلال میں لغزش کا موجب نہیں بن سکتا۔
ہمارے نزدیک وہ مشائخ چشت جنہوں نے اپنے ارشادات اور معمولات

اور اپنی تصانیف کے ذریعے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت سے
امیں روشناس کرایا اور آپ کی غوثیت عظمیٰ اور قلبیت کبریٰ کی مرکزی حیثیت

کو اجاگر کیا اپنے اکابر مشائخ کی محبت و عقیدت اور ان کے کمال اتباع میں یگانہ روزگار تھے ان کے لئے مقام غوثیت کی صحیح معرفت اپنے مشائخ سے عقیدت و محبت کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی اور نہ ہی وہ حضرات ان جھیلوں میں پڑا کرتے تھے۔ ان کے واضح ارشادات اور تصریحات کا سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے اگر اس تاریخی تحقیقی اور روحانی مواد کو تحریف و قطع و برید کے بغیر ارباب طریقت کے سامنے پیش کیا جائے تو کوئی الجھن باقی نہ رہے۔ ہر سلسلے کے مشائخ کے ارشادات و معمولات و ہدایات کو اگر ان سے منسلک لوگ لائحہ عمل بنالیں تو پھر کوئی اختلاف پیدا نہ ہو اور اگر متعلقین یہ طے کر لیں کہ ہمارے مشائخ خواہ کچھ فرماتے رہیں یا نگھٹتے رہیں مگر ہم ان کی عقیدت و محبت کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے ان کی روش سے انحراف کر کے رہیں گے تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں۔

ہم نے یہی کوشش کی ہے اور مشائخ سلسلہ کی کتابوں کو بار بار پڑھ کر پورا اطمینان حاصل کیا ہے کہ محمد اللہ مشائخ سلاسل عالیہ کا موقف اور نقطہ نظر چشتی فریدی صاحب سے سراسر مختلف اور جداگانہ ہے۔ جن کتابوں کے حوالے مصنف نے دیے ہیں اور ان کے نام مکمل جملے اور ادھورے مضامین پیش کئے ہیں ہم ان کی تفصیل پیش کریں گے اور انشاء اللہ ارباب طریقت کو مطمئن کریں گے۔ ہم کسی قیمت پر حوالوں میں رد و بدل اور غلط حوالے کا اندراج نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں معلوم ہے آج جس طرح مصنف صاحب کی کتاب ہاتھ میں لے کر ہم ان کی غلطیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں کل یہی سلسلہ ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور ویسے بھی دیانت کا تقاضا یہ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہے۔ لوگوں کا حافظہ اس قدر کمزور نہیں اور ان کا شعور اس حد تک مفلوج نہیں کہ وہ صدیوں سے تحریر و تقریر میں آنے والے واقعات اور نقل متواتر کے ذریعے منقول ہونے والے اقوال و روایات کو چند رحویں صدی کی لکھی ہوئی ایک تحریری کتاب کے نامعتبر مندرجات سے نظر انداز کر ڈالیں گے۔

محمد اللہ ہمارا مقصد نہ حصول دولت و شہرت ہے اور نہ ہی نام و نمود اور نہ ہم کسی ادارے کی امداد و اعانت کے لئے کوئی تجارت کر رہے ہیں۔ ہماری کتاب کا واحد محرک اور غرض و غایت صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم تحقیق و انصاف اور محبت و اعتدال کے دائرے میں رہ کر حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظمت و جلالت، مرکزی حیثیت اور شان محبوبیت کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی اور اکابر علماء و مشائخ نے اسے بیان فرمایا۔ ہم ایک بار پھر ارباب طریقت کو مخلصانہ دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ مشائخ عظام اور علمائے کاملین کے فرمودات کی روشنی میں تحقیق و انصاف پر مبنی ہمارے نقطہ نظر پر غور کریں اگر ان کا حقیقت شناس قلب سکون محسوس کرے اور تسلیم کرے تو پھر قبول کر کے حق پسندی کا ثبوت دیں کیونکہ حق تسلیم کرنا بہت بڑی عظمت ہے لیکن اگر ہماری کوشش اور کاوش کے باوجود وہ ہمارے نقطہ نظر سے اختلاف کریں یا اپنے آپ کو حق کے زیادہ قریب قرار دیں تو بھی ہم انہیں گمراہ اور جاہل نہیں کہیں گے، کسی بزرگ کی تنقید کا ارتکاب کرنے کی جسارت نہیں کریں گے اور متعلقین سلسلہ پر کوئی فتویٰ نہیں دلائیں گے۔

آپ نے دیکھا کہ معترض صاحب کے جواب میں ہم سخت پائ نہیں ہوئے ہم جوش میں نہیں آئے بلکہ اپنی معروضات کو حوصلے سے پیش کیا ہے۔ ان کی زبان میں جواب دینا ہمارے لئے مشکل نہ تھا اور گالیاں دینا یا نازیبا الفاظ کہنا کچھ مشکل ہوتا بھی نہیں لیکن اس طرح نہ تو کوئی بات مانتا ہے اور نہ ہی معاشرہ اس بات کو پسند کرتا ہے۔ ہمارے مشائخ عظام اور اساتذہ کرام کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ہمیں اعتدال اور محبت کا درس دے کر ہماری رہنمائی فرمائی۔ حضرت قبلہ پیر سیدنا شاہ عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ہم ازحد ممنون اور شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کمال شفقت فرماتے ہوئے درگاہ عالیہ

غوثیہ چشتیہ مریہ گولڑہ شریف کے کتب خانے سے ہمیں بھرپور استفادے کا موقع
عطا فرمایا اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ محترم جناب صاحبزادہ سید ارشد سعید صاحب
کاظمی زید لطف استاد شعبہ حدیث جامعہ انوار العلوم ملتان نے بارگاہ غوثیت کے
ساتھ عقیدت و نیاز کا ثبوت دیتے ہوئے کتاب کی تکمیل میں ہر مرحلے پر خلصانہ
تعاون کیا جس کا ہمیں دل کی گہرائیوں سے احساس و اعتراف ہے۔ برادرِ طریقت
حضرت علامہ حافظ محمد عبدالکیم صاحب چشتی زید مجدد سینئر مدرس جامعہ انوار العلوم
کے ہم ممنون ہیں کہ انہوں نے مصروفیات کے باوجود کتاب کے مسودات پر نظر
ثانی کی اور مفید مشوروں سے ہماری رہنمائی کی۔ محترم جناب خواجہ محمد عادل
صاحب چشتی ملتان سلسلہ نے مشائخِ چشت کے حالات پر مشتمل کتابوں کی فراہمی
میں ہمارے ساتھ جو خلصانہ تعاون کیا ہم اسے بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ مولانا
حافظ عبدالعزیز سعیدی مدرس جامعہ انوار العلوم نے کتاب کی کمپوزنگ میں تعاون
کیا۔ مولانا حافظ عبدالرزاق سعیدی نے مسودات کی تصحیح و ترتیب میں مسلسل
تعاون کیا۔ بہت سے دوسرے احباب جنہوں نے اس سلسلے میں جزوی تعاون فرمایا
ہم ان کے ممنون ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے
اس کارِ خیر میں حصہ لیا۔

خاکپائے اہل محبت فقیر ممتاز احمد چشتی عفی عنہ
خطیب و مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان

مشہور زمانہ فرمان غوثیہ

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ ارشاد گرامی "قدیمی ہند
علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" کو سب علماء و مشائخ نے تسلیم کیا ہے البتہ اس کے
عموم اور اس پر مترتب ہونے والے نتائج سے بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔
اس اختلاف کو اعتراض اور تنقید کا رنگ دینے میں معترض صاحب نے منفرد طریقہ
اختیار کیا ہے۔ علماء اور مشائخ میں سے بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ کا یہ
ارشاد آپ کے ہم زمان اولیائے کرام کے لئے ہے، حقدین اور متاخرین اولیائے
کرام اس فرمان میں داخل نہیں، انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر یہ ارشاد
حقدین کو شامل ہو تو پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس میں آئیں گے
اور انہیں شامل کرنا احترام و ادب کے لحاظ سے مناسب نہیں کیونکہ صحابیت کا
مرتبہ ولایت سے بلند و بالا ہے، اکثر علماء و مشائخ کا خیال ہے اور ہمارا موقف بھی
یہی ہے کہ آپ کا یہ ارشاد عالم محدود حکمین میں بامراتی صادر ہوا ہے آپ کو اس
طرح کہنے کا منجانب اللہ حکم دیا گیا ہے اور آپ کا یہ ارشاد تمام اولیائے کرام یعنی
حقدین، معاصرین اور متاخرین کو شامل ہے۔ البتہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم اس میں داخل نہیں کیونکہ عرف اور محاورے میں انہیں اولیائے کرام نہیں
کہا جاتا اور حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اولیائے کرام کے لئے ہے پس
یہ حضرات ولایت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود اپنے مخصوص و معروف
لقب صحابی رسول کی وجہ سے مستثنیٰ قرار پائیں گے۔

معترض صاحب کا انوکھا نظریہ

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں
معترض صاحب نے بڑی حکمت عملی اور منصوبہ بندی سے کام لیا ہے اور اپنے
اختلاف کی نوعیت کو بڑی وسعت اور مہارت سے پیش کیا ہے انہوں نے اس
ارشاد گرامی کے بارے میں بہت عرق ریزی کی ہے اور پوری کوشش کی ہے کہ کسی

طرح یہ پایہ ثبوت کو نہ پہنچ سکے مگر یہ ان کے بس کا روگ نہ تھا اس لئے انہوں نے انکار کی جرات نہ کی ورنہ ان کے تیور اور قرائن بتاتے ہیں کہ وہ اس طرح کرنے پر تھے ہوئے تھے مگر حالات نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اب انہوں نے سوچا کہ اسے تسلیم کرنے کے سوا تو چارہ نہیں رہا مگر اتنی ہمت پھر بھی کی جانی چاہئے کہ تسلیم میں بھی حتی الوسع انکار کی کوشش کی جائے اور اس پر ایسے اعتراضات اٹھائے جائیں اس میں ایسی تاویلات کی جائیں اور اس کے ایسے نتائج نکالے جائیں کہ اس کی اہمیت ممکنہ حد تک کم ہو جائے۔ معترض صاحب کی کتاب ہی سے یہ عقدہ کھلا کہ آپ اس مسئلہ پر ۱۹۷۶ء بلکہ اس سے بھی پہلے چیچ و تاب کھا رہے تھے اور اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح نو سو سال سے محقول علماء و مشائخ کے موقف و معمول کو وہ اپنے سانچے میں ڈھال سکیں مگر یہ اس قدر آسان کام نہ تھا جس طرح انہوں نے سمجھ رکھا تھا اس لئے انہیں مستقل منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس ہوئی۔

معترض کی منصوبہ بندی کا تجزیہ

ہم نے ان کی کتاب سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی اس مہم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جو اقدامات ترتیب دیئے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد امر الہی سے نہیں ہے کیونکہ اولیائے کرام نبی تو نہیں ہوتے کہ ان پر امر و نہی کا ورد ہو۔ جو لوگ حضرت کے اس ارشاد کو یا امر الہی سمجھتے ہیں وہ آپ کی شان میں مبالغہ کرتے ہیں اور نبوت کی شان میں تنقیص کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین شریعت کی خلاف ورزی کر رہے ہیں آئیے ہم آپ کو حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت امام شعرانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم کی کتابوں سے حوالے دیتے ہیں ان کا نام اور کام ساری دنیا جانتی ہے اور پھر ان کی کتابوں کی نامکمل عبارتیں نقل کرتے گئے۔ منصوبے کے ایک حصے کو مکمل کرنے کے بعد وہ دوسری میزمرہ پر آگئے کہ جناب کا یہ ارشاد تو سکر و مستی کے عالم میں

صادر ہوا۔ چونکہ یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ سکر کی کچھ حد ہوتی ہے کچھ وقت ہوتا ہے حضرت کے عرصہ حیات میں کبھی اس سے رجوع ہو سکتا تھا تو انہوں نے یہ انکشاف فرمایا کہ آپ نے ساری زندگی سکر و مستی میں گزار دی صرف وصال سے چند لمحے قبل صبح میں آئے گویا انہوں نے ”نہ رسے ہانس نہ بجے ہانسی“ کی عملی تفسیر پیش کر دی، ابھی ان کی تسلی نہ ہوئی کیونکہ مسئلہ بہت پرانا تھا لوگ ان کی منطق تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے اور وہ خود بھی مطمئن نہ تھے پھر یہ انکشاف فرمایا کہ یہ ارشاد مجز و تواضع کے خلاف ہے بزرگوں کی شان یہ نہیں کہ وہ برتری اور تفوق ظاہر کریں اس میں فخر و تکبر اور نفسانیت کا پلاو پایا جاتا ہے اور دوسرے بزرگوں کی تحقیر اور تنقیص ہوتی ہے اگر ہم نے ان بزرگوں کا تحفظ نہ کیا تو اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو جائیں گی۔ اس کے بعد از خود یہ وکالت کی کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائے حال میں یہ ارشاد فرمایا جب مرتبہ کمال کو پہنچے تو پھر خیال آیا مگر رجوع وفات سے کچھ دیر پہلے فرمایا۔ اس طرح کے واقعات دوسرے بزرگوں سے بھی محقول ہیں کہ انہوں نے ابتدائی اور وسطانی دور میں کچھ فرمایا اور انتہائی دور میں پہنچے تو رجوع فرمایا۔

ابھی یہ سلسلہ جاری ہے آپ حضرات لطف اندوز ہوتے رہیں ہم معترض صاحب کی مساعی جلیلہ اور اصلاحی اقدامات کی تفصیل پیش کر رہے ہیں پھر یہ فلسفہ پیش کیا کہ یہ ارشاد کسی فضیلت کا باعث نہیں اور آپ پر اس وقت جو تجلی ہوئی اور آپ نے یہ اعلان فرمایا تو سر جھکانے والے بزرگوں نے آپ کی تعظیم و توقیر کے لئے سر تھوڑا جھکایا تھا بلکہ انہوں نے تو نور تجلی کی خاطر گردنیں جھکائی تھیں اس لئے اگر اس زمانے کے اولیائے کرام نے گردن جھکائی بھی تھی تو اس میں ان کی عظمت ہے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی فضیلت نہیں۔

اپنی حکمت عملی پر عدم اطمینان

مزید تحقیق در تحقیق فرماتے ہوئے اب وہ بہت سے بزرگوں کو اس ارشاد

کے شہنشاہوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی مہارت اور حکمت عملی سے مطمئن نہیں ہو سکے ورنہ ایسا ارشاد جس کو انہوں نے غیر معتبر بنانے میں ایسی چوٹی کا زور لگایا اور ان کی تحقیق سے وہ کسی اہمیت کا حامل نہ رہا تو پھر اس میں کیا سکت باقی رہی تھی کہ وہ بزرگانِ دین کے لئے خطرے کا باعث بنے مگر پریشانی یہ ہے کہ زمانے بھر کے اولیائے کرام نے یہ ارشاد سنتے ہی بلا توقف خود بخود سر جھکا دیا اور ”مدعی ست گواہ چست“ والی صورت حال پیدا ہو گئی۔ معترض صاحب بھی کسی مصلحت کے تحت کہہ بیٹھے کہ یہ ارشاد بہر حال مہربان اولیائے کرام کے لئے تو ہے۔ اب ”نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن“ اولیائے وقت کا گردن جھکانا ایک اور حیران کن مسئلہ کا پیش خیمہ بن گیا ہے کہ وہ حضرات متاخرین کے مشائخ اور پیشوا ہیں ان کا گردن جھکانا ضمنی طور پر مشائخ متاخرین کا گردن جھکانا قرار پا سکتا ہے کیونکہ استاد فن یا شیخ طریقت کسی شخصیت کا احترام کر رہا ہو تو ایک شاگرد اور مرید کے لئے اس کا احترام نہ کرنا گستاخی اور بے ادبی کے ذمے میں شمار ہوتا ہے اب معترض صاحب کے لئے پریشانی پیدا ہو گئی اور وہ سوچنے لگے کہ اس سے بہتر تھا کہ متاخرین کو براہ راست زیر فرمان لایا جاتا وہ کوئی حقدارین سے رتبہ اور شان میں بڑھ کر تو نہیں تھے مگر اب وقت گزر چکا تھا منصوبہ بندی مکمل ہو چکی تھی نتائج کچھ بھی نکلتے رہیں اقدامات کی ترتیب اور نوعیت کو برقرار رکھنا ضروری تھا۔

آخری کوشش بھی ناکام

آخری کوشش کے طور پر اب معترض صاحب نے حقدارین اور متاخرین اولیائے کرام کا معاملہ تو خدا کے حوالے کر دیا اور معاصرین اولیائے کرام میں سے بعض کو اس ارشاد سے مستثنیٰ کرنے کی ذمہ داری سنبھالی اور قلب و دماغ کے تمام گوشوں کو مرکوز کر کے یہ تدبیر نکالی کہ فلاں بزرگ اس میں شامل نہیں کیونکہ وہ ولایت کے ابتدائی مراحل میں تھے اور فلاں بزرگ بھی اس میں شامل نہیں کہ وہ ولایت کے وسطانی دور ہے میں تھے اور آپ کا یہ فرمان کہ ہر اولیائے کرام کے لئے

ہے ماشاء اللہ معترض صاحب کا مقام ولایت بھی ہمیں اب معلوم ہوا کہ انہیں اولیائے کرام کے درجات اور مراتب کی تفصیلات بھی معلوم ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے من ولادت و وصال کا قافروں کا استعمال کیا کہ فلاں بزرگ اس ارشاد سے پہلے وصال فرما گئے تھے اور فلاں بزرگ اس ارشاد کے وقت پیدا نہیں ہوئے تھے۔ حقیقت کا ہوش جنوں بھی عجیب چیز ہے کہ اس انفرادی مہم کے دوران معترض صاحب نے بہت سے بزرگوں کو ولایت کے انتہائی درجے سے محروم کر ڈالا اور وہ طریقت کی اس جدوجہد میں اتنے محو ہوئے کہ بہت سے مادرِ زانو کا ملین اولیائے کرام کو تحویل ولایت کے دائرے سے خارج کر دیا۔ بزعم خود مقصد تو ان کا نیک تھا اور وہ محبت کے تقاضے پورے کر رہے تھے مگر ”اے بنا آرزو کہ خاک شدہ“ معترض صاحب کی تمام منصوبہ بندی اور حکمت عملی دھری کی دھری رہ گئی، کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ معترض صاحب کے الفاظ میں غوث اعظم، قطب اعظم اور محبوب جلالی بھی کہلاتے رہے اور ان کے مشہور عالم ارشاد کا چرچا بھی ہوتا رہا۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

تازہ ترین انکشاف

معترض صاحب نے جب آخری تدبیر آزمائی اور وہ بھی کارگر ہوتی نظر نہ آئی تو پھر انہوں نے تازہ ترین انکشاف فرمایا کہ یہ ارشاد صرف حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں فرمایا بلکہ اس قسم کا اعلان تو حضرت شیخ محمد البکری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا تھا مزید برآں وہ اس جدید تحقیق کو مظهر عام پر لے آئے کہ اگر زمانے کے اولیائے کرام، حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے زیر قدم تھے تو آپ کی اپنے سے پہلے انقلاب کے زیر قدم تھے پھر اس ارشاد سے آپ کی کیا خصوصیت، فوقیت اور فضیلت ثابت ہوئی۔ البتہ انہوں نے اس خصوصی تحقیق کا

کوئی حوالہ درج نہیں کیا، انہوں نے ایک آدھ حوالہ اس قسم کا بھی درج کر لیا کہ قدم کا ظاہری معنی ادب اور تواضع سے مناسبت نہیں رکھتا اور آپ جیسے بزرگ کی شان کے لائق نہیں اس سے مراد آپ کا طریقہ ہے اور مقصد یہ ہوا کہ تمام اولیائے کرام آپ کی روش اور طریقے پر ہیں۔ یہ تھے جناب معترض صاحب کے استخراجات اور انکشافات جو انہوں نے عقل و فہم کی تمام قوتوں کو بروئے کار لا کر تاریخ میں ایک سنہری باب کا اضافہ کرنے کے لئے اور ارباب علم و دانش کو جدید معلومات فراہم کرنے کی خاطر ایک تحقیقی کارنامے کی صورت میں پیش کئے واقعی اس مفرد علمی خدمت پر وہ دلوں قسین کے قاتل ہیں، اب ہم ان کی تحقیقات مشتمل بر تحریفات کے بارے میں اپنی گزارشات کا آغاز کرتے ہیں۔

علامہ شطنوفی کی عبارات میں معترض کی قطع و برید

معترض صاحب نے اس قدر تو تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" آپ کے زمانے کے اولیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے، انہوں نے اس بحث کی تفصیل کا آغاز کرتے ہوئے کتاب کے ص ۵۵ پر یہ عنوان قائم کیا۔ (قادری حضرات کی معتبر و مستند ترین کتاب بھجۃ الاسرار کی روایات)۔ اس عنوان کے بعد لکھتے ہیں "بھجۃ الاسرار" کی وہ روایات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قول کا تعلق صرف اس وقت کے اولیاء سے ہے چنانچہ انہوں نے چھ روایات درج کی ہیں جن میں وقت، عصر اور زمان وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ ہم معترض صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ان روایات سے زمانے کے اولیائے کرام کا گردن جھکانا تو ثابت ہو گیا اور آپ کے نزدیک اس مضمون کے لحاظ سے تو کتاب معتبر ٹھہری مگر یہ فرما کیں کہ وہ پورا باب اور تفصیلی عباراتیں آپ نے کیوں چھوڑ دیں جن میں اولیائے کرام کے حوالے سے یہ مضمون ہے کہ آپ نے امر الہی سے یہ اعلان فرمایا تھا۔

معترض کے بنیادی اعتراض پر کلام

معترض صاحب! ہم اس ارشاد کے عموم کو "بھجۃ الاسرار" اور دوسری مستند کتابوں کی روایات سے ثابت کرنے سے پہلے آپ کے بنیادی اعتراض کی طرف آپ کو متوجہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ تو قائل ہیں کہ یہ ارشاد آپ نے مامور ہو کر نہیں فرمایا پھر اسی "بھجۃ الاسرار" جسے آپ قادریہ کی مستند کتاب قرار دے رہے ہیں اور اپنے موقف کی تائید کے لئے استعمال کر رہے ہیں اس کی وہ روایات بلکہ پورا باب آپ کیوں نظر انداز کر گئے ہیں جس میں مصنف علامہ نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ شیخ القراء جامع الاوزار المتوفی ۷۴۳ھ نے یہ عنوان قائم کیا ہے (ذکر اخبار المشائخ عنہ انہ لم یقل ذالک الا بالامر) ان مشائخ عظام کی روایات کا تذکرہ جنہوں نے بیان فرمایا کہ آپ نے امر الہی یہ اعلان فرمایا۔ اس کے بعد مصنف علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر اولیائے کرام شیخ عدی بن مسافر، شیخ علی بن الہیسی، شیخ احمد الرفاعی، شیخ القاسم بن عبد البصری اور شیخ حیاة بن قیس حرانی رضی اللہ عنہم کے حوالے سے مستند روایات درج کی ہیں کہ آپ نے یہ ارشاد مامور من اللہ ہو کر فرمایا۔ معترض صاحب! ان روایات کو کیوں چھوڑ گئے محض اس لئے کہ ان کے مفروضے کے خلاف ہیں، تحقیق اس کو نہیں کہتے۔ معترض صاحب نے اپنی کتاب کے ص ۵۸ پر شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ عبارت "بھجۃ الاسرار" سے نقل کی کہ انہوں نے فرمایا

ہی لسان القطبیۃ من الاقطاب فی کل زمان من دمر بال سکوت فلا یسعه الا السکوت ومنہم من دمر بالقول فلا یسعه الا القول۔
یہ لسان تطبییت ہے اور ہر زمانے کے اقطاب میں سے کسی کو امر سکوت دیا جاتا ہے تو اس کے لئے سکوت کے سوا گنجائش نہیں اور کسی کو بولنے کا مروجا جاتا ہے تو اس کے لئے بولنے بغیر چارہ نہیں۔

فرن تحریف کا حیرت انگیز مظاہرہ

معرض صاحب کی تحریف اور قطع و برید ملاحظہ فرمائیں کہ یہ عبارت اسی باب کی ہے جس میں امر الہی کے ساتھ اعلان کا تذکرہ ہے مگر معرض نے اس مفہوم کو ایک طرف کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس سے مقام فردیت و قطیبت ثابت ہوتا ہے اور پھر اسی روایت کے آخری جملے کو بھی حذف کر دیا ہے اور وہ یہ ہے "وہو الاكمل فی مقام القطبۃ لانہ لسان الشفاعۃ" کہ جس قطب کو بولنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ مقام قطیبت میں ان اقطاب سے افضل ہوتا ہے جنہیں سکوت کا حکم دیا جاتا ہے کیونکہ یہ لسان شفاعت ہے (ملاحظہ ہو "بہجۃ الاسرار" ص ۱۱ مطبوعہ مصر) یہ پورا جملہ معرض نے کیوں حذف کیا محض اس لئے کہ اس سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی دوسرے تمام اقطاب پر اکملیت ثابت ہوتی تھی۔

معرض نے جملہ حذف کرنے کے بعد فرن تحریف کا یہ مظاہرہ بھی کیا کہ حذف شدہ جملے کے مضمون میں غلط بیانی اور علمی خیانت کی انتہا کر دی وہ اس طرح کہ اس روایت کے خلاصے کو کتاب کے ص ۵۳ پر نقل کرتے ہوئے یوں لکھا کہ خاموش رہنے والے اقطاب اظہار فرمانے والوں سے افضل ہوتے ہیں حالانکہ "بہجۃ الاسرار" کی عبارت کا مفہوم یوں تھا کہ اظہار فرمانے والے اقطاب خاموش رہنے والوں سے افضل ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ ہے وہ تحریف اور قطع و برید جس سے معرض صاحب نے اس بحث کا افتتاح کیا ہے

"آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا"

معرض کے اعتراضات کی وضاحت

جس طرح ہم نے بیان کیا تھا کہ معرض نے بنیادی اعتراض یہی اٹھایا تھا کہ آپ مامور نہ تھے اس کی تائید میں انہوں نے حضرت ابن عربی صاحب فتوحات رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے پیش کئے۔ وہ کتاب میں آپ کے نام کے ساتھ

129507

"قادری" لکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ قادری سلسلہ کے ایک جلیل القدر بزرگ ان کے مؤید ہیں ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے ان کے نام کے ساتھ قادری لکھا اور وہ تھے بھی قادری ورنہ معرض کب لکھتے۔ انہوں نے ایک واسطے سے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فرقہ خلافت حاصل کیا (ملاحظہ ہو نفحات الانس مولانا جامی ص ۷۸ مطبوعہ اسلام آباد) شمیم پریس لاہور "رسالۃ الخرقۃ لابن عربی بحوالہ القول المستحسن شرح فقرا الحسن ص ۲۳۳" انتخاب فی سلاسل اولیاء اللہ شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۷۱ مطبوعہ احمدی) ہمیں اس بات پر روحانی مسرت ہوتی ہے کہ رکبیں الکا شغین خاتم ولایت محمدیہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ سے فیضیاب ہیں ان کا سلسلہ "قادریہ اکبریہ" کہلاتا ہے، صوفیائے کرام کے ساتھ ساتھ حضرات محدثین کرام نے بھی ان کے فرقہ خلافت اور اتصال سلسلہ کی توثیق کی ہے (ملاحظہ ہو انتخاب فی سلاسل اولیاء اللہ شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۷۱ مطبوعہ احمدی)

یہی وجہ ہے کہ وہ الفتوحات املیہ میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑے احترام اور محبت سے کرتے ہیں یہ اور بات ہے کہ معرض صاحب اس کو نظر انداز کر جاتے ہیں ہمارے خیال میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مشائخ کے ساتھ عقیدت و محبت، معرض صاحب کی نسبت کہیں زیادہ تھی اور وہ کھلے دل سے اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔ اگر معرض اپنے مشائخ کی محبت و عقیدت میں تحریف و قطع و برید کے ذریعے عبارات کے مفہوم کو کہیں سے کہیں پہنچانے کا انتظام کر لیتے ہیں تو حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ حقائق کی روشنی میں عقیدت و محبت کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے، ہم اس کی تفصیل موقعہ پر بیان کریں گے، سر دست ہم معرض کے اعتراض پر کلام کرتے ہیں۔

کتاب کے ص ۱۰ پر معرض صاحب نے حضرت امام شہرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الایوقیت والجواہر" کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابن عربی

رحمت اللہ علیہ "فتوحات" باب نمبر ۲۲ میں لکھتے ہیں

من قال من الاولیاء ان اللہ تعالیٰ امرہ بشیء فہو تلخیص لان الامر من صفة الکلام و ہذا باب مسند دون الاولیاء من جهة التشریع
پھر کتاب کے ص ۱۰۸ پر فتوحات کے حوالے سے طویل عبارت نقل کرتے ہیں جس کے یہ جملے ان کا کل استدلال ہیں "فما بقی احد من خلق اللہ یا امرہ اللہ یا امر یکون شرعا یتعلیہ بہ" اسی طرح کتاب کے ص ۱۰۹ پر حوالہ دیتے ہیں ومنعنا جملة واحدة ان یا امر اللہ احدا بشیء
پھر کتاب کے ص ۱۱۱ پر فتوحات کے حوالے سے لکھتے ہیں

فاذا ظهر فی ہذہ الدار من رجل خلاف ہذہ المعاملة علم ان ثم نفسا ولا بد لان یکون مامور بما ظهر منه وہم الرسل والانبیاء
تو جب اس دنیا میں کسی آدمی سے اس معاملہ عہدیت کے خلاف کا ظہور ہو تو معلوم ہوا کہ وہاں نفسانیت ہے اور لازماً ہے مگر یہ کہ جو کچھ ظاہر ہوا اس میں وہ مامور ہو اور مامور تو صرف حضرات انبیائے کرام اور مرسلین عظیم السلام ہوتے ہیں۔

معرض نے حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتوں سے جو کچھ ثابت کیا وہ یہ ہے کہ امر تشریعی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ رسول پاک ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کسی نئے شرعی امر سے مامور کیا ہے تو یہ ایک دھوکا ہے اور اس طرح امر تشریعی کے ساتھ صرف انبیائے کرام مامور ہوتے ہیں۔ چونکہ امر تشریعی کا اولیائے کرام کے لئے ثبوت ہی نہیں اس لئے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا اس ارشاد کے لئے مامور ہونے کا قصہ ہی ختم ہو گیا۔

معرض کے اعتراضات کا تفصیلی جواب

معرض صاحب اہم پہلے گزارش کر چکے ہیں کہ آپ عبارتوں کے مفہوم میں تحریف و تبدیل کرتے ہیں آپ کی ان عبارات اور ان کے مفہوم سے آپ کے

موقف کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہاں سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ امر شرعی تکلیفی سے انبیائے کرام مامور ہوتے ہیں۔ اس سے اولیائے کرام کے لئے امر الہامی کی نفی تو ثابت نہیں ہوتی۔ آپ کو مغالطہ ہوا ہے یا آپ تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ اولیائے کرام کے لئے امر الہامی اور وحی الہامی حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے واضح طور پر ثابت ہے۔ آپ نے غور نہیں کیا اور "الفتوحات المکیہ" اور "الیواقیت والجواہر" کا مطالعہ ہی نہیں کیا ورنہ آپ یہ عبارتیں پیش نہ کرتے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس عنوان کا ایک باب لکھا ہے اور اولیائے کرام کے لئے خود بھی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے وحی الہامی اور امر الہامی کو ثابت کیا ہے۔

اولیائے کرام کیلئے امر الہامی کا ثبوت

"الیواقیت والجواہر" حصہ دوم ص ۸۳ مطبوعہ مصر میں امام شعرانی رحمۃ

اللہ علیہ یہ عنوان قائم کرتے ہیں

المبحث السادس والا ربعون فی بیان وحی الاولیاء الالہامی و الفرق بینہ و بین وحی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اما وحی الاولیاء فیکون علی لسان ملک الالہام کے ص ۸۳ پر لکھتے ہیں فان قلت فما صورة تنزل وحی الالہام علی قلوب الاولیاء فالجواب صورته ان الحق تعالیٰ اذا اراد ان یوحی الی ولی من اولیائہ یا امر ما تجلی الی قلب ذالک الولی فی صورة ذالک الامر فیفہم من ذالک الولی المنجلی بمجرد ما یرید الحق تعالیٰ ان یعلم ذالک الولی بہ حال وحی اولیاء ملک الالہام کی زبان سے ہوتی ہے اگر تم یہ کہو کہ اولیائے کرام کے قلوب پر وحی الہامی کے نزول کی کیا صورت ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی ولی کی طرف کسی امر کی وحی فرمانا چاہتا ہے تو اس ولی کے دل پر تجلی فرماتا ہے جو اس امر کی صورت میں ہوتی ہے پس وہ ولی اس تجلی کے مشاہدے

سے اس مراد کو سمجھ لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ اسے بتلانا چاہتا ہے۔ عربی عبارت میں دو مرتبہ لفظ "امر" واقع ہوا ہے اور وحی الہامی کا واضح تذکرہ موجود ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام وحی الہامی سے مامور ہو سکتے ہیں جبکہ وحی تشریفی اور چیز ہے۔

بحث امر میں معترض کا غلط بحث

پھر ص ۸۴ پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

قال فی الباب الثالث والخمسين وثلاث مائة اعلم انه لم یجئ لنا خبر الهی ان بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وحی تشریفی ابداً لئلا نال وحی الالهام

شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی خبر الہی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کبھی وحی تشریفی آئے ہمارے لئے تو صرف وحی الہامی ہے۔ کیوں جناب واضح ہوا کہ نئی امر تشریفی کی ہے اور ثبوت وحی و امر الہامی کا ہے معترض صاحب غلط بحث کر کے وحی تشریفی کے احکام وحی الہامی پر مترتب کرتے ہیں جو ایک زبردست تحریف معنوی ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "الیواقیت والجواہر" ص ۸۵ پر لکھتے ہیں

کل من قال من اهل الكشف انه مامور بامر الهی مخالف لامر شرعی محمدی تکلیفی فقد انبیس علیہ الامر

اہل کشف میں سے جو یہ کہے کہ وہ ایسے امر الہی سے مامور ہوا ہے جو امر شرعی محمدی تکلیفی کے مخالف ہے تو وہ تلخیص کا شکار ہو گیا ہے۔ معترض صاحب کی ساری فحوش رائیگاں گئی اور بات بالکل واضح ہو گئی کہ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتوں سے صرف اور صرف یہی مطلب نکلتا ہے کہ امر تشریفی تکلیفی محمدی کسی دلی کے لئے نہیں جبکہ ہم اولیائے کرام کے

لئے امر الہامی اور وحی الہامی ثابت کرتے ہیں اور ان کو اسی امر الہامی سے مامور سمجھتے ہیں اور اسی امر الہامی کو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرتے ہیں۔

حق و باطل میں التباس سے کاملین کی حفاظت

اسی بحث کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "الیواقیت والجواہر" ص ۸۷ پر لکھتے ہیں

فان قلت فمتی یحفظ الولی من التلبیس علیہ فیما یتاہ من وحی الالهام فالجواب یعرف ذلک بالعلامات فمن كان له فی ذلک علامة یسبغہ وبین الله عرف الوحي الحق الالهامی المملکی من الوحي الباطل الشیطانی حفظ من التلبیس۔

اگر تم یہ کہو کہ وحی الہامی میں تلخیص سے دلی کس طرح محفوظ رہے گا تو جواب یہ ہے کہ علامات کے ذریعے پس جس کے لئے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی علامت ہوتی ہے وہ وحی الہامی ملے گی برحق کو وحی شیطانی باطل سے پہچان لیتا ہے اور تلخیص سے محفوظ رہتا ہے۔

معترض خود التباس کا شکار ہو گئے

خود معترض کو وحی تشریفی اور وحی الہامی میں التباس ہو گیا ہے کہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی وضاحت کے باوجود وہ نہ سمجھ سکے مگر وہ سمجھتے تب جبکہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو تفصیل سے دیکھتے انہوں نے تو ایک دوسری کتاب سے "فتوحات" اور "الیواقیت" کے نامکمل حوالے نقل کئے ہیں ہم اس کتاب کی نشاندہی کچھ وقت گزرنے کے بعد کریں گے اگر اس وضاحت سے معترض صاحب اور ان کے ہمناؤں کی تسلی نہ ہوئی ہو تو آئیں ہم انہیں حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اولیائے کرام کے لئے امر الہامی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابن عربی اور امر الہامی

الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۹۸ پر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ اسے مکہ مکرمہ میں حمل کروں گا مگر امر الہی کی وجہ سے میں "فتوحات" کی تحریر میں مشغول ہو گیا اور دوسری کتابوں کا کام رہ گیا چنانچہ لکھتے ہیں فُشِغْنَا هَذَا الْكِتَابَ عَنْ غَيْرِهِ بِسَبَبِ أَمْرِ اللَّهِ الَّذِي وَرَدَ عَلَيْنَا فِي تَقْيِيدِهَا لِيُحِلَّ بِهَا اس کتاب یعنی "فتوحات" نے ہمیں اپنی کتابوں سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول کر لیا اور اس کا سبب وہ امر الہی تھا جو اس کے لکھنے کے بارے میں ہم پر وارد ہوا۔

کیوں جناب اولیائے کرام کے لئے امر الہی ثابت ہوایا نہیں؟۔ مزید ملاحظہ فرمائیں "الفتوحات المکیہ" جلد اول ص ۶۵۵ پر مسمان کے بارے میں حضرت ابن عربی ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے صوفیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کا مسمان قرار دیتے ہیں اور آگے چل کر لکھتے ہیں فلا يتصرفون ولا يسكنون ولا يتحررون الا عن امر الله پس وہ امر الہی کے بغیر نہ تصرف کرتے ہیں نہ ٹھہرتے ہیں اور نہ حرکت کرتے ہیں۔

امر الہامی پر فتوحات کا زبردست حوالہ

اولیائے کرام کے لئے امر الہی اور ان کے مامور ہونے کے متعلق اب ہم "فتوحات" سے وہ حوالہ نقل کرتے ہیں جس میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہے اسے حسن اتفاق کہیں یا حضرت کی کرامت کہ کیسا واضح اور جامع حوالہ مل گیا۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ "ادخار" کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اللہ" بصیرت کے بغیر ادخار نہیں کرتے اور جو اہل بصیرت ہیں ان کا ادخار یا تو امر الہی سے ہو گا یا امر الہی سے نہ ہو گا۔

فان كان عن امر الله فهو عبد محض لا كلام لنا معه فانه مأمور كما نظنه في عبد القادر الجيلاني فان هذا مقامه والله اعلم لما كان

عليه التصرف في العالم

اگر کسی بزرگ کا ادخار امر الہی سے ہو تو وہ عہد محض ہے ہم ان کے ساتھ بحث نہیں کرتے کیونکہ وہ مامور ہیں جس طرح حضرت عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہمارا خیال ہے کیونکہ بے شک وہ اس مقام پر فائز تھے اس لئے کہ ان پر عالم میں تصرف کی ذمہ داری تھی (الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۵۸۸)

سبحان اللہ! الفتوحات المکیہ سے ثبوت اور وہ بھی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مامور ہونے کا پھر تذکرہ آپ کی عبدیت محض کا بیان آپ کے عالی شان مقام کا اور ثبوت آپ کے عالم میں تصرف کا۔

اقتطاب کیلئے امر الہامی

"الفتوحات المکیہ" جلد اول ص ۲۰۱ پر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اقتطاب کی شان بیان کرتے ہوئے ان کے لئے امر الہی کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فلا رياسة اصلا لهم في نفوسهم لتحققهم بعبوديتهم ولم يكن لهم امر الله بالتقدم فما ورد عليهم فيلزمهم طاعته لما هم عليه من التحقق ايضا بالعبودية

عبودیت کے ساتھ متحقق ہونے کی وجہ سے ان کے دلوں میں سرداری کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور اس مقام سے تقدم کے لئے ان کو امر الہی نہیں ہوتا پس جو کچھ ان پر امر وارد ہوتا ہے انہیں اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے کیونکہ اس طرح بھی وہ عبودیت کے ساتھ متحقق ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح "الفتوحات المکیہ" جلد اول ص ۲۰۵ پر اقتطاب پر رکبان کے بارے میں لکھتے ہیں لا يتحررون الا بامر الله ولا يسكنون الا كذا لك ان کا ٹھہرنا اور حرکت کرنا امر الہی کے بغیر نہیں ہوتا۔

امیر الہامی اور شیخ علی بن وفا

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا تین اولیائے کرام کے بارے میں امیر الہامی کو ثابت کرتے ہوئے "لطائف المنن" حصہ اول ص ۳۲ طبع مصر پر لکھتے ہیں

ومن شرط الکمل ان لا یکون لہم حرکت ولا سکون الا وہم فیہا تحت الامر الالہی

اولیائے کاملین کے لئے شرط ہے کہ ان کی حرکت اور سکون امیر الہامی کے بغیر نہیں ہوتے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات الکبریٰ" حصہ دوم مطبوعہ مصر ص ۳۹ پر شیخ علی بن وفا علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں

کان رضی اللہ عنہ یقول لہما اعام تسع وتسعين وسبع مائة ماصورتہ یا علی اذا خسرناک لنشر الارواح من الحداد اجسادہا فاذا امرناک بما امر فاستمع

آپ فرماتے تھے کہ مجھے ۷۹۹ھ میں الھام کیا گیا جس کی صورت یہ تھی کہ اے علی ہم نے تمہیں اجسام کی قبور سے ارواح کے نکالنے کے لئے چن لیا ہے پس جب ہم تمہیں کوئی امر فرمائیں تو اسے غور سے سنیں۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے لئے بھی امیر الہامی کا اقرار کیا ہے (ملاحظہ ہو "لطائف المنن" حصہ اول ص ۳۲)

فلذلک صرحت فی کتاب بامور کان الاولی لنا کنعہا لولا الامر لی باظہارہا

اسی لئے ہم نے اس کتاب میں بعض ایسے امور کی تصریح کر دی جن کا اخیاء ہمارے لئے بہتر تھا اگر ہمیں ان کے اظہار کا امر نہ ہوتا تو ہم ایسا نہ کرتے۔

شیخ علی الخواص اور امیر الہامی

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "الجواہر والدرر بھامش الامیر" ص

۳۳۹ پر لکھتے ہیں۔

سئل عن شیخنا علی الخواص رضی اللہ عنہ عن ان ادخر قوت عامی فقال ان کنت عسی بصیرۃ فو تکو حدک لیس لاحد فیہ شینی فادخرہ وان کنت علی ظن فلا تدخر ثم اذا ادخرت فلا یخلو اما ان یکون ادخارک عن امر الہی فانت عبد محض والواجب علیک الوقوف علی حد ما امرت بہ

میں نے اپنے شیخ علی الخواص علیہ السلام سے پوچھا کیا میں سال بھر کی اپنی غذا ذخیرہ کر سکتا ہوں تو انہوں نے فرمایا اگر تجھے اس بات کی بصیرت حاصل ہے کہ یہ غذا صرف تمہاری ہے اور اس میں کسی کی کوئی چیز نہیں تو تم ذخیرہ کر سکتے ہو اور اگر تمہیں صرف ظن غالب ہو تو پھر ذخیرہ نہ کرو پھر اگر تم نے ادخار کیا تو وہ ادخار یا تو امیر الہامی سے ہو گا اس صورت میں تم عبد محض ہو اور تمہارے لئے جس قدر امیر الہامی جاری کیا گیا اس کی حدود میں رہنا ضروری ہے۔

امیر الہامی اور حضرت تونسوی

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم در لباس گوناگوں و طریق ہائے رنگارنگ سے باشند و اس امر ہم از خود اختیار کئے کنند بلکہ از الھام نبی یا فرمودہ شیخ خود بحسب استعداد ہائے خود مامور شوند بآں طور خود را سے دارند پس بعضے را کہ استعداد کامل و ست دادہ باشد اورا امر الہی بارشاد و رضائی خلق اللہ دادہ مے شود۔ پس بحسب استعداد کامل خود در استفراق مشاہدہ ہم کامل و در ارشاد گم گشتگان بادیہ ضلالت و غرق شدگان بحر غوایت ہم دخیل مے باشند و اس امر اورا از مقصود اصلی کہ استفراق است چیزے مانع نمے شود و بعضے دیگر را گنام مے دارند کہ در خود کامل باشند بارشاد خلق ایشان را کارے نمے باشد۔ اما قسم اول در افادہ مثل پیغمبراں مے باشند و حدیث شریف علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل "در شان وارد است۔" ملاحظہ ہو انتخاب مناقب

سیلمانی فارسی ص ۳۵ مطبوعہ حمید یہ نسیم پریس لاہور۔

حضرات اولیائے کرام مختلف لباسوں اور طریقوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور یہ روش وہ از خود اختیار نہیں فرماتے بلکہ اپنی استعداد کے مطابق الحام نجبی یا فرمان شیخ سے مامور ہوتے ہیں اور اس کے مطابق اپنے آپ کو رکھتے ہیں ان میں سے بعض حضرات جن کو استعداد کامل میسر ہوتی ہے خلق خدا کی ہدایت کے لئے منجانب اللہ مامور ہوتے ہیں پس اپنی کامل استعداد کے پیش نظر استغراق مشاہدہ میں بھی کامل ہوتے ہیں اور گمراہی کے صحرا میں بھٹکنے والوں اور بے راہروی کے سمندر میں غرق ہونے والوں کے لئے بھی دستگیر ہوتے ہیں اور یہ ارشاد خلق ان کے لئے اصلی مقصود یعنی مشاہدہ سے کچھ بھی مانع نہیں ہوتا۔ اور بعض دوسرے اولیائے کرام گمانی کے عالم میں ہوتے ہیں کہ خود تو کامل ہوتے ہیں مگر خلق خدا کی ہدایت سے انہیں سروکار نہیں ہوتا مگر قسم اول کے بزرگان دین خلق خدا کے افادہ میں پیغمبروں کی طرح ہوتے ہیں اور یہ حدیث شریف کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں ان حضرات کی شان میں وارد ہے۔

انتخاب مناقب سلیمانی کے ص ۳۶ پر مضمون سابق کے مؤید یہ اشعار

درج ہیں۔

داں کہ مروان خدا تابع بوند
ہر چہ امر آید بہ آں قانع شوند
وجہ حق آید بایشان دمدم
وجہ دل خوانندش این اہل کرم
چونکہ عالم شد بعلم من لدن
سے بود ہر کار او از امر کن

جان لو کہ مروان خدا تابع ہوتے ہیں ان کے لئے جو امر الہی ہوتا ہے اسی پر قناعت کرتے ہیں ان کے پاس دمدم وجہ الہامی آتی ہے اور یہ ارباب کرم اسے

وجہ قلبی سے تعبیر کرتے ہیں چونکہ ایسے بزرگ علم لدنی سے عالم ہوتے ہیں اس لئے ان کا ہر کام امر کن سے ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا عبارت اور اشعار سے اولیائے کرام کے لئے امر الہامی کا خدوت روز روشن کی طرح واضح ہے اور اصحاب دعوت و ارشاد بزرگوں کی گوشہ نشین صوفیائے کرام پر فضیلت و جلالت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے۔

الهامات غویہ اور مشائخ چشت

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے الہامات جو امر الہامی اور خطاب الہی پر مبنی ہیں حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ "خلیفہ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ" نے جو اہر العشاق کے نام سے ان کی فارسی شرح لکھی ہے جس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ملاحظہ ہو (رسالہ غوث اعظم مع شرح جو اہر العشاق از حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ مترجم قاضی احمد عبدالصمد فاروقی مطبوعہ ادارہ معارف اسلامیہ کراچی) اس شرح کے مقدمہ میں مترجم نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری نے اس رسالے کے نکات کو "لوامع وطولع" میں اور علامہ رکن الدین غلام کاشانی نے شامل الاتقیاء میں بیان کیا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اس رسالے کا ذکر کیا ہے۔ مترجم نے لکھا ہے کہ الہامات غویہ کی شروح میں حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی شرح "جو اہر العشاق" اور حضرت ملک شاہ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جو نویں صدی ہجری کے آخر اور دسویں صدی ہجری کے اوائل میں اودھ کی ریاست میں مسند ارشاد پر فائز رہے ان کی شرح "نشاط العشاق" دوسری تمام شروح کی نسبت میرے نزدیک زیادہ مستند ہیں۔

کاتب چٹپی حاجی خلیفہ نے اس رسالہ غویہ کا تذکرہ کیا ہے (ملاحظہ ہو کشف الغطنون عن اسماء الکتب والفنون ص ۸۷۹ مکتبۃ المشقی بیروت) رسالہ غویہ مکتبہ قادریہ درگاہ غویہ بغداد شریف میں بھی موجود ہے (مقالۃ الشیخ

عبد القادر جیلانی ص ۱۶ از شیخ یونس بن ابراہیم السامرائی مطبع الامت بغداد یہ
الهامات غوثیہ رئیس الطريقة القادریۃ الشیخ باسم بن علی بن عبد الملک کی کتاب
"فیوض الربانیہ" مطبع دار الشئون العامة میں شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت
خواجہ مولانا نظام الدین چشتی اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور غوث
پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک الحام نقل کیا ہے ملاحظہ ہو نظام القلوب فارسی ص ۴ مطبع
مجتبائی دہلی

مناقب المحبوبین اور الہامات غوثیہ

حضرت شیخ نجم الدین چشتی سلیمانی خلیفہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی
رحمۃ اللہ علیہ مؤلف "مناقب المحبوبین" کتاب کے خطبے میں رقم طراز ہیں۔
دمونی علیہ السلام را اگر حق تعالیٰ رجبہ کلیم اٹلی داد صد ہائے اولیائے امت محمدیہ
را صلی اللہ علیہ وسلم بایں درجہ شرف ساخت خصوص حضرت سیدی و مولائی
شیخنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ را بایں مرتبہ کلیسی معزز
ساخت و ہزار ہا کلام خود بے واسطہ شنوانید چنانچہ بعضے ازاں در الہامات غوثیہ
مسطور اند۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رجبہ کلیسی عطا فرمایا تو
امت محمدیہ کے سینکڑوں اولیائے کرام کو بھی اس درجہ سے شرف فرمایا خاص طور
پر حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو اس مرتبہ کلیسی سے اعزاز بخشا اور بلا واسطہ
اپنے ہزار ہا خطاب سنائے ان میں سے بعض الہامات غوثیہ میں لکھے ہوئے ہیں۔
پھر "مناقب المحبوبین" کے مؤلف حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بعض
الہامات حیرانگاہ کتاب میں درج کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں

قال الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ را بت الرب تعالیٰ قال یا غوث
الاعظم من سنلنی عن الرویۃ بعد العلم فهو محجوب بعلم الرویۃ
ومن ظن ان الرویۃ غیر العلم فهو مغرور برویۃ الرب وقال لی یا
غوث الاعظم من رآنی استغنی عن السؤال فی کل حال ومن لم

یرنی فلا ینفعہ السنو الیو هو محجوب بالمقال
ملاحظہ ہو "مناقب المحبوبین" ص ۳ مطبع محمدی لاہور

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا اس
نے فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جس نے علم کے بعد مجھ سے رویت کا سوال
کیا وہ علم رویت کی وجہ سے محجوب ہے اور جس نے یہ خیال کیا کہ رویت علم کا غیر
ہے تو وہ پروردگار کی رویت سے دھوکے میں ہے اور مجھے فرمایا اے غوث
اعظم رحمۃ اللہ علیہ جس نے مجھے دیکھا وہ ہر حال میں سوال سے مستغنی ہو گیا اور جس
نے مجھے نہ دیکھا اسے سوال فائدہ نہ دے گا اور وہ قال و مقال کی وجہ سے محجوب
ہے۔

حضرت ابن عربی اور الہامات غوثیہ

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتوحات" میں مومنین کاملین کے
بارے میں لکھا ہے کہ ان میں ایک طاقتور ایسا ہے جو بلند ہمت ہے اور رسول
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق تک پہنچانے والے راستے کا معلم اور مثبت سمجھتا
ہے جب حضور علیہ السلام انہیں اس راستے کا علم عطا کر دیتے ہیں تو آپ ایک
طرف ہو جاتے ہیں اور انہیں حضرت حق سے براہ راست ربط کامل ہوتا ہے یہ
لوگ حضرت حق میں مخلوق میں سے کسی کا قدم نہیں دیکھتے کیونکہ یہ مخلوق کو اپنے
دلوں سے زائل کر چکے ہوتے ہیں اور منفرد الٰہی بن جاتے ہیں۔ دو سرا طاقتور وہ
ہے جن کے دلوں میں یہ بات مرکوز ہو چکی ہوتی ہے کہ حضرت حق میں ان کے لئے
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کے بغیر کوئی راستہ نہیں پس وہ حضرت حق کا
کوئی معاملہ نہیں دیکھ سکتے مگر اس صورت میں کہ اس سیر الٰہی اللہ میں وہ اپنے رسول
برحق کے قدم مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اپنے رسول برحق کی
زبان اور لہجہ میں خطاب الٰہی ہوتا ہے چنانچہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے
خلیفہ حضرت محمد بن قائم الاولیٰ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت حق میں پہنچے تو وہاں

ایک قدم دیکھ کر مضطرب ہوئے کیونکہ وہ یقین رکھتے تھے کہ ان پر کوئی سبقت نہیں رکھتا اور وہ طائفہ اولیٰ سے ہیں پھر انہیں بتلایا گیا کہ یہ تو آپ کے نبی برحق علیہ السلام کا قدم مبارک ہے تو انہیں سکون و اطمینان حاصل ہوا اور انہیں پتہ چلا کہ وہ دوسرے طائفہ سے ہیں۔

طائفہ اولیٰ کے متعلق حضرت شیخ لکھتے ہیں

فهؤلاء اذنا حصلوا في المجالس والحديث خاضعهم الحق بالكلام
الالهى من غير واسطة انسان معين

یہ حضرات جب حضرت حق کی مجالس میں پہنچتے ہیں تو حضرت حق کلام الہی کے ساتھ ان کو خطاب فرماتے ہیں اور اس کلام میں کسی متعین زبان کا واسطہ نہیں ہوتا۔ پھر اسی طائفہ کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ والحال ان لا ولی ھى حال عبدالقادر وابی السعد وبن شہل و رابعة العلویۃ کہ یہ حالت اولیٰ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوالسعود بن شہل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کو حاصل ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ایمان کے اس درجہ کمال کو پہنچنے والے بزرگ اگر صاحب علم کامل ہوں تو وہ جامع بین الامرین ہوتے ہیں اور یہ اکمل الرجال ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ کریں واصحاب الایمان اذا كانوا علماء جمع لهم بین الامرین فہم اکمل الرجال فتوحات جلد دوم ص ۹۴ مطبوعہ مصر۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے بزرگوں کے لئے کلام و خطاب الہی کا واضح ثبوت ملنے کے ساتھ ساتھ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے الہامات غوثیہ کی خاص تائید اور آپ کے عظیم الشان مقام قرب و ولایت بلکہ آپ کے خلفاء و تلامیذ کی عظمتوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔

امر الہامی اور مثنوی شریف

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں کئی ایسے واقعات

نقل فرمائے ہیں جن سے حضرات اولیائے کرام کے لئے امر و خطاب الہامی کا ثبوت ملتا ہے۔ بطور تہرک ہم ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو یزید ابطہائی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہے کہ آپ حج کے لئے جا رہے تھے تو راستے میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا اے ابو یزید! حج کا خرچہ میرے حوالے کر دو اور میرے ارد گرد سات چکر لگا لو تمہارے لئے یہ بہتر ہے کعبہ اگرچہ اس کی عبادت کا گھر ہے مگر میرا وجود اس کے اسرار و رموز کا مخزن ہے۔ وہ کعبہ اس کا گھر ضرور ہے مگر اس گھر میں وہ گیا نہیں اور میرے دل کے گھر میں اس جی و قیوم کے بغیر کوئی نہیں گیا۔ مجھے غور سے دیکھو تا کہ تمہیں انسان میں نور حق نظر آئے۔ مجھے دیکھنا اس کے انوار و تجلیات کا دیکھنا ہے اور میرے گرد چکر لگانا کعبہ صدق و صفا کا طواف ہے۔ میری خدمت دراصل اسی کی حمد و طاعت ہے یہ خیال نہ کرو کہ حق تعالیٰ مجھ سے جدا ہے۔ اے ابو یزید! تیرے لئے اصل کعبہ تلاش کر لیا اور تو نے بے حد رونق عزت اور شان و شوکت حاصل کر لی۔ اس محبوب نے کعبے کو تو ایک مرتبہ بتی کہا مگر مجھے ستر مرتبہ ”عبدی“ کے خطاب سے مشرف کیا۔

گفت	عزم	تو کیا	اے	بابزید
رخت	غریب	را	کہا	خوہی کشید
گفت	عزم	کعبہ	دارم	از ولہ
گفت	ہیں	با خود	چہ	داری زاورو
گفت	طوفی	کن	بگرم	ہفت بار
وین	کو تر	از طواف	حج	شمار
وآں	در محاشیش	من	نہ	اے جو او
داں	کہ حج	کردی	و شد	حاصل مراد
کعبہ	ہر	چندیکہ	خانہ	بڑا دست

خلقت من نیز خانہ سزاوست
 نامکو اس خانہ را دروے زلفت
 و اندرین خانہ بحر آں حی زلفت
 چون مرا دیدی خدا را دیدہ ای
 گرد کعبہ صدق برگزیدہ ای
 خدمت من طاعت و صبر خداست
 تان چندی کہ حق از من جداست
 بازید کعبہ را دریافتی
 صد بہاد عز و صد فر یافتی
 چشم نیکو باز کن در من مگر
 تاپہ بینی نور حق اندر بشر
 کعبہ را یک بار بیتی گفت بار
 گفت یا عبدی مرا بقتاد بار

امام شعرانی اور الھاماتِ غوثیہ

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ طریقت حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضور غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے الھامات کی تصدیق و تائید فرمائی، حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت کا ارشاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں وکان سیدی عبدالقادر الجیلی یقول حدثنی ربی عن ربی ای عن نفسه بار تفاع الوسائط شیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سید عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے رب نے مجھے میرے رب سے یعنی اپنی ذات والا صفات سے روایت بیان فرمائی بغیر کسی واسطہ کے۔ شیخ خواص رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں مضارع پر "کان" کے دخول سے استمرار کا فائدہ

سامنے آتا ہے گویا وہ اس حقیقت کو بیان فرما رہے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عموماً اس طرح فرمایا کرتے تھے اور پھر اس قسم کے الھامات و خطابات میں کوئی واسطہ نہ ہوتا تھا۔ (الجواہر والدرر للشعرانی بحاشی الابریز ص ۳۰۹ طبع مصر)

یہ دراصل حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مضمون و مفہوم کی تائید اور تشریح ہے جو ابھی ہم نے بیان کیا کہ کامل اہل ایمان و علم کا طبقہ اولی اس نعمت سے سرفراز ہوتا ہے کہ انہیں کسی معین زبان کے بغیر براہ راست کلام الہی سے مشرف کیا جاتا ہے اور یہ حضرات اکمل الرجال ہوتے ہیں۔

الھاماتِ غوثیہ اور شیخ ابن تیمیہ

معرض صاحب ازرا غور فرمائیں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے الھامات کی تائید تو شیخ ابن تیمیہ بھی کر رہے ہیں بلکہ انہیں اسناد کے ساتھ نقل کر رہے ہیں اور شیخ ابن تیمیہ کی تائید و تصدیق معنی دار ہے۔ ابو العباس شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

حدثنی ابی عن محی الدین بن النحاس واطن سمعتها منه راہی الشیخ عبدالقادر فی منامہ وهو یقول اخبار عن الحق تعالیٰ من جاءنا تلقینا من البعید ومن نصر فبحولنا التالہ الحدید ومن تبع مرادنا ردنا ما یریدو من ترک من اجلنا اعطیناہ فوق المزید (فتاویٰ شیخ ابن تیمیہ جلد نمبر ۱۰ ص ۵۴۹ مطبوعہ الحرمین الشریفین اشرف الریاست العاتہ)۔ میرے باپ نے مجھے محی الدین بن النحاس سے روایت کی اور میرا خیال ہے کہ خود میں نے ان سے سنا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور وہ اللہ تعالیٰ سے خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو ہمارے پاس آئے گا ہم دور سے اس کا استقبال کریں گے اور جو ہماری طاقت سے تصرف کرے گا ہم اس کے لئے لوہے کو پگھلا دیں گے اور جس نے ہماری مراوی پیروی کی ہم

اس کی مراد کو چاہیں گے اور جس نے ہماری وجہ سے کسی چیز کو پھوڑ دیا ہم اسے بہت زیادہ عطا کریں گے۔

حضرات اولیائے کرام کے لئے بامر الہی مامور ہونے کے تفصیلی دلائل اور خاص طور پر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مامور بامر الہی ہونے کے مستند شواہد آپ نے ملاحظہ فرمائے اور یہ بحث اختتام کو پہنچی اب ہم حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور عالم ارشاد "قد معی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کے متعلق ان اکابر علماء و مشائخ کی عبارات و اقوال پیش کرتے ہیں جن کی تحقیق ہے کہ یہ ارشاد بامر الہی صادر ہوا۔

علامہ شطنوفی اور ان کی تصنیف کا مقام

دلائل کی روشنی میں جب ہم اس حقیقت کو روز روشن کی طرح واضح کر چکے کہ اولیائے کرام امر الہی سے مامور ہوتے ہیں تو اب فرمانِ غوثیہ کی تصدیق و تاکید میں اکابر علمائے کرام اور مشائخ عظام کے اقوال اور عبارات ملاحظہ کیجئے۔ اگرچہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر مشتمل تمام مستند کتابیں اور دوسرے اکابر علماء و مشائخ کی عبارات اس ارشاد گرامی کے بامر الہی ہونے پر شاہد ہیں تاہم ان سب میں علامہ نور الدین الشطنوفی شیخ القراء جامع الازہر قاہرہ مصری کتاب "بہجۃ الاسرار" کو اس لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے کہ انہوں نے کتب حدیث پاک کی طرز پر اپنی کتاب میں روایات کی سند بیان کی ہے۔ اسناد کے اس اہتمام اور مختلف طرق سے روایات کو مرفوع کرنے کی بنا پر ان کی کتاب خاص شہرت اور افادیت رکھتی ہے انہوں نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد گرامی کو خاص طور پر مختلف طرق اور اسناد سے تحقیق روایت کے معیار کمال پر پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ان کی اسی جدوجہد اور تحقیقی کاوش کے پیش نظر یہ کتاب علمائے اعلام اور مشائخ عظام کے نزدیک مستند اور مقبول ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کو بامر الہی ثابت کرنے کے لئے اس جلیل القدر کتاب کی حیثیت اور اہمیت اور اس کے عظیم الشان مصنف علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کے بارے میں ہم ایک بصیرت افروز تبصرہ پیش کرتے ہیں جو قارئین کرام کے لئے اطمینان اور دلچسپی کا باعث بنے گا اور اس کتاب کی شہادت اور پختگی کو نمایاں کرے گا۔ ہمارے اس تبصرے کا ماخذ فتاویٰ رضویہ جلد نہم مرتبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ القراء علامہ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت کو بیان کرتے ہوئے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۹۹ھ نے اپنی کتاب "حسن الحاضرة فی اخبار المصر والقاهرة" میں لکھا ہے علی بن یوسف بن جریر اللخمی شطنوفی الامام الاوحد نور الدین ابوالحسن شیخ القراء بالدیار المصریة قولہ بالقاهرة سنة اربع واربعین و ستمائة و نصف للقاء بالجامع الازہر و تکاثر علیہ الطلبة مات فی ذی الحجۃ سنة ثلاث عشر و سبع مائة حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ یکتائے روزگار امام اور شیخ القراء جامع ازہر قاہرہ تھے سند تدریس پر قائم ہوئے تو ان پر طلباء کا ہجوم ہوا۔

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

فن اسماء الرجال کے امام نقاد محدث اور مصنف تصانیف کثیرہ امام شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "طبقات المتقرنین" میں رقمطراز ہیں

علی بن یوسف بن جریر اللخمی شطنوفی الامام الاوحد المقری نور الدین شیخ القراء بالدیار المصریة ابوالحسن اصلہ من

الشام ومولده بالقاهرة تصدیر للافراء والتدريس بالجامع الازهر
وقد حضرت مجلس اقرائه واستانست بسمعتهم وسكونهم
حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ جامع الازہر میں منہج تعلیم و
تدریس کی صدارت پر فائز ہوئے میں آپ کی مجلس درس میں حاضر ہوا اور آپ کی
روش اور متانت سے مانوس ہوا۔ امام ذہبی نے بھی آپ کو الامام الاوحد کے لقب
سے یاد کیا۔

امام عبد اللہ الیافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام عبد اللہ بن اسعد النخعی الیافعی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۸ھ
جو صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ یوسف بن
اسماعیل بھائی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے تمام اصحاب سیرہ تاریخ نے اپنی کتابوں
میں ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ
علیہ نے ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا ہے اور وہ شیخ مکہ کے لقب سے مشہور
ہیں۔ حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی کتاب "نثر الحسن"
میں لکھتے ہیں کہ میں اپنی اس کتاب میں اس ایک روایت پر اکتفا کرتا ہوں جسے
الشیخ الامام المقرئ ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب الشیخ
عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ میں جلیل القدر شیوخ، اعلام الہدی عارفین سے اسناد کے
ساتھ پانچ طریقوں سے روایت فرمایا۔ اگرچہ آپ کی کرامات، شیوخ آفاق نے
بالتواتر نقل کیں مگر میرے نزدیک علامہ شطنوفی کی روایت ہی کافی ہے۔

امام شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ

امام محدث شمس الدین محمد الجزری صاحب صحیحین رحمۃ اللہ علیہ
اپنی کتاب "تہایق الدرایات فی اسماء رجال القراءات" میں لکھتے ہیں
نور الدین علی بن یوسف الشطنوفی الشافعی الاسناذ المحقق
البارع شیخ الدیار المصریۃ تکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد

والتحقیق۔ قال الذہبی وكان ذا غرام بالشیخ عبد القادر الجبلی
رضی اللہ عنہ، جمع اخبارہ و مناقبہ فی ثلاث مجلدات
وهذا الكتاب موجود بالقاهرة بوقف الخانقاہ الصلاحیہ
والخبرنی بہ واجازنی شیخنا الحافظ محی الدین عبد القادر
و غیرہ۔

حضرت امام شطنوفی، استاد، محقق، البارع (جن کے کمالات و جمال کو دیکھ کر انسان کو
حیرت ہو) تمام بلاد مصر کے شیخ، ان کے فوائد اور تحقیق کی وجہ سے ان پر لوگوں کا
ہجوم ہوا۔ حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہیں حضور غوث
پاک رحمۃ اللہ علیہ سے عشق تھا۔ انہوں نے آپ کے اخبار و مناقب میں تین
جلدوں پر مشتمل کتاب لکھی، میں کتا ہوں کہ یہ کتاب قاہرہ میں خانقاہ صلاحیہ کے
وقف میں موجود ہے۔ ہمارے استاد حافظ الحدیث شیخ محی الدین عبد القادر اور
دوسرے اساتذہ نے ہمیں اس کتاب کی روایات کی خبر دی اور مضامین کی اجازت
بخشی۔

امام عمر بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام عمر بن عبد الوہاب الفرضی الحلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زیر
مطالعہ نسخہ بھجۃ الاسرار پر تحریر فرماتے ہیں۔

قد تتبعتها فلم اجد فیہا نقلا الا وله فیہ متابعون وغالب ما اورده
فیہا نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفي نشر المحاسن وشمس
الدین الزکی الحلبی فی کتاب الاشراف واعظم شئی نقل عنه انه
احیی الموتی کا حیائہ الدجاجة ولعمری ان هذه القصة نقلها تاج
الدین السبکی۔

میں نے بھجۃ الاسرار کو خوب غور سے پڑھا اور جانچا میں نے اس میں کوئی ایسی
روایت نہ پائی جسے اور متعدد بزرگوں نے روایت نہ کیا ہو۔ اس کتاب کی اکثر

روایات امام عبد اللہ یافعی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں "اسنی المفاخر اور نشر الحسن" میں نقل کیں۔ اسی طرح امام شمس الدین زکی الحلبی نے کتاب الاشراف میں نقل کیں اور سب سے بڑی چیز جو "بہجۃ الاسرار" میں منقول ہے وہ آپ کا احیائے موتی ہے جیسے مرغی کو زندہ کرنا اور مجھے اپنی جان کی قسم اس روایت کو امام تاج الدین سبکی نے بھی نقل کیا ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں علم و تحقیق و اعتدال کی وجہ سے محقق علی الاطلاق کہا جاتا ہے اور جن کی علمی عظمت علماء و مشائخ کے نزدیک مسلم ہے "زبدۃ الاسرار" میں لکھتے ہیں۔

بہجۃ الاسرار میں تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقرئ الا واحد البارع نور الدین علی بن یوسف الشافعی النخعی بینہ و بین الشیخ واسطنان۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ صلوۃ الاسرار میں لکھتے ہیں۔ کتاب عزیز بہجۃ الاسرار و معدن انوار معتبر و مقرر و مشہور و مذکور است و مصنف اس کتاب از مشاہیر مشائخ و علماء ست میاں وے و حضرت شیخ رضی اللہ عنہ دو واسطہ است و مقدم است بر امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایشان نیز از متنبیان سلسلہ و مجاہدان جناب غوث اعظم اند (رضی اللہ عنہ) اس فقیر در مکہ مکرمہ بود در خدمت شیخ اجل اکرم اعدل شیخ عبد الوہاب متقی کہ مرید امام حماد شیخ علی متقی قدس سرہ بودند فرمودند بہجۃ الاسرار کتاب معتبر است نزدیک ما اس زمان مقابلہ کردہ ایم و عادت شریف چنان بود کہ اگر کتابے مفید و نافع باشد مقابلہ سے کردند و ہج سے نمودند درین وقت کہ فقیر رسید بمقابلہ بہجۃ الاسرار مشغول بودند۔

بہجۃ الاسرار جلیل القدر امام فقیہ و حید العصر القاری الشیخ نور الدین علی بن یوسف شطنوفی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ ان کے اور

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان دو واسطے ہیں۔ آپ مشاہیر علماء و مشائخ میں سے ہیں شیخ عبد الوہاب المتقی الملکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بہجۃ الاسرار معتبر کتاب ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا عبارات علامہ شطنوفی اور ان کی کتاب بہجۃ الاسرار کی شہادت اور عظمت کے لئے ایک جامع جہی بر تحقیق تبصرہ ہے جو سراسر انصاف اور حقیقت کا گیندہ دار ہے۔

علامہ شطنوفی کے طرق اسناد

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان صرف دو واسطے ہیں اور دو واسطے بہت ہی اوثق اور اعدل ہیں۔ دو واسطوں کی چار سندیں ملاحظہ کریں۔

(۱) علامہ شطنوفی عن المحدث امام نفی الدین الانماطی عن الامام الفقیہ موفق الدین ابن قدامة المقدسی صاحب "المغنی" فی الفقہ حنبلیہ عن سیدنا الغوث الاعظم قدس سرہ

(۲) الشیخ الشطنوفی عن الامام قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم بن عبد الواحد المقدسی عن الامام ابی القاسم ہبہ اللہ بن منصور نقیب السادات عن سیدنا الغوث الاعظم قدس سرہ

(۳) الشیخ نور الدین علی بن یوسف النخعی الشطنوفی عن الشیخ جنید ابو محمد حسن بن علی النخعی عن ابی العباس احمد بن علی التمشقی عن سیدنا الغوث الاعظم قدس سرہ

(۴) الشیخ علامہ الشطنوفی عن الامام صفی الدین خلیل بن ابی بکر المراعی والا امام عبد الواحد بن علی بن احمد القرشی و ہما عن السید الامام ابی نصر موسیٰ عن ولیدہ سیدنا الغوث الاعظم قدس سرہ

حضرت امام نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق و تعدیل کی یہ تفصیل اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳۲ مطبوعہ المجدد احمد رضا اکیڈمی پراکھلا فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہی تحقیق و تدقیق کے لئے کافی و دانی ہے اور خواص و عوام اہل سنت و جماعت کے نزدیک موجب اعتماد و یقین ہے۔ آپ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳۲ میں درج رسالہ طرد الافاعی عن حمی ہادر فاعی میں مندرجہ بالا تفصیل کے ساتھ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ مناقب غوفیہ میں کتاب بھجۃ الاسرار سے اکابر ائمہ نے استناد کیا اور کتب احادیث کی طرح اس کی اجازتیں لیں دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار علو اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کتب مناقب اولیاء میں باعتبار صحت اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں "صحیح بخاری" کا بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی ہوتی ہیں مگر اس میں کوئی روایت شاذ نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف صحت حدیث کا التزام کیا ہے اور اس امام جلیل نے صحت و عدم شد و ذور و نوں کا اور یہ شہادت امام علامہ عمر بن عبد الوہاب الحلی رحمۃ اللہ علیہ وہ التزام نام ہو کہ اس کی ہر روایت کے لئے متعدد متابع موجود ہیں جیسا کہ مصنف علام نے کتاب کے خطبے میں اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے لکھا۔

لخصته کتاباً مفرداً مرفوعاً لاسانید معتمداً فیہا علی الصحۃ دون الشذوذ۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی تحقیق جن کا مقام علم اصول حدیث اور علم اسماء الرجال میں سند کی حیثیت رکھتا ہے جس کا انکار مقرر صاحب کیلئے کافی حد تک مشکل ہوگا۔

مولانا احسن الزمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت سید محمد علی خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا احسن الزمان چشتی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ "القول المستحسن" شرح فخر الحسن میں حضرت امام علامہ نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ القاب لکھتے ہیں

قال شیخ المقرئین و المحدثین ابو الحسن الفقیہ المحدث المفسر الصوفی عسی بن یوسف بن جریر الشطنوفی الشافعی فی بھجۃ الاسرار و معین الانوار الکتاب المستطاب المشہور فی مناقب الامام المذکور القطب الغوث الحسینی رضی اللہ عنہ

(ملاحظہ ہو "قول مستحسن شرح فخر الحسن" ص ۲۸۳، ۲۸۴) حضرات مشائخ چشت میں "فخر الحسن لملاقات حسن بابی الحسن" تصنیف حضرت محب النبی خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مولانا احسن الزمان چشتی نے اس کی بڑی جامع شرح عربی میں لکھی ہے۔

دیوبند کے شیخ الحدیث سید انور شاہ کشمیری علامہ نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ہکنا نقل الشطنوفی و وثقہ المحدثون عن الشیخ عبدالقادر الحبلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ احیائے موتی شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور حضرات محدثین کرام نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔

(ملاحظہ ہو "فیض الباری علی صحیح البخاری" ص ۶۱ جلد ثانی مطبع مجازی قاہرہ)

علامہ شطنوفی کی روایات پر اکابر کا اعتماد

انھوں صدی ہجری سے لے کر آج تک حضرات علمائے کرام، مشائخ عظام اور اصحاب سیرت و تاریخ نے امام نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کتاب پر جو اعتماد اور انحصار کیا ہے وہ فضائل اور مناقب کی کسی کتاب کو حاصل نہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے بعض مشہور اکابر مشائخ علمائے اعلام اور سیرت نگار مکتوبین کا مختصر تذکرہ کر دیں تا کہ بھجۃ الاسرار اور اس کے مصنف کی عظمت و جلالت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے۔

روایات کے ناقلین علماء و مشائخ

حضرت الشیخ امام نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کی مستند کتاب بھجۃ الاسرار کی روایات کو جن اکابر علمائے اعلام اور مشائخ عظام نے نقل کیا ہے ان میں حضرت امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۴ھ، امام احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۳۳ھ، حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ، حضرت امام شیخ مکہ عبداللہ الیافعی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۸ھ، حضرت امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۸۷ھ، حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۸۵ھ، حضرت امام سراج الدین عمر بن الملقن الانصاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۳ھ (آپ امام ابن حجر عسقلانی کے شیخ ہیں) حضرت امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۸ھ، حضرت امام حافظ زین الدین ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۹۵ھ، حضرت امام ابن حجر مکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۹۷ھ (آپ حضرت ملا علی قاری کے استاد ہیں) حضرت ملا علی القاری الحنفی صاحب المرقاة شرح المکتوۃ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۹۳ھ، حضرت العلام مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۹۸ھ، حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ، ابو العباس شیخ ابن تیمیہ الحرانی المتوفی

۷۲۸ھ، حضرت الشیخ محمد بن یحیی التازیانی الانصاری الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۲۳ھ، محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۴ھ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۸۰ھ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۲۲ھ، حضرت خاتم المفسرین شہاب الدین ابوالوسی بغدادی صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۰ھ، حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۰ھ، حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۳۲ھ، حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی مصنف "مرآۃ الاسرار" رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۹۳ھ، حضرت مولانا علی اصغر چشتی فریدی مؤلف جواہر فریدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی فی القرن الحادی عشر (آپ حضرت شیخ شکر کی اولاد امجاد سے ہیں) حضرت شیخ امدیہ بن عبدالرحیم العثماني چشتی رحمۃ اللہ علیہ مصنف "سیرۃ قطاب" المتوفی فی القرن الحادی عشر، حضرت الشیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب اقتباس الانوار المتوفی ۱۱۹۵ھ، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۶۷ھ، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۰ھ، حضرت اعلیٰ پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۶ھ، حضرت خواجہ گل محمد چشتی احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ مؤلف "تکملہ سیر الاولیاء" المتوفی ۱۳۳۳ھ (آپ حضرت خواجہ محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف کے خلیفہ ہیں) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۳۰ھ، حضرت خواجہ غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف المتوفی ۱۳۳۹ھ اور حضرت مفتی غلام سرور لاہوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب خزینۃ الاصفیاء المتوفی ۱۳۷۰ھ شامل ہیں۔

مستندین و معاصرین کی مطابقت و موافقت

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت و

تعلیمات پر ”بہجۃ الاسرار“ سب سے پہلی تصنیف ہے حالانکہ یہ درست نہیں۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و تعلیمات پر بہجۃ الاسرار سے پہلے مفتی العراق الشیخ ابو بکر عبد اللہ بن نصر بن حمزہ تھمی البکری البغدادی نے ”انوار المناظر فی معرفۃ اخبار الشیخ عبد القادر“ لکھی۔ آپ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب و مسترشدین میں سے ہیں۔ علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بہجۃ الاسرار میں کتاب اور مصنف کا تذکرہ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار ص ۱۰۹ مطبوعہ مصر)

اسی طرح الشیخ الفقیہ عبد اللطیف بن ابی طاہر احمد بن محمد بن ہبۃ اللہ الحاشمی البغدادی الخلیلی المتوفی ۶۱۵ھ نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر ”نزدۃ المناظر فی مناقب الشیخ عبد القادر“ تصنیف کی۔ یہ بزرگ علامہ نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں اور بہجۃ الاسرار کی روایات کے اسناد میں ان کا اہم گرامی آتا ہے (ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار ص ۳ مطبوعہ مصر)

حضرت شیخ شباب الدین سرورای رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۲ھ کی کتاب ”عوارف المعارف“ کی روایات بھی بہجۃ الاسرار کی منکود ہیں۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳۸ھ کی مندرجہ روایات الفتوحات المکیہ بھی بہجۃ الاسرار کی منکود ہیں۔ اسی طرح الحافظ المورخ محب الدین ابو عبد اللہ ابن النجار الشافعی المتوفی ۶۳۳ھ کی تاریخ ابن النجار، امام محی الدین نووی الشافعی شارح ”مسلم شریف“ المتوفی ۶۷۶ھ کی بستان المعارفین، شمس الدین ابو الفکر سبط ابن الجوزی المتوفی ۶۵۳ھ کی ”مرآۃ الزمان فی تاریخ الایمان“ کی روایات سے بھی بہجۃ الاسرار کی تائید و توثیق ہوتی ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے معترض نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا ہے کہ بہجۃ الاسرار میں بہت عجائب و غرائب ہیں اور اس پر لوگوں نے اعتراض کئے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ شافعی مکتبہ فکر کے عظیم القدر محدث ہیں اسماء الرجال، فن جرح و تعدیل، شریعہ اصابہ نبویہ اور دوسرے علوم و فنون پر وہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، ابتدائی دور میں حضرات صوفیائے کرام کے خوارق کرامات اور احوال و مقامات کی طرف ان کی توجہ نہ تھی اور ان کے نزدیک یہ امور عجائب و غرائب تھے۔ بہجۃ الاسرار کے متعلق ان کی یہ رائے بھی اسی دور میں صادر ہوئی۔ اسی دور میں انہوں نے اپنے ہم عصر ولی کامل شیخ علی بن وفا الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک توحید کو طول و اتحاد سے تعبیر کیا تھا اور ان ہی کے جواب میں شیخ موصوف نے ارشاد فرمایا تھا۔

و ظنونا بی حلولاً و اتحاداً
و قلبی من سوی النوحید خالی
وہ تو میرے بارے میں حلول و اتحاد کا گمان رکھتے ہیں حالانکہ میرا دل توحید کے علاوہ ہر چیز سے خالی ہے

یعنی وجہ ہے کہ امام عبد الرؤوف مٹوی المتوفی ۱۰۳۱ھ نے لکھا ہے
دلب ابن حجر اذا ذکر احد من الطائفتان لا یمقی ولا ینزل الا انہ رجع
للفطائف و ذعن و صار من رؤس اهلها کما افادہ الشعرانی و ذلک انہ
شرح ابیانا من ذاتیہ ابن الفارض و قدم شرحہ للشیخ مدین
المصری لیکتبہ علیہا اجازۃ فکتب علی ظہرہا

سارت مشرقاً و سرت مغرباً
شنان بین مشرق و مغرب
وہ مشرق میں محو سیر و تفریح ہے اور میں اسے مغرب میں تلاش کرتا رہا مشرق
اور مغرب کے درمیان بڑا دور دراز فاصلہ ہے۔

ثم رسل ذالك الى الحافظ ابن حجر قال الشعراني فتنبته لامر كان عنه غافلا ثم ادعني وصاحب الشيخ سيدي عيسى بن مانت

امام ابن حجر کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ طائفہ صوفیہ میں سے کسی کا ذکر کرتے تو لگی لپٹی نہ چھوڑتے مگر بعد میں انہوں نے رجوع کیا اور وہ صوفیائے کرام کے اسرار و رموز سمجھنے والے لوگوں میں نمایاں طور پر سامنے آئے۔ امام شعرانی نے اسی مضمون کو بیان کیا ہے چنانچہ شیخ ابن حجر نے مشہور صوفی ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کے ”قصیدہ تاسیہ“ کے اشعار کی شرح لکھی اور دھرت شیخ مدین مصری کی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کے لئے ارسال کی تو انہوں نے جواب میں ایک شعر کے ذریعے انہیں سابقہ روش پر تنبیہ فرمائی پھر وہ تازیست ان کی صحبت سے مستفید رہے۔

شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۶۰ھ بھی ابتداء میں صوفیائے کرام پر معترض رہا کرتے تھے چنانچہ اپنے معاصر حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سخت کلمات کہا کرتے تھے بعد میں حضرات صوفیائے کرام کے معتقد ہوئے اور روحانی فیوض و برکات حاصل کئے خصوصاً حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ شہاب الدین سرور دی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفید ہوئے۔ (الطائف المنن للشعرانی ص ۵۲۵ طبع مصر) القول المستحسن ص ۳۵ جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۷۷

بارگاہِ غوثیت سے عقیدت و احترام

حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب و دماغ میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت مرکوز تھی۔ ”قلائد الجواہر“ کے مصنف اور قاضی القضاۃ جمال الدین ابوالخالد یوسف التازنی الانصاری کے پوتے الشیخ محمد بن یحیی التازنی الخلیل الانصاری المتوفی ۹۲۳ھ نے ”قلائد الجواہر“ ص ۲۸ پر امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تفصیلی عبارت

نقل کی ہے جس میں انہوں نے حضرت کے ارشاد قدیمی ہندہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے مضمون کو بیان کیا ہے ان کی تحریر کا ایک ایک لفظ تحقیق اعتدال ادب احتیاط اور احترام کا نمونہ ہے آگے چل کر ہم وہ تفصیلی عبارت نقل کریں گے۔

کلماتِ غوثیہ کا اعتراف

شیخ محمد بن یحیی التازنی ”قلائد الجواہر“ میں لکھتے ہیں کہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آیا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ آپ نے ایسی مجلس سماع میں بہ نفس نفیس شرکت فرمائی ہو جو فقراء و صوفیاء و فوف و آلاتِ سماع کے ساتھ منعقد کرتے ہیں یا کسی کو ایسی مجلس میں شریک ہونے کا حکم فرمایا ہو یا ایسی مجلس سماع کے بارے میں اباحت یا تحریم کا کوئی قول فرمایا ہو تو انہوں نے ان الفاظ میں جواب فرمایا۔

اما الشيخ عبد القادر فالذي وصل اليه من اخباره الصحیح حقه كان فقيهاً زاهداً عابداً يتكلم على الناس ويرغبهم في الزهد والتوبة ويحذرهم من العقوبة على المعصية فكان يتوب على يده من الخلق ما لا يحصى كثرته وله كرامات مستفیضة لم ينقل لنا عن احد من اهل عصره ولا من بعده اكثر ما نقل عنه ولا اعرف عنه في مسئلة السماع بهذه الالات شيئا (قلائد الجواہر ص ۲۷ طبع مصر)

بہر حال حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ پس آپ کے اخبار مجھ سے جو کچھ ہمارے پاس پہنچا ہے تو وہ یہ ہے کہ آپ فقیہ زاہد اور عابد تھے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور انہیں زہد اور توبہ میں رغبت دلاتے تھے اور گناہ کی سزا سے ڈراتے تھے پس آپ کے دستِ اقدس پر اتنی مخلوق توبہ کرتی تھی کہ اس کا شمار و احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ ہم تک آپ کی کرامات جس کثرت و استغناء سے پہنچیں آپ کے زمانے کے کسی بزرگ بلکہ

آپ کے بعد بھی کسی بزرگ کی کرامات اس طرح نہیں پائی۔ میں سماع بالمرامیز کے بارے میں آپ کے موقف پر کوئی اطلاع نہیں رکھتا۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر "غبطۃ الناظرین ترجمۃ الشیخ عبد القادر" مستقل کتاب لکھی اور اس میں بھجۃ الاسرار کی اکثر و بیشتر روایات درج فرمائیں۔

اب آپ بتائیں کہ یہ بھجۃ الاسرار کی توثیق و تائید نہیں تو اور کیا ہے؟ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ابتدائی اور وسطانی دور کچھ اور تھا اور انتہائی دور کی کچھ اور بات تھی اور ان میں یہ تبدیلی کیوں نہ آتی آخر ان کے جلیل القدر شیخ حضرت سراج الدین عمر بن الملحق الانصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۴ھ کی صحبت و تربیت نے بھی تو اپنے اثرات دکھانے تھے جنہوں نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و تعلیمات پر "دور الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر" مستقل کتاب لکھی۔

یہ ہیں جناب امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کے کلام کا ایک ایک لفظ تحقیق و انصاف اور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں احتیاط و احترام اور اعتراف کمال کا قابل تقلید نمونہ ہے۔ معترض صاحب ایسے انکار علمائے کالمین کے تفصیلی حالات کا مطالعہ کرتے تو اس جرات اور بے باکی سے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ہرگز نازیبا کلمات نہ لکھتے سچ ہے

ع : انما یعرف ذا الفضل من الناس ذو وہ فضل و کمال والوں کو اصحاب فضل و کمال ہی پہچانتے ہیں

تبصرے کا ماخذ السیف الربانی

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہمارے اس تبصرے کا ماخذ ایک مستند کتاب "السیف الربانی فی عنق المعترض علی الغوث الجیلانی" ہے۔ جس کے مصنف علامہ السید محمد علی بن سیدی المصطفیٰ ابن عزوز التونسی الماکلی

المتوفی ۱۳۳۳ھ ہیں جو صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور ان کے فتاویٰ بلاد افریقہ میں شائع تھے۔ ان کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام فی بلد اللہ الحرام السید احمد زینی وعلان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو سند اجازت عطا فرمائی اور انہیں "خبۃ العلماء الاعیان" خلاصۃ الاعلام من فوی العرب فان الاستاذ اکمال جامع ما تفرق من الفضائل کے خطابات سے یاد کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان سے سند اجازت طلب کرتے ہوئے ان کے فضائل و کمال کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا۔

وارجو فضلاً منکم کتاباً تجارۃ لی لیحصل لی شہلی من مرکانکم ونفحۃ من نفحاتکم لا رلتہم ملجاء لفقاصدین وذخر لطلالبین۔

السیف الربانی فی عنق المعترض علی الغوث الجیلانی پر شیخ الاسلام دیار تیونس (افریقہ) الشیخ امام احمد الخواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات ذوالحجہ ۱۳۰۹ھ کو ممبر تصدیق ثبت فرمائی اور اس کی طباعت و اشاعت کی تحریری اجازت فرمائی۔ اس کتاب پر دیار تیونس (افریقہ) کے چالیس مستند جید علمائے کرام کی تقاریض ثبت ہیں۔ جن میں جلیل القدر شیوخ اصحاب فتویٰ مدرسین ارباب مناصب الحکومیہ اور ماہرین علوم و فنون شامل ہیں جن کی تقاریض کی عبارات فصاحت و بلاغت ادب عربی اور متقہ فی الدین کا جامع نمونہ ہیں۔ (السیف الربانی فی عنق المعترض علی الغوث الجیلانی طبع اول ۱۳۰۹ھ طبع ثانی ۱۳۱۳ھ)

حافظ ابن رجب حبلی کے تاثرات

حافظ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۵ھ نے "زیل طبقات الختالہ" میں لکھا ہے کہ بھجۃ الاسرار میں ایسی روایات ہیں جن کے راوی مجہول ہیں اور بعض ایسے امور اور دعاوی کا ذکر ہے جن کی نسبت حضرت سیدنا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مناسب نہیں۔

یہ ہے حافظ ابن رجب حبلی کی رائے جو علمائے ظاہر میں سے تھے اور شیخ

ابن تیمیہ، ابن قیم اور ابن کثیر کے مسلک کے حامل تھے مگر اس کے باوجود وہ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے کھلے دل سے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ انہوں نے بھجۃ الاسرار کے بارے میں جو افکار خیال کیا ہے وہ علم ظاہر کے تقاضوں میں جلتے ہوئے ایک سخت نقطہ نظر کے حامل عالم دین سے غیر متوقع نہیں ہوتا۔ انصاف کا تقاضا یہ نہیں کہ ہم ان کے چند تنقیدی الفاظ کی وجہ سے انہیں بزرگوں کا مخالف بنا کر کسی فتوے کی زد میں لائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ابن رجب کی کتاب کا تفصیلی مطالعہ اس تنقید کو تائید ثابت کرتا ہے بشرطیکہ مطالعہ کی زحمت گوارا کی جائے۔

بارگاہِ غوثیت سے ابن رجب کی عقیدت

حافظ ابن رجب کی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ملاحظہ کریں، جو القاب انہوں نے آپ کے لئے منتخب کئے ہیں ان پر غور کریں اور ان کے انصاف و تحقیق اور اعتراف کمال کی داد دیں۔ یہ کسی باضابطہ مرید سلسلہ کے الفاظ نہیں بلکہ ایک زبردست نقاد، مؤرخ، محدث اور ایک علمی شخصیت کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے القاب و خطابات ہیں اور یہ اس دور میں صادر ہوئے ہیں جب القاب، شخصیات سے بنتے تھے، نہ دور حاضر کی طرح کہ شخصیات، القاب سے بنائی جاتی ہیں اور یہ وہ خطابات ہیں جو کمالات سے حاصل ہوتے تھے، آج کل کی طرح نہیں کہ خطابات کے ذریعے کمالات کو ثابت کیا جاتا ہے۔

حافظ ابن رجب حنبلی "ذیل لبلقات الخائبہ" میں حضرت کے تذکرے کا آغاز اس طرح کرتے ہیں۔

شیخ العصر، قلوۃ العارفین، سلطان المشائخ، سید اہل الطريقة فی وقته محی الدین ابو محمد عبدالقادر الجبلی، صاحب المقامات والکرامات والعلوم والمعارف والاحوال المشہورۃ

کرامات و کمالات غوثیہ کا اعتراف

حافظ ابن رجب فقہ حنبلی کے مایہ ناز فقیہ اور محدث، شیخ موفق الدین ابن قدامہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہم نے کسی بزرگ کی اس قدر کرامات نہیں سنیں اور کسی بزرگ کی دین کی وجہ سے اتنی عزت و تکریم نہیں دیکھی جس قدر حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ پھر شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے حوالے سے لکھتے ہیں

لم تتواتر کرامات احسن المشائخ الا للشیخ عبدالقادر فان کراماته نقلت بالتواتر۔

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی بزرگ کی کرامات نقل متواتر سے ثابت نہیں مگر بے شک آپ کی کرامات نقل متواتر سے ثابت ہیں۔

حضرت سروردی کے حصول فیض کا بیان

شیخ ابن رجب اس سند سے یہ روایت درج کرتے ہیں

قال الشیخ تقی الدین ابوالعباس ابن نیعیۃ حدثنی الشیخ عزالدین بن احمد بن ابراہیم الفاروقی انه سمع الشیخ شہاب الدین عمر بن محمد السمروردی صاحب العوارف

حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں علم کلام کی کتابیں پڑھنے کا ارادہ کرتا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کون سی کتاب پڑھوں پھر میں اپنے بچا شیخ ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا (ماہور زاد الاخرۃ) یہ فقہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا یعنی وہ علم پر جو جو آخرت کے لئے زاوہ راہ ہو چنانچہ میں نے اس ارادہ سے رجوع کر لیا۔ پھر ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے ابن قدامہ کی تحریر شدہ یہ عبارت جس میں حضرت سروردی کا واقعہ ہے خود پڑھی ہے۔ پھر ابن النجار مؤرخ المتوفی ۶۷۳ھ کی حضرت سروردی سے یہ روایت نقل کی کہ

میرے چچا ابوالنجیب نے جامع میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میرے لئے دعا کی درخواست کی اور یہ بھی عرض کیا کہ یہ علم کلام میں مشغول رہتا ہے۔ حضرت سرور دی فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں حضرت شیخ عبدالقادر کی دست بوسی کی حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ علم کلام میں اشتغال سے توبہ کرو پس تم فلاح پا جاؤ گے۔ میرا ارادہ نہ بدلا تو پھر میرے تمام حالات میں اضطراب آیا اور میرے اوقات مکرر ہو گئے پس میں نے جان لیا کہ یہ سب کچھ حضرت شیخ کی مخالفت کی وجہ سے ہوا پھر میں نے توبہ کی اور رجوع کیا پس میرا حال درست ہو گیا اور میرا دل خوش ہو گیا۔

علامہ شطنوفی کی احسن روایات

بہجۃ الاسرار کی بعض روایات کو احسن کہتے ہوئے ابن رجب لکھتے ہیں ومن احسن باقی هذا الكتاب ما ذكره المصنف

علامہ شطنوفی کی بہترین روایات میں سے یہ ہے کہ شیخ ابن قدامہ نے کہا ہم ۱۱۵ھ میں بغداد میں داخل ہوئے تو اس وقت علم، عمل، حال اور افتاء کی سرداری کا انتہائی مقام حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ میں اتنے علوم جمع کر دیئے تھے اور آپ کو اتنی وسعت صدر اور مہر حاصل تھا کہ علوم کا طالب آپ کی وجہ سے غیر سے مستغنی ہو جاتا تھا اور آپ کے بعد میں نے آپ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

اب حافظ ابن رجب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی قدسی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کو نقل کرتے ہیں جو بہجۃ الاسرار کی جامع الروایات، مرکزی روایت ہے اور کتاب کا زیادہ تر حصہ اسی کے متعلقات پر مشتمل ہے۔

فاما الحکایۃ المعروفة عن الشیخ عبدالقادر انہ قال قدسی ہذہ علی

رقبۃ کل ولی اللہ فقد ساقھا هذا المصنف عن طرق متعددة۔

بہر حال حضرت شیخ عبدالقادر سے منقول واقعہ معروفہ کہ انہوں نے فرمایا 'میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے' اس روایت کو مصنف نے متعدد طرق روایت سے بیان کیا ہے۔ اب بتائیں کہ حافظ ابن رجب نے بہجۃ الاسرار کی خاص روایت کو تسلیم کیا بلکہ متعدد طرق سے اس کے سیاق کو مان کر اس کی تصدیق و تائید کی اور اس روایت کے طرق اور اسناد کے رجال سے انھیں کی کوئی کوشش نہ کی۔ اندازہ کیجئے کہ یہ سب روایات اور بہت سی دوسری روایات جنہیں ہم نے خوف طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کیا، حافظ ابن رجب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بہجۃ الاسرار سے نقل کی ہیں، پھر موضوع کتاب یعنی سیرت و کمالات غویہ پر تو حافظ ابن رجب کی شرح صدر اور ان کی دلچسپی آپ کے سامنے ہے۔ اب اس ساری وضاحت کے بعد حافظ ابن رجب کی بہجۃ الاسرار پر تنقید کا کوئی وزن باقی رہ جاتا ہے یا اسے تنقید سے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟

آخر میں شیخ ابن رجب نامور شاعر مشہور ادیب نصر نیری کا طویل مرقیہ پیش کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر کہا تھا۔ انہوں نے اس مرقیہ کے ستائیں اشعار درج کئے ہیں جو ان فضائل و کمالات کے متضمن ہیں جنہیں علامہ شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں بیان کیا ہے، گویا یہ مرقیہ بھی حافظ ابن رجب کی طرف سے بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف کی توثیق و تائید کا ایک نمایاں ثبوت ہے۔ "زجل طبقات الخالیدہ" کے یہ مندرجات جو بارہ صفحات پر مشتمل ہیں، سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و تعلیمات کی ایک جامع دستاویز ہے جو اپنی افادیت اور جامعیت کے اعتبار سے ایک خاص اہمیت کی حامل ہے۔

(ملاحظہ ہو: "زجل طبقات الخالیدہ" از ص ۲۴۰ تا ص ۳۰۱ مطبوعہ مصر)

جرح و تنقید عظمت کے مثالی نہیں

ہم نے امام ابن حجر عسقلانی اور حافظ ابن رجب حنبلی کی بھجۃ الاسرار کے بارے میں تنقیدی رائے کا تحقیقی اور تفصیلی جائزہ پیش کیا جس سے واضح ہو گیا کہ ان دونوں بزرگوں کے نزدیک بھجۃ الاسرار اور اس کے مصنف کی ثقاہت و عظمت بدستور مسلم ہے۔ بھجۃ الاسرار تو فضائل و مناقب کی کتاب ہے مگر آپ دیکھیں کہ حدیث پاک کی کتب مشورہ ان کے جلیل القدر جامعین، مؤلفین اور عقیم الشان راویان حدیث کے بارے میں کیا کچھ کہا گیا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اسماء الرجال کے فن جرح و تعدیل کے معیار پر تمام کتب حدیث، روایات حدیث اور راویان حدیث پورے اترتے ہیں؟ آپ کو صحاح ستہ پر تنقید و اعتراض کا اچھا خاصا مواد ملے گا، حضرات محدثین کرام کے بارے میں سخت تنقید کی جارحانہ الفاظ سامنے آئیں گے۔ بعض محدثین کرام، ائمہ مجتہدین و فقہائے عظام پر تنقید کرتے ہوئے نظر آئیں گے تو پھر کیا فقہ و حدیث کی کتابیں ناقابل اعتبار سمجھی جائیں گی اور ائمہ مجتہدین اور حضرات محدثین کے اقوال کو نظر انداز کر دیا جائے گا؟

آپ تصوف و طریقت کی طرف آئیں شیخ محی الدین ابن عربی کی "فتوحات" اور "مقصود" کے بارے میں کتنے علماء و فقہانے مخالفت کا اظہار کیا، جن کے جواب میں علماء و مشائخ نے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں کتابیں تالیف کیں۔ آپ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی "الیواقیت والجوہر" کے ابتدائی اوراق پر نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ شیخ ابن عربی کے بارے میں کیسے کیسے نامور لوگوں نے جرح و تنقید کی اور دوسرے کتنے بڑے مشائخ عظام کے بارے میں لوگوں نے کس قدر سخت الفاظ کہے اور ان کے ساتھ کس بدسلوکی اور گستاخی سے پیش آئے بلکہ انہیں وطن مالوف سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ حضرت امام شعرانی کی کتابوں اور ان کی شخصیت کے بارے میں کیا کیا تنقید منظر عام پر نہ آئی، ان تمام

باتوں کی تفصیل کو امام شعرانی نے بیان فرمایا۔
معرض صاحب کی توجہ کے لئے

معرض صاحب نے بھجۃ الاسرار کی توثیق و تائید اور اس کے استناد و اعتبار کا جائزہ لئے بغیر غفلت سے کام لیتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی کے چند تنقیدی کلمات کا حوالہ دیا۔ ہم نے نہ صرف اس کی وضاحت کر دی بلکہ حافظ ابن رجب حنبلی کے تنقیدی تاثرات کو بھی حقائق کی روشنی میں پیش کر دیا۔ مثلاً قادریہ کی دو سری کتابوں کے بارے میں معرض صاحب نے جس جذباتی انداز میں تنقید کی ہے کوئی صاحب علم اسے پسند نہیں کرے گا، خاص طور پر علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تفریح الخاطر" کے بارے میں تو ان کے الفاظ کافی حد تک انصاف و اعتدال کے معیار سے گرے ہوئے ہیں۔ کسی روایت میں کوئی فروگزاشت اتنا شدید جرم نہیں ہو تا کہ اس کتاب کی ساری افادیت و اہمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے جذباتی تنقید کا نشانہ بنالیا جائے۔

معرض صاحب نے مشائخ چشت کے حالات پر مشتمل کتابوں کے بارے میں توجہ نہیں فرمائی ورنہ وہاں اصولی روایت کے علاوہ اصولی درایت کے لحاظ سے بھی شدید فروگزاشتیں پائی جاتی ہیں۔ سلسلہ چشتیہ کی مشہور کتاب "سیر الاولیاء" میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۶۶۳ھ درج ہے جبکہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حصول خلافت کا سن ۶۶۹ھ لکھا ہے۔ پوشیدہ نمائند کہ تولد حضرت شیخ الشیوخ فرید الحق والدین مسعود گنج شکر در ۵۶۹ھ پانصد شصت و نہ بود و وفات حضرت ایشان در شش صد و شصت و چہار بود عمر حضرت ایشان نود و پنج باشد۔

(ملاحظہ ہو: سیر الاولیاء از امیر خور کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۱، مطبع انتشارات اسلامی لاہور) از حضرت سلطان المشائخ پر سیدند کہ عمر شریف حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز چند سال بود فرمودند کہ نود و پنج سال

(سیر الاولیاء ص ۱۰۹)

حصول خلافت کے بارے میں حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سیزو ہم ماہ رمضان سنہ ۶۹۹ ھ شیع و شیعین و ستمائے بود و فرمود نظام یاد داری آنکہ گفتہ بودم گفتہ آئے فرمود کہ کاندہ پیارید اجازت نامہ ہو مستند اجازت نامہ نوشتہ۔ (سیر الاولیاء ص ۱۰۹)

سیر الاولیاء کی مندرجہ بالا روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال سن ۶۹۳ ھری ہے جبکہ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے حصول خلافت کا سن ۶۹۹ ھ درج کیا گیا ہے۔

سیر الاولیاء میں درج اس فروگذاشت کو مؤرخ سید عبدالحی حسنی دہلوی نے بھی بیان کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: "نزهة الخواطر" جلد دوم ص ۱۲۰ "مطبوعہ مجلس دائرة المعارف حیدر آباد دکن")

اسی طرح سیر الاولیاء میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے حصول خلافت کا سن ۵۲۲ ھ درج ہے۔ (ملاحظہ ہو: سیر الاولیاء ص ۵۸) جبکہ "ذیل العارفین" ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں حصول خلافت کا سن ۵۱۳ ھ درج ہے۔ (ملاحظہ ہو: "ذیل العارفین" ص ۲ مطبع مجتہائی دہلی)

یہ دونوں روایات جسور چشتیہ کے نزدیک ناقابل قبول ہیں معلوم نہیں معترض صاحب کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ حضرت سلطان نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت سید محمد یسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "فوائد القواد" کے علاوہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی کے ملفوظات کا کوئی مجموعہ قابل اعتبار نہیں (جوامع الکلم ص ۱۳۳ بحوالہ نزهة الخواطر جلد دوم ص ۳۶) حضرت سلطان نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ چشت

کے ملفوظات کے بارے میں بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ (خیر المجالس ص ۵۳) مزید تفصیل کے لئے علامہ حضرت محسن الدین فاضل امیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (ثار خواجہ) دیکھی جاسکتی ہے

فرمان غوثیہ اور اکابر مشائخ کی ہر گز گوی

علامہ نور الدین شطنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھجۃ الاسرار میں مندرج روایات کے ساتھ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان عایدشان کے بارے میں جن اکابر مشائخ کی پیش گوئی کا تذکرہ کیا ہے اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

شیخ ابوبکر بن ہوار ابطاخی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) شیخ ابوبکر بن ہوار ابطاخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا

سوف يظهر بالعراق رجل من العجم عالی المنزلة عند الله وعند الناس اسمه عبدالقادر ومسكنه ببغداد يقول قدمي هذه علي رقبة كل ولي لله وتدين له الاولياء في عصره ذلك الفرد في وقته (بھجۃ الاسرار ص ۴ طبع مصر)

غریب عراق میں ایک عجیب مرد کامل ظاہر ہوگا جس کا اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک بلند مقام ہوگا۔ ان کا اسم گرامی عبدالقادر ہوگا اور بغداد ان کا مسکن ہوگا۔ وہ اعلان کریں گے کہ میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے اور ان کے زمانے کے اولیائے کرام ان کے ارشاد کی تعمیل کریں گے اور وہ اپنے وقت کے فرد ہوں گے۔ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوبکر ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں لعقد اجماع المشائخ من اهل عصره على جلالته و علو مقامه کہ آپ کی جلالت اور عظمت مقام پر ہم عصر مشائخ کا اجماع تھا۔ (الطبقات الکبریٰ لشعرانی حصہ اول ص ۱۱۳ طبع مصر)

الشیخ امام عبد اللہ الجونی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) الشیخ امام ابواحمد عبد اللہ الجونی الملقب بالحق رحمۃ اللہ علیہ، آپ سے

حضرت شیخ امام ابو یعقوب یوسف الحمدانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں

سمعتہ سنة ثمان و ستين واربع مائه يقول شہيدہ سيبو لدبارض
العجم مولود له ظهور عظيم بالكرامات و قبول تلم عند كافة
الاولياء يقول قدمي ہندہ علی رقبۃ كل ولی اللہ ونندرج الاولياء
نحت قدمہ ذلک الذی یشر فہ لہل زمانہ و ینتفع بہ من رآہ
(بہجۃ الاسرار ص ۴ طبع مصر)

شیخ امام ابو یعقوب یوسف الحمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ۳۶۸ھ
میں شیخ ابو احمد عبد اللہ الجونی الملقب بالحق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عنقریب ارض
عجم میں ایک سعادت مند بچے کی ولادت ہوگی جو کرامات میں عظیم مرتبہ کے حامل
ہوں گے اور تمام اولیائے کرام کے نزدیک ان کو کامل مقبولیت حاصل ہوگی وہ
اعلان کریں گے کہ میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے اور تمام ہم عصر
اولیاء ان کے قدم کے نیچے مندرج ہوں گے جس کی وجہ سے انہیں اہل زمانہ پر
فضیلت ہوگی اور جس نے ان کی زیارت کی وہ ان سے فیض حاصل کرے گا۔ شیخ
امام ابو یعقوب یوسف الحمدانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۳۵ھ کی اسی روایت کو امام
عبد اللہ الیافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نشر الحاسن" میں نقل فرمایا
ہے (نشر الحاسن، پیمائش جامع کرامات الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ النعمانی حصہ دوم ص ۳۶)

الشیخ تاج العارفین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت شیخ تاج العارفین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ
جوانی میں شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کے لئے آئے تو شیخ ابو الوفا ان کی
تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے فرماتے

قوموا لولی اللہ و ربما یمشی الیہ فی وقت خطوات یتلقاہ و ربما
قال فی وقت من لم یقم لہذا الشاہد لم یقم لولی اللہ فلما نکر ذلک
منہ قال لہ اصحابہ فی ذلک فقال لہذا الشاہد وقت اذا جاء لفتقر الیہ

الحاص والعام و کانی راہ قانلا بیغلا علی رؤس الاشہاد و ہو محق
قدمی ہندہ علی رقبۃ كل ولی اللہ فتواضع لہ رقاب الاولیاء فی
عصر ذلک و قطبہم فی وقنہ فمن ادركہم کم فلیلزم خدمتہ
(بہجۃ الاسرار ص ۴ طبع مصر)

حضرت شیخ عبد القادر کے آنے پر شیخ تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ حاضرین
مجلس سے فرماتے کہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ کبھی آپ کے استقبال کے
لئے چند قدم چل کر تشریف لے جاتے کبھی فرماتے جو شخص اس نوجوان کے لئے
کھڑا نہ ہو اور وہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑا نہ ہو۔ جب بار بار ان سے اس طرح
سلوک ظاہر ہوا تو آپ کے اصحاب نے اس بارے میں پوچھا پس انہوں نے فرمایا
اس نوجوان کا جب دور آئے گا تو خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور گویا میں
انہیں دیکھ رہا ہوں کہ علی الاعلان بغداد میں کہہ رہے ہیں میرا یہ قدم تمام اولیائے
کرام کی گردنوں پر ہے اور وہ اس فرمان میں حق پر قائم ہیں پس ان کے لئے وقت
کے تمام اولیاء کی گردنیں جھک جائیں گی کیونکہ وہ ان کے قطب ہیں۔ تم میں سے
جس کو وہ دور نصیب ہو تو ان کی خدمت میں رہنا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے
شیخ تاج العارفین کے متعلق لکھا ہے کہ آپ اپنے دور میں اعیان مشائخ عراق میں
سے تھے اور ولایت کی ریاست آپ پر ختم تھی اور سیدی شیخ عبد القادر
الکبر رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ ایس علی باب الحق
نعمانی کر دی مثل لہی الوفا و هو اول من سمی بتاج العارفین فی
العراق حق تعالیٰ کے دروازے پر ابو الوفا جیسا کوئی گروی نظر نہیں آتا۔ پھر امام
شعرانی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے عراق میں "تاج العارفین" کے لقب سے آپ
مشہور ہوئے۔ (الہبقات الکبریٰ للشعرانی حصہ اول ص ۶۶ طبع مصر)

حضرت شیخ عقیل مینبی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت الشیخ عقیل مینبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

سیظهر لھنا و اشار الی العراق فتی عجمی شریف یتکلم علی الناس ببغداد و يعرف کرامته الخاص و العام و هو قطب و قته یقول قلمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و نضع الاولیاء لہ رقابہم و لو کنت فی زمانہ لو ضعت لہم اسی ذلک الذی ینفع اللہ بہ من صدق بکرامتہ من سائر الناس (بہجۃ الاسرار ص ۵)

شیخ عقیل الشیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، عنقریب عراق میں ایک عجمی فوجوان سید ظاہر ہوں گے جو بغداد میں لوگوں کو خطاب کریں گے، ان کی کرامات کو خاص و عام جانیں گے اور وہ اپنے وقت کے قطب ہوں گے، وہ یہ اعلان فرمائیں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور ان کے لئے اولیائے کرام اپنی گردنیں جھکا دیں گے اگر میں ان کے زمانے میں ہوتا تو ضرور اپنا سر جھکا دیتا۔ لوگوں میں جو ان کی کرامات کی تصدیق کرے گا اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اسے نفع پہنچائے گا۔ امام شعرانی لکھتے ہیں کہ شیخ عقیل منجی اپنے وقت میں شام کے شیخ المشائخ تھے اور شیخ عربی بن مسافر جیسے اکابر بزرگوں نے ان سے فیض حاصل کیا۔

(اللبقات للشعرانی حصہ اول ص ۷۷ طبع مصر)

الشیخ علی بن وہب السبخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۵) شیخ علی بن وہب السبخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عجم کے فقراء کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ عجم کے کس علاقے سے آئے ہو تو انہوں نے کہا جیلان سے آپ نے فرمایا

ان اللہ تعالیٰ نور الوجود بہ رجل یشہر منکم قریب من اللہ تعالیٰ اسمہ عبدالقادر مظهرہ فی العراق یقول ببغداد قلمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و تقر اولیاء عصرہ بفضلہ (بہجۃ الاسرار ص ۵)

اللہ تعالیٰ نے تم سے ایک شخص سے وجود کو منور فرمایا ہے وہ عنقریب

عراق میں ظاہر ہوں گے اور بغداد میں فرمائیں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور وقت کے اولیائے کرام ان کی فضیلت کا اعتراف کریں گے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ سبخار میں مریدین کی تربیت کا مرکز تھے اور شیخ سوید سبخاری، شیخ ابو بکر الجاری اور شیخ سعد الصناجی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر آپ سے فیضیاب تھے۔ (اللبقات الکبریٰ حصہ اول ص ۱۱۹ طبع مصر)

حضرت حماد بن مسلم الدیاس رحمۃ اللہ علیہ

(۶) ایک دن شیخ حماد بن مسلم الدیاس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بڑے ادب سے بیٹھے تھے جب آپ تشریف لے گئے تو شیخ حماد نے فرمایا

لھذا العجمی قدم نعلو فی وقتہا علی رقاب الاولیاء فی ذلک الوقت ولیو مرن ان یقول قلمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ولیقولن و لنوضعن رقاب الاولیاء فی زمانہ

اس عجمی فوجوان کا قدم ان کے وقت میں اولیائے کرام کی گردنوں پر ہو گا اور اسی امر الہی ہو گا کہ اعلان کریں میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ وہ ضرور ایسا کہیں گے اور ان کے لئے وقت کے اولیائے کرام کی گردنیں جھکا دی جائیں گی۔ شیخ حماد دیاس رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسرار کے کشف میں آپ پر مشائخ کا اجماع متفقہ ہوا بغداد کے جلیل القدر مشائخ ان سے مستفید ہوئے۔ وہو احد من صحب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ و اثنی عینیہ و روی کرامانہ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جن کی صحبت میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ رہے، ان کی تعریف فرمائی اور ان کی کرامات کو بیان فرمایا۔ (اللبقات للشعرانی حصہ اول ص ۱۱۹ طبع مصر)

غوثِ وقت کی پیش گوئی

علامہ نور الدین شطنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف طرق سے روایت بیان

کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے دو اور ساتھی طالب علمی کے زمانے میں ایک بزرگ کی زیارت کے لئے گئے جنہیں غوث کہا جاتا تھا۔ ان دو ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو اس غوث سے مشکل مسئلہ پوچھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو صرف ان کی زیارت کے برکات حاصل کروں گا۔ جب تینوں ساتھی اس غوث وقت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے سوال پوچھنے والوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان میں سے ایک سنی ابن السقا سے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تم پر بھڑک رہی ہے۔ دوسرے سوال پوچھنے والے طالب علم عبداللہ ابن عصرون الشافعی سے فرمایا کہ حیرے سوال کا یہ جواب ہے اور تم بے ادبی کی وجہ سے کاتوں کی لو تک دنیا میں مستغرق ہو جاؤ گے۔ پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے انہیں اپنے قریب بٹھایا، ان کی عزت فرمائی اور ارشاد فرمایا

يا عبدالقادر لقد رضيت الله ورسوله بآدابك كاني اراك ببغداد وقد صعدت على الكرسي متكلما على الملا وقلت قلعي هذه على رقة كل ولي الله وكاني لرى الاولياء في وقتك قد حنوا رقابهم اجلالا لک (بہجۃ الاسرار ص ۶ طبع مصر)

اے عبدالقادر آپ نے اپنے ادب سے اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا گویا میں آپ کو بغداد میں کرسی پر لوگوں کو خطاب کرتے دیکھ رہا ہوں آپ کہہ رہے ہیں کہ میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اولیائے وقت نے آپ کی تعلیم کے لئے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

فرمان غوثیہ یا امرانی صادر ہوا

علامہ شیخ نور الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان میں ماسور من اللہ ہونے پر بہجۃ الاسرار ص ۱۰ طبع مصر پر ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے۔

ذکر اخبار المشائخ عنہ لم یقل لا بالامر۔

حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا مشائخ متقدمین میں سے بھی کسی نے قدمی ہند علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں پھر پوچھا گیا کہ اس کا مطلب کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کے مقام فردیت کو نمایاں کرتا ہے سائل نے کہا کہ اور بھی افراد ہو گزرے ہیں تو انہوں نے فرمایا

لم یثو مر احد منهم ان یقول ہند سوی الشیخ عبدالقادر قلت اوامر بقولہا قل بنی قد امر واما وضعت الاولیاء کلہم رؤسہم لمکان الامر الاثری الی الملائکۃ لم یسجدوا لادم صلوات اللہ علیہ الا لورود الامر علیہم بذالک۔

حضرت شیخ عدی بن مسافر نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی فرد وقت کو یہ حکم نہیں دیا گیا۔ سائل نے پھر پوچھا کیا آپ کو اس فرمان کا حکم دیا گیا تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں دو ماسور ہوئے اور امرانی کی وجہ سے تو تمام اولیائے کرام نے سر جھکا کے ہمیں معلوم نہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو امرانی کی وجہ سے سجدہ کیا تھا۔ حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام شعرانی لکھتے ہیں کہ آپ ارکان طریقت میں وحید العصر تھے اور علمائے طریقت میں سے اعلیٰ تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تعریف کی اور یہ بھی فرمایا کہ لو کانت النبوة تنال بالمجاهدة لئلا لها الشیخ عدی بن مسافر اگر ریاضت و مجاہدہ سے نبوت حاصل ہو سکتی تو شیخ عدی بن مسافر ضرور حاصل کر لیتے۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی حصہ اول ص ۸۸ طبع مصر)

حضرت شیخ ابو سعید التیملوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت الشیخ ابو سعید التیملوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا

ہیں قال الشيخ عبدالقادر قدس سرہ علی رقیۃ کل ولی اللہ ما قال
بلی قال ہا بامر لا شک فیہ وہی لسان القطبیۃ ومن الاقطاب فی کل
زمان من یومر بالسکوت فلا یسعہ الا السکوت ومنہم من یومر
بالقول فلا یسعہ الا القول وهو الاكمل فی مقام القطبیۃ لانه لسان
الشفاعة

حضرت شیخ ابو سعید قیلوی سے پوچھا گیا کیا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے
یہ ارشاد بامرانی فرمایا ہے تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے
مامور ہو کر فرمایا اور یہ قطبیۃ کی زبان ہے اور ہر زمانے میں بعض اقطاب کو سکوت
کا حکم ہوتا ہے پس ان کے لئے سکوت کے سوا گنجائش نہیں ہوتی اور بعض اقطاب
کو کہنے کا حکم ہوتا ہے تو انہیں کہنا پڑتا ہے اور وہ قطب جنہیں کہنے کا حکم ہوتا ہے
مقام قطبیۃ میں ان اقطاب سے افضل ہوتا ہے جنہیں سکوت کا حکم ہوتا ہے اس
لئے کہ یہ لسان شفاعت ہے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق
لکھتے ہیں۔

هو من كبار العارفين والائمة المحققين صاحب الانفاس الصادقة
والافعال الخارقة والكرامات والمعارف (الطبقات للشعرانی حصہ اول ص
۱۲۷)

شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ اکابر عارفین اور ائمہ محققین میں سے تھے اور
آپ انہیں صادقہ، افعال خارقہ اور کرامات و معارف کے جامع تھے۔
حضرت شیخ علی بن حمیتی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت الشیخ علی بن حمیتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر حاضرین مجلس اولیائے کرام میں سب سے پہلے
آپ نے حضرت کا قدم اپنی گردن پر رکھا۔ آپ کے اصحاب نے اس بارے میں
آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا

لانه امران يقولها واثن له في عزل من انكرها عليه من الاولياء
فاردستان کون اول من سارع الی الانقیاد لہ۔

آپ کو اس فرمان کا حکم دیا گیا تھا اور آپ کو یہ بھی اجازت تھی کہ اولیائے کرام میں
جو بھی اس فرمان کا انکار کرے اسے ولایت سے معزول کر دیں۔ پس میں نے ارادہ
کیا کہ آپ کی اطاعت میں جلدی کر کے سبقت لے جاؤں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ
علیہ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ اکابر مشائخ عراق اور اعیان عارفین
میں سے تھے اور آپ ان جلیل القدر اولیاء میں سے تھے جنہیں قطبیۃ عظمیٰ کا
مقام حاصل تھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

کل من دخل فی بغداد من الاولياء فی عالم الغیب والشهادة فهو فی
ضیافتنا ونحن فی ضیافة الشیخ علی بن حمیتی۔ عالم غیب و عالم
شہادت کے اولیائے کرام میں سے جو بھی بغداد میں وارد ہوتا ہے وہ ہمارا مسمان
ہوتا ہے اور ہم شیخ علی بن حمیتی کے مسمان ہیں (الطبقات للشعرانی حصہ اول ص
۱۲۵)

حضرت سید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت الشیخ السید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آیا شیخ
عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بامرانی اس طرح فرمایا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ واقعی
آپ نے بامرانی یہ اعلان فرمایا۔ حضرت شیخ احمد رفاعی کے متعلق مشہور ہے کہ
حضور سرور کائنات علیہ السلام کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو
اشعار شوقیہ پڑھ کر دست اقدس کو چومنے کا شوق ظاہر کیا چنانچہ حضور علیہ السلام کی
قبر اطہر سے دست اقدس رونما ہوا اور آپ نے بوسہ دیا۔

حضرت شیخ القاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ
انہوں نے فرمایا

لما امر الشيخ عبدالقادر رضى الله عنه ان يقول قدمى هذه على رقة كل ولى الله رايت الاولياء فى المشرق والمغرب واضعين رؤسهم تواضعوا له الارجل بالارض العجم فانه لم يفعل فتولوا به عنه حاله

جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو قدمی ہند علی رقبہ کل ولی اللہ کے بارے میں علم دیا گیا تو میں نے مشرق و مغرب کے اولیائے کرام کو دیکھا کہ انہوں نے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے گردنیں جھکا دیں مگر عجم کے ایک شخص نے تواضع نہ کی تو ان کا حال عجوب ہو گیا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رضی اللہ عنہ شیخ ابو محمد انصاری البصری کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور آپ کی کرامات کا مشاہدہ کیا۔ (بہجة الاسرار ص ۱۷۱) حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ اعیان مشائخ عراق، عظیم الشان عارفین اور جلیل القدر مقررین میں سے تھے علم شریعت و حقیقت پر کلام فرماتے تھے

(الطبقات الکبریٰ للشعرانی حصہ اول ص ۱۲۹)

حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت الشیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۸۸ھ فرماتے تھے عشنا زمانا مدینا فی ظل الشیخ عبدالقادر رضى الله عنه وشربنا كنوسا هنية من مناهل عرفائه ولقد كان النفس الصادق يصدر عنه فيستطير شعاع نوره في الافاق استطارة النار فنقنيس منه اسرار احوال الاصحاب على قدر مراتبهم ولما اتاه الامر بان يقول قدمى هذه على رقة كل ولى الله زاد الله تعالى جميع الاولياء نورا في قلوبهم وبركة في علومهم وعلوا في احوالهم ببركة وضعهم رؤسهم وقلمضى الى الله تعالى في حنية السابقين مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين رضى الله عناهم

ہم نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ طویل زمانہ بسر کیا اور آپ کے منہا اہل عرفان سے خوشگوار جام نوش کئے آپ سے انفاس صادق کا ظہور ہوتا تو اتفاق میں آگ کی طرح ان کے انوار کی شعاعیں پھیل جاتی تھیں۔ پس اصحاب احوال کے مرتبہ کے مطابق ہم ان کے اسرار سے انوار حاصل کرتے تھے پھر آپ کو قدمی ہند علی رقبہ کل ولی اللہ فرمانے کا امر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے فرمان پر گردنیں جھکانے کی برکت سے تمام اولیائے کرام کے دلوں میں نور بڑھا دیا، علوم میں برکت زیادہ کر دی اور احوال کی بلندی میں اضافہ کر دیا اور حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سابقین مع الانبیاء والصدیقین والشهداء والصالحین کے لباس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

هو من اجلاء المشايخ وعظماء العارفين و اعيان المحققين صاحب الكرامات والمقامات وهو احد الاربعة الذين ينصرفون في قبورهم بارض العراق

آپ جلیل القدر مشائخ، عظیم الشان عارفین اور اعیان محققین میں سے ہیں صاحب کرامات و مقامات تھے اور عراق کے ان چار بزرگوں (یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عقیل منہجی اور حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنہم) میں سے ہیں جو اپنی قبروں میں ظاہری حیات کی طرح تصرف فرماتے ہیں (الطبقات الکبریٰ للشعرانی حصہ اول ص ۱۳۲ طبع مصر) حضرت شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حضرت الشیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عالم رویا میں انہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ کو کثرت سے حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوا کرتی تھی۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے قدمی ہند علی رقبہ کل ولی اللہ فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے جواب میں

فرمایا۔ صدق الشیخ عبدالقادر وکیف لا وهو القطب والارواء شیخ
عبدالقادر نے سچ کہا ہے وہ کیوں نہ کہتے حال یہ ہے کہ وہ قطب ہیں اور میری
حفاظت میں ہیں۔ یہ سب روایات پوری سند اور مختلف طرق کے ساتھ امام
نور الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھجۃ الاسرار میں نقل فرمائیں (ملاحظہ ہو
بھجۃ الاسرار ص ۱۰۷ طبع مصر)

مستند روایات میں معترض کی قطع و برید

جس طرح ہم بیان کر چکے کہ معترض نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے
ارشاد گرامی کو طوعاً و کرہاً معاصر اولیائے کرام کے لئے تسلیم کیا ہے اور اس ارشاد
کی حتی الوسع عظمت و اہمیت کو کم کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ معترض کی ان ہی
کوششوں کا حصہ ہے کہ انہوں نے بھجۃ الاسرار کی جن روایات کو اپنی کتاب
میں درج کیا ہے ان میں قطع و برید اور تحریف کا عمل جاری رکھا ہے۔ آپ
غور کریں کہ معترض نے کتاب کے ص ۵۶ پر شیخ حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی
پیش گوئی والی روایت کو درج کیا ہے اور بھجۃ الاسرار کے حوالے سے مکران
کی تحریفی مہارت دیکھیں کہ روایت کے یہ الفاظ حذف کر گئے و لیومرنہ
يقول قدمی هذه على رقة كل ولي الله شيخ حماد نے فرمایا کہ تحقیق انہیں
حکم دیا جائے گا کہ وہ ہمارا ہی کہیں میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

معترض نے اپنی کتاب کے ص ۵۸ پر شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کی
یہ روایت درج کی ہے

هي لسان القطبية ومن الاقطاب في كل زمان من ينومر بالسكوت
فلا يسعه الا السكوت ومنهم من ينومر بالقول فلا يسعه الا القول مگر
روایت کے یہ جملے انہوں نے جان بوجھ کر حذف کر ڈالے تاکہ ان کے خود ساختہ
موقف کی تردید و تکذیب نہ ہو۔

قيل لشيخنا ابي سعيد القيلوي رضي الله عنه وانا السمع هل قال
الشيخ عبدالقادر قدمي هذه على رقة كل ولي الله بامر قال بللى
قالها بامر لا شك فيه۔

ہمارے شیخ ابو سعید قیلوی سے کہا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر نے یہ ارشاد مامور ہو کر فرمایا
ہے تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں انہوں نے مامور ہو کر فرمایا ہے اور اس میں کوئی
شک نہیں۔ اسی طرح اس روایت کے اس جملے کو جو آخر میں ہے معترض نے
حذف کر ڈالا و هو الاكمل في مقام القطبية لانه لسان الشفاعة اور جس
فرد کو کہنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ مقام قطیبت میں ان اقطاب سے اکمل ہوتا ہے جن
کو سکوت کا حکم دیا جاتا ہے اور جو قطب مامور ہو کر کہتا ہے تو اس کی زبان لسان
شفاعت ہے۔

آپ نے دیکھا کہ ان روایتوں میں معترض نے نقل الفاظ و جمل میں علمی
دیانت کو کس طرح نظر انداز کیا وہ کیوں اور کس لئے محض اس لئے کہ ان جملوں
سے واضح طور پر ثابت ہوتا تھا کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اس فرمان میں
مامور ہمارا ہی تھے۔ اسی طرح یہ واضح ہوتا تھا کہ آپ مقام قطیبت میں دوسرے
اقطاب سے اکمل تھے اور آپ نے یہ کلام لسان شفاعت سے فرمایا تھا کیونکہ آپ
”فنا فی الرسول“ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے مگر معترض صاحب کو آپ کی یہ عظمت
کسی قیمت پر گوارا نہ تھی وہ تو طے کر چکے تھے کہ یہ کلام سکروستی میں صادر ہوا
اور آپ مقام قطیبت میں اکمل نہیں تھے اس لئے انہوں نے علمی دیانت اور نقل
روایت کے تمام اصول پامال کر ڈالے اور بھجۃ الاسرار کی روایات کا حلیہ بگاڑ
کر لوگوں کو باور کرانے کی کوشش کی کہ وہ قادریوں کی مستند کتاب سے اپنا موقف
ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

تاثر نے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

معترض صاحب کو یہ معلوم نہ تھا کہ دنیا بڑی ترقی کر چکی ہے کتابوں کی

اشاعت عام ہو چکی ہے، کمپیوٹر کا دور ہے، غلط صحیح کا پتہ چلانا کوئی مشکل کام نہیں رہا۔ لوگ منقول عبارات کی تحقیق بھی کر سکتے ہیں اور پھر

ع: تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

مگر ان کی داد دیجئے کہ وہ اپنے موقف کی دھن میں کچھ اس قدر مست تھے کہ اس قسم کا اندیشہ ان کے دل و دماغ کے کسی گوشے میں جاگزیں نہ ہو سکا اور انہوں نے ہر قسم کی احتیاط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ نعرہ مستانہ لگا کر چھوڑا۔

عشق جہاں میں جو بھی کیا بر ملا کیا

ہم اس میں احتیاط کے قائل نہیں رہے

ہمیں اس بات پر تعجب ضرور ہے کہ اپنی کتاب میں ان روایات کو نقل کرتے ہوئے وہ اولیائے کرام کے مامور ہونے کو ثابت کر گئے کیونکہ ص ۵۸ پر انہوں نے لکھا ہے ہر زمانہ کے اقطاب میں سے کسی کو امر سکوت دیا جاتا ہے اور کسی کو بولنے کا امر دیا جاتا ہے۔ کسی کو سکوت کا امر ہوتا ہے تو وہ چپ رہتا ہے اور بعض حضرات کو قول کا امر ہوتا ہے تو وہ کلام فرماتے ہیں۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اپنے موقف کو ثابت کرتے ہوئے وہ عالم سکر میں جا پھرنے ورنہ ایسی بات ہرگز نہ لکھتے کیونکہ انہوں نے بڑی محنت، کاوش اور سلیقے سے اکابر بزرگوں کے کلام میں قطع و برید کر کے ثابت کیا تھا کہ اولیائے کرام کو امر الہی ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی بزرگ ایسا کہے تو وہ بلیس کا شکار ہو جاتا ہے۔ پوری جدوجہد اور سعیِ مبلغ کے باوجود ان کے اسرار و رموز کے بعض نکات کا ظاہر ہو جانا تعجب خیز بھی ہے اور حیرت انگیز بھی اور ظاہر ہے کہ ہم طالب علم تو ہرگز اس قائل نہیں تھے کہ اس قسم کی باتیں ہمارے کانوں تک پہنچ جاتیں۔

بزر خدا کہ عارفِ سالک بکس نہ گفت

در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

معرض کی تحریفِ مبلغ پر تبصرہ

یہ تو تھی اس بات کی وضاحت کہ انہوں نے بعض روایات کے بعض حصوں کو حذف کر دیا اور اب توجہ فرمائیں تو ہم عرضداشت پیش کریں کہ معرض صاحب نے بھجۃ الاسرار کے بہت سے ابواب اور عنوانات کو بھی نظر انداز کر دیا، چلو اس موضوع کی سب روایات نہ سہی کوئی ایک آدھ روایت ہی نقل کر دیتے مگر انہوں نے اس پارے میں بہت ہی تنگ نظری سے کام لیا ہے۔ انہوں نے بزرگانِ دین کی وہ روایات جو اس پیش گوئی پر مشتمل تھیں کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں پامرا لئی، مامور ہو کر یہ اعلان فرمائیں گے سب کو عدا چھوڑ دیا اور یوں ہزاروں علماء و مشائخ کی متواتر روایات اور سینکڑوں مستند کتابوں کی اخبار منقولہ بلکہ علماء و مشائخ کا ایک اجماعی نقطہ نظر ان کے تحریفی کارناموں کا شکار ہو گیا۔

کسی کتاب کی روایات کو نقل کرنے میں یہ طریقہ اختیار کرنا تحقیق کے اصول کے برخلاف ہے بلکہ علمی دیانت، نقل روایت کے قانون اور عوامی اعتماد کے برعکس ہونے کی بناء پر شرعاً اور اخلاقاً درست نہیں۔ معرض صاحب، خود مختار تھے ان کے لئے کوئی مجبوری نہ تھی ان کی حریت فکر کا تقاضا تھا کہ جس بات کو ان کا دل و دماغ تسلیم نہیں کرتا وہ اس کا انکار کر ڈالیں، خود دوسرے اہم نظریات و عقائد کے منکرین بھی تو موجود ہیں مگر ان کے لئے یہ روش ہرگز مناسب نہ تھی کہ وہ بزرگوں کے اقوال اور ان کی کتابوں میں رد و بدل سے کام لیتے، انہوں نے صرف علامہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بھجۃ الاسرار کے ساتھ یہ طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ سینکڑوں دوسرے علماء و مشائخ کی مستند کتابوں کو بھی ٹھکرادیا۔ ان کا یہ رویہ انفرادی، ذاتی، شخصی اور اختراعی تو ہو سکتا ہے مگر مشائخ سلسل کی ترجمانی اور اکابر علماء کا ملین کے نقطہ نظر کی تعبیر یا تحقیق ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اختلاف میں خوفِ خدا کے تقاضے

ہم حنفی المسلک ہیں تو کیا ہمارے فقہائے احناف، حنبلیہ، مالکیہ اور شوافع کے دلائل و عبارات میں قطع و یقین کرتے ہیں یا ان کے نقطہ نظر کی مکتوبہ آیات و احادیث کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ ہمارے حنفی محدثین اور شارحین حدیث اختلافی مسائل پر بحث کے دوران کیا فریق مخالف کے شواہد و دلائل کا اندراج نہیں کرتے ان کی مکتوبہ احادیث کو عمدہ اچھوڑ دیتے ہیں یا ان کی کتابوں اور مصنفین کا نام نہیں لیتے، ہرگز نہیں۔ آپ ”ہدایہ“ کو دیکھ لیجئے اور پھر انصاف کیجئے، شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ”لغات“ اور ”لشعة اللمعات“ پر نظر ڈالیں، شیخ علی قاری کی ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ دیکھیں، اصول فقہ کی کتابیں ”تورالانوار“ اور ”منتخب حسانی“ کو دیکھیں، یہ صرف احناف کے دلائل پر مشتمل نہیں بلکہ ان کتابوں کے جلیل القدر منصف مزاج مقتدر علمائے ذی وقار نے شوافع اور دوسرے مکاتب فکر کے تفصیلی دلائل نقل کئے ہیں۔ حضرات محدثین کرام کی اکثریت حنفی نہیں تو پھر کیا انہوں نے حنفی مکتبہ فکر کی مکتوبہ احادیث پاک کتابوں سے حذف کر دی ہیں ہرگز نہیں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے اکابر اپنی علمی و تحقیقی مسارت سے کام لیتے ہیں۔ آیات و احادیث سے استدلال کرتے ہیں، اپنے موقف کے دلائل کا وثوق اور وزن ثابت کرتے ہیں، روایات پر جرح و تنقید کرتے ہیں، ترجیحی بنیادوں پر اپنا مسلک ثابت کرتے ہیں، قیاس کی صحت و فساد کا تجزیہ کرتے ہیں اور علمی و تحقیقی اعتبار سے روایت و درایت کے اصول کی روشنی میں حقائق کو پیش کرتے ہیں۔ ایسی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ خدا ترس، حق پرست فقہاء و محدثین، بسا اوقات فریق مخالف کے نقطہ نظر کی تصویب و تائید کر جاتے ہیں اور ان کی روایات کے استناد اور صحت کے پیش نظر اپنے موقف کی کمزوری کا اعتراف کر لیتے ہیں مگر یہ انوکھا طریقہ تحقیق جو معترض صاحب نے نکالا ہے کہ اول تو اپنے موقف کے

خلاف، روایات و دلائل کتاب میں درج ہی نہ کرو اور اگر مجبوراً کچھ شواہد اور روایات درج کی جائیں تو پھر قطع و یقین سے ان کا حلیہ بگاڑ دو، ان کی ایسی کانٹ چھانٹ کر کہ ان کی اصلی شکل و صورت باقی نہ رہے اور پھر ان سے ایسے نتائج برآمد کرو جو پہلے سے تیار شدہ مسودہ کے عین مطابق ہوں۔ ہم اپنے قارئین سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری ان گزارشات کو ضرور مد نظر رکھیں گے بلکہ ہمیں حسن ظن کے طور پر معترض صاحب سے بھی توقع ہے کہ ان پر غور فرمائیں گے۔

من آں چه شرط بلای است با تو میگویم
تو خواہ از خشم پند گیر خواہ ملال

امام عبداللہ الیافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان قدسی ہندو علی رقبہ کل ولی اللہ کے بارے میں اور آپ کے کمالات و مناقب کے متعلق، شیخ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا تفصیلی تبصرہ کیا ہے۔ آپ کی عظمت و جلالت اور رفعت مقام پر تمام علماء و مشائخ کا اتفاق ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جماعت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۸۵ھ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے اور خرقة حاصل کیا (ملاحظہ ہو اخبار الاخیار ص ۱۲۲ مکتبہ نوریہ رضویہ، مناقب النجاشی ص ۵۰، ص ۱۰۳۸ جامع العلوم مترجم ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۶۳)

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کو ”چراغ دہلی“ کا لقب آپ نے عطا فرمایا تھا (مناقب المحبوبین ص ۳۳۔ سوانح حیات مخدوم جہانیاں از پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۷۹)

علامہ نبھانی کا خراجِ تحسین

علامہ یوسف بن اسماعیل التہجانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

احدائمة المعارفین و اکابر العلماء المعاملین الذی کان یقتدی بانوارہ
یہندی بانوارہ شہر نہ تغنی عن إقامة البہار کالشمس لا یحناج
واصفی اللہ بیان شیخ الطریقین و لعلم الغریقین۔

آپ ان ائمہ عارفین اور اکابر علمائے عالمین میں سے ہیں جن کے نقش قدم کی
اقتدا کی جاتی ہے اور جن کے انوار سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ آپ کی شہرت
وکیل قائم کرنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ جس طرح سورج کہ اس کی تعریف کرنے
والا بیان کا محتاج نہیں ہوتا، آپ شیخ الفریقین اور امام الفریقین ہیں۔ پھر علامہ
یوسف بن اسماعیل الشہانی قاضی القضاۃ امام مجد الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے
حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان کے پاس کتب حدیث کے کچھ حصے تھے جنہیں وہ
محدثین مکہ سے سماع کرنا چاہتے تھے وہ تردد میں تھے کہ کس محدث کے درس میں
حاضر ہوں اسی تردد میں وہ سو گئے تو عالم رویا میں ہر طرف سے انہیں توازی کی۔
لیس عند اللہ اعظم قدراً من الیافعی اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام یافعی سے
بڑھ کر قدر و منزلت والا کوئی اور نہیں۔ پھر انہیں حضرت میکائیل علیہ السلام یا
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور انہوں نے فرمایا کہ امام یافعی کی
شہرت و مقبولیت آفتاب کی مانند ہوگی، پھر وہ اس جہان سے رخصت ہوں گے یہ
سارا معاملہ عالم رویا میں ہوا پھر بیت المقدس میں ان کی بعض اولیائے کرام سے
ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا گزشتہ رات امام یافعی کو مقام تطہیت عطا کر دیا گیا
ہے یہ تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔

(ملاحظہ ہو جامع کرامات الاولیاء للشیخانی حصہ دوم ص ۳۰ طبع بیروت)

امام یافعی مولانا جامی کی نظر میں

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں لکھتے
ہیں۔ ابوالاعدات عقیف الدین عبداللہ بن اسعد الیافعی الحنفی نزہل الحرمین
الشریفین رضی اللہ عنہ از کبار مشائخ وقت خود بودہ است بہ علوم ظاہری و باطنی

و بہ را مصنفات است۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے اکابر مشائخ
میں سے تھے علوم ظاہری و باطنی میں آپ کی تصانیف ہیں۔ (نجات الانس، ص
۳۳ مطبع اسلامیہ سلیم پریس لاہور)

امام شعرانی کے نزدیک امام یافعی کا مقام

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تمام تصنیفات کا بلا امتیاز
ملاحظہ کیا (ظائف المنن حصہ اول ص ۴۲ طبع مصر)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ
علیہ کی کتابوں کی اجازت دیا کرتے تھے۔

الایات والجواہر حصہ اول ص ۹ طبع مصر

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتابوں میں آپ کے اقوال سے استدلال
کرتے ہیں اور آپ کے ارشادات کو اہمیت دیتے ہیں بسا اوقات ایک صفحہ پر دو
مکان مرتبہ آپ کا حوالہ دیتے ہیں اور آپ کو شیوخ متحققین کے مقام پر فائز سمجھتے
ہیں۔ (الایات والجواہر حصہ اول ص ۱۶۱ ایو اقیات والجواہر حصہ دوم ص ۱۰۲)

فرمان غوثیہ اور امام عبداللہ یافعی

حضرت امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وروی بالسنن کثیرۃ من طرق متعدۃ عن جماعۃ من
کبار المشائخ انہ لم یقل ذلک الا بامر منهم الشیخ علی بن مسافر
والشیخ ابو سعید القینوی والشیخ علی بن الہیثمی والشیخ
احمد الرفاعی والشیخ ابو محمد القاسم البصری والشیخ حیات
بن قیس البحرانی رضی اللہ عنہم۔

(نثر الحاسن، الیافعی، جامع کرامات الاولیاء للشیخانی حصہ دوم ص ۱۳۳)

اکابر مشائخ کرام سے اسانید کثیرہ کے ساتھ متعدد طرق سے روایت کی گئی
ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے مامور من اللہ ہو کر ارشاد فرمایا۔ ان

مشائخ کبار میں شیخ عدی بن مسافر شیخ ابو سعید القیلوی، شیخ علی بن الصیتی، شیخ احمد الرفاعی، شیخ ابو محمد القاسم البصری اور شیخ حیات بن قیس الخزاز رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ آگے چل کر امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وروی ایضاً باسناد متعلدۃ من طرق کثیرۃ عن جماعة من الشيوخ الکبار انهم اخبروا عنه انه سيقول مقالته تلك قبل وقوعه عنها بسنين کثیرۃ بعضهم قبل ذلك بنحو مائة سنة منهم الشيخ عبدالله الجوني روى عنه الشيخ الامام ابو يعقوب يوسف بن ابوب الهمداني والشيخ تاج العارفين ابو الوفاء والشيخ عقيل المنبجي والشيخ علي بن وهب السنجري والشيخ حماد الدباس ورجل يقال له الغوث رضي الله عنهم روى في مناقب الشيخ عبدالقادر باسناد متعلدۃ عن ابي سعد عبدالله بن محمد بن عبدالله بن علي بن ابي عسرون التميمي الشافعي رضي الله عنهم۔

(نثر الحاشی بھاش جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۳۵ طبع بیروت)

شیوخ کبار کی جماعت سے متعدد اسانید کے ساتھ مختلف طرق سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر کے اس فرمان کے وقوع سے برسوں پہلے پیش گوئی فرمائی تھی۔ بعض بزرگوں نے تو تقریباً سو سال پہلے فرمادیا تھا جس طرح کہ حضرت الشیخ عبد اللہ الجونی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ امام ابو یعقوب یوسف بن ابوب الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ ان پیش گوئی کرنے والے بزرگوں میں شیخ تاج العارفين ابو الوفاء، شیخ عقیل منبجی، شیخ علی بن وهب السنجاری، شیخ حماد دباس اور ایک مرد با کمال جنہیں الغوث کہا جاتا تھا شامل ہیں رضی اللہ عنہم

اعتراض کرنے والوں کو امام یافعی کی تنبیہ

حضرت امام الشیخ عبد اللہ الیافعی رحمۃ اللہ علیہ جن کے علم و فضل اور عظمت و جلالت کے بارے میں اکابر علماء و مشائخ نے اجماعی اعتراف کیا ہے اور

معارض صاحب کوسجی بلخ کے باوجود ان کے بارے میں جرح و تنقید کا سامان میسر نہ آسکے گا۔ انہوں نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان عالی شان پر بصیرت افروز تبصرے کے بعد معترضین اور ناقدین کو بڑی معنی خیز تنبیہ اور خوف انگیز تحذیر فرمائی ہے۔ امام محقق، شیخ الفرقین اور علوم ظاہری و باطنی کی جامع شخصیت کی یہ تنبیہ زبردست اہمیت کی حامل ہے اور معترض صاحب اسے مقررین و خطباء کے بے سند قول یا کسی عقیدت مند قادری کے حسن عقیدت کا اظہار کہہ کر نظر انداز نہیں کر سکتے بشرطیکہ وہ حسب دستور نا انصافی، پیدہاکی اور بے اعتدالی کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ حق پرستی، حق پرندی اور میانہ روی اختیار کریں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (المقصد الثانی)

دفع و هم من توهم لجهلهم بالولياء الله تعالى و فساد قلبه ان الشيخ عبدالقادر قال تلك المقالة بحفظ النفس وهوى كامن في باطنه يظن ان اصفياء الله تعالى منطوون على خبث الضمائر ومنصفون بالصفات الرذائل نعوذ بالله العظيم من الخذلان وسوء الظن بالولياء الله تعالى اهل العرفان فان من قرب هذا التقريب وعرف هذا التعريف ومكن هذا التمكين وصرف هذا التصريف وخضع له الاكابر هذا الخضوع ورجع اليه العارفون بالله تعالى هذا الرجوع و زفته العداية هذا الزفاف المشعر بعظيم جلالته و ضرب له الوجود بمعارف السرور عند روية طبعته ورقص الكون جميعه طربا لظهور ولايته وحمل بين يديه علم القطبية وتوج بتاج الغوثية والبس خلعة التصريف العام النافذ في جميع الوجود و مشت اكابر الاولياء من الصديقين والبلاء تحت ركانه بامر الاله المعبود واشتهرت في الوجود كراماته وجمعه بين علمي الظاهر والباطن يستحيل ان يكون قال ذلك بحفظ نفس وهوى كامن والله

تعالیٰ بقول فی محکم آیاتہ "لنشاءعم حبیب جعل رسالہ"
(نشر الحاسن لیلیٰ فی بھامش جامع کرامات الاولیاء جلد دوم ص ۱۳۳ طبع بیروت)

مقصود ثانی اس شخص کے وہم کو دفع کرنے میں جو جمالت اور فساد باطن کی وجہ سے خیال کرتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے حظ نفس اور باطن میں پوشیدہ خواہش کی وجہ سے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ آپ جیسے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے دلوں میں خبیث نفس کے اثرات ہوتے ہیں اور وہ ناپسندیدہ صفات سے موصوف ہوتے ہیں۔ محرومی اور عارفین اولیائے کرام کے ساتھ بدگمانی کی نحوست سے ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ لیتے ہیں۔ پس بے شک جن کو ایسی تقریب کے ساتھ مقرب بنایا گیا اور ایسی تعریف کے ساتھ مشہور و معروف کیا گیا اور ایسی تمکین کے ساتھ متمکن بنایا گیا اور ایسی تعریف کے ساتھ مصرف بنایا گیا اور اکابر اولیائے کرام نے جن کے سامنے اس درجے کی عاجزی اور تواضع کی اور عارفین باللہ نے جن کی طرف ایسا رجوع کیا ہو اور عنایت خداوندی نے جنہیں قرب و ولایت کی برات کے دولہا کا ایسا اعزاز عطا کیا ہو جو ان کی عظمت و جلالت کا مشعر ہو اور عالم وجود نے جن کی مبارک شکل دیکھ کر سرور کے طبل بجائے ہوں اور پوری کائنات جن کے ظہور ولایت کی خوشی میں رقص کر رہی ہو اور جن کے حضور تظلیت کا جھنڈا بلند کیا گیا ہو اور جنہیں غوثیت کا تاج پہنایا گیا ہو اور جنہیں عالم وجود میں عمومی تعریف ٹانڈ کی شعلت پھٹائی گئی ہو اور اکابر اولیائے صدیقین و بدلاء مجبور برحق کے امر سے جن کی رکاب کے نیچے چلیں اور عالم وجود میں جن کی کرامات کی شہرت ہو اور جو علم ظاہر و باطن کے جامع ہوں پس محال ہے کہ انہوں نے حظ نفس اور پوشیدہ خواہش نفسانی کی بنا پر یہ ارشاد فرمایا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے محکم آیات میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے اس جگہ کو جہاں وہ رسالت و دیعت فرماتا ہے۔

فرمان غوثیہ اور امام ابن حجر عسقلانی

شیخ محمد بن یحییٰ التزنی الحنبلی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے "قلائد الجواہر" میں لکھا ہے کہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے ان الفاظ میں جواب دیا

ظہور الخوارق علی البشر واقعة لا ینکرہا الا معاند وقد ذکر ائمتنا لما ینظہر من الخوارق ضابطاً ینمیز بہ المقبول من المردود فقالوا ان کان الواقع ذالک لہ او منہ علی المنہاج المستقیم فہی کرامتہ کا الشیخ عبدالقادر فقد قال سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام ما وصلت الینا کرامات احد بطریق التواتر مثل ما وصلت الینا کرامات سلطان الاولیاء الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فالشیخ عبدالقادر کان حاضر الحس متمسک بقوانین الشریعة ویدعو الیہا وینفر عن مخالفتہا ویشغل الناس فیہا مع تمسکہ بالعبادة والمجاهدة و مزج ذالک بمخالطة الشاغل منہا غالباً کالازواج والاولاد و من کان ہذا سبیلہ کان اکمل من غیرہ ولانہا صفة صاحب الشریعة صلی اللہ علیہ وسلم من ہنا قال الشیخ قسیمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ قال لانی لا یعرف فی عصرہ من کان یساویہ فی الجمع بین ہذا الکمالات والغرض تعظیم شأنہ و هو بلا شک ینسحق التعظیم واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (قلائد الجواہر ص ۲۹)

انسان کامل سے خوارق کا ظہور امر واقع ہے اور اس کا انکار کوئی عتاد رکھنے والا ہی کر سکتا ہے اور ہمارے ائمہ نے ظہور خوارق کے بارے میں ایک ضابطہ بیان کیا ہے جس کے ذریعے مقبول اور مردود میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔

انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر خوارق کا ظہور ایسے شخص سے ہوتا ہے جو صراطِ مستقیم پر ہے تو یہ کرامت کہلاتا ہے جس طرح شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی شان ہے چنانچہ سلطان العلماء شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا کہ ہم تک تو اتر کے ساتھ جس طرح سلطان الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات پہنچی ہیں کسی دوسرے بزرگ کی کرامات اس طرح نہیں پانچیں۔ پس شیخ عبدالقادر حاضر دماغ (صاحبِ صحو) قوانینِ شریعت کے پابند تھے اور لوگوں کو شریعت کی طرف بلاتے تھے اور شریعت کی مخالفت سے نفرت دلاتے تھے اور لوگوں کو شریعت پر عمل میں مشغول کرتے تھے اور ساتھ ساتھ عبادت و مجاہدہ میں مضبوطی سے مصروف رہا کرتے تھے اور ایسے امور میں بھی شغل رکھتے تھے جو عبادات و مجاہدات میں مشغولیت سے ہٹاتے ہیں مثلاً ازدواجی زندگی اختیار کرنا اور اولاد کی تربیت کرنا اور جس کی یہ شان ہو (کہ عبادات و مجاہدات کے ساتھ ایسے امور کو سنت سمجھ کر ان میں مشغول رہے) تو وہ ان بزرگوں سے زیادہ صاحبِ کمال ہوتا ہے جو صرف عبادت و مجاہدہ میں رہتے ہیں اس لئے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا اور اسی وجہ سے انہوں نے فرمایا "قدمی ہندہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" یہ اس واسطے فرمایا کہ آپ کے زمانے میں کوئی دوسرا بزرگ ایسا نہ تھا جو ان کمالات کی جامعیت میں آپ کے برابر ہوتا اور اس سے غرض آپ کی عظمتِ شان کا اظہار ہے اور وہ بلاشبہ اس عظمت کے مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

فرمانِ غوثیہ اور مولانا عبدالرحمن جامی

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے "نجات الانس" میں حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مامور من اللہ ہو کر اعلانِ قدمی ہندہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانے کے بارے میں شیخ حماد دیاس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے۔ شیخ عبدالقادر جو ان بود و در صحبت شیخ

حماد نے بود روزے باہر تمام در صحبت وے نشست بودو چون برخاست و بیرون رفت شیخ حماد گفت اس عجی راقدمے است کہ در وقت وے برگردن ہمہ اولیاء خوالد بودو ہر آمینہ مامور شود بہ آنکہ بگوید قدی حذ علی رقبۃ کل ولی اللہ و ہر آمینہ آنرا بہ گوید و ہمہ اولیاء گردن نہند

(نجات الانس فارسی ص ۳۵۳ مطبع اسلامیہ سلیم پریس لاہور)

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جو ان تھے اور حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ہوتے تھے ایک دن نہایت ادب سے ان کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جب انہیں اور باہر چلے گئے تو شیخ حماد نے حاضرین سے فرمایا کہ اس عجی نو جو ان کا قدم ان کے دور میں تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہوگا اور یقیناً وہ اس اعلان پر مامور ہوں گے کہ کہیں میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور وہ یقیناً اس طرح کہیں گے اور تمام اولیائے کرام گردنیں جھکا دیں گے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو بھی نقل کرتے ہیں کہ طالبِ علمی کے زمانے میں آپ دوستیوں کی معیت میں ایک بزرگ کی زیارت کے لئے گئے جنہیں غوث کہا جاتا تھا۔ اس غوث وقت نے آپ کے دوستیوں کی بے ادبی کی وجہ سے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا مگر آپ سے بڑی شفقت فرمائی۔ حضرت مولانا جامی لکھتے ہیں۔ بعد ازاں یہ شیخ عبدالقادر نگرہست و وزیر از یک بخود بنشاند و گرامی داشت و گفت اے عبدالقادر خدا و رسول را از خود راضی و خوشنود ساختی بادے کہ نگہداشتی گویا کہ سے نیتم ترا در خدا و بر منبر آمدہ و میگویی قدی حذ علی رقبۃ کل ولی اللہ وے نیتم کہ اولیائے وقت ہمہ گردنمائے خود را پست کردہ اند اجلال و اکرام ترا (نجات الانس ص ۳۵۳)

اس کے بعد اس غوث وقت نے شیخ عبدالقادر کی طرف دیکھا انہیں اپنے قریب بٹھایا ان کا احترام کیا اور فرمایا اے عبدالقادر ادب کا خیال رکھنے کی وجہ سے آپ نے اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کر لی

گویا اس وقت میں دیکھ رہا ہوں کہ بغداد میں منبر کھڑے ہو کر آپ کہہ رہے ہیں میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام اولیائے وقت نے آپ کے احترام و اجلال کی خاطر گزشتہ نہیں بھکا دی ہیں۔
فرمانِ غوثیہ اور امام ابن حجر المکی

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد گرامی امام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ الفتاویٰ الحدیثیہ میں لکھتے ہیں۔

انہم قدینو مروون تعریفاً لجاهل أو شکرًا أو تحذیراً بنعمة اللہ تعالیٰ کما وقع للشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہ بینما ہو بمجلس وعظمو وانہو یقول قدمی ہنہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ فاجاہ فی تلک الساعۃ ولیاء الدنیا قال جماعۃ بل واولیاء الجن جمیعہم وطاطا اور رؤسہم وخضعوا لہ واعترفوا بما قالہ الارجل باصبہان فابنی فسلب حالہ الفتاویٰ الحدیثیہ امام ابن حجر مکی ص ۲۲۵ مطبوعہ مصر

کبھی اولیائے کرام کو بلند کلمات کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ جو ان کے مقام سے ناواقف ہے اسے پہچان ہو جائے اور تحدیثِ نعت اور شکر کا اظہار ہو جائے جس طرح کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح واقع ہوا کہ آپ نے مجلس وعظ میں ارشاد فرمایا قدمی ہنہ علی رقبۃ کل ولی اللہ پس آپ کے فرمان کو دنیا بھر کے اولیائے کرام نے قبول کیا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اولیائے جنات نے بھی قبول کیا اور سب نے اپنے سر جھکا دیے اور آپ کے سامنے عاجزی کی اور آپ کے فرمان کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص نے انکار کیا تو اس کا حل سلب ہو گیا۔

اس کے بعد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو النجیب سروروی شیخ احمد الرفاعی شیخ ابو یزید مغبہ اور شیخ عبدالرحیم القتاوی رحمۃ اللہ علیہم کے

گرد میں بھکانے کا ذکر کیا اس کے بعد لکھتے ہیں۔

ذكر كثير من العارفين الذين ذكرناهم وغيرهم انه لم يقل الا بالامر اطلاقاً بقطبیتہ فلم یسع احد التخلف بل جاء باسناد متعلدۃ عن كثير من ائمتنا خیر واقبل مولدہ بنحو مائۃ سنۃ سیولد بارض العجم مولودہ مظہر عظیم یقول ذلک فتندرج الاولیاء فی وقفہ تحت قدمہ

(الفتاویٰ الحدیثیہ امام ابن حجر مکی ص ۲۲۵ مطبوعہ مصر)

جن اولیائے کرام کا ہم نے ذکر کیا انہوں نے اور بہت سے دوسرے عارفین نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر نے امر الہی سے اپنی قطبیت کا اعلان کرتے ہوئے اس طرح فرمایا بلکہ متعدد اسانید سے مروی ہے کہ بہت سے اولیائے کرام نے آپ کی ولادت مبارکہ سے سو برس قبل یہ خبر دی کہ عنقریب ملکِ عجم میں ایک صاحبِ مظہر عظیم پیدا ہوں گے اور وہ یہ اعلان کریں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پس وقت کے تمام اولیائے کرام ان کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ اس کے بعد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غوث کی پیش گوئی نقل فرمائی کہ انہوں نے آپ کے اس فرمان کے بارے میں قبل از وقت خبر دی تھی جب طالبِ علمی کے زمانے میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آپ نے ان کی زیارت کی تھی۔ اس واقعہ کے بعد امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں

وهذه الحکایۃ کادت ان تنوائر فی المعنی لکثرة ناقلیہا وعدالتہم

یہ واقعہ ناقلین کی کثرت اور ان کے تقویٰ کی بنا پر متواتر معنوی کے قریب ہے

فرمانِ غوثیہ اور حضرت ملا علی القاری

مشکوٰۃ شریف کی مشہور علی شرح الرقاعۃ اور دیگر تصانیف کثیرہ کے مصنف نامور فقیہ حنفی حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۳ھ اپنی

کتاب "نزہۃ الخاطر القاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر" میں لکھتے ہیں

من مشائخہ حماد الدباس رضی اللہ عنہ روى ان يومًا كان سيدنا عبدالقادر عنده في رايحه ولما غاب من حضرته قال ان لهذا الشاب الشريف قلما يكون على رقاب اولياء الله بصير مأمور من عند مولاه بان يقول قلبي هنه عسى رقبة كل ولي الله ويتواضع له جميع اولياء الله في زمانه ويعظمونه لظهور شانہ

(نزہۃ الخاطر بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۵۴)

حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے مشائخ میں سے ہیں انہوں نے ایک دن آپ کی عدم موجودگی میں فرمایا کہ اس جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا یہ اپنے مولیٰ کی طرف سے مامور ہوں گے کہ یہ فرمائیں میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہے اور ان کے زمانے کے تمام اولیاء ان کے حکم کی تعمیل کریں گے اور ان کے ظہور مرتبہ کی وجہ سے ان کی تعظیم کریں گے۔

اس کے بعد حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اولیائے حاضرین و غائبین کے گردن جھکانے اور ایک شخص کے انکار اور ولایت سے محروم کر دیئے جانے کا تذکرہ کیا، پھر لکھتے ہیں وہنا بیتہ مبینۃ عنی انہ قطب الاقطاب والغيوث الاعظم اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ قطب الاقطاب اور غوث اعظم ہیں۔

فرمان غوثیہ اور شیخ محمد بن یحییٰ الزانی

آپ نے اپنی مشہور تصنیف "قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر" میں شیخ عدی بن مسافر، شیخ ابو سعید اقبیلوی، شیخ علی بن حیتی، شیخ احمد الرفاعی، شیخ اتھام البصری اور شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنہم کے حوالے سے مسند روایات کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بامرانی یہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے شیخ عبدالرحمن طفسوخی، شیخ مسلمہ بن نفعۃ السروجی اور شیخ

بقا بن بطور رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بھی حضرت کے مامور ہونے کی روایات درج کی ہیں۔

شیخ امام محمد بن یحییٰ الزانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اعلان قدی مدہ علی رقبتہ کل ولی اللہ کے بعد مشائخ کرام آپ کو ان القاب سے پکارتے تھے

یا ملک الزمان، یا امام المکان، یا قائم الامر الرحمن، یا وارث کتاب اللہ و نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا من السماء والارض ما بینہ یا من اهل وقته کلہم عائلته یا من ینزل القطر بدعوته و ینزل الضر عبر کنتہ

اے دو اوقات گرامی کہ آسمان و زمین ان کا دسترخوان ہے اور زمانے کے لوگ ان کے محتاج ہیں اور ان کی دعا سے بارش برتی ہے اور ان کی برکت سے دودھ تھنوں سے کثرت کے ساتھ بہتا ہے (قلائد الجواہر ص ۳۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ)

فرمان غوثیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظمت و جلالت پر علماء و مشائخ کا اتفاق ہے آپ شیخ محقق بلکہ "محقق علی الاطلاق" کے لقب سے مشہور ہیں۔ تحقیق اعتدال اور محبت پر مبنی آپ کی تصانیف، رسائل اور مکتوبات کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ علمائے کاملین ہوں یا مشائخ سلاسل سب نے آپ کی علمی و دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور آپ کی علمی عظمت و جلالت کا اعتراف کیا ہے جس کی تفصیل پر سینکڑوں مستند کتابیں مشتمل ہیں جن کا خلاصہ "تاریخ مشائخ چشت" کے مؤلف پروفیسر ضحیٰ نظامی پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے "حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی" میں پیش کیا ہے جو تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور مکتبہ رحمانیہ لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی مقام کی جھلک دیکھنے کے لئے تو یہ کتاب بلاشبہ قابل مطالعہ ہے مگر حضرت شیخ کی عظمت و جلالت اس سے کہیں بلند

وبالا ہے جس کا صحیح نقشہ ان کی مستند تصانیف کے علمی مباحث اور نکات کی روشنی میں نظر آسکتا ہے۔

شیخ محقق حضرت تونسوی کی نظر میں

معرض صاحب نے اپنی کتاب میں شیخ محقق کے نقطہ نظر کو لحاظ انداز سے پیش کیا ہے اور ان کی تصانیف کا مطالعہ کئے بغیر ان کی ترجمانی کا شوق ظاہر کیا ہے جو ہر لحاظ سے نامناسب ہے۔ چونکہ معرض صاحب، حضرات مشائخ چشت کی عقیدت و محبت میں بزرگ خویش بہت بلند مقام پر فائز ہیں اس لئے ہم فخر اولیاء حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتی تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ القاب نقل کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت شیخ کے بارے میں تحریر فرمائے ہیں ممکن ہے سلسلہ چشتیہ کے اتنے بڑے جلیل القدر شیخ طریقت کے الفاظ سے جناب معرض صاحب متاثر ہوں اور حضرت شیخ کی تحقیق سے متفق ہو کر حق پرستی اور حق پسندی کا ثبوت دیں۔

بزرگوں کے عرس اور فاتحہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضرت شیخ کی کتاب مائیت بالسنة کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ذکر کردہ است سند الحمد لعین، شیخ المحققین اعنی الولی الاعظم، شیخ الاعظم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی رسالہ مائیت بالسنة فی ایام السنة

(ملاحظہ ہو انتخاب مناقب سلیمانی مطبوعہ ۱۳۲۵ھ جمیدہ شمیم پریس لاہور)

غیر مقلدین کے پیشوا کا خراج تحسین

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت کا اعتراف کئے بغیر تو غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان قوجی بھی نہ رہ سکے اور انہما برحق کرتے ہوئے یہ کلمات انصاف لکھ گئے۔

ان الهند لم یکن بها علم بالحديث منذ فتحها اهل الاسلام بل كان غریبا کالكبريت الاحمر حتی من الله تعالی علی الهند بافاضة

هذا العلم علی بعض علمائها کالشیخ عبدالحق بن سیف الدین التبرک الہندوی المنوفی سنة اثنین و خمسين والف و مئالہم و هو اول من جاء به فی هذا الاقلیم و لفاضة علی سکاہ فی احسن تقویم۔ (الحق فی ذکر الصحاح السنۃ للفقہ ص ۱۳۶ مطبوعہ بیروت)

جب سے اہل اسلام نے ہندوستان کو فتح کیا یہاں پر علم حدیث رائج نہ ہوا بلکہ وہ کبریت احمر کی طرح ناورد الوجود تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے بعض اہل علم پر فیضان کے ذریعے اس ملک پر اس علم حدیث کا احسان فرمایا جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ سب سے پہلے عالم ربانی ہیں جو اس ملک میں اس علم کو لے آئے اور بطریق احسن اس ملک کے باشندوں پر علم حدیث کے فیضان کی بارش برسائی۔

ہم حضرت شیخ محقق کے بارے میں مزید کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، ان کا نام اور کام اہل نظر سے مخفی نہیں اور وہ ہمارے فرائض تحسین سے مستغنی ہیں۔

ز عشق با تمام ماجال یار مستغنی است

آب و رنگ و گل و خط چہ حاجت روئے زیارا

شیخ محقق کی تصانیف سے معرض کی بے خبری

معرض صاحب نے حضور غوث اعظم علیہ السلام کے ارشاد گرامی کی بحث میں شیخ محقق کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی زحمت نہیں فرمائی، خاص طور پر ان کتابوں کو تو انہوں نے دیکھا ہی نہیں جن میں اس موضوع پر بحث کی گئی ہے البتہ انہوں نے "شرح فتوح الغیب" کی چند عبارتیں نقل کی ہیں اور ان میں بعض پر حسب عادت غلط سے کام لیتے ہوئے یہ عنوان قائم کر دیا "شیخ محقق کا فیصلہ" اسی طرح "شرح فتوح الغیب" سے بزرگ خویش یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت شیخ محقق اس فرمان کے عموم کے قائل نہیں اور اسے آپ کے زمانے سے مخفی مانتے ہیں یہ

بھی معترض صاحب کی خوش فہمی ہے جو ان کی جلد بازی کا نتیجہ ہے۔
ہم انہیں دعوت فکر دیتے ہیں کہ اس موضوع پر وہ حضرت شیخ کی تصنیف
”زبدۃ الاسرار فی مناقب غوث الاعراب“ کا مطالعہ کریں جس کے خطبے میں وہ تحریر
فرماتے ہیں

اما بعد فهذه جملة من مناقب غوث الثقلين شيخ السلوات
والارضين شيخ الكل محي الدين ابي محمد عبدالقادر الجيلاني
الذي قال مامور امن عند بمقنعي هذه على رقية كل ولي الله
به حضرت غوث الثقلين شيخ السلوات والارضين سيدنا شيخ عبدالقادر
جيلاني رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ مناقب ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی طرف سے مامور
ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

زبدۃ الاسرار میں فرمان غوثیہ کی بحث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ الاسرار ص ۶ پر
یہ عنوان قائم فرمایا۔

ذكر قوله رضي الله عنه قدمي هذه على رقية كل ولي الله وكونه
مامورا فبمواخبار المشايخ المنقذين به
آپ کے اس ارشاد میں بامراتی مامور ہونے کے بیان میں اور مشائخ متقدمین کی
اس بارے میں پیش گوئی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تالیف میں
حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد
گرامی قدمی هذه على رقية كل ولي الله کے بارے میں تفصیلی بحث فرمائی
ہے جو ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ حضرت شیخ نے جلیل القدر مشائخ اور علمائے
کاملین کی مسند روایات سے اس ارشاد کے بارے میں اکابر مشائخ کی ہر شکوک کی اس
فرمان میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مامور بامراتی ہونا اس ارشاد کا عالم سمجھو

تخلین میں صادر ہونا اس کا مشائخ متقدمین معاصرین اور متاخرین کے لئے شامل
ہونا عرف و محاورہ میں لفظ ولی سے صحابہ کرام کا مستثنی ہونا لفظ وقت اور زمان کا
معموم ازمنہ و اوقات کے مثالی نہ ہونا اس ارشاد کا سکر کے شائبہ سے پاک ہونا
تمام اولیائے اولین و آخرین پر آپ کی فضیلت و فوقیت شان محبوبیت میں آپ کی
انفرادی عظمت و جلالت بارگاہِ غوثیت میں اکابر علماء و مشائخ کی عقیدت و نیاز
آپ کے کمالات و کرامات کا نقل متواتر سے محبت ہونا اور کائنات کے گوشے
گوشے میں آپ کی محبوبیت مقبولیت اور شہرت کا پچھتا یہ سب عنوانات علمی و
تحقیقی انداز میں دلائل معقولہ و روایات متقولہ اور محاکمہ و ترجیح بین الروایات علی
طریق المحدثین سے روز روشن کی طرح واضح فرماتے ہیں۔

ہم بخوف طوالت حضرت شیخ کے تفصیلی دلائل و براہین تو نقل نہیں کر
سکتے البتہ ان کا خلاصہ اور مفہوم مختلف مباحث کے دوران نقل کرتے رہیں گے۔
شیخ محقق کا قلم محبت کے خمار سے مخمور ہو کر جوش تحقیق کے میدان میں مجھ جولان
ہو کر وجد کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ عبارت میں محبت کی سرسستی تحقیق کی گرم جوشی
اعتدال کی کرشمہ سازی علم و فن کی نکتہ آفرینی جو دست طبع کی چاشنی استخراج و
استنباط کمال جامعیت بیان کی ندرت الفاظ کی معنویت زبان کی فصاحت اور کلام
کی بلاغت کو جس قدر خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے ”بجزاک اللہ عنّا وعن
سائر المسلمين یا شیخ جزاء کمالاً۔“

شاہزادہ داراشکوہ المتوفی ۱۰۷۱ھ کی فرمائش پر حضرت شیخ نے اس کتاب کا
فارسی ترجمہ زبدۃ الآثار تحریر کیا جو زبدۃ الاسرار عربی کے حاشیہ پر ۱۰۷۳ھ میں بیسنے
(انڈیا) سے شائع ہوا۔ (دیکھئے حیات شیخ دہلوی از خلیفہ نظامی ص ۲۰۰ مکتبہ رحمانیہ)
اخبار الاخبار کا جامع ترین اقتباس

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ ہند کے حالات
پر مشتمل مشہور کتاب اخبار الاخبار میں بھی حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کمالات ابتدا میں تبرکاً درج کئے ہیں جو تیرہ صفحات پر مشتمل ہیں اور کتاب کے دہچاپے میں بھی حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خاص عظمت و شان بیان کی۔ ”اخبار الاخیار“ کی عبارت کا یہ نصف صفحہ اپنی جامعیت کے لحاظ سے بڑا وزن رکھتا ہے جسے میرت و فضائل و مناقب غوثیہ کی سینکڑوں مستند کتابوں کا لب لباب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

یہاں بھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مامور من اللہ ہو کر قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانے کی تصریح فرمائی ہے، لکھتے ہیں۔ تحصیل علوم و تکمیل آں فرمودہ در جمیع علوم اصولاً و فروغاً و مذہباً و خلافاً از جمیع اعلام بغداد بلکہ کافہ علمائے بلاد و گزشت حتی فائق النکل فی النکل و صار مرجع الجمع فی الجمع بعد از اس حق عز و علا و را بر خلق ظاہر گردانید و قبول عظیم و عظمت تمام در قلوب خواص و عوام نہاد و بمرتبہ تقیست کبری و ولایت عظمیٰ مخصوص گردانید و جمیع طوائف را از قہماء و علماء و طلبہ و فقراء از اقطار ارض و آفاق عالم توجہ بجناب عرش مآب او داد و بتابع حکمت از محیط قلب او بر ساحل لسان جاری ساخت و از ملکوت اعلیٰ تائبہ صیوط اسفل صیت کمال و آوازہ جلال او درآگند و علامات قدرت و امارات ولایت و شواہد تخصیص و دلائل کرامت او از آفتاب نصف الثمار ظاہر و باہر تر گردانید و مطابق خزانہ وجود و از مہ تصرفات وجود را بہ قبضہ اقتدار و دست اختیار او سپرد و قلوب جمیع طوائف انام را صخر سلطان بیت قمران عظمت او ساخت و کل اولیائے وقت را در حفاظہ انقاس و کل قدم و دائرہ امر و گزاشت ناماورد من عند اللہ بقول او قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ و جمیع اولیائے وقت از حاضر و غائب و قریب و بعید و ظاہر و باطن گردن اطاعت و سرافقیاد نمودند خوفاً من الرد و معافی الزید نہو قطب الوقت و سلطان الوجود و امام الصدیقین و حجة العارفین و روح المعرفۃ و قلب الحقیقۃ خلیفۃ اللہ فی ارضہ و دارث کتابہ و نائب رسولہ الوجود البعث و النور و الحرف سلطان الطریق و المتصرف

فی الوجود علی التحقیق رضی اللہ عنہ و عن جمیع الاولیاء (اخبار الاخیار ص ۱۰ مطبع نورسید رضویہ سکھر)

علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپ جمیع علوم میں اصولاً و فروغاً مذہباً اور خلافاً بغداد کے تمام اعلام بلکہ سب ممالک کے سارے علماء سے سبقت لے گئے یہاں تک کہ تمام امور میں سب پر فوقیت لے گئے اور تمام لوگوں کے لئے سب امور میں مرجع بن گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق پر ظاہر فرمایا اور عوام اور خواص کے دلوں میں آپ کی عظیم قبولیت اور عظمت کاملہ ڈال دی اور آپ کو تقیست کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کے مرتبہ کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اقطار ارض اور آفاق عالم کے قہماء، علماء، طلباء اور فقراء کے تمام طبقات کو آپ کی بارگاہ عرش مآب کی طرف متوجہ کیا اور آپ کے قلب کے بحر محیط سے آپ کی زبان مبارک کے ساحل پر حکمت کے چشمے جاری کر دیئے اور ملکوت اعلیٰ سے لے کر صیوط اسفل (عرش علی سے تحت اثری) تک آپ کے کمال کی شہرت اور جلال کا آوازہ پانچادیا اور آپ کے علامات قدرت، نشانات ولایت، تخصیص کے شواہد اور کرامات کے دلائل کو نصف الثمار کے آفتاب سے زیادہ ظاہر و باہر کر دیا اور وجود و سخا کے خزانوں کی چابیاں اور وجود میں تصرفات کی باگ ڈور آپ کے قبضہ اقتدار اور دست اختیار کے حوالے فرمادی اور مخلوق کے تمام طبقات کے دلوں کو آپ کے سلطانیت بیت اور غلبہ عظمت کا مسخر بنادیا اور تمام اولیائے وقت کو آپ کے انقاس طیبہ کی امداد اور قدم مبارک کے سائے اور آپ کے دائرہ امر کے حوالے کر دیا یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اس ارشاد پر مامور ہوئے کہ ”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے“ اور تمام اولیائے وقت، حاضر و غائب قریب و بعید ظاہر و باطن نے رد ہونے کے خوف اور مزید نعمت میں طمع کی وجہ سے اطاعت کی گردن اور فرمانبرداری کا سر جھکا دیا، پس آپ قطب الوقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجة العارفین، روح المعرفۃ، قلب الحقیقۃ، خلیفۃ اللہ فی الارض و وارث

کتاب اللہ، نائب رسول ﷺ، الوجود، بحث، النور، عرف اور المتصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں رضی اللہ عنہ وعن جمیع الاولیاء۔
فرمان غوثیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معترض نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضور غوث اعظم ﷺ کے ارشاد گرامی قلمی ہندہ علی رقبہ کل ولی اللہ کے بارے میں ان کا موقف معترض کے نقطہ نظر کے مطابق ہے۔ اس بارے میں بھی معترض صاحب غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں اور حسب دستور سابق غلط اور جلد بازی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے امام شعرانی کو اپنا ہم خیال ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں یہ جرات اور بیباکی نہیں کرنا چاہئے تھی کہ اپنے خود ساختہ بے تحقیق اور بے سند موقف کو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے کھاتے میں ڈال دیں۔ یہ صرف تحقیق اور انصاف کے خلاف ہی نہیں بلکہ ایک جلیل القدر عارف کمال پر بہتان تراشی کے ذمے میں بھی آتا ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک ﷺ کے اس ارشاد گرامی اور دوسرے فضائل و کمالات کے بارے میں نہایت ہی عقیدت و احترام کا اظہار کیا ہے اور آپ کے عظیم الشان مقام غوثیت و قطبیت کمال ولایت و عظمت و جلالت کو خاص طور پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔

امام شعرانی کا نور فراست

معترض صاحب کی عادت ہے کہ جس بزرگ نے اس موضوع پر جس کتاب میں تفصیلی بحث کی ہو اس کے قریب نہیں جاتے بلکہ ان کی دوسری کتابوں سے نامکمل عبارات، مبہم الفاظ اور مغلط بحث کے کچھ حصے نقل کر دیتے ہیں۔ ہم نے جہاں تک ان کی کتاب کا جائزہ لیا ہے تو وہ اول سے لے کر آخر تک یہی حربہ استعمال کرتے ہیں اور اسی کے سارے اپنے مفروضات کو پانیہ ثبوت تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے نور فراست اور کمال

کشف پہ تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے سینکڑوں برس پہلے ایسے لوگوں کی نشاندہی فرما دی جو معترض صاحب کی طرح بزرگان دین اور اکابر مشائخ کے بارے میں اعتراض اور تنقید کا طریقہ اختیار کریں گے، ان کے ارشادات کو تکبر اور غرور پر محمول کریں گے، ان کے افعال و احوال کو خواہش نفس پر مبنی قرار دیں گے، ان کے پامراہی اعلان کو سکروستی کا نتیجہ قرار دیں گے اور تحدیثِ نعمت کے طور پر ان کی بیان کردہ عظمتوں کو قصیدہ خوانی سے تعبیر کریں گے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف ”مطائف المنن“ میں حضرات اولیائے کرام خاص طور پر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تحقید و اعتراض پر سخت حبیہ فرمائی اور نہایت خلوص اور محبت بھرے الفاظ میں اس قسم کے خیالات اور دساوس سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔

تحدیثِ نعمت سنت رسول ہے

ہمت سے بزرگان دین نے حضور غوث پاک ﷺ کے ارشاد گرامی کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا کہ اس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور انعام و اکرام کا اعتراف و اعلان کیا ہے جو تحدیثِ نعمت ہونے کی وجہ سے امر خد اوندی کی تعمیل ہے اور رسول پاک ﷺ کی سنت ہے کہ آپ بطور تحدیثِ نعمت اپنے عظیم الشان مقامات و کمالات کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

انا قائدنا المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا
سینولد آدم یوم القيامة ولا فخر ویدی لواء الحمد ولا فخر وما
من نبی یومنا آدم فمن سواہ لا تحت لوائی وانا حبیب اللہ ولا فخر
اقوم عن یمین العرش لیس لاحد من الخلائق یقوم ذلک المقام
غیری وانا اکرم الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر مشکوٰۃ شریف
باب فضائل سید المرسلین علیہ السلام ص ۵۳۳ ص ۵۴۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

میں قائد المرسلین ہوں، خاتم الانبیاء ہوں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں مگر یہ بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ میرے ہاتھ میں محمد کا جھنڈا ہو گا اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام انبیاء کرام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں۔ میں عرش الہی پر دائیں جانب اس مقام پر فائز ہوں گا جہاں میرے بغیر کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین سب سے زیادہ مکرم و محترم ہوں مگر یہ سب کچھ میں بطور فخر نہیں کہتا۔

حضور علیہ السلام نے یہ تمام ارشادات تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمائے اور یہ وضاحت فرمادی کہ اس میں فخر و تکبر کا کوئی دخل نہیں ہے۔ گویا ایسی تعریف اور بیانی عظمت جو انعامِ خداوندی کے اظہار کے طور پر ہو وہ تحدیثِ نعمت کے ساتھ ساتھ سنتِ رسول بھی ہے۔

قصیدہ غوثیہ کے ایک شعر کی تشریح

یوں تو تمام کاملین اولیائے کرام "ثانی الرسول" کے مقام پر فائز ہو کر حضور کے نقش قدم پر چلتے ہیں مگر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بارے میں خاص انفرادی مقام حاصل ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں

وکل ولی له قدموائی - علی قدم النبی بدر الکمال

ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد امجد حضور سرور کائنات علیہ السلام کے قدم پر ہوں جو کمالات کے آسمان پر چودہویں کے چاند ہیں۔

معترض صاحب کی خاطر ہم اس شعر کی تشریح سلسلہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت حافظ محمد جمال دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

آپ سے قصیدہ غوثیہ شریف کے اس شعر کا مضمون پوچھا گیا تو فرمایا۔ معنی اس بیت

ایں است کہ ہر ولی را قدم یعنی پیروی پایہ نبی علیہ السلام حاصل است یعنی کے را قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام بطور صفت جلال حاصل است و کے را صبر ایوب صابر علیہ السلام نصیب است و کے را جمال مثل حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام

نصیب است و من بر قدم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام فرمایا کہ اس شعر کا معنی یہ ہے کہ ہر ولی کو کسی نبی علیہ السلام کی پیروی کا درجہ حاصل ہے کسی کو قدم موسیٰ بطور صفت جلال کے حاصل ہے کسی کو صبر ایوب علیہ السلام نصیب ہے اور کسی کو جمالِ مصطفویٰ نصیب ہے اور میں حضور محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے قدم اطہر ہوں۔

(مناقب المحبوبین ص ۷۷ ۱۲ مطبع محمدی لاہور)

قصیدہ غوثیہ شریف چند اوراق پر مشتمل ہے اور اس میں حضرت غوث پاک علیہ السلام نے اپنے بعض ان کمالات و مقامات کا بیان و اظہار فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے اور تحدیثِ نعمت کا یہی مضمون ہے۔ اسی قصیدہ غوثیہ شریف میں آپ نے اپنے ارشاد گرامی قلمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرمایا

انا الحسنی والمخدع مقامی - واقدامی علی عنق الرجال

میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں میرا مقام مخدع ہے اور میرے قدم مردانِ کامل کی گردن پر ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اس ارشاد کو بلکہ کمالات کے بیان پر مبنی تمام اقوال کو تحدیثِ نعمت قرار دیا ہے اور اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں آیت و اما بنعمة ربک فحدث (ہر حال آپ اپنے رب کی نعمت کا اظہار کیجئے) کے ماتحت تحدیثِ نعمت کی اہمیت کو بیان کیا ہے اور اسے شکرِ الہی سے تعبیر کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

تحدیث النعمة شکر ومن هذا القبیل قوله صلى الله عليه وسلم لا سيد ولد آدم ولا فخر ونحو ذلك وقد ذکرنا فی سورة البقرة ومن

ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کریمہ کا انکار کیا۔ البتہ اتنا ضروری ہے کہ اس قسم کے اقوال سے تحدیثِ نعمت کرنے والا نفسانی خواہشات سے کھل پاک ہو، پس ہر کس و نامس کے لئے ایسے اقوال کی جرأت کرنا جائز نہیں مگر وہ شیطانی نظیر کے بخنور میں نہ پھنس جائے۔

معارض کے نزدیک تحدیثِ نعمت کا انوکھا فلسفہ

چونکہ پوری کتاب میں معترض نے خود ساختہ نقطہ نظر اور منفرد فاسد تاویلات کا جال بچھایا ہے اس لئے وہ ہر موضوع، ہر عنوان اور ہر بحث میں انفرادی موقف کا اختراع کرتے ہیں اور سلفِ صالحین کے کلام کو توڑ مروڑ کر اپنی تائید میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے لمبے چوڑے حوالے انہوں نے کتاب میں درج کئے ہیں مگر ان کی تصنیف ”طائف المؤمنین“ میں تحدیثِ نعمت کی تفصیلی بحث اور ارشادِ غویہ کے بارے میں ان کی وضاحت کو معترض صاحب ’بڑی آسانی سے بھٹم کر گئے ہیں‘ چنانچہ تحدیثِ نعمت کا خود ساختہ فلسفہ جو انہوں نے بیان کیا ہے اس میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری کتاب کو انہوں نے فراموش کر دیا۔ ان کی کسی عبارت کو قابلِ استناد نہ سمجھا اور ان کی تحقیقی بحث کو نظر انداز کر دیا۔

معترض صاحب نے تحدیثِ نعمت کو حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ مختص کر دیا اور کتاب کے ص ۲۸۵ پر یہ انکشاف فرمایا ”امت کے حق میں تحدیثِ نعمت کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اپنی شان میں قصائد پہ قصائد لکھتے رہو اور دوسروں پر اظہارِ فخر و زہو کرتے رہو اس لئے کہ امثال و اشکال پر اظہارِ فخر و زہو امرِ الہی و جہنی پہ موقوف ہے جو کہ انبیائے کرام کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ اولیائے کرام بوجہ سکرو حال معذور ہیں امت کے حق میں تحدیثِ نعمت کا یہ معنی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے تو اس کو راہِ خدا میں خرچ کرے اور اچھا لباس پہن لے، علم دیا ہے تو اس پر عمل کرے، دوسروں کو سکھائے۔

ہذا نقیبل مقال الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ وکل ولی له قدم وئی علی قدم النبی بدر الکمال و قوله فنعی ہندہ علی رقبہ کل ولی اللہ

اظہارِ نعمت شکر ہے اور حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں اس پر فخر نہیں فرماتا اور اس قسم کے دوسرے ارشادات اسی تحدیثِ نعمت کے قبیل سے ہیں اور اسی تحدیثِ نعمت کے عنوان اور موضوع سے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ارشادات تعلق رکھتے ہیں جو آپ نے قصیدہ غویہ میں اور اپنے مشہور اعلان و فرمان میں بیان فرمائے ہیں کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

لاحظہ ہو تفسیر مظہری جلد نمبر ۱ ص ۲۸۸ مطبع بلوچستان بکڈ پو کوئٹہ

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس اقتباس کو اسی مضمون کی تائید میں عہدِ قریب کے مشہور منسخر القرآن پیر کرم شاہ چشتی الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے ”تفسیر ضیاء القرآن“ میں بیان کیا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد بیجم ص ۵۴۳) قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصبیہ

تحدیثِ نعمت کے طور پر بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین کے ایسے ارشادات پر اعتراض کرنے والوں کو تنبیہ فرماتے ہوئے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں۔

فمن انکر ہؤلاء الرجال فی مثل هذا المقال فکانہ لکمر هذه الایۃ الکریمة من اللہ جل جلالہ غیر انہ لا بد لہ تحدیث بہ مثل هذه الاقوال تنزه القائل عن صفات النفس بالنکیۃ فلا یجوز لکن لحد لا جترہ علی مثل هذه الاقوال کیلا یشردی فی ورطۃ اناخیر منہ خدقنی من نادر و خلقتہ من طین۔ (تفسیر مظہری جلد نمبر ۱ ص ۲۸۸)

پس اس قسم کے ارشادات میں جو شخص ایسے مردانِ پاکمال کا انکار کرتا

تحدیثِ نعمت کے اس مفہوم کا انہوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا شاید اس لئے کہ یہ مفہوم آج تک کسی نے بیان کیا ہی نہیں اور پھر تحدیثِ نعمت کا انبیائے کرام کے ساتھ مختص ہونا یہ بھی معترض صاحب کی انفرادی تحقیق ہے۔ معترض صاحب نے اپنی کتاب میں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے القاب و خطابات تحریر کر کے تو بہت اظہارِ عقیدت کیا مگر اپنے فلسفۂ تحدیثِ نعمت کے خلاف دو جلدوں میں تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ان کی مستند کتاب ”مطائف المنن“ انہیں شدت سے ناگوار گزری اور اس کے تفصیلی مباحث اور عنوانات انہیں پسند نہ آئے لہذا وہ میدانِ تحقیق کی اس راہ سے آنکھ چرا کر نکلتے ہیں۔

جناب معترض صاحب! ہم قطبِ شعرانی، امامِ شعرانی، عارفِ باللہ شعرانی کی تشریح و توضیح و تحقیق کو قبول کریں یا آپ کی الٹی منطق کو تسلیم کریں، ان کے مقابلے میں آپ کا علم، آپ کی تحقیق اور آپ کی تشریح کا تو یقیناً کوئی وزن نہیں اور دل سے آپ بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہوں گے کہ ”آپ آمدِ تمیم بدخواست“ ہم نے امام شعرانی کی تحقیقِ ائین کے مقابلے میں آپ کی تھلیل و تحریف پر صرف ایک فارسی مقولہ لکھ دیا ورنہ ”حق ظاہر ہوا اور باطل مٹ گیا“ اس مفہوم کی آیتِ قرآنی لکھنا زیادہ مناسب تھا اور اگر ہم لکھ دیتے تو بھی زیادتی شمار نہ کی جاتی کیونکہ آپ نے اپنی ہر تحریف و قطع و برید کی تائید میں قرآنی آیات کو اتنی فراوانی سے لکھا جیسا کہ قرآن مجید کا اکثر حصہ آپ کے مفروضات کی تائید میں نازل ہوا ہو اور ہم تو امام شعرانی جیسے دلی کامل کے نقطۂ نظر کی تائید کر رہے ہیں۔

تحدیثِ نعمت باہر الی واجب ہے

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انعام و اکرام خداوندی کے اظہار و اعلان کو باہر الی واجب قرار دیا ہے اور اپنی کتاب ”مطائف المنن“ میں اس کا عملی مظاہرہ فرمایا ہے، تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان ہزاروں انعامات کا اظہار و اعلان فرمایا ہے جو اس نے اپنے فضل و کرم سے

ان پر فرمائے۔ انہوں نے وضاحت فرمائی ہے کہ عمر کے اس آخری حصے میں وہ یہ جسارت نہیں کر رہے کہ فخر و تکبر کی شیطانی روش کو اس کتاب میں داخل ہونے دیں بلکہ وہ محض تحدیثِ نعمت کے طور پر ایسا کر رہے ہیں جو شرعی لحاظ سے بحکم خداوندی واجب اور ضروری ہے۔ انہوں نے اظہار و اعلان کلمات کے جواز اور استحباب پر کتاب کی ابتداء میں امام ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، شیخ ابو عبد اللہ انقرشی، حافظ تقی الدین الفارسی اور چند دوسرے اکابر علماء و صالحین رضی اللہ عنہم کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے انعاماتِ خداوندی کے اظہار و اعلان پر مشتمل کتابیں لکھی ہیں اور میں بھی ان کی اقتداء میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحب کا فلسفۂ تحدیثِ نعمت ان اکابرِ علمائے کاملین اور امام شعرانی کے دائرہ معلومات میں نہ آسکا ہوگا اور اس کا مستویہ و مجوز مواد و وسعتِ علم و تحقیق کے باوجود انہیں میسر نہ ہوا ہوگا ورنہ یہ حضرات اس خطرناک راستے پر چلنے کی کوشش نہ فرماتے اور انبیائے کرام کے ساتھ مختص امور کے ارتکاب کی جرات نہ کرتے۔

تحدیثِ نعمت اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ دہلی اور ابو نعیم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ صعد المنبر يوم اقبل فحمد الله الذي صيرني ليس فوقى احد ثم نزل فقبل له في ذلك فقال اما فعلت ذالك اظهار للشكر

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا تمام تقریفات اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس حال میں پہنچایا کہ مجھ سے اعلیٰ کوئی اور نہیں ہے یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے، اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا میں نے اظہارِ شکر کے لئے اس طرح کیا ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، امام

طبرانی اور امام بیہقی نے مرفوعاً روایت کیا ہے

التحدث بالنعمة شكر زاد في رواية البيهقي وتركه يعني الشكر
كفر واخرج ابن جرير في تفسيره وغيره عن ابی نصر الغفاري
قال كان المسلمون يرون ان من شكر النعمة اظهارها والتحدث بها
لقوله تعالى "لئن شكرتم لازيدنكم ولئن كفرتم ان عذابى لشديد"
فتو عليهم على كفرهم بالنعمة بالعذاب الشديد۔

نعت کا اظہار شکر ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے اور اظہار شکر نہ کرنا کفر ہے،
ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور دوسروں نے ابو نصر غفاری سے روایت کیا ہے کہ
مسلمان اظہار و اعلان نعت کو شکر سمجھتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شکر پر نعت کی
زیادتی کا وعدہ فرمایا ہے اور ترک شکر پر عذاب شدید سے ڈرایا ہے۔

تحدیث نعت اور عبد اللہ بن غالبؓ تا اعلیٰ علیہ السلام

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن غالبؓ تا اعلیٰ علیہ السلام کا ارشاد
نقل کرتے ہیں۔

اعلموا باعمالکم الصالحة واذکروہا لمن لا یعلم فان ذلک
معاہر ضی ربکم عزوجل

اپنے اعمال صالحہ کا اعلان کیا کرو اور جنہیں معلوم نہ ہو انہیں بتلایا کرو تمہارا یہ
عمل تمہارے پروردگار کو راضی کرے گا۔

تحدیث نعت اور امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

امام شعرانی نے امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے
علیکم بالاعلام للناس بما منحکم اللہ تعالیٰ من العلوم
والمعارف

تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو علوم و معارف عطا فرمائے
لوگوں کے سامنے ان کا اعلان کرو (الطائف المنن ص ۳۰)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وبالحملة فقد امرنا الله تعالى بالناسي برسول الله صلى الله عليه
وسلم في كل امر لم يكن خاصا به ومن الناسي به ان نتحدث بكل
نعمة انعمها علينا ولا نكنمها ولا نتحدث في سرائرنا بل نعلن
بها على رءوس الاشهاد (الطائف المنن ص ۲۹)

بہر حال ہمیں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کی اقتداء کا ہر ایسے امر میں علم
فرمایا ہے جو آپ کے ساتھ خاص نہ ہو اور یہ آپ کی پیروی اور اقتداء سے ہے کہ
ہم ہر اس نعمت کا اظہار کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہو اور اسے نہ
چھپائیں اور یہ نہیں کہ ہم لوگوں سے پوشیدہ ہو کر اس کا کچھ اظہار کریں بلکہ لوگوں
کے سامنے برملا اس کا اعلان و اظہار کریں۔

تحدیث نعت اور شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ

اظہار کمال کے وجوب پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ علی الخواص
رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نقل کرتے ہیں

لوکر کمالا نکما استطعت فان ذلک یکثر شکرک للہ

(الطائف المنن ص ۳۰) جتنا ہو سکے اپنے کمالات کا ذکر و اظہار کرو کیونکہ اس طرح
کرنے سے تمہارا شکر الہی زیادہ ہو گا۔

کاملین کے تحدیث نعت کی شرعی حیثیت

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بعض عارفین کے حوالے سے لکھتے ہیں

لم یبلغنا ان احدا من العارفين زكى نفسه رياء وسمعة واثما ركاها
لغرض صحيح شرعی كما قال صلى الله عليه وسلم اناس يدول
آدم يوم القيامة قولا فيخبر۔

ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی عارف نے دکھلاوے اور تکلف کے لئے تزکیہ
نفس کا اظہار کیا ہو بلکہ وہ شرعی غرض صحیح کی وجہ سے اس طرح فرماتے ہیں جس

طرح رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں مگر بطور
فخر یہ بات نہیں کہہ رہا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث سے اعلان و
اظہار کمال کے دلائل پیش کرتے ہوئے بڑی تفصیل سے اس موضوع پر روشنی
ڈالی چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ
السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے قرآنی آیات بطور استشاد پیش
فرمائیں اور احادیث نبویہ کے حوالے سے حضور علیہ السلام کے اظہار و اعلان
کلمات و مقالمات کا تفصیلی تذکرہ کیا (الطائف المنن حصہ اول ص ۲۸ تا ۲۹)
امام شعرانی اور معترض کے نقطہ نظر میں تعارض

معترض نے تحدیثِ نعمت کے بارے میں جو تشریح کی وہ امت مسلمہ کے
کسی بزرگ اور عالم ربانی سے منقول نہیں بلکہ ان کا اپنا اختراع ہے۔ حضرت امام
شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اور توضیح سے نمایاں طور پر معترض کا تضاد اور
تناقض سامنے آتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں ”الطائف المنن“
کے حوالے اور عبارات پیش کرنے سے گریز کیا ہے کیونکہ یہ ان کے لئے مفید
مطلب نہ تھے۔ حضرات اولیائے کاملین اور مشائخ عظام سے اس قسم کے کلمات کا
صدر بطور تحدیثِ نعمت بامر الہی ہوتا ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگوں
کے ایسے کلمات کو حظ نفس اور چاہ طلبی سے تعبیر کرنے والے لوگوں کو سخت تنبیہ
فرمائی ہے، خاص طور پر سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے
امور کی نسبت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحدید و تنبیہ

اس موضوع پر دلائل پیش کرنے کے بعد امام شعرانی رقم طراز ہیں

فهذه بعض نقول من كلام السلف الصالح توفى بان العلماء
والصالحين مامد حوائف وسهم فخر اور براء حاشاهم من ذالك وانما
بنوا امرهم على قواعد صحيحة واغراض شرعية فانك يا نحس ان

تباخر الانكار على احد من العارفين اذا مدح نفسه تحمله على
الاغراض النفسانية بعد لطايعك على هذه الادلة والنقول التي
ذكرناها۔

یہ سلف صالحین کی بعض نقول ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ علماء اور صالحین، فخر و ریا
کیوجہ سے اپنے بارے میں تعریفی کلمات نہیں فرماتے وہ فخر و ریا سے مبرا ہوتے
ہیں، ان کا معاملہ قواعد صحیحہ اور اغراض شرعیہ پر مبنی ہوتا ہے، پس اے بھائی،
عارفین میں سے کسی پر بھی انکار کرنے میں جلدی نہ کرو کہ ان دلائل کے باوجود تم
ان کی تعریف کو اغراض نفسانی پر محمول کرو (الطائف المنن للشعرانی ص ۳۰)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ اللہ
تعالیٰ کسی بندے پر دنیا کی وسعت نہیں فرماتا مگر آخرت میں اس کے مقام میں کمی
فرما دیتا ہے اگرچہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم کیوں نہ ہو۔ اسی طرح فضیل بن
عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مبغوض رکھتا ہے
تو دنیا اس پر وسیع کر دیتا ہے اور اسے دنیا میں مشغول کر دیتا ہے اس کے بعد امام
شعرانی لکھتے ہیں

وكان سيدى عبدالقادر الجيلاني رضى الله عنه و جماعه فيمن
خرج عن هذه القاعدة فباكلون ويلبسون ويتمتعون بالدنيا ولا
ينقص لهم بذالك رسل مال

اور سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور بزرگوں کی ایک جماعت اس ضابطے
سے مستثنیٰ ہیں وہ دنیا میں کھاتے پیتے ہیں لباس پہنتے ہیں اور فائدہ حاصل کرتے
ہیں مگر ان کے سرمایہ معرفت میں اس سے کوئی کمی نہیں آتی۔

فقر و عبادت بصورت غناء و دولت

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صالحین کا ناز و نعمت میں ہونا

باعث اعتراض نہیں وہ اپنے مالک کی اجازت سے اس طرح کرتے ہیں اور ان پر اعتراض کرنے والا حامد محروم رہتا ہے آگے لکھتے ہیں

فان لله تعالى عبدا متواضعين ذليبين في صورة اغنياء متكبرين جمع الله تبارك وتعالى لهم بين خيري الدنيا والاخرة منهم سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه

پس ہے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے عاجز اور متواضع بندے ہیں جو بظاہر متکبر مالداروں کی صورت میں نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائوں کو جمع کر دیا ہے ان ہی میں سے سیدی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

یہ ہیں حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جو سیدنا غوث الاعظم علیہ السلام کے بارے میں اس عقیدت و احترام کا مظاہرہ فرما رہے ہیں اور آپ کی امتیازی جلالت شان کو خاص انداز میں پیش کر رہے ہیں اور ادھر جناب معترض صاحب ہیں جنہوں نے اپنی کتاب میں ابتداء سے لے کر انتہائیک حضور غوث پاک علیہ السلام پر ایسے ایمان سوز اعتراضات کئے ہیں جن کے تصور سے ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے۔ انہوں نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور حوالے تو دیئے ہیں مگر یہ عبارات اور تشریحات پس پشت ڈال دیں۔ ہمارے خیال میں انہوں نے امام شعرانی کی کتابوں کا بھی مطالعہ نہیں کیا اور ان کی نامکمل عبارتوں اور ہمہ جملوں کو بعض دوسری کتابوں سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے بلا تحقیق امام شعرانی کو حضور غوث پاک علیہ السلام پر اعتراض کرنے والوں کی صف میں لاکھڑا کیا ہے اور اس طرح اپنے فاسد موقف کو ثابت کرنے کے لئے علمی خیانت کا ارتکاب کیا ہے جس کا ان کے لئے عقلاً اور شرعاً کوئی جواز نہ تھا۔ ان کی یہ کارستانی اور منصوبہ بندی پوشیدہ کس طرح رو سکتی تھی آخر ظاہر ہو گئی اب انہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ

ہمد کلام زخود کای بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماندن رازے کزو سازند مغلطاً

فرمانِ نوحیہ تحدیثِ نعمت ہے

معترض صاحب کی غلط فہمی سمجھیں یا خوش فہمی یا تجاہلی عارفانہ کہ انہوں نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ امید لگا رکھی تھی کہ شاید وہ ان کے موقف کو تقویت پہنچائیں گے اور وہ ان کی عبارتوں سے یہ نتیجہ نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ آپ کا یہ ارشاد و مستی میں سرزد ہوا اور یہ تواضع اور عاجزی کے خلاف ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تحدیثِ نعمت کی تفصیلی بحث کے بعد بزرگوں کے بعض ارشادات پیش کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ یہ اظہار و اعلان تحدیثِ نعمت کا آئینہ دار ہے چنانچہ لکھتے ہیں

وكان الشيخ عبدالقادر الجيلي رضي الله عنه يقول قلعي هذه
على رقبة كل ولي الله

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ معترض کی تسلی کے لئے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے بالکل اختتام پر اس ارشاد گرامی کا پھر تذکرہ کرتے ہوئے صاف الفاظ میں لکھا ہے۔

ومن المشهور ان سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ
کان یقول قلعي هذه على رقبة كل ولي الله عز وجل من باب
التحدث بالنعمة

یہ بات درجہ شہرت کو پہنچی ہوئی ہے کہ سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام کا ارشاد گرامی کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ تحدیثِ نعمت کے باب سے تعلق رکھتا ہے (الطائف المنن للشعرانی ص ۳۰ حصہ اول ص ۲۳۱ حصہ دوم)

الجواہر والدرر کا اقتباس منسوخ ہے

معرض نے پوری کتاب میں مکتوبات مجددیہ "الفتوحات المکیہ اور دوسری کئی کتابوں کی ایسی عبارات کو منسوخ قرار دینے کی کوشش کی ہے جن کی تفسیر و تفسیر ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں البتہ اتنی بات ہے کہ وہ عبارات ان کے موقف کے مطابق نہیں۔ بلخ و منسوخ کے لئے سب سے زیادہ ضروری ضابطہ یہ ہوتا ہے کہ بلخ کا منسوخ سے مؤخر ہونا یقینی ہو۔ اسی ضابطہ کے نہ ہونے کی بنا پر بہت سی روایات اور احکام میں تعارض و تقابل کے باوجود بلخ و منسوخ کا حتمی فیصلہ نہیں ہو سکتا اور حضرات علمائے کرام تطبیق اور ترجیح سے کام لیتے ہیں۔ البتہ جہاں قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ ان متعارض و متقابل اقوال و روایات میں فلاں قول یا فلاں روایت مؤخر ہے تو اس کو بلخ قرار دے دیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ دوسرے قول و روایت سے قوت میں زائد ہو یا کم از کم برابر ہو کیونکہ ایک دلیل کا دوسری دلیل کے لئے بلخ ہونا تب ہی متصور ہو سکتا ہے اور اگر کوئی دلیل دوسری دلیل سے قوت میں کمزور اور ناقص ہے تو اس کا مؤخر ہونا بلخ کے لئے مجوز اور مستلزم نہیں ہو سکتا۔

معرض صاحب نے اپنی کتاب کے ص ۱۶ پر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا میں نے بھجۃ الاسرار میں پڑھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے باذن الہی فرمایا "تحدی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ" تو انہوں نے فرمایا اگر اس طرح ہوتا تو بوقت وصال آپ تواضع اور استغفار نہ فرماتے کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ اوسر کی پیروی پر استغفار نہیں ہوتی بلکہ خواہش نفس کی پیروی پر اس طرح ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیان ان کے قطعی اور یقینی آخری وضاحتی بیان سے منسوخ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "الجواہر والدرر" کو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۳۲ھ رمضان شریف کے مہینے میں مکمل کیا ہے جس طرح کہ

اس کتاب کے آخر میں تحریر ہے اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "طائف المنن" پورے اٹھارہ سال بعد ۹۹۰ھ ربیع الاول کے مہینے میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اٹھارہ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا وضاحتی اور تفصیلی بیان دو مقامات پر "طائف المنن" میں مندرج ہے۔ (حصہ اول ص ۳۰ پر اور حصہ دوم ص ۲۳۱ پر کتاب کے بالکل آخر میں) اس کلام کے بلخ ہونے اور الجواہر والدرر کی عبارات کے منسوخ ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تحریر ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ اس اقتباس کے ساتھ ساتھ الجواہر والدرر کے دوسرے چند اقتباسات جن کو معرض نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ بھی طائف المنن کی واضح عبارات سے منسوخ ہیں۔ (طائف المنن کی تکمیل کا سن دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو طائف المنن للشعرانی ص ۲۳۳ طبع مصر)

الجواہر والدرر امام شعرانی کی تصنیف نہیں

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ الجواہر والدرر امام شعرانی کی تصنیف نہیں ہے بلکہ وہ شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ہیں جنہیں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے اور انہوں نے اس مجموعے کی ابتداء میں وضاحت کر دی ہے کہ ہمارے شیخ طریقت آگے تھے یعنی ظاہری علوم و فنون انہوں نے معمول و متداول طریقے سے حاصل نہیں فرمائے تھے اس لئے ہم ان کی ترجمانی کرنے میں خطا اور تحریف کے صدور پر معذرت خواہ ہوں گے کیونکہ یہ ملفوظات و مضامین ہم نے ان کی زبان معروف و مألوف سے سن کر جمع کئے ہیں اس لئے ان مضامین کی ترجمانی میں خطا و تحریف غیر متوقع نہیں۔ پس وہ مسائل جو صحت و درستی پر مبنی ہوں تو انہیں حضرت شیخ کی طرف سے سمجھا جائے اور جن میں غلطی اور تحریف ہو جائے تو انہیں ہماری طرف منسوب کیا جائے۔ اس مجموعے کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے بھی انہوں نے یہی لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے ان سے درخواست کی ہے کہ

اپنے شیخ کی مجالس میں دس سال کے عرصے میں انہوں نے مجالس اور مذاہن کے طور پر جو کچھ اخذ کیا ہے اس کا تذکرہ کریں۔

اسی مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فما كان من صحة و صواب فمن نفعائه رضي الله عنه وما كان من خطاء او تحريف فهو مني فرحم الله امرأ راى في هذا الكتاب خطاء او تحريفا عن سواء السبيل فاصلاحه او جوازا اوضح من جواب الشيخ رحمه الله فكتبه عقب جوابه فانه رضي الله عنه كان اميا لا يعرف الخط و لما كنت انا اترجم عنه بالعبارة المألوفة بين العلماء

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک اجازت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اس کتاب میں کوئی غلطی اور رد و بدل دیکھے تو اس کی اصلاح کر دے یا شیخ کے جواب سے کوئی زیادہ واضح جواب پائے تو شیخ کے جواب کے بعد لکھ دے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ

واعلم انه لا يمكنني ان استحضر كلما فاوضته فيه من المسائل لكثرة نسبائي وضعف جنائي فانه لا مرقلي لفهم كلامه الا بالسلم الذي صعد منه الشيخ رضي الله عنه (الجواهر الدرر ص ۹۹، ۱۰۰)

جن مسائل پر حضرت شیخ کے ساتھ میری گفتگو ہوئی ان کا استحضار کثرت نسیان اور ضعف قلب کی وجہ سے میرے لئے ممکن نہیں اس لئے کہ شیخ کے بلند کلام کے لئے کوئی میز بھی نہیں مگر جس میز بھی سے حضرت شیخ پڑھے ہیں۔

فتاویٰ علی الخواص کے بارے میں وضاحت

الجواهر الدرر کی طرح فتاویٰ شیخ علی الخواص بھی امام شعرانی کی تصنیف نہیں اور نہ شیخ علی الخواص کی تحریر ہے چنانچہ اس کے بارے میں امام شعرانی رحمۃ

اللہ علیہ لکھتے ہیں

بالحي لا يمكنني استحضار جميع ما سمعته منه من العلوم والمعارف لكثرة نسبائي وضعف جنائي فمن سمع من اخواننا شيئا من نجوبة الشيخ فليكتبه في هذه الرسالة لكن بلفظ الشيخ خاصة ولا يتصرف في عبارته فانه لا مرقلي الي فهم كلامه الا من السلم الذي صعد منه الشيخ ولى لامثالنا ذلك

حضرت شیخ کے علوم و معارف کا استحضار میرے لئے کثرت نسیان اور ضعف قلب کی وجہ سے ممکن نہیں ہیں ہمارے دوستوں میں سے شیخ کے جواب کو جس نے سنا وہ اس رسالے میں لکھ دے لیکن یہ خیال کرے کہ شیخ کے الفاظ نہ بدلیں کیونکہ شیخ کے بلند کلام کے فہم کی میز بھی وہی ہے جس سے شیخ اوپر گئے اور ہم جیسے لوگوں کو یہ مقام کہاں میسر۔

اب فرمائیں کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شیخ علی الخواص میں مناسب جواہات درج کرنے کی مشروط اجازت بھی دے دی۔ ایسی صورت حال میں حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کی ذمہ داری امام شعرانی پر ڈال دیتے اور ان کی صحت اور پختگی کو ان سے منسوب کرنے کا معاملہ بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

(ملاحظہ ہو درر الخواص علی فتاویٰ سیدی علی الخواص بھامش الاربع ص ۳ طبع مصر) لطف الحسن کی مستند حیثیت

اس کے برعکس لطف الحسن امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اور اس عرصے حیات میں قلبہ کی گئی ہے جب وہ علوم ظاہری و باطنی ریاضت و مجاہدہ کشف و مشاہدہ اور افادہ و انقاض کے انتہائی معتبر دور سے گزر رہے تھے اور تحریر و تصنیف میں ان کی احتیاط و استخراج اور استنباط و اجتہاد کا زمانہ عروج تھا۔ انہوں نے اس کتاب کی ابتداء میں بطور ضمانت لکھا ہے کہ عمر کے اس حصے میں اپنی اس کتاب میں مجھ سے کوئی ایسی بات درج نہ ہوگی جو عہدیت، اخلاص، تحقیق،

کرمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ میری موت بغداد میں واقع نہ ہو میں
 ڈرتا ہوں کہ کہیں زمین مجھ کو قبول نہ کرے اور میں رسوا ہو جاؤں۔ اسی طرح
 حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عجز و نیاز کے غلبے کی وجہ سے فرماتے تھے اگر کوئی
 شخص یہ قسم اٹھائے کہ حسن بصری کے اعمال اس شخص کی طرح ہیں جو آخرت پر
 ایمان نہیں رکھتا تو میں کہوں گا کہ تم نے سچ کہا ہے، تمہیں کفارہ دینے کی ضرورت
 نہیں۔ اسی طرح حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ پر عجز و نیاز اور خشیتِ الہی اس
 قدر غالب تھی کہ احادیثِ مبارکہ کی کتابت کے دوران بادل چھا جاتا تو فرماتے مجھے
 ڈر لگتا ہے کہ ہمارے برے اعمال کی وجہ سے پتھروں کی بارش شروع نہ ہو جائے۔
 ایک مرتبہ اہل بصرہ نے انہیں نمازِ استسقاء کے لئے عرض کیا تو فرماتے لگے کہ اہل
 بصرہ تو بارش کے نزول میں تاخیر محسوس کر رہے ہیں اور مجھے پتھروں کے برسنے میں
 تاخیر محسوس ہو رہی ہے، پھر نماز کے لئے تشریف نہ لے گئے اور فرمایا میں چاہتا
 ہوں اہل بصرہ میری وجہ سے کہیں بارش سے محروم نہ رہ جائیں۔

بوقتِ وصال عجز و نیازِ عبدیتِ کاملہ کی دلیل ہے

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام واقعات کو نقل کر کے اولیائے
 کاملین کی عبدیت، عجز و نیاز، مسکنت اور خشیتِ الہی کے نمونے پیش کئے ہیں کہ
 سب مقامات و کمالات پر فائز ہونے کے باوجود وہ اپنے آپ کو اس طرح یقین کرتے
 تھے، اس سے یہ غلط اور فاسد نتیجہ نہ نکالا جائے کہ خدا انخواستہ وہ مقبولانِ حق فی
 الحقیقت ایسے تھے یا ان کے اقوال و افعال شریعت کے خلاف تھے اور اب اس
 طرح کہنے سے وہ اپنی غلط اور خلافِ شرع روش سے رجوع کر رہے ہیں جس سے
 زندگی بھر وہ غافل رہ گئے۔ ”نعوذ باللہ“ بلکہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ محبوب
 حقیقی کی رضا اور خوشنودی کے لئے وقف تھا اور وہ عبدیتِ کاملہ کے انتہائی بلند
 مقام پر فائز رہ کر ہمیشہ عبدیت کے تقاضوں کی تکمیل میں مشغول رہے۔

مشابہ اور حقائق کے خلاف ہو یا اس میں خواہشِ نفس اور ریاکاری کا دخل ہو۔
 انہوں نے کتاب کے آخر میں یہاں تک تصریح کی کہ اس کتاب میں جو انعاماتِ
 الہی انہوں نے بیان کئے ہیں وہ ان انعامات کے مقابلے میں جنہیں وہ جوہرِ مصلحت
 بیان میں کر سکے صرف اتنی حیثیت رکھتے ہیں جتنی قطرے کو بحرِ محیط کے مقابلے
 میں حاصل ہے۔ ان کی یہ تحریر ان کی روحانی عظمت و عروج کے درجہ کمال پر شاہد
 ہے۔ (ملاحظہ ہو: لفظ الحسن للشعرانی حصہ دوم ص ۲۳۲ طبع مصر)

ہماری اس وضاحت سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے
 کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ استرشاد و استفادہ و سلوک کے جمع کردہ
 ملفوظات کے لئے انھار سال بعد میں لکھی ہوئی ان کی مہذب و منقح و مجرب
 تصنیف قطعی و یقینی طور پر ناخ ہے۔ معترض صاحبِ انصاف و اعتدال کے کہنے
 میں حقائق کو دیکھنا چاہیں تو یہ حقیقت ان کے دل و دماغ میں جاگزیں ہو سکتی ہے۔
 عجز و تواضعِ تحدیثِ نعمت کے متعلق نہیں

رہی یہ بات کہ بوقتِ وصال حضورِ نبوتِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے تواضع اور
 استغفار کا اظہار فرمایا تو اس کے متعلق امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگرچہ
 آپ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اس قسم کے ارشادات فرمائے مگر تواضع اور
 عاجزی کے غلبے کی وجہ سے وصال کے وقت زمین پر رخسارِ مبارک رکھ کر استغاثی
 درجے کی عبدیت، انکسار اور مسکنت کا اظہار کیا۔ اس تواضع اور انکسار سے یہ
 فاسد نتیجہ نکالنا کہ آپ اس ارشاد سے رجوع فرما رہے تھے یہ صرف معترض کی من
 گھڑت کہانی ہے جس کی تائید انہیں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تو کیا پوری دنیائے
 اسلام کے کسی گوشے سے نہ مل سکے گی۔

کاملین کے اظہارِ عجز و نیاز کی چند روایات

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اختتامِ کتاب پر بہت سے بزرگوں کی
 عاجزی اور عبدیت کے واقعات نقل فرمائے چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرت معروف

تمام اقوال و افعال غوثیہ بامرالہی ہیں

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی ”قدمی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کے بارے میں جو اظہار عقیدت فرمایا اور آپ کی امتیازی شان بیان فرمائی وہ اپنے مقام پر قابل تقلید نمونہ ہے لطف کی بات یہ ہے کہ انہوں نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال اور افعال کو بامرالہی قرار دیا ہے اور اس طرح معرض صاحب کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محبت و عقیدت کی محققانہ روش اختیار کی ہے اور یہی مسلک تمام علمائے کاملین اور اولیائے عارفین کا ہے جس سے انحراف و انکار کر کے معرض نے ایک غیر معقول بے سند اور بے تحقیق موقف اختیار کیا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وقد کان اهل العصر الخالي رضى الله عنهم لا يتصدرا احد منهم لهذا الباب الا بعد رسوخه وتمكنه في مقام البقاء وليس بعده مقام الا القطعية لانه حينئذ يصدق عليه في حديثه وبى يصر وبى ينطق الحديث فلا ينطق حنبلى ينطق كما كان حال سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضى الله عنه فيامن حينئذ من الدعوى ويسندو بحفظ في اقواله و افعاله

(الانوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیۃ للشعرانی بھامش البیقات الکبریٰ ص ۳۳) گزشتہ زمانے کے بزرگوں میں سے کوئی ایک اس وقت تک ارشاد و شہادت کی مستعد صدارت پر متمکن نہ ہوتے تھے جب تک کہ وہ فنا کے بعد بقا کے مقام پر متمکن نہ ہو جاتے اور مقام بقاء کے بعد تو پھر صرف مقام قلیت ہے پس مقام بقاء پر فائز ہونے کے وقت اس بزرگ کی اس حدیث قدسی سے تصدیق کی

جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ عبد کامل میری سمع سے سنتا ہے میری بصر سے دیکھتا ہے اور میری زبان سے بولتا ہے، پس ایسا عبد کامل خود نہیں کتا یہاں تک کہ اس سے کہلایا جاتا ہے جس طرح کہ سیدی شیح عبدالقادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہ کا حال تھا اس وقت ایسا عبد کامل امرالہی کے بغیر غوثی سے محفوظ رہتا ہے اور اپنے تمام اقوال اور افعال میں درست اور محفوظ رکھا جاتا ہے۔

قارئین کرام! یہ ہے جناب امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ پاکیزہ موقف، بصیرت افروز نقطہ نظر اور محققانہ تبصرہ جس میں انہوں نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت کا نقشہ پیش کیا ہے اور واضح فرمادیا ہے کہ آپ قلیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہونے سے قبل فنا کے بعد بقا باللہ کے مقام پر بامرالہی مامور ہونے کی نعمت عظمیٰ سے مشرف تھے جب قلیت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ کے جلیل القدر منصب پر فائز ہوئے تو پھر درجہ اولیٰ ان صفات کمال سے موصوف رہے اور قلیت کے مقام پر فائز ہونے کے متعلق آپ کا اپنا ارشاد گرامی ہے ”درست العلم حتی صرت قلیاً“ میں درس و تدریس کے دوران ہی منصب قلیت پر فائز ہو گیا تھا۔

جامع المناقب اقتباس

ہم چاہتے ہیں کہ آخر میں، اکابر مشائخ سے منقول، حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ اقتباس نقل کر دیں جس میں انہوں نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اس انداز سے کیا جو حسن اعتقاد و اعتراف کا بہترین طریقہ تعبیر ہے اور اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ہمارے نزدیک امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اقتباس فضائل و مناقب کی کتابوں پر بھاری ہے لکھتے ہیں

كانت قوة الشيخ عبدالقادر رضى الله عنه في طريقه الی ربه كقوى جميع اهل الطريق شدة ولزوماً (البیقات الکبریٰ للشعرانی حصہ اول

ص ۱۱۰ مطبوعہ مصر

طریقت میں از روئے شدت و ثلوم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ قوت حاصل تھی جو تمام اہل طریقت کی قوتوں کے برابر تھی۔

الجواہر والدرر کی عبارت الخالق ہے

یوں تو اکابر مشائخ اور علمائے کاملین کی کتابوں میں رد و بدل اور الخالق کے بہت سے واقعات منقول ہیں مگر حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں جس قدر رد و بدل اور الخالق ہوا وہ سب سے زیادہ ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”ایوایت والجواہر“ ص ۷ اور ”الطائف المنن“ حصہ دوم ص ۱۹۰ پر اس موضوع کی تفصیل بیان فرمائی۔ آخر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کا سبب بپایا کیا اور دوسرے معاصرین علمائے کرام نے آپ کے ساتھ تعاون کیا اور اس طرح یہ فتنہ کئی سالوں کے بعد ختم ہوا۔

امام شعرانی کے اس تفصیلی بیان سے ”الجواہر والدرر“ کی عبارات میں الخالق کے احتمال کو خاصی تقویت ملتی ہے اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ آپ کے مخالفین نے اس قسم کے اقوال کے اندر دل سے آپ کی شہرت و مقبولیت کو نقصان پہنچانے کا اہتمام کیا جب آپ نے مخالفین کی اس مہم کی تردید کی اور اس تردید کی نشر و اشاعت ہوئی تو پھر یہ سلسلہ بند ہو گیا یہی وجہ ہے کہ ”الطائف المنن“ میں قطع و برید اور الخالق کا تذکرہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں نے کہیں نہیں فرمایا۔ اس لئے الطائف المنن کی واضح عبارات سے ”الجواہر والدرر“ کی روایات کے منسوخ ہونے کے ساتھ ہمارے نزدیک ان کا الخالق ہونا ممکن بلکہ قرین قیاس ہے۔ اور ”انوار القدسیہ فی بیان ادواب العبودیہ“ کی تفصیلی عبارت سے بھی اس بات کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔

فرمانِ غوثیہ اور مشائخِ چشت

ہم چاہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ گرامی کے بارے

میں حضرات مشائخِ چشت کے اقوال و تاثرات تفصیل سے نقل کر دیں تاکہ معترض صاحب کا مشائخِ چشت سے تعارض کھل کر سامنے آجائے اور ان نفوسِ قدسیہ کی مصنوعی ترجمانی کا دعویٰ باطل ہو جائے۔

سیرالقطاب

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں کے حالات پر ”سیرالقطاب“ مشہور و مستند کتاب ہے۔ مصنف شیخ الحدید بن عبدالرحیم چشتی طائفی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۵۶ھ کے درمیان میں سال کی طویل محنت سے قلمبند کیا ہے۔ تقریباً چار سو سال سے یہ کتاب کتبِ سیر و مناقب میں مروج اور متداول ہے۔ مصنف نے عالم رویا میں حضرات مشائخِ چشت خصوصاً حضرت سلطان المند غریب نواز معین الدین حسن اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کتاب کی تائید اور توثیق حاصل کی ہے۔ اس کے بعد لکھی جانے والی تمام کتابوں میں اس کے حوالے درج ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (ذکر حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ فوق اذکار مشائخ دیگر ست و فیوضات آنحضرت در زمین و زمان معروف للذاتیر کا و جمیعاً از واقعات و نسب شریف آن حضرت نشان ی دید)۔ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر دوسرے مشائخ کے تذکروں سے بلند و بالا ہے اور آنحضرت کے فیوضات زمین و زمان میں مشہور ہیں اس لئے برکت اور سعادت حاصل کرنے کے لئے حضرت کا نسب اطہر اور دیگر کچھ واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔ مصنف نے حضرت کو ان القاب سے یاد کیا۔ غوث اعظم، غوث الثقلین، سلطان الاولیاء، قطب البر والبحر، قطب العرش والکرسی، معشوق انبی، ہاشم مشائخ اندر طریقت و امام الامم اندر شریعت، نور باصرو النور، اثنا عشر قطب ربانی، غوث صدیقی، شمشاد عالم، مصنف نے شیخ ابوبکر بطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہنگامی نقل فرمائی کہ آپ کا قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہو گا پھر تفصیل سے حضرت کے ارشادِ گرامی قلعی ہند علی

رقبہ کل ولی اللہ کا تذکرہ کیا اور مشائخ کے گردن جھکانے اور اطاعت کرنے کی روایات بیان کیں آخر میں لکھتے ہیں۔ (و ظاہر است کہ اس قسم دعویٰ از کمال عنایت حق جل و علا است و حمایت حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عالم حضرت انبی صلی اللہ علیہ وسلم بود کہ ہمہ اولیاء اللہ تواضع نمودند و فرمان ایشان قبول کردند پیچہ اولی بہ اس مقام نرسید ذلک فضل اللہ بنو تیبہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم) (ملاحظہ ہو: سیر الاقطاب ص ۱۰ تا ص ۱۲)

ظاہر ہے کہ اس قسم کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کی عنایت کے کمال اور حضور علیہ السلام کی حمایت سے ہوا کہ تمام اولیائے کرام نے عاجزی کا اظہار کیا اور آپ کے فرمان کو قبول کیا اور کوئی دوسرا ولی اس مقام تک نہ پہنچ سکا اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور وہ فضل عظیم کا مالک ہے

مرآۃ الاسرار

حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۹۵ھ سلسلہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں۔ نزہۃ الخواطر کے مولف، السید عبدالحمی بن فخر الدین الحنفی نے آپ کی تصانیف اور سلسلہ طریقت پر تبصہ کیا ہے۔ خاص طور پر "مرآۃ الاسرار" کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا سن تالیف ۱۰۳۵ھ ہے نیز یہ کہ آپ نے نسبت اویسی کے ذریعے حضرت سلطان المند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی بیعت الشیخ عبدالجلیل اویسی لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور آپ چالیس سال ان کی خدمت میں رہے۔ بزرگوں کے حالات پر ان کی اور بھی تین کتابیں "مرآۃ مسعودی"، "مرآۃ مداری" اور "مرآۃ الولاہ" بالترتیب شیخ سالار مسعود غازی، شاہ بدیع الدین مدار اور شیخ عبدالجلیل لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ کے حکیم کے حالات پر مشتمل ہیں (ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر للندوی جلد پنجم ص ۲۸)

کچھ نیا واحد بخش سیال نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ آپ کا سلسلہ سات واسطوں سے حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا

ہے۔ حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ حاد دہاس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں پیش گوئی نقل کی ہے کہ آپ مامور ہو کر ارشاد فرمائیں گے۔ اسی طرح ایک غوث وقت کی پیش گوئی نقل کی ہے کہ آپ برسر منبر یہ اعلان فرمائیں گے۔ پھر شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام اس اعلان کے وقت آپ کے دائیں جانب تشریف فرما تھے اور تمام اولیائے حقہ میں و متاخرین حاضر تھے۔ آپ نے حضرت کو ان القاب سے یاد کیا ہے۔ غوث اعظم، محبوب سبحانی، پیشوائے عالم محقق و متصرف بہ ہمہ مقامات وغیرہ۔ (ملاحظہ ہو: مرآۃ الاسرار مترجم اردو ص ۵۳۶ تا ص ۵۴۰ ناشر الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

اقتباس الانوار

شیخ محمد اکرم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۹۵ھ کی کتاب "اقتباس الانوار" سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کی سیرت و تعلیمات پر مشہور و معروف کتاب ہے نزہۃ الخواطر کے مولف السید عبدالحمی بن فخر الدین الحنفی اللندوی نے آپ کا اور آپ کی تصنیف "اقتباس الانوار" کا تذکرہ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر جلد ششم ص ۲۸۳ مطبع دائرة المعارف العثمانیہ)

مشائخ اور ارباب طریقت کے نزدیک نہایت مستند اور مقبول کتاب ہے اور مشائخ چشت کے تمام تذکروں میں اس کے اقتباسات اور حوالے درج ہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائے کتاب میں مشائخ چشت کی بارگاہ میں اس کی مقبولیت کا تذکرہ کیا ہے۔

اقتباس الانوار کے مصنف، محقق اور ولی اللہ ہیں

خاتم العاشقین حضرت خواجہ غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف کا فرمان ہے کہ "اقتباس الانوار" کے مصنف، محقق بھی ہیں اور ولی اللہ بھی

اور یہ بڑی معتبر کتاب ہے (ملاحظہ ہو: مقامیں، الجاس ص ۸۷، ص ۳۹۳ مطبوعہ صوفی فاؤنڈیشن بھادپور)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عہدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ گفت مامور نہ شدہ است 'بیچ فرد از افراد'۔ گفتن میں قول غیر حضرت 'گفتتم مامور بودہ است' بہ میں قول گفت ہے 'تحقیق مامور بودہ است' وضع رقاب اولیاء و رؤسا مامور را بہ جہت امر بودہ است نئے جی ہوئے ملائکہ کہ سجدہ نکردند حضرت آدم علیہ السلام را اگر بھت و ردو حکم حق سبحانہ پر ایشان (اقتباس الانوار ص ۸۱ مطبوع اسلامہ لاہور)

حضرت شیخ عہدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ افراد میں سے کوئی فرد آپ کے بغیر اس ارشاد پر مامور نہیں ہوا۔ ساکل نے پوچھا آپ کو امر ہوا تو شیخ عہدی نے فرمایا یا تحقیق آپ مامور ہوئے۔ اولیائے کرام اور سرکردہ بزرگوں نے امر الہی کی وجہ سے تو گردنیں جھکا کیں، تمہیں معلوم نہیں کہ فرشتوں نے حضرت حق تعالیٰ کے امر کی وجہ سے ہی تو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفة الراغبین" کے مصنف کے والد ماجد کے حوالے سے بھی لکھا ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارا جی یہ ارشاد فرمایا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے القاب یوں درج کئے ہیں: آن محود شہود ذات حضرت اللہ آن واقف رموزات لی مع اللہ آن قائل قدی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ آن محرم اسرار و علوم مامور علی انام و التحقین از ائمہ اہل بیت است۔ (اقتباس الانوار ص ۷۲)

حضرت سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۳ھ خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اقتباس الانوار کے مصنف لکھتے ہیں: صاحب تحفة الراغبین از رسالہ واقعات محمدیہ کہ شیخ یعقوب

سیاح نوشتہ است نقل میکند روزے در مجلس سید محمد گیسو دراز قدس سرہ ذکر قول آنحضرت کہ قدی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ است گزشت در دل سید محمد گیسو دراز در آمد کہ میں قول در حق اولیائے وقت شیخ عبد القادر خواجہ بود و اولیائے ختمین و متاخرین ازوے مستثنی باشند در انشاء میں خطرہ مرتبہ ولایت مسلوب شد و جملہ بدنش شکل گشت انہوں ہما و از علاج و معالجہ فراماند (اقتباس الانوار ص ۸۲)

تحفة الراغبین کے مصنف رسالہ واقعات محمدیہ سے ہے شیخ یعقوب سیاح نے لکھا ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی قدی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ کا تذکرہ ہوا۔ حضرت گیسو دراز کے دل میں خیال آیا کہ یہ ارشاد حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اولیائے کرام کے لئے ہو گا اور اولیائے ختمین و متاخرین اس سے مستثنی ہوں گے۔ یہ خیال آتے ہی آپ کا مرتبہ ولایت چھین لیا گیا اور آپ کا سارا بدن پتھر کی طرح بے حس و حرکت ہو گیا اور علاج معالجہ سے عاجز آگئے۔ اس کے بعد طویل مضمون ہے جس میں مصنف "اقتباس الانوار" لکھتے ہیں کہ پھر حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خانوے اسماء برائے حاجت بر آری و مدد طلبی بطور وظیفہ پڑھے۔ ان اسماء مبارکہ کی برکت سے آپ کا مقام ولایت بحال ہو گیا اور آپ تندرست ہو گئے۔

حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت محب النبی مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہیں۔ تاریخ مشائخ چشت کے مؤلف لکھتے ہیں حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی، حضرت شاہ فخر الدین دہلوی صاحب کے مشہور ترین خلفاء میں سے تھے۔ علم و فضل میں یکائے عصر تھے۔ زہد و تقویٰ کا دور دورہ شہرہ تھا۔ بریلی میں ان کی خانقاہ تھی۔ ہزاروں عقیدت مندوں کا

وہاں جھوم لگا رہتا تھا دور دراز علاقوں یعنی کابل، قندھار، شیراز اور بدخشاں سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے تھے۔ انھارویں صدی عیسوی میں چشتیہ نظامیہ سلسلے کو ہندوستان میں جو کچھ فروغ ہوا وہ مولانا شاہ فخر الدین صاحب دہلوی کے دوسریوں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ شاہ نور محمد صاحب نے پنجاب میں اور شاہ نیاز احمد صاحب نے یوپی میں سلسلے کو خوب پروان چڑھایا۔ آپ بڑے جید عالم تھے ان کی تصانیف ان کے علم پر شاہد ہیں انہوں نے چھتیس بزرگوں کو خلافت عطا فرمائی۔ (تاریخ مشائخ چشت از ضلیق نظامی ص ۵۶ تا ۵۷)

صاحب "ترغیب الاصفیاء" لکھتے ہیں کہ بعد میں آپ نے رامپور میں حضرت اسید عبداللہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ حضرت سید صاحب موصوف بغداد شریف سے تشریف لائے تھے۔ (ملاحظہ ہو ترغیب الاصفیاء فارسی ص ۴۹)

حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ غوثیت میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے "دیوان نیاز" میں ارشاد غوثیہ کا تذکرہ کچھ اس انداز سے فرماتے ہیں۔

نہائے پاک او فخریت دوش پاکبازاں را
حیاتِ تازہ گرفتہ از دینِ مسلمان
آپ کے مقدس قدم کو اپنے کندھوں پر رکھنے میں طریقت کے پاکباز لوگ فخر کرتے ہیں اور آپ کی برکت سے دین اسلام کو تازہ زندگی نصیب ہوئی۔
تکملہ سیر الاولیاء

یہ کتاب سیر الاولیاء مصنفہ امیر خوردر کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے جسے خواجہ گل محمد چشتی احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۳ھ نے مرتب کیا۔ آپ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف کے خلیفہ ہیں جو حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ مصنف نے حضرت

غوث پاک رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم، محبوب سبحانی، سلطانِ سلاطین وقت، قطبِ انقلاب ہدایت کے القاب سے یاد کیا ہے اور حضرت شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کے فرمان میں مامور من اللہ تھے۔ (تکملہ سیر الاولیاء مرتبہ ۱۳۳۰ھ مطبوعہ مکتبہ الہام بہادر پور)

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی سلیمانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کے فرزند و جانشین حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور وضاحت فرمائیں کہ جب شب معراج حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح مقدسہ نے حاضر ہو کر بارگاہِ نبوت میں عرض کیا کہ حضور آپ مجھ پر سواری فرمائیں تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" میرا قدم تمہاری گردن پر ہے اور تمہارا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہو گا۔ کہتے ہیں کہ شیخ صنعان نے انکار کیا۔ اس کے جواب میں حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ذکر شیخ صنعان در کتب معتبرہ ندیدہ بلکہ حضرت مولانا مولوی جامی قدس اللہ سرہ السامی در نجات الانس و شیخ عبدالحق در اخبار الاخیار سے نو ماخذ کہ چون حضرت شیخ عبدالقادر میراں مکی الدین بر مہر سوار شدہ و عطا سے کروندہ ہزار عالم نادر و سہ صد ولی کھل در محفل آنحضرت موجود بودند سے روزے آنحضرت از زبان گوہر فشاں ارشاد فرمود کہ قدم حضرت رسول علیہ السلام بر گردن من است و قدم من بر گردن کل اولیاء باشد ہمیں ساعت مردے کامل قدم آنحضرت گرفتہ بروش خود نہاد پس باوجود تسلیم کردن چند ہزار عالم ربانی و اولیائے صدائی اباکرون شیخ صنعان ثابت مگردیدہ

(مرآۃ العارفین فارسی ص ۳۶ مطبع مسطغانی لاہور سن طبع ۱۳۰۲ھ)

شیخ صنعان کا یہ تذکرہ کتب معتبرہ میں دیکھا نہیں گیا بلکہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نے "نجات الانس" اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے

۱۲ اخبار الاخیار " میں لکھا ہے کہ جب حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر قدس سرہ منبر پر کھڑے ہو کر وعظ فرماتے تھے تو تین ہزار نامور عالم اور تین سو اولیائے مکمل آپ کی مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ ایک دن آپ نے زبان گوہر فطاش سے ارشاد فرمایا کہ رسول پاک ﷺ کا قدم مبارک میری گردن پر ہے اور میرا قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہو گا تو ایک ولی کامل نے آپ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ پس کئی ہزار علمائے ربانی اور اولیائے صدیقی کے تسلیم کرنے کے باوجود شیخ صنعان کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ صنعان کے انکار پر تعجب فرمایا، کاطین کی یہی شان ہوتی ہے کہ حتی الوسع دوسروں کی لغزشوں سے درگزر فرماتے ہیں البتہ حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت مشہورہ کی تصدیق فرمادی جسے علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفریح الخاطر" میں نقل کیا ہے، جن کی کتاب کے بارے میں معترض صاحب نے غیظ و غضب کی انتہا کر دی۔ سلسلہ چشتیہ کے ایک جلیل القدر شیخ طریقت سے اس کتاب کی روایت کی تصدیق قابل غور ہے۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء مشہور مؤرخ اور سیرت نگار حضرت مفتی غلام سرور چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو گلدستہ کرامت میں نقل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تصدیق و تائید میں پورا رسالہ لکھا ہے اور تحفہ قادریہ از شیخ ابوالحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ اور حرز العاشقین از شیخ رشید بن محمد جیدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس پر بحث کی ہے (فتاویٰ کرامت غوثیہ مطبوعہ دارالفیض لاہور)۔

مزید برآں یہ واقعہ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے اور ظاہر ہے انہوں نے کسی مستند کتاب میں یہ واقعہ ضرور پڑھا ہو گا کیونکہ وہ محقق

عالم دین تھے کہ شیخ صنعان کا حال جب تبدیل ہوا تو ان کے مریدوں میں سے ایک مرید بغداد شریف میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگے۔ شیخ صنعان جو نصرانی لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو گئے تھے اس کے کہنے پر خزیروں کے ریوڑ چراتے رہے اور ایک دن اس کے کہنے پر قرآن مجید جلائے کیلئے تیار ہوئے، ادھر بغداد شریف میں اس وقت حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا، آج کسی کافر کا کافر ہو رہا ہے تو شیخ صنعان کے مرید نے نہایت عاجزی سے گزارش کی، آپ کرم فرمادیں، اس وقت حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وضو کیلئے پانی لایا گیا تھا، آپ نے چلو بھرائی کا چھینٹا ہارا جو شیخ صنعان کے منہ پر جا لگا۔ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور اس کا مقام ولایت بحال ہو گیا۔

حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے فرمایا کہ شیخ صنعان نے چالیس سال بیت اللہ شریف میں عبادت کی اور چالیس سال بیت المقدس میں عبادت کرنے کے خیال سے روانہ تھے مگر راستے میں یہ واقعہ رونما ہو گیا ان کے ساتھ ایک لاکھ مرید تھے جو مختلف اطراف میں چلے گئے تھے۔ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ بیان کر کے یہ شعر بھی پڑھا۔

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد
شیخ صنعان زابدے را زیر زار آورد

(انوارِ قمریہ ص ۳۱۵، اقتباس الانوار ص ۸۲، تفریح الخاطر ص ۷۰)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ایک دن حضرت شیخ قدس سرہ کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے اسی اثناء میں عالم غیب سے ایک عجیب حالت آپ پر طاری ہو گئی۔ اس وقت جناب رسالت مآب ﷺ مع اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے تمام انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ مقررین بھی رونق افروز

تھے۔ پس جناب باری تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر ہم نے ہر دلی کو تمہارے زیر قدم کیا ہے ان کو کہہ دو کہ تمہارے زیر قدم ہو جائیں اس کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا "قدمی ہنہ علی رقبہ کل ولی اللہ" میرا یہ قدم سب اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ پس ہر دلی کامل، مستحی، غوث، قطب، اوتاد، ابدال وغیرہ قریب و بعید سے جو اس وقت روئے زمین پر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور ہمزمان تھے خواہ مرتبہ میں حضرت شیخ کے برابر تھے یا مرتبہ میں کم تھے مگر درجہ اتنا اونچے ہوئے تھے سب یہ کلام سن کر پوری رضا و رغبت سے حضرت شیخ کے زیر قدم ہو کر سرفراز و ممتاز ہوئے سوائے اولیائے مقدم اور اولیائے متاخر اور مبتدیان اور ساکنان کے جو ابھی سلوک کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ یہ لوگ اس حکم سے خارج ہیں اس وجہ سے کہ یہ حکم خاص ان مستحیوں کے لئے ہے جو آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ کی اس مجلس میں سو سے زیادہ اکابر اولیاء اللہ موجود تھے۔ سب نے گردن نیچے کر لی اور حضرت شیخ قدس سرہ کے زیر قدم ہو گئے اور سب سے پہلے ولی اللہ جو اس سعادت سے مشرف ہوئے شیخ علی بن حسی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے (مقائیس الجالس ص ۲۷۷)

قول مستحسن شرح فخر الحسن

حضرت مولانا حسن الزماں چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید محمد علی خیر آبادی، سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے حضرت محب النبی شاہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فخر الحسن کی مبسوط عربی شرح القول المستحسن لکھی ہے۔ اسید عبدالحی بن فخر الدین الحسنی المنورخ نے "نزهة الخواطر" میں اور پروفسر خلیق نظامی نے "تاریخ مشائخ چشت" میں آپ کا تذکرہ کیا ہے (ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر ص ۱۰۷ جلد ہشتم، تاریخ مشائخ چشت ص ۶۸۲)

القول المستحسن کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں عنوان قائم کیا ہے "الطريقة الانبياء الجبيلة الجنبية" اس کے ماتحت شیخ ضیاء الدین

ابو الخشب سرور دلی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ حاصل کرنے کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ حاصل کیا۔

حدث عن الامام الهمام الفقيه المحدث المفسر المحقق غوث الانوار قطب الاقطاب فرد الاحباب لسيد السند محي المنة والدين عبدالقادر الحسنی الجبلی الشافعی الحنبلی غالباً القائل بامر الله تعالى اتفاقاً قدمي ههه علي رقبه كل ولي الله

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے ارشاد گرامی کو بلا تفاق با امر الہی قرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ حضرت کے مامور من اللہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ انہوں نے شیخ حماد دیاس، شیخ خلیفہ، شیخ عدی بن مسافر، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن حسی، شیخ احمد رفاہی، شیخ قاسم بن عبد البصری اور شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنہم کے حوالے سے اس ارشاد گرامی میں آپ کے مامور من اللہ ہونے پر تفصیلی تبصرہ کیا ہے۔

انہوں نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مامور من اللہ ہونے پر اہل عرفان کا اجماع نقل کیا ہے اور شیخ علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ مصنف "بہجة الاسرار" کی زبردست توثیق و تائید کی ہے۔ انہوں نے علامہ شطنوفی کو الفقیہ المحدث، المفسر، الصوفی کے لقب سے یاد کیا ہے اور بہجة الاسرار کو الکتاب المستجاب لکھتے ہوئے اس کے راویوں کو بخاری شریف کے راویوں سے اصدق، اوثق، اجل اور افضل قرار دیتے ہوئے المشائخ العرفاء و الفقهاء الاخيار من الابرار سے تعبیر کیا ہے (القول المستحسن شرح فخر الحسن ص ۳۳۲ تا ۳۳۳ ص ۲۸۳)

مفتی غلام سرور چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مفتی غلام سرور چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۰ھ کی کتاب "تذیۃ الاصفیاء" (فارسی) مشائخ کرام کے سوانح و تعلیمات کے بارے میں نہایت مستند ہے۔ ان کی اس کتاب کے حوالے اکثر و بیشتر کتب سیر و مناقب میں

میتے ہیں۔ حضرت مفتی غلام سرور چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے خزینۃ الاعصیا میں حضرت شیخ حماد دہاس رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مامور من اللہ ہو کر ارشاد فرمایا گے ”قدی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ (خزینۃ الاعصیا ص ۸۶ ہوت پریس لاہور) گلدستہ کرامت اور بزرگوں کی پیش گوئی

”گلدستہ کرامت“ شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”مناقب غوثیہ“ (فارسی) کا اردو ترجمہ ہے جسے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل فرمایا اور ساتھ ساتھ واقعات و حالات کو اشعار کی صورت میں پیش کیا۔ اس کتاب میں اکثر و بیشتر وہی واقعات و حالات ہیں جو علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تفریح الخاطر“ میں نقل کئے ہیں۔ اس کتاب میں بھی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کے بارے میں بہت سے بزرگوں کی پیش گوئی نقل کی گئی ہے کہ آپ ہمارا ولی یہ ارشاد فرمائیں گے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابو یزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے پیش گوئی کی تھی کہ بغداد میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ یہ اعلان کریں گے۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری نے حضرت سید آدم بخوری، خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”نکات الاسرار“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سلطان الزاہدین حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر میں اعلان کے وقت ہوتا تو سب سے پہلے آپ کا قدم گردن پر رکھتا جس طرح کہ ہمارے شیخ حضرت معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کیا (گلدستہ کرامت: ص ۶۵) مرزا آفتاب بیگ چشتی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

تحفۃ الابرار کے مصنف مرزا آفتاب بیگ چشتی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ مصنف نے دو سو

کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور مختلف جدولوں کی صورت میں بزرگوں کے حالات نقشے کی صورت میں پیش کئے۔ ہر بزرگ کی ضروری معلومات کا خلاصہ بڑے سلیقے سے درج کرتے ہیں اس لئے ان سے متعلق معلومات کی فراہمی بڑی آسانی سے ہو جاتی ہے۔ مصنف نے حضور غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر، ائمہ اہل بیت کے عنوان سے کیا ہے۔ لکھتے ہیں آپ کل مقامات غوثی قطب الاقطالی سے ترقی پاکہ درجہ محبوب پنچے اور محبوب سبحانی کے خطاب سے مشرف ہوئے اور ہمارا ولی قلمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ہر سر منبر فرمایا۔

(ملاحظہ ہو تحفۃ الابرار جدول اول حصہ اول ص ۲۹ مطبع رضوی)

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد میں حضرت شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے خواب میں حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں سے حضرت شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ سے جاتا ہے۔ اس سے قبل آپ کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ حضرت عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے قطیبت کے مقام پر فائز کر کے ملک ہندوستان میں بھیجا تھا جو قطب شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب نویں پشت میں حضرت سیدنا عباس علیہ السلام سے جاتا ہے (ملاحظہ ہو: النوار ثمینیہ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ مکتبہ خیاء شمس الاسلام سیال شریف)

اس تاریخی تفصیل و وضاحت سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ سیالوی

رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے خاندان کا بارگاہِ غوثیت مآب سے نیاز و عقیدت و استرشاد کا پرانا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں جگہ جگہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے امتیازی فضائل و مناقب کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

حضرت شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے قدمِ غوثیہ کے بارے میں فرمانِ نبویؐ سے بشارت ڈوبی ہوئی کشتی کو بارہ سال بعد بطور کرامت برآمد کرنے اور شیخ شہاب الدین سروردی کے بارگاہِ غوثیت سے استفادہ اور دوسرے کئی فضائل و مناقب کے بیان میں عقیدت کا اظہار فرمایا ہے (ملاحظہ ہو: مرآۃ العاشقین (فارسی) مطبع مصطفائی لاہور، سن طباعت ۱۳۰۲ھ)۔

معرض نے حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی کتاب کے ص ۲۰۳ پر ایک عنوان قائم کیا ہے ”ارشادات حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ“۔

آپ کے ارشادات کو نقل کرنے والے چونکہ معرض صاحب یہ نفس نفیس تھے اس لئے قطع و برید اور تحریف و تبدیل میں ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اکابر علماء و مشائخ کی تصانیف و عبارات میں انہوں نے جو کچھ دکھائے جیسا کہ ہم بیان کر چکے اور آئندہ کریں گے بالکل اسی طرح حضرت سیالوی کی طرف بھی انہوں نے غلط باتیں منسوب کرنے کی پوری کوشش کی ہے مگر بارگاہِ غوثیت میں اسے حضرت سیالوی کی خصوصی نیاز و تعلق کا ثمرہ سمجھ لیجئے کہ ان کا نقطہ نظر معرض کے موقف سے متعارض ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ معرض صاحب کو حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے جین حیات تو یہ جرات نہ ہو سکی کہ وہ ان کے ارشادات میں اپنی ترامیم کو منظرِ عام پر لائیں کیونکہ اس طرح وہ حضرت سیالوی کے جلال و احتساب کا ثبات بختم البتہ انہوں نے ۱۹۷۶ء کے ارشادات منقولہ کو پورے بائیس سال بعد ۱۹۹۸ء میں منظرِ شہود پر لانے کا اہتمام کیا۔

بہر حال ہم معرض صاحب کے وہ بیان کردہ چند معارف نقل کرتے ہیں جو بقول ان کے حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے۔ لکھتے ہیں حضرت سیالوی نے فرمایا:

(۱) ہر زمانے میں ایک غوث اعظم ہوتا ہے جس کا قدم اس زمانے کے سب اولیاء پر ہوتا ہے۔

(۲) میرے نزدیک تمام مشائخِ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں۔

(۳) تحدیثِ نعمت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے کلمات بیان کرتے پھرو تحدیثِ نعمت سے یہ مراد ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو اچھے کپڑے پہنو، علم دیا ہے تو عمل کرو، دوسروں کو سکھاؤ۔

(۴) اس سوال پر کہ حضرت مجدد فرماتے ہیں ”جو بغیر آمیزشِ سر کے نہیں ہوتا آپ نے فرمایا یہ اولیاء کا جو ہے خواص کا جو۔“

(۵) اس سوال پر کہ کیا کوئی آدمی مامور من اللہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں امر نہیں کتنا چاہئے۔ ملکہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ پہلے سے ثابت شدہ شی کے متعلق اس کے دل میں القا کیا جائے کہ کرے یا نہ کرے کوئی نیا امر ثابت نہیں ہو سکتا۔ تشریع تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔

(۶) اس سوال پر کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ”بل علی راسی و عینی“ کہا، حضرت سیالوی نے فرمایا ”میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ جب یہ قول مقامِ قافی الرسول میں صادر ہوا تو اولیاء کا جھکنا حضور علیہ السلام کے سامنے تھا“ جیسے درخت سے ”انی انا اللہ کی آواز۔“

ہمیں بارہا حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت، ان کے خطاب اور ملفوظات سے مستفید ہونے کا موقع ملا ہے۔ بلاشبہ عبدِ قریب کے مشائخ میں آپ کا وجود عنایتِ الہی تھا، آپ کی تحقیق اور تبحر علمی و لائیکل منقول و منقول پر آپ کی دسترس اور اس کے ساتھ مجز و تواضع کے پاکیزہ اوصاف سونے پر سنا کہ

تھے ہم آپ کی طرف منسوب ارشادات، مسود چشم تسلیم کرتے اگر واقعی ان کی صحیح نسبت آپ کی طرف ہوتی۔

معرض کے منقول پہلے قول کی وضاحت

پہلے جیسے پر غور فرمائیں کہ ہر زمانے میں ایک غوث اعظم ہوتا ہے جس کا قدم اس زمانے کے سب اولیاء پر ہوتا ہے۔ اولیائے کرام پر قدم تو حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا معروف و مشہور و منقول ہے۔ کسی مستند کتاب میں کسی مستند بزرگ کا یہ قول نہیں کہ کسی دوسرے بزرگ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہو اور اولیائے کرام نے گردن جھکائی ہو۔ اس لئے اس قسم کے شاذ بے سند اور بے دلیل قول کی نسبت حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کس طرح تسلیم کی جائے جن کے جد امجد حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ چشت کے حوالے ہم نقل کر چکے ہیں اور خود حضرت سیالوی نے شیخ صنعان کے بارے میں جو وضاحت فرمائی اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت بیان فرمائی اس کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔

نقل اقوال میں معرض کی غلطی کا ثبوت

معرض کی نقل کے غلط ہونے کا واضح ثبوت یہ بھی ملاحظہ ہو کہ اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ حضرت سیالوی نے فرمایا تمام مشائخ چشت، غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقام پر فائز ہیں۔ جب پورے زمانے میں غوث اعظم ایک ہوتا ہے تو تمام مشائخ چشت کا اس منصب پر فائز ہونا کس طرح ثابت ہوا۔ حضرات مشائخ چشت تو ایک زمانے میں سینکڑوں بزرگ ہوئے ہیں تو پھر کیا ایک زمانے میں سینکڑوں غوث اعظم ہوں گے۔ کلام میں اس قسم کا تعارض و تقاض اور اصولی درایت کی خلاف ورزی حضرت سیالوی جیسے جامع المعقول و المنقول عالم دین سے متوقع نہیں۔ معرض صاحب نے یا تو عمدتاً اس طرح کیا ہے یا پھر حضرت کے کلام اور مضمون تک ان کی رسائی نہیں ہو سکی اور ترجمانی میں غلطی کر گئے۔

تحدیثِ نعمت کے مفہوم میں غلط بیانی

تحدیثِ نعمت کے جس مفہوم کو معرض نے حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے وہ اکابر علماء و مشائخ اور حضرات مفسرین کی تشریح سے متناقض ہے۔ حضرت سیالوی جیسے محقق عالم دین سے امام شعرانی کی ”طائف المنن“ کب مخفی رہ سکتی ہے جس میں انہوں نے تحدیثِ نعمت کے وجوب کو تفصیلی و لا ٰکل سے ثابت کیا ہے اور تحدیثِ نعمت کے مفہوم کو عملی طور پر ثابت کیا ہے کہ تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل کتاب کی دو جلدوں میں انعامات الہی کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح صاحبِ تفسیر مظہری نے تحدیثِ نعمت کے عنوان کے ماتحت یہی مضمون بیان کیا ہے اور دوسرے تمام مفسرین کرام نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اچھے کپڑے پہننا اور دوسروں کو تعلیم دینا اور علم پر عمل کرنا تحدیثِ نعمت کے مفہوم میں داخل ہیں۔ مگر ”حدث“ جو صیغہ امر ہے اس کا تقاضا ہے کہ انعامات خداوندی کا بیان اور تذکرہ کیا جائے پھر امر کا یہ مفہوم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور دوسرے بزرگوں کے اقوال و اظہار سے منوید ہے جس کی بھرپور تشریح ”طائف المنن“ میں کی گئی ہے۔

اگر تحدیثِ نعمت کا مفہوم اچھے کپڑے پہننے، عمل کرنے اور تعلیم دینے کے ساتھ محصور و مختص ہوتا تو اکابر علماء و مشائخ سے ایسے اقوال و ارشادات صادر نہ ہوتے کیونکہ وہ حضرات خواہش نفس کے عنصر سے پاک تھے اور اخفائے حال و کیفیات ان کی عادتِ ثانیہ تھی۔ تحدیثِ نعمت کا یہ مفہوم اگر حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہوتا تو ان کے مسترشد پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ضیاء القرآن میں ضرور اس کا حوالہ دیتے یا کم از کم اس مفہوم کے خلاف رائے کا اظہار کرتے۔

مشائخِ چشت کے صحو میں سرکری آمیزش کا غلط نظریہ

معرض صاحب نے حضرت مجدد کا یہ حوالہ دے کر کہ صحو بغیر آمیزش سرکری کے نہیں ہوتا حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ جواب نقل کیا ہے کہ اس قسم کا صحو اولیائے کرام اور خواص کے لئے ہے۔ اگر بالفرض والا تقدیر حضرت سیالوی کا موقف یہی تھا کہ آمیزش سرکری بغیر صحو نہیں ہوتا تو معرض صاحب فرمائیں کہ ان کا یہ ضابطہ جو ان کی کتاب کے ص ۲۹ پر درج ہے (مشائخِ چشت اہل بشت کامل ترین اصحاب صحو تھے) اس کا کیا وزن باقی رہ جاتا ہے اس تشریح محدودہ اور تائید قمریہ سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام مشائخِ چشت کے صحو میں سرکری آمیزش تھی۔ بے شک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق اپنے مقام پر بجا مگر مشائخِ چشت کو اس ضابطے اور قانون کے تابع نہیں دیکھنا ہماری سمجھ سے بلند و بالا ہے۔

حضرات مشائخِ چشت کے مقام صحو کا تعین اگر معرض نے اسی طرح کرنا تھا کہ ان نفوس قدسیہ کے اقوال و احوال میں سرکری آمیزش کار فرما تھی تو پھر بقیہ سرکری کے اثرات کو محل تنقید و اعتراض بنانے کے لئے عوارف کی عبارت سے استدلال کی معرض کو کیا ضرورت پڑ گئی کیونکہ اس طرح حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے انہوں نے اس چیز کو ثابت کرنے کی کوشش کی جس کو وہ تمام مشائخِ چشت کے لئے ثابت کر چکے اور حضرت سیالوی سے اس ثبوت کی تصدیق بھی کرا چکے۔ معرض صاحب ماشاء اللہ محقق تو ہیں مگر نہایت سادہ لوح کہ جس چیز کو ثابت کر کے وہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کی تنقیص کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے اسے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ تمام مشائخِ چشت کے لئے ثابت کر ڈالا۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی نے تو دنیا کے ولایت میں بالکل پیدا کر دی اور بقول معرض "معرض اولیائے کرام کی گردنیں جھکا دیں اس لئے اگر آپ کے بارے میں معرض صاحب جمہور علماء و مشائخ سے متفق ہو کر اپنے

طبعی ذوق اور ذہنی افتاد کے تقاضوں کی تکمیل کرتے ہوئے آمیزش سرکری کا فتویٰ صادر کر دیں تو کل تعجب نہیں مگر حضرات مشائخِ چشت کو بیک جنبشِ قلم آمیزش سرکری کے بار جانہ فتویٰ کی زد میں لانے کا جواز کم از کم ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

معرض اس دلدل میں کیوں پھنسے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرات مشائخِ چشت کے اقوال و ارشادات پر یقین اور اکتفاء کیا۔ عوارف کی عبارت مشائخِ چشت کی نظر میں بھی تھی مگر انہوں نے ارشادِ غوثیہ کو اس عبارت کے ترازو میں نہیں ڈالا اور نہ اس مضمون کی بینک سے ارشادِ غوثیہ کو دیکھا بلکہ اس فرمانِ عالی شان کے بارے میں نہایت عقیدت و محبت پر مبنی موقف اختیار کیا اور اس کے صدور کو باعمرانی تسلیم کیا یہی وجہ ہے کہ "القول الحسن شرح غر الخسن" کے مؤلف اور حضرت سید محمد علی چشتی خیر آبادی سلیمانی کے خلیفہ مولانا احسن الزمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخِ چشت کی ترجمانی کرتے ہوئے آپ کے مامور من اللہ ہونے پر اکابر مشائخ کا اجماع نقل کیا ہے اور ہم اس کا تذکرہ کر چکے۔

مشائخِ چشت کی تائید سے معرض کی محرومی

معرض صاحب کو چونکہ مشائخِ چشت کے حوالے سے اپنے موقف کی تائید نہ مل سکی اس لئے انہوں نے کبھی عوارف اور کبھی مکتوباتِ محدودہ کی عبارت سے بقیہ سرکری ثابت کرنے کی کوشش کی نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں لینے کے دینے پڑ گئے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کسی فیصلہ کن مرحلے پر پہنچنے سے پہلے یعنی آج سے بائیس سال قبل انہوں نے تمام مشائخِ چشت کی بارگاہ میں آمیزش سرکری کا تلخ نذرانہ پیش کر کے جرأتِ رندانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے از خود حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکر تصدیق ثبت کر دی۔

ہمیں معرض صاحب جتنی نسبتِ چشتیہ تو حاصل نہیں بہر حال ہم اس تصور کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ حضرت سیالوی "حضرات مشائخِ چشت کے بارے میں یہ موقف رکھتے ہوں کہ ان کے صحو میں سرکری آمیزش تھی۔ حضرت

سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کہ تشریع نبی کریم ﷺ پر ختم ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے ہم بھی امر تشریعی کے قائل نہیں بلکہ اولیائے کرام کے لئے امر الہامی ثابت کرتے ہیں۔ باقی رہا مامور کی بجائے ملیم کتنا تو یہ نقص فی العبارة ہے وگرنہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے امت سے بزرگوں کے حوالے سے ہم ثابت کر چکے کہ اولیائے کرام مامور ہا مرام الہامی ہوا کرتے ہیں۔

حضرت سلطان السند رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کی تصدیق

معرض نے حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہتے ہیں کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے "بل علی راسی و یحییٰ" فرمایا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ جب یہ قول مقام فتانی الرسول میں صادر ہوا تو اولیاء کا جھٹکنا حضور علیہ السلام کے سامنے تھا جیسے درخت سے "انی انا اللہ" کی آواز۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے معرض کو یہ جواب دے کر اس کی ساری کوششوں اور کادشوں کو خاک میں ملا دیا بلکہ اس کے سارے منصوبوں اور مفروضوں کا پیرا غرق کر دیا۔ معرض کا خیال تھا کہ حضرت اس سوال کے جواب میں فرمائیں گے "نعوذ باللہ من ذالک" ہذا بختان عظیم "یہ بالکل غلط ہے" اس قسم کی بات حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی توہین ہے یہ بات کسی کتاب میں منقول نہیں اور جس کتاب کا لوگ حوالہ دیتے ہیں یعنی "لطائف الغرائب" اس کا وجود ہی نہیں۔ مگر الحمد للہ کہ حق ظاہر ہو کر رہا اور حق کی شان ہے کہ ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ حضرت سیالوی کا یہ فرمانا کہ میں اس کا جواب دے چکا ہوں اس حقیقت کی پردہ کشائی کرتا ہے کہ معرض صاحب اس جواب میں کچھ ترمیم کرنا چاہتے تھے اس لئے اسے قلمبند کرنے کی بجائے دوبارہ وضاحت چاہی تو حضرت نے سابقہ حوالہ دیا اور تصدیق فرمائی کہ یہ قول "مقام فتانی الرسول" میں صادر ہوا۔ یہی

مسئلہ و موقف مشائخ چشت کا ہے جس کی تفصیل ہم بیان کر چکے۔

حضرت سیالوی کا فرمان اکابر مشائخ کا موقف

حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے معرض صاحب کی فاسد بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا اور دو نوک الفاظ میں واضح فرما دیا کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد "مقام فتانی الرسول" میں صادر ہوا اور یہی بات اکابر مشائخ نے فرمائی کہ آپ نے لسان شفاعت اور لسان تطہیت سے یہ ارشاد فرمایا۔

صاحب "روح المعانی" جن کا حوالہ ہم آگے چل کر لکھیں گے انہوں نے بیہمی الفاظ فرمائے۔ "وما قال الشیخ ذالک الا علی لسان الحقیقۃ الحمدیہ" حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد حقیقت محمدیہ کی زبان سے فرمایا رسول پاک ﷺ کا مقام تو واضح ہے۔ "وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی" آپ کی جھٹگو اور آپ کا کلام وحی الہی ہوتا ہے جب حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے "فتانی الرسول" کے مقام پر یہ اعلان کیا تو بلاشبہ یہ اس قبیل سے ہوا جس طرح حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لانا سید ولد آدم ہوا لا فخر اذ اقلد امر سلیم ولا فخر میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں قائد المرسلین ہوں مگر بطور فخر یہ نہیں کہہ رہا۔

حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مختصر جملے میں وضاحت فرمادی کہ یہ ارشاد سکر اور بقیہ سکر کے اثرات سے پاک ہے اس میں فخر و تکبر اور عجب و خود پسندی کا شائبہ تک نہیں۔ جس طرح آپ نے معرض کے سوال پر حضرت سلطان السند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سر جھکانے اور "بل علی راسی و یحییٰ" فرمانے کی تصدیق کی اسی طرح اس بات کی بھی تصدیق فرمائی کہ یہ ارشاد معرض کے زعم فاسد کے مطابق سکر و مستی کے عالم میں ہرگز صادر نہیں ہوا بلکہ اس کے صدور و ظہور کا فضاء مقام محمدت میں فنائے نام اور نیابت کاملہ ہے جس کے متعلق حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے خود ارشاد فرمایا ہے

وکل ولی له قدم والی، علی قدم النبی بدر الکمال
ہم نے مشائخِ چشت کی مستند کتابوں سے ارشادِ غوثیہ کے بارے میں جو اقوال نقل
کئے ہیں حضرت سیالوی نے ایک دو جملوں میں ان کا خلاصہ بیان فرمادیا۔

معرض کی مشائخ نقشبندیہ اور سروردیہ سے مدد کی درخواست

معرض صاحب کو چونکہ حضرات مشائخِ چشت کے اقوال اور کتبِ معتبرہ
سے کسی قسم کی کوئی تائید حاصل نہ ہوئی اس لئے انہوں نے مشائخِ سروردیہ اور
حضرات نقشبندیہ سے مدد کی درخواست کی، اس طرح ان کی مشائخِ چشت سے
عشق اور وابستگی کے بلند بانگ دعاوی اور ان کے مسلک کی ترہنائی اور تحفظ کی
واستان حرفِ غلط کی طرح مٹ کر نیست و نابود ہو گئی۔

معرض کو مایوسی اور ناامیدی کا سامنا

حضرات سروردیہ اور حضرات نقشبندیہ ایسے چشتی فریدی پر کب اعتماد کر
سکتے تھے جو اپنے مشائخ کے نقطہ نظر اور موقف پر مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے وقتی
طور پر ان سے طالبِ امداد ہوا ہو اس لئے ان نفوسِ قدسیہ نے اس کی فریاد پر کوئی
توجہ نہ فرمائی، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ عوارف اور مکتوباتِ مجددیہ کی عبارتوں
سے مقصد بر تری میں وہ بری طرح ناکام رہے اور اس طرح تصوف کی اصطلاح
رجعت کا شکار ہو کر وہ

رہا نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اللہ تعالیٰ کے کسی بھی مقبول ولی اللہ کی تنقیص اور تحقیر اور ان کے اخلاق
و کردار پر تنقید بحکمِ حدیثِ قدسی، قدرتِ الہی کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے اور
معرض نے تو جنابِ غوثِ اعظم، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، سیدنا شیخِ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہما کی عظمت و جلالت پر ہاتھ اٹھایا ہے جن کی شانِ محبوبیت، شانِ
ولایت اور شانِ غوثیت و قطبیت پر تمام اہلِ اسلام کا اتفاق اور اجماع ہے۔

فرمانِ غوثیہ پر اقطاب، اغواث، اوتاد، ابدال اور اولیائے کاملین گردنیں

جھکائے ہوئے ہیں، حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے ملائکہ کرام
فلحیت تشریف لائے ہوئے ہیں، قلبِ غوثیت مآب پر اتوار کی تجلی ہو رہی ہے،
علمائے کاملین، عرفائے نامدار، مشائخِ ذی وقار، اس نورانی تقریب اور روحانی محفل
کے اسرار و رموز کو سینکڑوں سالوں سے بیان کرتے چلے آ رہے ہیں مگر کاتبِ تقدیر
نے معرض کی قسمت میں اس پاک فرمان اور اعلانِ عالی شان کے خلاف بغض و عناد
لکھ دیا جس کے زہریلے اثرات ان کی کتاب میں نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں۔

حضرت سیالوی کے کلام میں تحریفِ معنوی

اگرچہ حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے معرض کے جواب میں ہر
اس توہم کو ختم کر ڈالا جس سے فرمانِ غوثیہ کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی
تھی اور طوعاً و کرہاً معرض نے اس کا اعتراف بھی کیا مگر جاتے جاتے یہ شوٹ چھوڑ
دیا کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ”فانی الرسول“ کے مقام میں اس
طرح تھا جیسے درخت سے ”انی انا اللہ“ کی آواز آئی۔ چنانچہ اپنی طرف سے حاشیہ
آرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس قول سے آپ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اس
لئے کہ ضروری نہیں کہ متجلی علیہ (جس پر تجلی ہو) متجلی لہ (جس کے لئے تجلی ہو)
سے افضل ہو بلکہ متجلی لہ افضل ہو سکتا ہے جیسے درخت اور موسیٰ علیہ السلام۔

یہ ہے معرض صاحب کا استدلال کہ جب حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
نے انہیں مکمل طور پر مایوس کر دیا تو انہوں نے اپنی طرف سے اضافہ اور حاشیہ لکھ
دیا، انہیں اتنا معلوم نہیں کہ درخت اور عیدِ کامل پر تجلی میں بڑا فرق ہے، ہر چیز کی
اہمیت محل کے مطابق ہوتی ہے، درخت ہو یا پہاڑ تجلی پڑنے سے وہ انتہائی محترم ہو گا
جس قدر اس کی صلاحیت ہے۔

حدیثِ قدسی میں قلبِ مومن کی عظمت

عیدِ مومن کے قلب کی عظمت بیان کرتے ہوئے حدیثِ قدسی میں ارشاد ہوا
لَا يَسْعُنِي رَضِي وَلَا سَمَائِي وَلَكِنْ يَسْعُنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمَوْمِنِ

(ملاحظہ ہو: مرقاة شرح مشکوٰۃ شریف لملا علی قاری جلد نہم ص ۳۹۳)

اسی مضمون کی حدیث کو شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح نقل کیا ہے
”ما وسعنی ارضی ولا سمانی ووسعنی قلب عبدی المؤمن“

(ملاحظہ ہو: الفتوحات المکیہ جلد چہارم ص ۶ طبع مصر)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مضمون پر مشتمل حدیث کو نقل کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: احیاء العلوم للغزالی جلد سوم ص ۱۵ طبع بیروت)

حدیث قدسی کا مفہوم یہ ہے کہ ارض و سما ہمارے بھائی ذات کے متحمل نہیں ہو سکتے مگر عبد مومن کا قلب اس سعادت سے مشرف ہوتا ہے۔ اس کو درخت پر قیاس کرنا قیاس کی شرائط سے ناواقفیت کے ساتھ ساتھ علوم طریقت سے بے خبری ہے۔ عبد مومن کو تو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ سے زیادہ محترم اور معزز قرار دیا ہے حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے فرمایا ”الحرم مقالمومن اعظم عند اللہ حرمة منک“

(ملاحظہ ہو: ابن ماجہ شریف باب حرمة المؤمن و ماہ ص ۲۹۰)

اسی مضمون کی حدیث ترمذی شریف میں بھی ہے۔

(ملاحظہ ہو: ترمذی شریف جلد دوم ص ۳۲ باب ما جاء فی تعظیم المؤمن)

اے کعبہ تیری بڑی عظمت و حرمت ہے مگر عبد مومن کی عظمت و حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

معرض صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ متجلی علیہ بھی تھے اور متجلی نہ بھی، آپ کی عظمت و محبوبیت کے لئے تجلی کی گئی اس لئے آپ متجلی نہ تھے اور آپ کے قلب اطہر پر تجلی کی گئی اس لئے متجلی علیہ تھے جبکہ درخت متجلی نہ نہیں تھا اور تھا بھی درخت۔ اس پر تجلی اور عبد مومن بلکہ قطب اعظم اور غوث اعظم کے قلب پر تجلی کی حیثیت برابر نہیں ہو سکتی یہی توجہ ہے کہ درخت اور پہاڑ کے آگے اولیائے کرام نے سر نہیں جھکا یا کیونکہ تجلی کے

باوجود درخت اور پہاڑ تھے۔

پھر حسب تصریح حضرت سیالوی و دیگر مشائخ عظام ”جب آپ ”فانی الرسول“ کے مقام پر فائز تھے تو آپ کا قلب پاک، مظہر قلب مصطفوی محمدی تھا جس کی شان یہ ہے کہ ”نزل به الروح الامین علی قلبک“

جبریل امین نے اس عظیم الشان کتاب کو آپ کے قلب اطہر پر نازل کیا حالانکہ نزول قرآن کی ہیبت و جلالت سے پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے کا خطرہ تھا۔ معرض صاحب کو قطب اعظم کے قلب اطہر کی عظمتوں کا بھلا کیا اندازہ شعور اور ادراک ہو سکتا ہے۔

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

اگر قطب عالم کے قلب کی عظمت کا کچھ نقشہ معلوم کرنا ہو تو پھر مرشد روم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ علم و عرفان میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں

دل بدست آور کہ بیج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بگلہ خلیل آزر است

دل گزر گاہ خلیل اکبر است

تو ہے گوئی مرا دل نیز ہست

دل فراز عرش باشد نے بہ پست

آں دے آور کہ قطب عالم است

جان جان جان جان جان آدم است

بندۂ عارف و کامل کا دل خوش کرو کیونکہ ایسا ایک دل ہزار کعبہ سے بہتر

ہے۔ کعبے کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی جبکہ عبد کامل کا دل حق تعالیٰ کی گزر گاہ ہے تیرا کیا خیال ہے کہ تو صاحبِ دل ہے ہرگز نہیں دل تو عرش سے بھی بلند و بالا ہے اس عالم سفلی کے ساتھ دل کا کیا واسطہ جس دل کی طرف ہم تمہیں

متوجہ کر رہے ہیں وہ قطب عالم کادل ہے جو اپنی جامعیت اور وسعت کی وجہ سے
حضرت آدم علیہ السلام کی جان کی جان ہے یعنی انسانیت کی غفلتوں اور رفتوں کا
خلاصہ روح اور لب لباب ہے۔

قلب پاکِ غوثیہ کی شان کا بیان

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے قطب عالم کے قلب کی عظمت کا
بیان سننے کے بعد عارفِ کامل حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے
مضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قلبِ اطہر کی شان کا بیان سنیں۔ "نجات
الانس" جیسی پاکیزہ کتاب جسے علماء و مشائخِ حزر جان سمجھتے ہیں، معرض کی محرومی
دیکھتے کہ اس قسم کی روایات سے ان کا واسطہ ہی نہیں پڑا لہذا انہوں نے اپنی
کتاب کے ص ۲۷۹ پر حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے
"نجات" کی ایک روایت درج کی جو سراسر بے بنیاد اور من گھڑت ہے اور
"نجات الانس" میں اس کا وجود ہی نہیں مگر ایسی پاکیزہ روایات جن میں شان
غوثیت کی عظمت کا بیان ہے معرض کی ان پر نگاہ نہیں پڑتی۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے
حوالے سے لکھا ہے کہ عالمِ شباب میں پہلی مرتبہ جب آپ حج کے لئے تشریف لے
گئے تو آپ تجرید کے قدم پر تھے آپ کے ساتھ اس سفر میں شیخ عدی بن
مسافر رحمۃ اللہ علیہ بھی راستے میں شریک ہو گئے۔ ایک دن راستے میں ایک جاریہ
جیشہ ولیہ کاملہ کی آپ سے ملاقات ہوئی جو برقع پہنے ہوئے حیرت انگیز نگاہوں سے
آپ کو دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ آپ قریب پہنچ گئے مولانا جامی آگے لکھتے ہیں۔
گفت از کجائی اسے جوان گفتم از عجم گفت امروز مراد رنج انگندی گفتم چرا
گفت دریں ساعت در بلاد جیشہ بودم مرا مشاہدہ افتاد کہ خدا تعالیٰ بدول تو تجلی کردہ
و ترا عطا فرمودہ آنچہ عطا فرمودہ مثل عربیوں از آنا نکہ من سے دانم خواستم کہ
ترا بہ منم وہ بہ شام۔

اس ولیہ کاملہ نے مجھ سے پوچھا اے نوجوان، آپ کہاں سے آرہے ہیں؟
میں نے کہا عجم سے، اس نے کہا آپ نے مجھے تکلیف میں ڈال دیا ہے، میں نے کہا
کیوں؟ اس نے کہا اس وقت میں حشر کے علاقے میں تھی مجھے مشاہدہ کرایا گیا کہ
اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی فرمائی اور آپ کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں کہ جن
بزرگوں کو میں جانتی ہوں انہیں وہ نعمتیں عطا نہیں کی گئیں اس لئے میں نے چاہا کہ
آپ کی زیارت کروں اور آپ کو پہچانوں۔ اس کے بعد حضرت مولانا جامی رحمۃ
اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس جاریہ جیشہ نے آپ کو افطار کی دعوت دی، افطاری کے
وقت دسترخوان بچھایا تو آسمان سے چھ روٹیاں، سرکہ اور سالن دسترخوان پر اتر آئیں
اس عورت نے کہا اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری اور میرے ممانوں کی
عزت فرمائی پھر مکہ شریف دورانِ طواف شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ پر تجلی
ہوئی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے قریب تھا کہ وفات پا جاتے اسنے میں اچانک وہ
جاریہ جیشہ ظاہر ہوئی اور کچھ کلمات کہے تو شیخ عدی بن مسافر ہوش میں آ گئے۔
حیرت انگیز فلک بوس نورانی خیمہ

بعد ازاں در طواف مرا تجلی واقع شد و از باطن خود خطابے شنیدم و
در آخر آں با من گفتند اے عبدالقادر تجرید ظاہر را بہ گزار و تقرید و توحید را لازم دار
و از برائے نفع مردوں بہ نشیں کہ مارا بندگان خاص ہستد کہ سے خواہیم ایشان را
بردست تو بشرق قرب خود برسانم ناگاہ آں جاریہ گفت اے جوان نئے دانم چہ
شائست ترا کہ بر سر تواز نور خیمہ زدہ اند تا عنان آسمان ملا محکمہ گرد تو آمدہ اند و چشم
ہمہ اولیا از مقام محائے خود دور تو خیر و ماندہ است و ہمہ بمثل آنچہ ترا دادہ امیدوار شدہ
اند۔ (نجات الانس) (فارسی) ص ۳۳۳ مطبع اسلامیہ شمیم پریس لاہور)

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کے بعد طواف میں مجھ پر
تجلی ہوئی اور میں نے اپنے باطن میں خطابِ الہی سنا جس کے آخر میں مجھے فرمایا
اے عبدالقادر ظاہری تجرید چھوڑ دیں اور تقرید و توحید کو لازم چکڑیں اور لوگوں کے

نفع کے لئے مسند ارشاد پر بیٹھیں کیونکہ ہمارے کچھ خاص بندے ایسے ہیں جنہیں ہم آپ کے ہاتھ پر اپنے قرب خاص سے مشرف فرمانا چاہتے ہیں۔ اتنے میں اچانک اس جاریہ شبیہ نے کہا اے جوان معلوم نہیں کہ آپ کی کیا شان ہے آپ کے سر پر نورانی خیمہ لگایا گیا ہے جو آسمان تک بلند ہے فرشتے آپ کو گھیرے ہوئے ہیں اور تمام اولیائے کرام اپنی جگہوں سے آپ کی عظمت کے نور میں عاجز و حیران ہو چکے ہیں اور جو انعامات آپ کو دیئے گئے ہیں سب ان کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اسے غوث ہے بالائے تیرا

یہ ہے حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب اطہر اور آپ پر انوار و تجلیات کے نورانی خیمہ کی عظمتوں کا تذکرہ جس کا بیان آنجناب نے خود فرمایا اور حضرت سلطان العارفتین مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے روایت نقل فرمائی اور یہ عظمت و رفعت ابتدائے سلوک اور عالم شباب میں حاصل ہے خدا جانے جب غوثیت عظمیٰ اور تقبلیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہو کر برسرِ منبر اپنے جہادِ امجد سید المرسلین علیہ السلام کی تائید سے ملائکہ کرام کے جم غفیر اور اولیائے کرام کے مجمع میں بحکم الہی قدمی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا اور جہان بھر کے اولیائے کرام نے گردن جھکا کی اس وقت آپ کی عظمت و شان کا کیا عالم ہو گا۔

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

معرض نے کتاب کے ص ۲۳۲ پر "مقالات کاظمی" کے چند اقتباسات درج کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بھی معرض کے بعض مفروضات سے متفق تھے۔ یہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اور معرض نے جن اقتباسات کو درج کیا ہے ان سے وہی مفہوم و مقصد ثابت ہوتا ہے جس پر تمام علماء و مشائخ متفق ہیں کہ اسوہ نضی تشریفی کا ثبوت اولیائے کرام کے لئے نہیں اور اسی مضمون کو حضرت علامہ سید

احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا ہے۔ آپ نے اولیائے کرام کے لئے امر الہامی اور وحی الہامی کا "مقالات کاظمی" اور اپنی دوسری تصانیف میں کہیں بھی انکار نہیں فرمایا بلکہ آپ کا وہی مسلک اور موقف ہے جو ہم دلائل کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں۔

معرض صاحب کو آپ کی ترجمانی کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ آپ ہمارے جلیل القدر، محسن استاذ گرامی ہیں اور ہم آپ کے مسلک و موقف کو زیادہ جانتے ہیں۔ حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ کی عقیدت و نیاز کا یہ عالم کہ اپنی مشہور تصنیف "تسکین الخواطر فی مسئلہ حاضرو ناظر" کا بارگاہ غوثیت سے انتساب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ اس ناچیز تالیف کو سیدنا غوث الاعظم حضور سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ عظمت پناہ میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں جن کی روحانی امداد و اعانت سے مجھ جیسے

بیچارے کو اس کی ترتیب و تدوین کی توفیق حاصل ہوئی

عہد شاہان چہ عجب گر ہوا زندگدارا

سگ درگاہ جیلانی فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

(ملاحظہ ہو: تسکین الخواطر فی مسئلہ حاضرو ناظر مکتبہ لوریہ رضویہ سکھر)

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرمان غوثیہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ جو شخص حضور سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے قدم پاک کے گردن اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر ہونے کی نفی کرتا ہے بلکہ یہ بات سن کر معاذ اللہ کہتا ہے، بے شک اس سے ہمارا قلب خضر ہے۔ یہ مکتوب اگست ۱۹۷۲ء میں لکھا گیا اس مکتوب کا عکس "ماہنامہ السعید" مئی فروری ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔

عقیدت و محبت کی زندہ جاوید مثال

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ

خوشیت مآب میں عقیدت و محبت کی ذمہ داریاں مثلاً دینائے اسلام کی مشہور دینی درسگاہ ”جامعہ انوار العلوم ملتان“ ہے جس کا سبب بنیاد حضرت مخدوم سید محمد صدر الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ”سجادہ نشین درگاہ حضرت جمال الدین سوسی پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸۸۳ء میں اپنے دستِ اقدس سے رکھا اور تاحال خانوادہ عالیہ گیلانیہ قادریہ کی سرپرستی اور تقاون کا شرف اس جامعہ کو حاصل ہے۔ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ مصروفیات کے باوجود ہمیشہ جامعہ انوار العلوم میں بڑی گیارہویں شریف کی سالانہ تقریب میں شرکت فرماتے اور آپ کے فکر انگیز خطاب سے عوام الناس کی کثیر تعداد کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کا جم غفیر محظوظ و مستفید ہوتا۔

فرمانِ غوثیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی قدسی ہندہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور آپ کے خاص فضائل و مناقب کا تفصیلی ذکر خیر ہے۔ معترض نے مکتوبات مجددیہ کے طویل اقتباسات اپنی کتاب میں درج کئے مگر اس لئے نہیں کہ وہ ان کے مفہوم اور مضمون سے متفق ہیں بلکہ محض اس لئے کہ انہیں اپنے متعین کردہ مفروضات کی تائید اور تقویت کے لئے استعمال کیا جائے۔

معترض نے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے اس مفہوم اور مضمون کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے جو ان کے موقف سے موافقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے ہر اس مفہوم مکتوب بلکہ اس پر مشتمل مکتوب کو مسترد، جعلی اور الحاقی قرار دیا ہے جس سے ان کا نقطہ نظر ثابت نہیں ہوتا بعض مکتوبات کے مفہوم اور مضمون کو جو روز روشن کی طرح واضح ہے انہوں نے مسترد کرتے ہوئے یہاں تک لکھنے سے بھی گریز نہیں کیا کہ یہ مفہوم تو روافض کے عین مطابق ہے لہذا اسے مسترد کیا جاتا ہے۔

اس وضاحت اور تجزیہ کے تحریر کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ معترض کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات اور تشریحات سے ہرگز اتفاق نہیں بلکہ وہ خود اس مقام پر فائز ہیں کہ مکتوبات کا جو مفہوم اور جس تعبیر و تشریح کو وہ قابل قبول سمجھیں وہی معتبر اور مستند ہے اور جو مکتوب ان کی تحقیق کے معیار پر پورا نہ اترے تو وہ جعلی اور الحاقی ہے اس کا وہ مفہوم معتبر نہیں جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور دوسرے ارباب علم و فقر نے سمجھا ہے بلکہ اس کا فیصلہ معترض صاحب کریں گے اب ان کی مرضی کہ اسے دوسرے مکتوبات سے متعارض قرار دیں، مسلک اہل سنت و جماعت کے مخالف گردائیں یا حسب منشاء کوئی تاویل کر کے قابل تسلیم بنائیں۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات عرصہ دراز سے شائع اور مروج ہیں ان کے بارے میں آج تک یہ بحث کسی نے نہیں کی کہ اگر انہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد مصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شائع کیا گیا پھر تو وہ درست ہیں اور اگر وہ حضرت کے مشہور خلفائے کرام خصوصاً حضرت خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں مرتب کئے گئے ہیں تو ان کی حیثیت مشکوک ہو جائے گی اور تحقیق و تدقیق کے بغیر انہیں قابل اعتبار نہ سمجھا جائے گا۔

پھر معترض صاحب نے اس سارے فلسفے کا اختراع اور سینکڑوں سال بعد انکشاف کسی تحقیق و تدقیق کی غرض سے نہیں کیا نہ ہی ان کا یہ منصب ہے اور نہ ہی حضرات مشائخ نقشبند نے انہیں اس محاکمہ اور ترجیح بلا مرجح کا مکتب ٹھہرایا ہے بلکہ یہ ان کی از خود کالت ہے جو قیمتی مشورہ اور مفت کے موضوع سے متعلق ہے۔ معترض صاحب کے اس بحث اور تحقیق میں بلا ضرورت و دعوت رضا کارانہ طور پر اپنی تمام خدمات پیش کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کی عظمت و جلالت کو وہ امتیازی خراجِ حسین پیش کیا ہے جو معترض صاحب اور ان کے ہمتوؤں کے لئے قابلِ برداشت نہیں۔

حضرت مجددِ رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح عقیدت و محبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کی تشریح و توضیح اور نقطہ نظر کے تسلیم کرنے میں کوئی تردد نہ کیا جاتا اور ان کی روحانی عظمت کے تقدس کی بناء پر ان کی تقلید و تائید کی روش اپنائی جاتی مگر یہ سعادت ہر کسی کو میسر نہیں آتی۔ بہر حال حضرت مجددِ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں ترمیم و اصلاح اور رد و بدل کی جو سچی تبلیغ معترض صاحب نے فرمائی وہ کسی نقشبندی مجددی سے ظہور میں نہ آئی شاید اس لئے کہ حضرت کی روحانیت و شخصیت کا عرفان جتنا معترض صاحب کو حاصل ہوا اتنا ان کے سلسلہ عالیہ کے متعلقین کو نہ ہو سکا ہو گا۔

زیر نظر مکتوباتِ مجددیہ کی مستند اور معتبر حیثیت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو مکتوبات ہمارے سامنے ہیں وہ ایک مستند ترین مجموعے کی حیثیت سے متعارف اور متداول ہیں۔ حضرت مولانا نور احمد صاحب امرتسری مجددی پسروری رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی مسلسل کوشش سے اس مجموعے کی ترتیب اور تصحیح فرمائی اور اس پر مفید حواشی لکھے۔ اپنے شیخ طریقت حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بارہا حاضر ہو کر مولف رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات کے قلمی نسخوں سے استفادہ کیا اور ان سے خصوصی ہدایات حاصل کیں۔ حضرت مولانا نور احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت و عقیدت سے اس مجموعے کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کیا اور یہ مجموعہ ۱۳۳۴ھ میں پہلی مرتبہ ”مطبع مجددی امرتسر“ سے شائع ہوا۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے انوارِ مجددی کے دیباچے میں اس مجموعے کی تعریف و توصیف کی اور حضرت صاحبزادہ ابوالحسن زید فاروقی ”سجادہ نشین درگاہ شاہ ابوالخیر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ“ نے اس مجموعے کے پیش لفظ لکھے۔ مولانا سید احمد

رضا بجنوری مجددی جو سید انور شاہ کشمیری شیخ الحدیث کے تلمیذ و داماد ہیں اس مجموعے کے متعلق مقدمہ ”انوار الہادی“ میں لکھتے ہیں کہ مکتبہ فارسیہ کی اشاعت بہترین صحت و طباعت کے ساتھ اعلیٰ کاغذ پر امرتسر سے ہوئی تھی وہ اب عرصہ سے نایاب ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرق پوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت محمد عمر بیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجموعے کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ اس چشمہ ہدایت یعنی ”مکتوباتِ مجدد الف ثانی“ میں موہر زمانہ اور نقل در نقل کے باعث بہت سے اغلاط واقع ہو گئے تھے اور جو نسخے طبع ہوئے وہ بھی ناشرین کی لاپرواہی کے سبب بغیر تصحیح کے ہی شائع ہوئے اس حالت کو دیکھ کر روح حضرت مجددی فیضانِ قدسی کو جوش آیا اور حضرت مولانا نور احمد امرتسری نور اللہ مرقدہ کے دل میں یہ داعیہ پیدا کیا کہ وہ اس سرچشمہ حیات پر اپنی توجہ اور کوشش صرف کر کے تصحیح اور تخریص کے بعد ایک آئینہ صورت میں ان کو شائع کرائیں چنانچہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر کا ایک حصہ خرچ کر کے ”مکتوبات“ کو نہایت قابلِ قبول صورت میں پیش کیا اور ان کو ان کی معنوی حیثیت کے مطابق ظاہری زینت بخشی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی اس خدمتِ جلیلہ کو بنظرِ استحسان دیکھا گیا۔ اکابرِ صوفیا اور اہل علم حضرات میں سے جس نے ان مکتوبات اور ان کے قیمتی حواشی سے فائدہ اٹھایا وہ مولانا مرحوم کے حق میں دعا گو ہوا۔ حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے استادِ محترم کے ساتھ حضرت مولف کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور انہیں صاحبِ کشف بزرگ پایا۔ یہی مجموعہ انہیں ان کے استادِ محترم مولانا محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے مطالعہ کے لئے عطا فرمایا۔ یہ تعارف انہوں نے ۱۳۸۴ھ میں لکھا جب یہ مجموعہ تقریباً بیس سال سے نایاب ہو چکا تھا اور حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا محمد سلیمان فاروقی نقشبندی اس کی دوبارہ طباعت کا اہتمام کر رہے تھے۔

سرگزشتِ مکتوبات

جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری "مکتوباتِ مجددیہ" کے اس مجموعے پر بصیرت افروز تبصرہ المعروف "سرگزشتِ مکتوبات" میں لکھتے ہیں کہ اس مجموعے کے کئی ایڈیشن تھوڑے ہی عرصے میں نکل گئے۔ حضرت مولف کی فصیح و تہیہ سے مزین یہ مکتوبات اس قدر مقبول ہوئے کہ 'ناشد'، 'یارقد'، 'سرقند' اور افغانستان میں فروخت ہوئے کچھ نسخے مصر کے اہل علم نے منگوائے اور مستشرقین یورپ نے بھی حاصل کئے غرض یہ کہ ہر طبقہ اور اکثر ممالک کے اہل علم نے مولانا مرحوم کی اس خدمت کو سراہا اور متفقہ طور پر سب نے تسلیم کیا کہ مکتوبات شریف کا صحیح ترین ایڈیشن یہی ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ "علی پور سیداں شریف" نے مولانا مرحوم کے علم و تقویٰ کی تعریف فرمائی۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگانِ نقشبندیہ کی اور بھی کئی کتابوں کے تراجم اور حواشی لکھے جن کی تفصیل اس مجموعے کی ابتدا میں درج ہے۔ آپ کا وصال ۱۳۳۸ھ میں ہوا۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

ہم نے مکتوباتِ مجددیہ کے ذریعہ نظر مجموعے کے بارے میں یہ تفصیل اس لئے پیش کی کہ معترض صاحب نے اپنی کتاب میں مکتوبات کے بارے میں خود ساختہ خدشات متعارض، ناخ و منسوخ اور دوسرے غیر ضروری مباحث و عنوانات قائم کئے اور اس حد تک پہنچ گئے کہ بعض مکتوبات کو ایک دوسرے سے متعارض قرار دیتے ہوئے کتاب کے ص ۵۰ پر لکھتے ہیں اگر مکتوب آخری کو پہلے دو مکتوبوں کا معارض تسلیم کر لیا جائے تو مکتوب آخری ناخ نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خود ناقابلِ قبول ہو گا اس لئے کہ یہ محض کشف پر مبنی ہے جبکہ پہلے دو مکتوب محسوس دلائل شرعیہ آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ و شواہد و اعمیہ خارجیہ سے مبرہن اور مستند ہیں۔ کتاب کے ص ۵۱ پر لکھتے ہیں لہذا مذہبِ مہذب اہل سنت سے متصادم ہونے کی بنا

پر بایں مضمون اس مکتوب اور اس کی امثال کو جعلی اور الحاقی قرار دے کر مسترد کیا جائے گا۔ نیز یہ مکتوب بایں مضمون مذہبِ روافض کے عین مطابق اور اس کا مستند ہے۔ کتاب کے ص ۲۰ پر لکھتے ہیں۔ جن جن نکات میں یہ مکتوب آپ کے سابقہ مکتوبات اور قرآن و سنت و اجماع امت سے متعارض ہو گا انہیں مسترد کر دیا جائے گا۔ جمہور اولیائے کرام کے کشف بھی اس کے مطابق و موافق نہیں اس کے خلاف ہیں لہذا جمہور اولیاء کے مقابلے میں انفرادی کشف ناقابلِ قبول ہو گا۔

معترض کے اضطراب اور بے چینی کی اصل وجہ

آپ نے دیکھا کہ معترض صاحب نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے ساتھ کیا سلوک کیا اگر انہوں نے یہی کرنا تھا جو کر دکھایا تو پھر طویل عبارتیں نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کا مکتوبات شریف کے بارے میں جو موقف ہے ہمارے خیال میں اس کا صرف اور صرف خلاصہ یہ ہے کہ مکتوبات شریف کی وہ عبارات جو ائمہ اہل بیت کی مرکزی حیثیت اور حضورِ نبوت پاک ﷺ کی خصوصی شانِ قلبیت و غوثیت کبریٰ اور جمیع اولیائے کرام کے آپ سے مستفیض ہونے پر واضح دلالت کرتی ہیں ان کو معترض صاحب کسی صورت میں تسلیم کرنے پر تیار نہیں باقی سارے مکتوبات سر آنکھوں پر۔ انہوں نے مکتوبات کے بارے میں تجزیہ، تبصرہ، اظہارِ رائے، قطع و برید اور تحریف و تبدیل کے جو قواعد و ضوابط استعمال کئے ہیں ان کی بنیادی وجہ غرض و غایت صرف اور صرف یہی ہے۔ اسی بنا پر وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اظہارِ ناراضگی کرتے ہیں، ان کے کشف کو جمہور اولیائے کرام کے کشف سے معارض لکھتے ہیں، ان کے مکتوبات کے واضح اور ظاہر مضمون و مطلب کو قرآن و حدیث اور اجماع امت کے مخالف قرار دیتے ہیں اور ان کی عبارات کے لئے ناقابلِ قبول اور مسترد جیسے بے باکانہ اور گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔

یہ ہیں معترض صاحب کے وہ تحقیقی کارنامے جن سے بزرگانِ نقشبندیہ

مشائخ سلسلہ عالیہ مجددیہ نقشبندیہ علمائے کاملین جامعین مکتوبات شریف، خصوصاً حضرت مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ان کے شیخ طریقت حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ان کے صاحب سجادہ حضرت ابوالحسن زید فاروقی ان مکتوبات کے تعارف نگار، تبصرہ نگار، ان کی عبارات کو اپنی کتابوں میں سینکڑوں سالوں سے لگاتار نقل کرنے والے علماء و مشائخ اور دنیائے اسلام میں معروف و مروج اس سلسلہ کے لاکھوں متعلقین و عقیدت مند بے خبر اور غافل تھے، ان حضرات کو معرض کا ممنون احسان ہونا چاہئے کہ انہوں نے مکتوبات مجددیہ کے افادات و تحقیقات کو جدید خطوط پر استوار کیا ہے اور ان کے مطالبے کے بغیر از خود رضا کارانہ طور پر یہ خدمت سرانجام دی ہے۔ بقول حالی

ع: ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں
معرض کی علمی خیانت ملاحظہ فرمائیں

معرض صاحب نے اپنی کتاب کے ص ۱۶۱ پر اپنی تحقیق کو خاتم المفسرین صاحب ”روح المعانی“ علامہ شہاب الدین الوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید سے مزین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علامہ الوسی ”حضرت مجدد کے مکتوب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ وہنا ممالا سبیل الی معرفتہ والوقوف علی حقیقۃ الالہ کشف والی لہ۔

اور یہ بات ایسی ہے جس کی معرفت اور حقیقت پر واقفیت کے لئے کشف کے بغیر کوئی راستہ نہیں اور مجھے کشف کہاں سے حاصل ہو۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ معرض نے صاحب روح المعانی کی عبارت میں کوئی خیانت نہیں کی۔ اس سے پہلے کوئی حوالہ آپ نے ایسا دیکھا ہے جس میں انہوں نے خیانت سے کام نہ لیا ہو وہی کام یہاں کر دکھایا ہے اور عبارت کی اس درج کردہ سطر سے پہلے پانچ سطروں پر مشتمل پورا پیرا گراف کاٹ ڈالا۔ علمی خیانت دیکھیں، دیدہ دلیری دیکھیں اور نقل عبارت میں انصاف و دیانت کا اندازہ لگائیں۔

یہ ساری کارستانی کس لئے ہوئی تھیں اس لئے کہ صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ نے حذف کردہ عبارت میں معرض کے موقف کو باطل قرار دیا تھا۔ آئیے ہم وہ عبارت نقل کرتے ہیں۔

ورایت فی مکتوبات الامام الفاروقی الربانی مجدد الاف الشافی قدس سرہ ما حاصلہ ان القطبیۃ لم تکن علی سبیل الاصالۃ الا لائمۃ اہل البیت المشہورین ثم انھا صارت بعدہم لغيرہم علی سبیل النیابۃ عنہم حتی اُنہت النبوة الی السید الشیخ عبدالقادر الاحیاتی قدس سرہ النورانی فقال مرتبۃ القطبیۃ علی سبیل الاصالۃ فلما عرج بروحہ القدسیۃ الی اعلیٰ علیہن نال من نال جمیعہ تلک المرتبۃ علی سبیل النیابۃ عنہما جاء المہدی بنالہا اصالۃ کما نالہا غیرہ من الائمۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (ملاحظہ ہو روح المعانی جلد نمبر ۳۳ پارہ نمبر ۲۲ ص ۱۹، مکتبہ امدادیہ ملتان)

میں نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات میں دیکھا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقام قطبیت بالا صالت حضرات ائمہ اہل بیت مشہور و معروف کے سوا کسی کو حاصل نہ ہوا۔ ان حضرات کے علاوہ لوگوں کو ان کی نیابت کے طور پر یہ مقام حاصل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی باری آئی تو آپ نے مرتبہ قطبیت ائمہ اہل بیت کی طرح بالا صالت مستقل طور پر پایا جب آپ اس جہاں سے تشریف لے گئے تو پھر جس نے مرتبہ قطبیت حاصل کیا آنجناب کی نیابت کے طور پر حاصل کیا پھر جب امام مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اس مرتبہ قطبیت کو بالا صالت حاصل کریں گے جس طرح کہ باقی ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم نے بالا صالت پایا تھا۔ پھر صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ یہ وہ بات ہے جس کی معرفت اور حقیقت سے واقفیت کشف کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور میں کشف سے مشرف نہیں ہوں۔

معترض صاحب نے آخری فقرہ لکھ کر شدید علمی خیانت کا ارتکاب کیا کہ ماثل والے سارے مضمون کو حذف کر ڈالا کیونکہ اگر وہ سابقہ عبارت لکھتے تو پھر ان کا بے بنیاد فاسد موقف 'خود ساختہ نقطہ نظر' ساری تحریفی کارروائی اور قطع و برید پر مشتمل منصوبہ بندی کا پردہ چاک ہو جاتا مگر وہ بھولے بھالے ہیں کہ اتنی واضح قطع و برید سے فریب دینے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔

جناب! روح المعانی حاضر ہے عبارت موجود ہے، دعوت عام ہے، تشریف لائیں اور اپنے معقدین کو بھی ساتھ لائیں تا کہ ہم جناب کی تسلی کرا دیں لوگوں کو بتاویں اور زمانے کو دکھادیں کہ اس قسم کے محقق العصر بھی دنیا میں رہتے ہیں جن کی تحقیق سے ایسے موتی اور جواہر منظر عام پر آرہے ہیں۔ سنتے تھے 'مسلمان بنی اسرائیل' تحریف کے ماہر تھے مگر وہ بھی معترض صاحب کے مقابلے میں طفل کتب نظر آئیں گے۔

حضرت سروردی کا کلام حضرت مجدد کی نظر میں

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۳۱ میں لکھتے ہیں: صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول قدی حدی علی رقبۃ کل ولی اللہ را کہ از حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ صادر شدہ است بریقہ سکر محمول داشتہ است مراوش قصور اس قول نیست کما توہم کہ آں عین محدث اوست۔

صاحب عوارف نے اس ارشاد کو بقیہ سکر پر محمول کیا ہے تو اس سے اس ارشاد میں کوئی قصور واقع نہیں ہوتا جس طرح کہ وہم کیا جاتا ہے بلکہ یہ بات عین تعریف و مدح ہے۔

اس کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

صاحب عوارف کہ از کل ارباب صواست در کتاب او چنداں معارف سکر یہ است کہ چہ شرح آں دہد و اس فقیر در درتے بعضے معارف سکر یہ اور اقدس سرہ

جمع کردہ است۔ صاحب عوارف جو کالمین ارباب سحر میں سے ہیں ان کی کتاب عوارف میں اس قدر سکر پر مبنی 'معارف' و اسرار ہیں کہ ان کی کیا شرح کی جائے اس فقیر نے ایک ورق میں ان کے بعض سکر پر مبنی معارف کو جمع کیا ہے۔

اب فرمائیے معترض صاحب! حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے معارف سکر کا حامل قرار دیا اور ان کی کتاب میں جس کے چند مبہم کلمات سے آپ ارشاد غویہ کے سکر میں صادر ہونے پر مصر ہیں جب بہت سی سکر آمیز عبارات و معارف موجود ہیں تو پھر ان عبارات سکر پر سے اثبات سکر پر استدلال کی کیا وقعت باقی رہ جاتی ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے کلمات سکر کی وضاحت نہیں فرمائی کہ عوارف کے یہ کلمات سکر پر مبنی ہیں اور یہ نہیں ہیں لہذا تمام کتاب کی عبارات میں سکر کا احتمال پیدا ہو گیا اور آپ جانتے ہیں کہ "اذا جاء للاختلال بطل الاستدلال" جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

حضرات چشتیہ کی مستند کتاب سے ہمارے موقف کی تائید

جس طرح ہم نے عرض کیا ہے کہ عوارف کے ان کلمات سے جن کے متعلق احتمال ہے کہ سکر میں صادر ہوئے ہوں، حضرت غوث اعظم علیہ السلام کے ارشاد گرامی کو سکر پر محمول کرنا درست نہیں دیکھیں بھی اکابر علماء اور مشائخ کی مستند کتابوں سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ نے مامور ہو کر اعلان کیا۔ ان تمام اکابر مشائخ کے اقوال کے مقابلے میں جن میں حضرات مشائخ چشت بھی شامل ہیں، عوارف کی یہ عبارت کس طرح قبول کی جاسکتی ہے۔ آخر روایات میں ترجیح کا عمل رواد کی ثقاہت، کثرت اور قند او سے ثابت ہوتا ہے۔ پس وہ اولیائے کالمین جو حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ سے علم و فضل اور عمر کے لحاظ سے مقدم ہیں بلکہ ان کے مشائخ ہیں، ان سب کی روایات کو نظر انداز کر کے "عوارف" کی عبارت کو کس طرح ترجیح دی جاسکتی ہے۔

ہمارے اس نقطہ نظر کی تائید سلسلہ چشتیہ کے ایک بزرگ اور عالم دین حضرت سید محمد علی چشتی سلیمانی خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور "القول المستحسن شرح فخر الحسن" کے مؤلف مولانا احسن الزمان چشتی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی اس وضاحت سے ہوتی ہے جو انہوں نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بالاتفاق بامرائی ہونے کی بحث میں فرمائی۔ لکھتے ہیں کہ صاحب عوارف کا یہ قول کہ بعض بزرگوں سے ایسے کلمات صادر ہوئے جو عجب اور خود پسندی کی طرف مشعر ہیں

كقول بعضهم قلمي على رقاب جميع الاولياء التي آخر ما هنا المخالف لما اجمع عليه العرفاء فان الظن الحسن ان هذه الجملة من مدحقات بعض الجهلة لرواية الشيخ نفسه عن شيخ شيخه ما يخالفه (القول المستحسن شرح فخر الحسن ص ۳۴۲)

جس طرح کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہے آخر مضمون تک عارفین کا ملین کے اجماع کے مخالف ہے۔ اس بارے میں حسن ظن یہ ہے کہ یہ عبارت الحاقی ہے اور ان لوگوں نے درج کی ہے جو حضرت سروردی کی بذات خود روایت سے جا مل ہیں جو انہوں نے اپنے شیخ کے شیخ سے کی ہے۔

علامہ احسن الزمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر وہ مستند روایت درج کی جو حضرت حماد عباس رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے اور جسے حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت حماد عباس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ مامور من اللہ ہو کر یہ اعلان فرمائیں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تائید ہمارے نقطہ نظر کی تصدیق سلسلہ چشتیہ کے محقق بزرگ مولانا احسن

الزمان چشتی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انہوں نے ایک رسالے کی صورت میں پیش کیا، حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف کی اس عبارت پر تنقید کرتے ہوئے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے "تبیح العارف بما وقع فی العوارف" اس رسالے میں حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ یہ عبارت محض عقلی نقطہ نظر کے معیار پر ہے اور جس شخصیت کے بارے میں صادر ہوئی ہے اس کے حال اور کیفیت سے بے خبری پر مبنی ہے۔ اس رسالے کا قلمی نسخہ رامپور کے کتب خانہ میں موجود ہے (حیات شیخ عبدالحق از خلیق نظامی ص ۷۶ مکتبہ رحمانیہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو "زبدۃ الاسرار" میں اس ارشاد گرامی کے بامرائی صادر ہونے کی بحث میں بیان کیا ہے (ملاحظہ ہو زبدۃ الاسرار عربی ص ۳۵ مطبوعہ بیٹے انڈیا)

حضرت شیخ کے الفاظ "بما وقع فی العوارف" سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ عبارت مطلقاً میں سے ہے ورنہ حضرت شیخ بما وقع کی بجائے بما نقل یا بما کتب یا بما ذکر فی العوارف تحریر فرماتے۔

مکتوب شیخ محقق بجانب شیخ مجدد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نام چونتیس (۳۳) صفحات پر مشتمل طویل مکتوب میں "عوارف" کی اس عبارت کے بارے لکھتے ہیں

قول دسے دریں باب مخالف اقوال کبار مشائخ آنوقت شیخ ابودین مغربی و شیخ ابوالنجیب سروردی کہ یہ شیخ شہاب الدین سروردی است واقع شدہ و دیگر مشائخ عظام کہ عدایشاں موجب اخطاب است۔

اس بارے میں عوارف کی عبارت اس وقت کے مشائخ کبار مثلاً شیخ ابودین مغربی اور شیخ ابوالنجیب سروردی جو کہ صاحب عوارف کے شیخ ہیں اور دوسرے مشائخ

عظام کے اقوال کے مخالف ہے جن کا شمار موجب تفصیل ہے۔

(مکتوب شیخ بنام حضرت مجدد "حیات شیخ عبدالحق" از خلیف نظامی ص ۳۷)
صحو و سکر کے بارے میں شیخ محقق کی فنی و اصطلاحی بحث

فرمان غوفیہ کے صحو و تمکین میں صدور پر کلام کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی فنی اور اصطلاحی بحث کے انداز میں لکھتے ہیں و تفضیلہ رضی اللہ عنہ نفسہ علی غیرہ بدل علی اذہ فی مقام الصحو فان اهل السکر فی مقام مشاہدۃ احدیۃ الذات غائبین عن انفسہم فکیف الغیر و کلماتہم فی ذلک مثل سبحانی ما اعظم شأنی و لیس فی الدارین غیری و لیس فی جہنمی سوئی اللہ و لنا الحق (زبدۃ الاسرار ص ۳۳)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسروں پر اپنی فضیلت کا اظہار اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے مقام صحو میں یہ اعلان فرمایا اس لئے کہ اہل سکر احدیت ذات کے مشاہدے میں ہونے کی بناء پر اپنی ذات سے غائب ہوتے ہیں وہ اپنی ذوات اور نفوس کو نہیں دیکھ رہے ہوتے پھر غیر کا دیکھنا کس طرح ہو سکتا ہے۔ اہل سکر کے کلمات اس طرح ہوتے ہیں جیسے حضرت ابو یزید اہلبطائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے سبحانی ما اعظم شأنی یا حضرت حسین بن منصور حلاج کا قول ہے انا الحق وغیرہ

شیخ محقق کے کلام کی وضاحت

شیخ محقق نے تصوف کی اصطلاح کے حوالے سے وضاحت فرمادی کہ اولیائے کرام حالت سکر میں چونکہ اپنے نفوس و ذوات سے غائب ہوتے ہیں اور احدیت ذات کے مشاہدے میں ہوا کرتے ہیں اس لئے ان سے دوسروں پر اپنی فضیلت کا اظہار ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہ بات سکر کے منافی ہے جب اس حال میں وہ اپنے نفوس سے غائب ہوتے ہیں تو پھر انہیں غیر سے کیا سروکار کہ وہ دوسروں پر

اپنی فضیلت کا اظہار کریں۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے توحیدی حذہ علی رقبۃ کل دلی اللہ فرما کر اولیائے کرام پر اپنی برتری اور فوقیت کا اظہار فرمایا ہے اور یہ بات سکر میں ہرگز متصور نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء و مشائخ نے آپ کے اس فرمان کو پامراہی عالم صحو و تمکین میں صادر قرار دیا۔ ہاں حضرت ابو یزید اہلبطائی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت منصور حلاج کے کلمات حالت سکر میں صادر ہوئے یہی وجہ ہے کہ حضرت اہلبطائی عالم صحو میں سبحانی ما اعظم شأنی سے رجوع فرمایا کرتے تھے اور حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ سے سکر کی حالت میں سرزد کلمات کو علماء و مشائخ وقت نے قبول نہ کیا۔

چوں ہمائے نیمخودی پرواز کرد

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں بیان کیا ہے کہ

جب حضرت ابو یزید اہلبطائی رحمۃ اللہ علیہ صحو کے عالم میں ہوتے تو فرمایا کرتے

حق منزو از تن و من باہم
چوں چمن گویم بیاید شکستم

اللہ تعالیٰ تو جسم سے پاک ہے جبکہ میں جسم والا ہوں جب میں سبحانی ما اعظم شأنی کہوں تو مجھے مار ڈالتا چاہئے

چوں ہمائے نیمخودی پرواز کرد

آں خن را بایزید آغاز کرد

پھر جب سکو نیمخودی کی فضا میں چو پرواز ہوتے تو دبی نعرۂ مستانہ لگاتے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ "کشف المحجوب" میں حضرت

ابو یزید اہلبطائی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ طریق او غلبہ و سکر بود آنا تکہ

سکر را بر صحو فضل نهند آن ابو یزید است رضی اللہ عنہ (کشف المحجوب بحث صحو

سکر ص ۱۲۳ مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور)

حضرت ابو یزید اہلبطائی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ غلبہ حال اور سکر تھا اور آپ صحو پر سکر

کی ترجیح کے قائل تھے

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو یزید
ابسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ حق سے ارشادِ خلق اور دعوت الی اللہ کا حکم ہوا تو
حضرت حق سے پسلا قدم اٹھاتے ہوئے بے ہوش ہو گئے بارگاہ حق سے ارشاد ہوا۔
روای علی حبیبی فلا صبر لہ عنی۔ (فتوحات مکیہ جلد چہارم ص ۱۸۵)

ہمارے محبوب کو ہماری طرف لوٹاؤ وہ ہماری جدائی پر صبر نہیں کر سکتے۔

سکر کا مضموم معترض کے الفاظ میں

معترض صاحب نے اپنی کتاب کے ص ۱۹ پر سکر کی یہ تعریف کی ہے (وارد
قوی کے بسبب اپنے آپ سے غائب ہو جانا) اگر معترض صاحب سکر کی تعریف
کرتے ہوئے سکر کی حالت میں نہیں تھے تو پھر انہیں اپنے بیان کردہ مضموم سکر کو
ملاحظہ رکھنا چاہئے کہ جب سکر کی حالت میں عارف اپنے آپ سے بھی غائب ہوتا
ہے تو پھر وہ دوسروں پر اپنی فضیلت کا اظہار کس طرح کر سکتا ہے۔ معترض صاحب
کے نقل کردہ ضابطے کے مطابق سکر کی حالت میں مثنیٰ بر فضیلت اقوال کا صدور
ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اکابر علماء و مشائخ کے اقوال و عبارات کو تو معترض صاحب
تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں مگر اپنے ضابطے کے مطابق اصولی طور پر وہ اس بات کے
پابند ہیں۔

فرمانِ غوثیہ تحدیثِ نعمت ہے

حضرت شیخ محقق دہلوی آگے چل کر لکھتے ہیں

بل هو مثل قوله عليه السلام اناسيد ولد آدم وقوله آدم ومن دونه
نحت لو اني امتثالاً لقوله تعالى واما بنعمه ربك فحدث

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات
کی ذیل میں آتا ہے جو آپ نے امر خداوندی سے بطور تحدیثِ نعمت فرمائے کہ میں
اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور حضرت آدم اور دوسرے انبیائے کرام علیہم

السلام قیامت کے دن میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کے ایمان افروز تاثرات

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بزرگ حضرت شیخ خلیفہ بن
موسیٰ نرملی رحمۃ اللہ علیہ نے جنہیں خواب میں کثرت سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت ہوتی تھی ایک مرتبہ بارگاہِ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ شیخ
عبد القادر نے فرمایا ہے ”قدی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ“ تو حضور علیہ السلام نے
فرمایا صدق الشیخ عبد القادر کیف لا وهو القطب و انار عاہ
شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور وہ کیوں سچ نہ کہیں کہ خود قطب ہیں اور میں ان کا
نگہبان ہوں۔

بہجۃ الاسرار کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فاضل بریلوی
لکھتے ہیں۔ خلاف بات زبان سے دو طرح صادر ہوتی ہے یا تو آدمی دانستہ غلط کے
اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں رد فرمایا کہ هو القطب کہ وہ قطب ہیں
بلکہ وہی قطب ہیں کہ ان کے آگے دوسروں کو دعویٰ قطبیت نازیبا ہے۔ و ذالک
علنی ان التعریف للخصیص (یہ مضموم اس لئے کہ تعریف بے شک
تخصیص کے لئے ہوتی ہے) اور قطب کی شان غلط گوئی نہیں نہ کہ سید الاقطاب
رضی اللہ عنہم یا یوں کہ نادانستہ صادر ہو خواہ بوجہ بے خبری یا بسبب بیخودی اس کو
حضور علیہ السلام نے یوں دفع فرمایا کہ ”انا ارعاه“ میں ان کا نگہبان ہوں کہ محمدی
قوتوں سے ان کے قلب کو برجا و سالم اور زبان و جنان (قلب) کو روش انبیاء پر قائم
و دائم رکھتا ہوں پھر کیونکر محض ہو کہ ہمارا فرزند خلاف واقعہ کئے یا اہل سکر و
ہٹائے سکر کی طرح دعویٰ کرے الحمد للہ اس کی قدرے تفصیل فقیر کے رسالے
”محیر معظم شرح قصیدہ مدحہ اکسیر اعظم“ میں ہے۔

(الزمزمۃ القمریۃ فی الذب عن النخبة ص ۲۸ مطبوعہ بریلی شریف)

حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت

معترض صاحب نے چونکہ اپنی غلط بیانی کو مشائخِ چشت کی ترجمانی کا نام دے کر فرمانِ غویہ کو سکرو مستی میں صادر قرار دینے کی مذموم کوشش کی ہے اس لئے ہم سلسلہ چشتیہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت مولانا خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی المتوفی ۵۰۵ھ کے حوالے سے مزید وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ فرمانِ غویہ کا صدور صحو و حکمین کے عالم میں ہوا ہے۔ آپ ایک قلمی رسالے میں بعض اصحابِ سکر مشائخِ کبار کے کلماتِ سکر، سبحانی، ما اعظم شانی وغیرہ نقل کرنے کے بعد اربابِ صحو و حکمین مشائخِ عظام، خاص طور پر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فاما اقطاب کہ تابعان انبیاء اندوالی صحو اند چنان سخی در زوال لذات خود کردہ اند کہ قدم ایشان از شرع شریف ہرگز لغزش نخوردہ علی الخصوص سلطان المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ فرمودہ اند قدمی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ بہر حال وہ اقطاب جو انبیائے کرام علیہم السلام کا کامل اتباع کرتے ہیں اور اربابِ صحو و حکمین ہیں، انہوں نے خواہشاتِ نفس کے زائل کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کی ہے کہ ان کے قدم نے شریعتِ مطہرہ سے ہرگز لغزش نہیں کھائی خاص طور پر سلطان المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا فرمان ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ مشائخِ چشت حضورِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی شانِ صحو و حکمین کا اعتراف کرتے ہوئے معترض کے موقف کو باطل قرار دیتے ہیں۔ (قلمی رسالہ فارسی بحوالہ عباد الرحمن سوانح حیات خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی جلد اول ص ۳۳)

اربابِ صحو و حکمین کی اصحابِ سکر و غلبہ پر فضیلت

جلیل القدر اکابر مشائخ کے نزدیک اربابِ صحو و حکمین کو اصحابِ سکر پر فضیلت حاصل ہے۔ حضرت محقق دہلوی لکھتے ہیں۔ وبتفاق المشائخ المحققین اہل الصحو مفضلون علی ارباب السکر۔

(زبدۃ الاسرار ص ۳۳)

مشائخِ محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اربابِ صحو، اصحابِ سکر پر فضیلت رکھتے ہیں۔ تعجب ہے کہ معترض صاحب نے اصحابِ سکر کو اربابِ صحو پر فضیلت دی ہے۔ چنانچہ ان کی کتاب کے ص ۳۲ پر حضرت ابو یزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر فضیلت بیان کی گئی ہے حالانکہ حضرت ابو یزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ اصحابِ سکر کے پیشوا ہیں۔

معترض صاحب! حضراتِ مشائخِ چشت کے بارے میں اپنی کتاب کے ص ۲۹ پر لکھتے ہیں (مشائخِ چشت اہل بہشت کامل ترین اصحابِ صحو تھے) جب کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ آپ نے ساری زندگی سکر میں گزار دی۔ یہ معترض کے تعصب و عناد کی من گھڑت کہانی اور معاندانہ ذہن کا اختراعی فلسفہ ہے ورنہ علماء و مشائخ میں سے آج تک کسی نے بھی اصحابِ سکر میں آپ کا ذکر خیر نہیں کیا۔ اسلامی مکاتبِ فکر کے تمام علمائے اعلام اور مشائخِ عظام نے عظیم الشان دینی خدمات اور احیائے سنت کے بلند مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کو محی الدین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ آپ کی پوری زندگی دعوتِ الی اللہ، ارشاد و تلقین، اصلاح و تربیت، ترویجِ شریعت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا نمونہ کامل ہے۔

علامہ ابن جوزی کا اعتراف

مشہور نقاد محدث، مؤرخ، صاحبِ تصانیف کثیرہ علامہ عبدالرحمن ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ عالمِ اسلام کی معروف علمی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ

جارجان تنقید اور متعصبانہ تشدید کے لحاظ سے بھی ایک خاص مقام رکھتے ہیں جس پر ان کی کتابیں ”تلمیس التلمیس“ اور الموضوعات شاہد ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ان کی تشدید و تنقید کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وقد اکثر جامع الموضوعات فی نحو مجلدین یعنی ابوالفرج ابن الجوزی فذكر فی كتابه كثير امالا دليل له على وضعه

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی جلد اول ص ۲۷۸ مطبوعہ مدینہ منورہ)

ابن جوزی نے اپنی کتاب ”الموضوعات“ میں بہت سی ایسی احادیث درج کی ہیں جن کی وضع پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظم میں صحاح ستہ اور دوسری معتبر کتب حدیث کی ان احادیث کی تعداد بیان کی ہے جن کو ابن جوزی نے بلا دلیل موضوعات میں شمار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تدریب الراوی جلد اول ص ۲۸۱)

علامہ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں

وقد صنف الشيخ ابو الفرج بن الجوزي كتابا حافلا في الموضوعات غير انه اخل فيه باليس منه وخرج عنه ما ينزله ذكره فسقط عليه ولم يهتم اليه (الباعث الخيش في اختصار علوم الحديث ص ۳۳ دار الفکر بیروت)

شیخ ابن جوزی نے احادیث موضوعہ پر ایک جامع کتاب لکھی ہے مگر انہوں نے اس میں وہ احادیث داخل کر دیں جو موضوع نہیں تھیں اور وہ احادیث موضوعہ ان سے نکل گئیں جن کا ذکر ضروری تھا پس وہ ان پر مطلع تو ہوئے مگر ان کی طرف صحیح راستہ نہ پاسکے۔

شیخ ابن جوزی کی تشدید کے بارے میں ہم نے صرف دو مشہور علمائے اعلام کے اقوال نقل کئے ہیں ان کی شدت اور تنقید کے بارے میں مزید تاثرات علامہ شمس الدین ذہبی کی میزان الاعتدال، ابن اثیر جزیری کی تاریخ الکامل، امام

عبد اللہ الیافعی کی مرآۃ البیان، امام ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ”المنشعۃ للمعانی“ اور بعض مشائخ عظام کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ محدث اور مؤرخ ابن جوزی، حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ کے دور میں ہوئے ہیں، ابتدا میں آپ کے فضائل و برکات سے کنارہ کش رہے اور تنقید کرتے رہے مگر آخر کار بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوئے، حقائق و معارف ستر محفوظ ہوئے اور آپ کے کمالات کا اعتراف کیا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: بهجة الاسرار ص ۸۸ قلائد الجواہر ص ۳۸ اشعة اللامعات جلد اول ص ۲۳ القول المستحسن ص ۳۹)

علامہ ابن جوزی اپنی مشہور کتاب ”المنتظم فی تاریخ الامم“ میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر پوری زندگی دعوت و ارشاد، اصلاح خلق، تدریس و تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں گزار کر حدودِ تمکین کے مقام پر فائز رہے۔ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں

تکلم على الناس بلسان الوعظ وظهر له صيت بالزهد وكان له سمع وصمت فضاقت مدرسته بالناس فكان يجلس عند سور بغداد مستندا الى الرباط و ينوب عنه خلق كثير فعمرت المدرسة ووسعت و تعصب في ذلك العوام و اقام في مدرسته يدرس ويعظ الى ان توفي (المنتظم فی تاریخ الامم جلد ۱۸ ص ۱۷۳ مطبوعہ بیروت)

حضرت شیخ عبد القادر نے لوگوں کو خطاب کیا اور زہد و عبادت میں مشہور ہوئے آپ حسن سیرت اور وقار کے مالک تھے۔ لوگوں کی کثرت سے آپ کا درس ٹھک ہو گیا۔ چنانچہ آپ فیصلہ بغداد کے پاس رباط کی طرف پشت کر کے وعظ کے لئے تشریف رکھتے اور آپ کی خدمت میں خلق کثیر گناہوں سے توبہ کرتی پھر آپ کا درس دوبارہ بنایا گیا اور اس میں توسیع کی گئی اور وہاں عوام الناس کا ہجوم ہوا۔ آپ

فتوح الغیب کے اقتباسات کی تشریح میں شیخ ابن تیمیہ کے درج ذیل جملوں سے عظمت و جلالت غوغیہ کا اعتراف نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔

والشیخ عبدالقادر ونحوہ من اعظم مشائخ زمانہم امر بالنظام الشرع، فامر الشیخ عبدالقادر وشیخہ حماد الدباس وغيرہما من المشائخ اهل الاستقامه مرضی اللہ عنہم، واما المستقیمون من السالکین مثل الشیخ عبدالقادر، وکلام الشیخ عبدالقادر قدس اللہ روحہ کثیراً ما یقع فی هذا المقام فانه یا مریئاً یرہد فی ارادة النفس وھو اھو کلام الشیخ قدس اللہ روحہ بدور علی هذا القطب وھو ان یفعل المأمور و یت ترک المحظور، قال الشیخ ابو محمد عبدالقادر الجیلانی فی کتاب فتوح الغیب، لا یدل کل مو من فی سائر احوالہ من ثلاثة اشياء امر یمثلہ ونبی یمثلہ وقلر یرضی بہ (شرح کلمات الشیخ عبدالقادر الجیلانی مکتبۃ المشتی بغداد)

مذکورہ بالا جملوں میں شیخ ابن تیمیہ نے اتباع شریعت، استقامت اور احکام شریعت کی پابندی اور نشر و اشاعت کے لحاظ سے حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کو مشائخ طریقت میں امتیازی شان کا حامل تسلیم کیا اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور التزام شریعت کے بارے میں خصوصی خراج تحسین پیش کر کے آپ کے مقام و حوہ و حکم کا اعتراف کیا۔

کامل ترین اصحاب صحو کے پیشوا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی اتباع شریعت، احیائے سنت اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں گزار دی، وصال سے کوئی پچاس دن پہلے فقہ حنبلی کے مایہ ناز فقیہ اور محدث "المفتی" کے مصنف شیخ موفق الدین ابن قدامہ الحنبلی اور الحافظ الحدیث عبدالغنی المقدسی کو درس فقہ و حدیث سے مشرف کیا (البدایہ والنہایہ علامہ ابن کثیر جلد نمبر ۷ حصہ نمبر ۱۳ ص ۴۲)

اسی مدرسے میں مسند و عقد و تدریس پر فائز رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ ابن جوزی اور مقالات غوغیہ

علامہ عبدالرحمن ابن جوزی نے کمالات غوغیہ کے اعتراف کا عملی ثبوت دیتے ہوئے "دور الجواہر من کلام الشیخ عبدالقادر" کے نام سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ بھی ترتیب دیا ہے۔ شیخ محمد بن یحییٰ الزانی الحنبلی المتوفی ۹۶۳ھ نے قلائد الجواہر میں اور الشیخ یونس بن ابراہیم السمرائی نے اپنے مقالہ "الشیخ عبدالقادر" میں اس مجموعے کا تذکرہ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو قلائد الجواہر ص ۲۱، الشیخ عبدالقادر جیلانی (حیات و آثار) ص ۷۷ مطبع

الامام بغداد)

شیخ ابن تیمیہ کا خراج تحسین

ابو العباس شیخ ابن تیمیہ کے نام اور کام سے کون واقف نہیں۔ علمائے اعلام نے ان کے مبنی بر تشدد مسلک کی تردید میں کتابیں لکھیں، بزرگان دین کے فضائل و کمالات کے منکرین، معتزضین اور معاندین انہیں اپنا امام اور پیشوا یقین کرتے ہیں۔ تمام ترتیبی صفات اور شدت آمیز خصوصیات کے باوجود شیخ ابن تیمیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی دینی خدمات، اتباع شریعت، احیائے سنت، شان استقامت، دعوت الی اللہ، ارشادِ خلق اور اصلاحی کارناموں کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "منہاج السنۃ النبویہ" میں آپ کو اکابر اصحاب شرع مشائخ کے حوالے سے یاد کیا ہے۔ انہوں نے آپ کی مشہور کتاب فتوح الغیب کے بعض اقتباسات کی شرح لکھی ہے۔ جو "شرح کلمات الشیخ عبدالقادر" کے نام سے طبع ہو چکی ہے اور اب فتاویٰ ابن تیمیہ میں مکمل شائع ہو چکی ہے (ملاحظہ ہو "شرح کلمات الشیخ عبدالقادر" للشیخ ابن تیمیہ الحرانی مکتبۃ المشتی بغداد فتاویٰ شیخ ابن تیمیہ جلد نمبر ۱۰ از ص ۴۴۵ تا ص ۵۳۸ مطبوعہ الحرمین الشریفین)

امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی المتوفی ۶۲۰ھ حدیث پاک کی روایت میں آپ کا ذکر خیر اس طرح کرتے ہیں۔ انجیرنا شیخ الاسلام محیی الدین ابو محمد عبدالقادر الجیلانی ملاحظہ ہو کتاب التواضع ابن قدامہ ص ۵۰ دارالکتب بیروت علامہ ابن کثیر آپ کے بارے میں لکھتے ہیں و انتفع به الناس انتفاعا کثیرا و کان له سمت حسن و صمت غیر الامر بالمعروف و النہی عن المنکر (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۶ حصہ نمبر ۱۳ ص ۲۷۰) آپ کے علوم و معارف سے لوگوں نے بہت فائدہ حاصل کیا۔ آپ حسن سیرت کے ساتھ صاحب وقار و متانت تھے مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے تھے۔

حافظ ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں

حصل له القبول والنام من الناس وانتفعوا به وبكلامه و وعظه وانتصر اهل السنة بظهوره (ذیل طبقات الخلفاء ص ۲۹۱) آپ کو لوگوں کے نزدیک کمال درجے کی مقبولیت حاصل ہوئی لوگوں نے آپ سے اور آپ کے کلام اور چند نصیحت سے فائدہ اٹھایا اور آپ کے جلوہ افروز ہونے سے اہل سنت کے مسلک کو تائید و تقویت پہنچی۔

شیخ محمد عبدہ کے شاگرد شیخ رشید رضا مصری جو بزرگان دین کے بارے میں سخت خیالات کے حامل ہیں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرتے ہوئے دوسرے اکابر مشائخ کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں مگر حضرت شیخ عبدالقادر کے بارے میں اعتراف کمال کر جاتے ہیں، لکھتے ہیں

تامل ماكتبه (الشعرانی) فی ترجمۃ القلیین بسمونہم الاقطاب الاربعۃ فائک لا تجد فیہ لاحد منهم انه کان ینفع الناس بعلوم الشرعیۃ الا الشیخ عبدالقادر الجیلانی۔ (تفسیر النار جلد نمبر ۱ ص ۳۲۱)

مطبوعہ مصر از شیخ رشید رضا مصری

غور کیجئے کہ جن اقطاب اربعہ کے حالات امام شعرانی نے بیان کئے ہیں ان میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی نے بھی لوگوں کو علوم شرعیہ سے نفع نہ پہنچایا۔

اکابر اولیائے کرام کی روایات منقولہ متواترہ اور کتب معتبرہ معتقدہ کے تقریباً نو سو سالہ تسلسل کے ساتھ ساتھ علامہ ابن جوزی، شیخ ابن تیمیہ، علامہ ابن کثیر، حافظ ابن رجب حنبلی اور شیخ محمد عبدہ کے شاگرد مصنف تفسیر النار کے بیانات اس حقیقت کو روز روشن کی طرح نمایاں کر دیتے ہیں کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کامل ترین اصحاب صحو مشائخ کے پیشوا اور مقتدا ہیں۔

عوارف کی عبارت کے الحاقی ہونے کی مزید تائید

حضرت شیخ شباب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا دعا فرمانا، تصرف فرما کر علم کلام کی رغبت سے انہیں بچانا، ان کے حق میں پیش گوئی فرمانا، شیخ سروردی کا حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ اور آپ کی عظمت شان کا بیان کرنا، مجلس اعلان قدم شریف میں شامل ہونا، ان کے شیخ طریقت کا حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے مستفید ہونا اور کمال ادب و احترام کا بارگاہ غوثیہ میں ظاہر کرنا یہ تمام ایسے امور ہیں جن کی صحت پر تمام مشائخ سلاسل اور علمائے کالین کا اتفاق ہے۔ ایسی صورت میں حضرت شیخ سروردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایسی عبارت منسوب کرنا قرین تحقیق و انصاف نہیں اور اس طرح کی عبارت ان سے منسوب کرنے کے لائق بھی نہیں کیونکہ اس طرح کرنا تو عام مسترشدین و مستفیدین کی شان سے بھی بعید سمجھا جاتا ہے اور حضرت شیخ سروردی رحمۃ اللہ علیہ تو آداب طریقت میں امام کی حیثیت سے متعارف ہیں اور ادب، تواضع، مجرور نیاز کے امتحانی بلند مقام پر فائز ہیں۔

بارگاہ غوثیہ سے حضرت شیخ شباب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے

عبد القادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس بایں دولت ممتاز اند و در ایں مقام
شان خاص دارند کہ اولیاء دیگر ازاں خصوصیت لقیل انصب اند ہمیں امتیاز فضل
باعث علو شان ایشان شدہ است فرمودہ اند "قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ" اگرچہ
دیگران راہم فضائل و کرامات بسیار است اما قرب ایشان بہ ایں خصوصیت از ہم
زیادہ تر است در عروج و بہ ایں کیفیت کہ بہ ایشان نمیرسد باصحاب وائمہ اثنا عشر
درس باب مشارک اند "ذاک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
(مکاشفات غیبہ ص ۳۰ مطبوعہ کراچی)

جاننا چاہئے کہ واصلان ذات میں سے جو بزرگ افراد کے لقب سے
مشرف ہوئے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اکابر صحابہ کرام اور اہل بیت کے بارہ امام
اس مقام پر فائز ہیں اور اکابر اولیائے کرام میں سے غوث الثقلین قطب ربانی محی
الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اس دولت سے مشرف ہونے میں ممتاز ہیں
اور اس مقام میں خاص شان رکھتے ہیں کہ دوسرے اولیائے کرام کو اس مقام سے
کم حصہ ملا ہے آپ کا فضیلت پر مبنی یہی امتیاز آپ کے علو مرتبہ کا باعث ہے۔
آپ نے فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے اگرچہ
دوسرے اولیائے کرام کے فضائل و کرامات بہت ہیں مگر آپ کا قرب خاص طور
پر بلندی میں سب سے زیادہ ہے اور کوئی ولی اس کیفیت میں آپ کے مرتبے تک
نہیں پہنچ سکتا۔ آپ اس فضیلت میں صحابہ کرام اور ائمہ اثنا عشر اہل بیت کے
ساتھ شریک ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ
تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

مکاشفات کی عبارت بر منصفانہ تبصرہ

حضور غوث اعظم علیہ السلام کے فرمان پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ
اللہ علیہ نے عظمت و ارشاد غوثیہ کی وضاحت فرمائی اور حضور غوث
پاک علیہ السلام کی کرامت دیکھیں کہ یہ عبارت معترض صاحب کی قطع و برید اور

استفادہ استرشاد اور حصول فیض کے بارے میں معترض صاحب تسلی کرنا چاہیں تو
مندرجہ ذیل کتابیں دیکھ لیں۔ بہجۃ الاسرار ص ۳۲ طبع مصر نشر المحاسن للشیخ
امام الیافعی بھامش جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۳۲۳ قلائد الجواہر ص ۱۳۰
طبع مصر ذیل طبقات الخلد ص ۲۹ طبع مصر زبدۃ الاسرار شیخ محقق دہلوی ص ۲۶
نفحات الانس (مولانا جامی) ص ۳۵۷ جامع العلوم مترجم ملفوظات حضرت مخدوم
جہانیاں جہانگشت جلد اول ص ۳۲۲ جامع کرامات الاولیاء للشیخ النجاشی حصہ دوم
ص ۲۸ طبع بیروت اقتباس الانوار ص ۸۱ سر الاقطاب ص ۱۷۷ مرآۃ العاشقین ص
۱۵۹ تحفۃ الابرار حصہ اول ص ۲۹ القول المستحسن ص ۳۱۵

مشہور شعرو فرمان غوثیہ کی تشریح مجددیہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک علیہ السلام کے
مشہور شعر اور ارشاد "قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ" کی تشریح حضور غوث
پاک علیہ السلام کے حکم سے فرمائی۔ آپ نے بیماری کی حالت میں حضور غوث
الثقلین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ازراہ مہربانی و عنایت اپنی زبان
مبارک حضرت مجدد کے منہ میں ڈال کر فرمایا کہ میرے اس شعر اور اس ارشاد کی
وضاحت کریں آپ کو اس ضعف سے صحت حاصل ہوگی۔
(ملاحظہ ہو "حضرت مجدد الف ثانی" مؤلفہ سید زوار حسین شاہ نقشبندی ص ۲۲۹
مطبوعہ ادارہ مجددیہ کراچی)

عظمت و جلالت غوثیہ کا امتیازی بیان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف "مکاشفات
غیبہ" میں تحریر فرماتے ہیں

باید دانست کہ واصلان ذات ازیں بزرگوار اس کہ بہ افراد مقلب اند نیز اقل قلیل
ائمہ و اکابر صحابہ وائمہ اثنا عشر اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بایں
دولت فائز اند و اکابر اولیاء اللہ قطب و غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ

ترمیم سے محفوظ رہ گئی، انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ جس مفہوم کو وہ مکتوبات کے حوالے سے مشکوک اور محذور بنانے کی کوشش کرتے رہے وہ صحیح و سالم پوری آب و تاب اور عظمت و جلالت کے ساتھ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف مکاشفات غیبیہ میں جلوہ افروز ہے۔ اب معترض کے لئے سیدست اس آفت نامہ گمانی کے نالے کا کوئی انتظام مشکل ہے اور تسلیم و رضا کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہاں یہ متوقع ہے کہ معترض صاحب بیک جنبش قلم فرما سکتے ہیں کہ اس نام کی کوئی کتاب نہیں ہے اور اس پر وہ کسی کی وضاحت طلبی سے کچھ متفکر بھی نہیں ہو سکتے اور نہیں تو فوراً یہ برہان پیش کر دیں گے

رحمۃ مستند ہے میرا فرمایا ہوا

اس تحریر سے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم علیہ السلام کی امتیازی عظمت و جلالت اور اولیائے کرام پر فوقیت و فضیلت کو نمایاں انداز میں بیان فرمایا اور آپ کے ارشاد گرامی کو آپ کی فضیلت اور علو شان کے اظہار کا ترجمان قرار دیا جس سے معترض صاحب کے تمام وسوسے اور اندیشے اپنی موت مر کر منطقی نتیجے پر جا پہنچے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک علیہ السلام کو صحابہ کرام اور ائمہ الی بیت کے خصوصی فضائل و مناقب میں شریک ٹھہرا کر آپ کے عظیم الشان مقام کو اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم سے تعبیر فرمایا۔ معترض صاحب بقیہ سکر کی دلدل میں پھنس گئے اور امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ مقام غوثیت کی بلندیوں کے مشاہد سے پر جا پہنچے بالکل بجا ہے۔

رحمۃ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر اور اس مضمون پر مشتمل مکتوب جو ہمارے زیر نظر مستند مجموعہ مکاتیب کے بالکل آخر میں ہے آپ کی آخری تحریرات میں سے ہیں (مکتوب نمبر ۱۲۳ حصہ نہم دفتر سوم ص ۱۷۳)

ہمارے اس خیال کی تائید و توثیق پر مطلع ہونے کے لئے ملاحظہ ہوں ملفوظات

فاضل بریلوی حصہ سوم ص ۳۲۳ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور

(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی از خلیفہ نظامی ص ۲۱۹ مطبع رحمانیہ)

”قونی زاجست“ پیران پیر نمبر ۱ مضمون جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۲۶۱

روح المعانی کی عبارت میں مزید تحریف

معترض صاحب کتاب کے ص ۱۶۱ پر روح المعانی کی طویل عبارت نقل کرتے ہوئے جس طرح ابتداء میں پورا پیرا گراف حذف کر گئے اسی طرح درمیان میں انہوں نے ان حصوں کو خاص طور پر کاٹ دیا جن میں حضور غوث پاک علیہ السلام کی عظمت شان اور امتیازی مقام کو بیان کیا گیا۔ علامہ الوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

واقول ان السید الشیخ عبدالقادر قنس سرہ و شعرنا بربہ قد نال مثال من القطبۃ بواسطۃ جندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی ائمہ وجہ و اکمل حال۔

میں کہتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر الہیلانی علیہ السلام نے اپنے جد امجد علیہ السلام کے واسطے سے مقام قطبیت اتم وجہ اور کامل ترین حال کے ساتھ حاصل کیا۔

معترض اس مفہوم کی عبارت کو حذف کر گئے کیونکہ اس سے حضور غوث پاک علیہ السلام کی قطبیت اتم اور اکمل درجے پر ثابت ہوتی تھی اور معترض نے یہ مفروضہ پیش کیا تھا کہ آپ عہدیت اور دوسرے کمالات میں اتم اور اکمل نہیں اگر وہ روح المعانی کی یہ عبارت لکھتے تو اپنے خود ساختہ فاسد مفروضے کو ثابت کرنا ان کے لئے مشکل ہو جاتا۔

پھر صاحب روح المعانی حضرت غوث پاک علیہ السلام کا مشہور شعر لکھتے ہیں اور اس کی تشریح کرتے ہیں۔

الملت شمس الاولین و شمسنا
ابداً علی ملک اعلیٰ لا تغرب

کات ۱۱ اور ۱۲ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا یہ جامع مفہوم جو میں نے بیان کیا ہے شمس و قمر سے زیادہ روشن ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ معترض صاحب علامہ الوسی کی یہ عبارت اور یہ ترجمہ بھلا کیوں درج کرتے یہ تو ان کے موقف اور نقطہ نظر کے سراسر خلاف اور مناقض ہے، ان کو اس شعر کی یہ تشریح کسی قیمت پر پسند نہیں۔ وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تشریح سے متفق نہیں، صاحب روح المعانی کا مقام ان سے تو بہر حال کم ہے اور انہوں نے بارگاہ مجددیہ سے ہی اس مفہوم کا استفادہ کیا ہے۔

معترض صاحب موی عنہ سے مطمئن نہیں راوی پر کس طرح اعتبار کریں اور پھر دوسرے بزرگان دین کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کا تحفظ معترض صاحب نے کرنا ہے اگر فیضانِ غویہ کو جاری و ساری تسلیم کر لیا جائے تو دوسرے بزرگوں کا فیض بند ہو جائے گا، اس لئے معترض صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر بزرگ اپنی زندگی میں فیض جاری کر سکتا ہے جب ان کا وصال ہو جائے تو پھر کوئی زندہ بزرگ فیض جاری کرے اگر زندہ اور متوفی بزرگ دونوں فیوض و برکات پہنچائیں تو اس سے تصادم کی صورت پیدا ہوگی جو اربابِ طریقت کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ اس فلسفے کے مزید دلائل معترض صاحب کی کتاب میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

معترض صاحب ذرا وضاحت فرمادیں

صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کے بارے میں جسے معترض صاحب نے قطع و برید کے ذریعے اپنے موقف سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی صرف یہ فرمایا کہ میرا ظن غالب یہ ہے حالانکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا کشف اس کے برعکس ہے نیز علامہ الوسی نے کوئی منقول روایت پیش نہیں فرمائی بلکہ حضرت مجدد کے کشف کو قبول کرتے ہوئے مقام کشف کے حصول سے

پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے مگر ہمارے فضل و کمال کا آفتاب ہمیشہ بلندی کے فلک پر جلوہ گر رہے گا۔

اس کی تشریح میں صاحب روح المعانی کی عبارت کے آخری جملے جو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خاص عظمت و جلالت پر دلالت کرتے تھے معترض نے ان سے پہلے ہی قلم کو روک دیا چنانچہ یہ الفاظ کات دیئے۔ وذلک مما لا یکنادینکر وخصر من الشمس والقمر

روح المعانی کی عبارت میں معترض نے اولاً تو وہ جملے کات دیئے جو غویہ کو نمایاں کرتے تھے پھر کسی وجہ سے عبارت کے الفاظ سے درگزر کیا تو معنی پر حملہ آور ہوئے اور حتی المقدور اس کا وزن کم کرنے میں سعی بلیغ سے کام لیا۔ اب ہم اس عبارت کا وہ ترجمہ درج کرتے ہیں جس کو معترض نامکمل چھوڑ گئے اور پھر اس عربی جملے کا ترجمہ درج کریں گے جسے وہ عمداً چھوڑ گئے۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور شعر جس چیز پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے امر و ولایت کے ظہور میں استمرار و دوام رہے گا، آپ کی شہرت و مقبولیت پھیل جائے گی، آپ کا سلسلہ طریقت مشہور ہو گا اور معروف طریقے کے مطابق استفادہ کرنے والوں کے لئے آپ کا فیض عام جاری رہے گا۔

یہ ہے اس عبارت کا ترجمہ جو معترض نے صحیح طور پر کتاب میں درج نہیں کیا کیونکہ وہ یہ طے کر چکے ہیں کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو جاری و ساری کرنے سے باقی اولیائے کرام کا فیض بند ہو جاتا ہے۔ اب اگر وہ عبارت کا پورا ترجمہ لکھ دیتے تو ان کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں، اس لئے اس طرح کرنا ان کی وقتی ضرورت تھی چنانچہ وہ اس عالمانہ ضابطے پر عمل پیرا ہو گئے کہ الضرورات تبیح المحضورات ضرورتیں ممنوع چیزوں کا حوازیہذا کر دیتی ہیں۔

دہاؤہ عربی جملہ جو روح المعانی کی عبارت کے بالکل آخر سے انہوں نے

اپنے مجتہد تواضع کا اظہار کیا پھر کیا وجہ ہے کہ جناب! ظن غالب پر مبنی مضمون و مضمون کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ جبکہ آپ کا معمول اور طریقہ تو یہ ہے کہ صاحب فتوحات، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جہاں فتوحات میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عظمت و شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہما نظن فی عبدالقادر الجیلانی کبھی اس طرح لکھتے ہیں ہذا هو الظن بالمثالہ شیخ ابن عربی نے اس قسم کے الفاظ تصرف اور ادخار کی بحث میں لکھے ہیں۔ ان جملوں کے متعلق تو آپ بڑی شد و مد سے کتاب میں لکھ دیتے ہیں کہ شیخ ابن عربی نے یہ باتیں بطور ظن غالب کے لکھی ہیں جن کو حجت نہیں بنایا جاسکتا حالانکہ حضرت ابن عربی کا علمی و روحانی مرتبہ بدرجہا صاحب روح المعانی سے بلند و بالا ہے اور پھر ان کے مبنی بر ظن جملے کسی بزرگ کے کشف کے خلاف بھی نہیں۔ ہمیں اس دوہرے معیار کی وضاحت درکار ہے کہ کبھی تو آپ حضرت رکیس الکا شفیق شیخ ابن عربی کے ظن غالب کو مسترد فرمادیتے ہیں اور کبھی صاحب روح المعانی علامہ الوسی کے ظن غالب کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ فلسفہ ترجیح اشکال سے خالی نہیں "بقول حافظ شیرازی"

مشکل دارم زوانشمند محفل ہا ز پر
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمترے کنند
فرمان غوثیہ اور صاحب روح المعانی

معرض نے ہر چند بڑی کوشش کی اور روح المعانی کی عبارتوں میں قطع و برید اور تحریف لفظی و معنوی کا جال بچھلایا مگر خاتم المفسرین علامہ شہاب الدین محمود الوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑی کامیابی اور آسانی کے ساتھ اس جال سے بچ نکلے اور بڑیاں حال معرض صاحب سے مخاطب ہوئے

ہو میں دام بر مرغ دگر
کہ عقار بلند است آشیانہ

صاحب روح المعانی "الطراز المذهب شرح قصیدۃ مدح الباز الاشعب" میں لکھتے ہیں

والذی یخطر ببال هذا العبد الفقیر ان القدم علی حقیقتها کما هو الظاہر المتبادر من اللفظ ونوبہ الوصف بہا فانیہا حقیقۃ فی المشار الیہا لہا المشاہد المحسوس وان الشیخ قدس سرہ ما قل ذالک الاعلیٰ لسان الحقیقۃ لمحمد بن علی ملاحظہ ہو "الطراز المذهب" ص ۲۰ طبع مصر سن طباعت ۱۳۳۳ھ

جو بات عبید فقیر کے دل میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ارشاد غوثیہ میں قدم اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے جس طرح کہ لفظ کے ظاہر سے فوری طور پر معلوم ہوتا ہے۔ پھر حذم کا کلمہ جس کی وضع ایسے مشار الیہ کے لئے ہے جو دیکھا جائے اور محسوس ہو اس معنی کی تائید کرتا ہے اور بے شک حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے حقیقت محمدیہ کی زبان سے اس طرح فرمایا ہے۔ صاحب روح المعانی کی اس وضاحت سے "معرض صاحب تسلی کر لیں اور مطمئن ہو جائیں کہ انہیں روح المعانی کی عبارات میں قطع و برید سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ علامہ الوسی ان کے سر آئینہ نظریہ سے بالکل متفق نہیں ہذا وہ خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں اور کوئی دوسری تدبیر سوچیں۔

مکتوب امام ربانی کی وضاحت

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معرض نے مختلف طریقوں سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ انہوں نے اس ارشاد کو سر پر محمول کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ صاحب عوارف حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے چوں کہ معرض نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و ارشادات کو اپنی تائید میں پیش کر کے قریب دینے کی کوشش کی۔ اس لئے ہم نے تفصیلی بحث کے ذریعے معرض کے ان اقدامات کی

تردید ضروری سمجھی اب ہم اصل موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد چتری رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں مکتوب نمبر ۲۹۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔ و آنچه حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ فرمودہ قدسی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ صاحب عوارف کہ مرید و مرادے شیخ ابوالنجیب سروردی است کہ از عمرها و مصاحبان حضرت شیخ عبد القادر بودہ است اس کلمہ را از ان کلمات ساختہ است کہ مشعر جب اند کہ از مشائخ در بدایت احوال بواسطہ بقایائے سکر صدور یافتہ اند و در نغلات از شیخ حماد دیاس کہ از شیوخ حضرت شیخ است نقل کردہ است کہ بطریق فراست او فرمودہ کہ اس گنجی را قدمے است کہ در وقت دے بر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود و ہر آئینہ مامور شود بہ آنکہ بگوید "قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ" و ہر آئینہ اس را بگوید و ہمہ اولیاء گردن بخندہ بر تقدیر حضرت شیخ دریں کلام محقق اند اس کلام خواہ از بقایائے سکر از ایشان سر بر آوردہ باشد و خواہ مامور باشد یا ظہار اس کلام "قدم ایشان بر گردنمائے جمیع اولیائے اس وقت بودہ است و جمیع اولیائے اس وقت زیر قدم ایشان بودہ اند لیکن باید دانست کہ اس حکم مخصوص بہ اولیائے اس وقت است اولیائے ماقدم و ما تاخر از اس حکم خارج اند چنانکہ از کلام حماد مفہوم سے شود کہ قدم او در وقت دے بر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود و نیز غولے کہ در بغداد بودہ است و حضرت شیخ عبد القادر و ابن سقا و عبد اللہ بنیارت اور رفتہ بودند اس غوث بطریق فراست در حق شیخ گفت سے "نیم تراور بغداد کہ پہ منبر بر آمدہ ای دے گوئی "قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ" دے نیم اولیائے وقت ترا کہ ہمہ گردنھائے خود را پست کردہ اند اجال و اکرام ترا از کلام اس بزرگ نیز مفہوم سے شود کہ اس حکم مخصوص بہ اولیائے اس وقت بودہ است۔

حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ کے ارشاد کو صاحب عوارف نے جو کہ شیخ ابوالنجیب سروردی کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں اور شیخ ابوالنجیب حضرت شیخ

عبد القادر کے مصاحب اور محرم راز تھے ان کلمات پر محمول کیا ہے جن سے خود نبی کا اشارہ نکلتا ہے اور ابتدائے احوال میں سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے مشائخ سے صادر ہوتے ہیں اور نغلات الانس میں حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ حماد دیاس رحمۃ اللہ علیہ سے جو کہ حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ انہوں نے بطریق نور فراست فرمایا تھا کہ اس گنجی یعنی شیخ عبد القادر کو وہ قدم حاصل ہے جو ان کے وقت میں تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہوگا یقیناً وہ اس طرح کہنے پر مامور ہوں گے کہ فرمائیں "قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ" اور وہ یقیناً اس طرح کہیں گے اور تمام اولیائے کرام گردن جھکائیں گے بہر صورت حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ اس کلام میں حق پر ہیں یہ کلام آپ سے بقایائے سکر سے صادر ہوا ہو یا اس طرح انہوں نے بامیراہی فرمایا ہو آپ کا قدم تمام اولیائے وقت کی گردن پر ہوا ہے اور اس وقت کے تمام اولیاء آپ کے زیر قدم رہے ہیں لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حکم اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے ہندوین اور متاخرین اولیائے کرام اس حکم سے خارج ہیں جس طرح کہ حضرت حماد کے کلام سے سمجھا جاتا ہے نیز بغداد کے ایک غوث نے بطریق فراست حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فرمایا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں آپ بغداد میں بر سر منبر فرما رہے ہیں کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اور میں اولیائے وقت کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے احترام و اکرام کی خاطر گردنیں جھکائے ہوئے ہیں۔ اس بزرگ کے کلام سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔

مکتوب مذکور پر منصفانہ تبصرہ

ہم نے مکتوب اس حد تک نقل کیا ہے جس سے قدم شریف کی بحث متعلق ہے اور ہم نے مکتوب کے الفاظ اور معنی کسی چیز میں قطع و برید نہیں کی۔ اس مکتوب سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد

گراہی کے بارے میں اپنی کوئی رائے قائم نہیں فرمائی بلکہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ حماد دہاس رحمۃ اللہ علیہ اور ایک غوثِ وقت کے اقوال نقل فرمائے۔ اس لئے اس مکتوب سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرمان کو سر پر محمول کرتے ہیں سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس مکتوب سے جہاں تک شیخ حماد اور غوثِ وقت کی روایت سے آپ کا مامور من اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے قبل از وقت پیش گوئی فرمائی تھی کہ آپ مامور ہو کر یہ اعلان کریں گے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصدیق فرمادی کہ آپ اس کلام میں حق پر قائم تھے۔ اس مکتوب کے مطابق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس حکم کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں مگر یہ آپ کی آخری رائے نہیں اور یہ بات آپ کے آخری مکتوبات اور مکاشفات کی عبارات سے سمجھی جاسکتی ہے جن کا تذکرہ ہم کرچکے ہیں مزید قدم غوثیہ کے عموم و شمول کی بحث میں بھی اس کی کچھ وضاحت آئے گی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں معترض کی غلط بیانی

مکتوب اور اس کا ترجمہ آپ کے سامنے ہے مگر معترض صاحب حسب عادت اضافہ کرتے ہوئے کتاب کے ص ۳۰ پر لکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت امام ربانی کے نزدیک یہ قول بوجہ بقیہ سکر ہی صادر ہوا ہے اور جانب سکر ہی آپ کے خیال شریف میں رائج ہے۔ یہ ہے معترض صاحب کی ماہرانہ کارستانی اور تحریف و تبدیل کی عادت جس سے وہ باز نہیں رہ سکتے اور یہ طریقہ انہوں نے ہر کتاب اور ہر بزرگ کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ جلال بزرگ شمار کئے جاتے ہیں اور ان پر الزام لگانا کارے دارو ہے مگر معترض صاحب بھی اس فن میں کافی حد تک تجربہ رکھتے ہیں اس لئے وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو مستثنیٰ نہ کرنے میں مجبور ہیں۔

فرمان غوثیہ اور علامہ یوسف بن اسماعیل البھائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الشیخ علامہ یوسف بن اسماعیل البھائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ”جامع کرامات الاولیاء“ میں حضور غوثِ اعظم محبوبِ سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان ”قدی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کے بارے میں ایک غوثِ وقت کی پیش گوئی کا تذکرہ کیا جن کے پاس آپ طالب علمی کے زمانے میں دو ساتھیوں کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ اس غوثِ وقت نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد میں کرسی پر بیٹھ کر اعلان کر رہے ہیں کہ میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہے اور اولیائے وقت نے آپ کی عظمت و جلالت کی وجہ سے گردنیں جھکا دیں۔ علامہ بھائی کا خیال ہے کہ غوثِ وقت شیخ یوسف بھائی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

اس کے بعد علامہ بھائی ابنِ عصرون الشافعی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

فاما الشیخ عبدالقادر فقد ظہر تمار لتقریہ من اللہ واجمع علیہ الخاص والعام وقال قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فاجابہ فی تلک الساعة اولیاء النبی اقال جماعۃ واولیاء الجن وطاغیوار ووسمہم و خضعوا الا رجلا باصبهان فسلب حالہ وممن طاعا راسہ ابو النجیب السہروردی واحمد الرفاعی وابو مدین والشیخ عبدالرحیم القناوی۔

بحر حال شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کے قرب النبی کی علامات ظاہر ہوئیں اور خواص و عوام کا آپ کی ولایت پر اجتماع ہوا اور آپ نے فرمایا میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پس اسی وقت دنیا کے تمام اولیائے کرام نے آپ کا فرمان قبول کیا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ جنات کے اولیاء نے بھی فرمان قبول کیا۔ اپنے سر پہ کاویئے اور عاجزی کی البتہ اصفہان کے ایک ولی نے انکار کیا تو اس کی ولایت ختم کر دی گئی اور سر جھکا کے والوں میں شیخ ابوالنجیب سہروردی شیخ احمد

الرفاعی، شیخ ابو مدین مغربی اور شیخ عبدالرحیم القنوی رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ علامہ بھائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ناکلین کی کثرت اور تقویٰ کی وجہ سے یہ واقعہ درجہ تواتر کے قریب ہے (جامع کرامات الاولیاء جلد دوم ص ۲۹۰)

فرمان غوغیہ کا عموم اور شمول

اس بات پر تو تمام علماء و مشائخ بلکہ تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان ہم عصر اولیائے کرام کے لئے ہے جبکہ بہت سے حضرات اکابر علماء و مشائخ اس فرمان کے عموم اور شمول میں متقدمین اور متاخرین اولیائے کرام کو داخل سمجھتے ہیں۔ ہمیں ان بعض حضرات سے جو اس ارشاد کو وقت کے ساتھ مختص کرتے ہیں ایسا اختلاف نہیں جس کی بنا پر ہم ان پر جمالت، گمراہی اور تعصب کا فتویٰ لگائیں اور نہ ہی ایسے مسائل میں اتنی شدت اور ٹک نظری سے کام لینا چاہئے۔ البتہ ہمیں یہ حق ضرور حاصل ہے کہ اپنے موقف کو دلائل اور شواہد کی روشنی میں پیش کریں اور اس بات کی صداقت اور حقانیت کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں کہ اکابر علماء و مشائخ کی اکثریت اس ارشاد کے عموم کی قائل ہے۔ نیز وقت، عصر اور زمان کے الفاظ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ متقدمین اور متاخرین اس میں داخل نہیں۔ اسی طرح بعض بزرگوں کے اس طرح فرمانے سے کہ اگر ہم اس وقت ہوتے تو کروں جھکانے میں سہقت کرتے ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ اس ارشاد کے عموم میں داخل نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات کے زمانے میں حسی اور ظاہری طور پر جن اولیائے کرام نے قدم پاک کا شرف حاصل کیا وہ ان بزرگوں پر فوقیت رکھتے ہیں جنہوں نے روحانی اور معنوی طور پر اس فرمان کا شرف حاصل کیا اور ان کا یہ فرمان اسی آرزو اور فضیلت کے حصول میں اظہار شوق ہے کہ کاش ہم اس زمانے میں ہوتے جس میں آپ نے برسر منبر ارشاد فرمایا اور کائنات کے گوشے گوشے میں تمام اولیائے کرام گردنیں جھکا کر فیوض و برکات

اور انوار و تجلیات سے مستفیض ہوئے۔

بزرگانِ دین کے لئے بیداری میں رسول پاک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف ثابت اور محقق ہے مگر اس کے باوجود وہ ان نفوسِ قدسیہ کی گرو راہ پر قرار ہوتے ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری میں زیارت کا شرف حاصل کیا تو کیا آفتابِ نبوت اور ماہتابِ رسالت کے اس دور نصف النہار کی تمنا یا آرزو کرنے سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ یہ تمنا کرنے والے حضور علیہ السلام کی زیارت کے شرف سے مشرف نہیں۔ بیداری میں رسول پاک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے والے ایسے اکابر مشائخ بھی ہیں جو مسلسل کئی سالوں تک ہر وقت جہلی نبوت کا مشاہدہ فرماتے رہے مگر ان کو شرف صحابیت حاصل نہیں ہو سکتا اور حضرات صحابہ کرام کی خاک پا کو وہ سرمہ چشم اور ان کے بھٹین کو سر کا تاج یقین کرتے ہیں۔ اسی طرح حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات کے پاکیزہ دور میں جن اولیائے کرام نے ظاہری اور حسی طور پر زیر قدم ہونے کا شرف حاصل کیا وہ ان بزرگوں سے اس شرف میں زیادہ ہیں جنہوں نے روحانی اور معنوی طور پر زیر قدم ہونے کی سعادت حاصل کی۔ پس وقت، زمان اور عصر کے الفاظ کا مفہوم اور بزرگوں کی تمنا کرنے کا مقصد یہی نظر آتا ہے کہ اس سے ارشاد غوغیہ کے ظاہری و حسی دور کی اہمیت اجاگر ہو جائے اور وہ فیوض و برکات جو ان بزرگوں نے حاصل کئے ان کی عظمتِ شان نمایاں ہو جائے۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اولیائے کرام کی عظمت و جلالت اور ان کے عظیم الشان مقام کو دیکھا جائے تو پھر متاخرین اولیائے کرام کے لئے اس فرمان کے عموم سے مشرف ہونے میں کوئی استبعاد اور استغباب باقی نہیں رہتا بلکہ ان کے لئے قدم پاک کے شرف کے ساتھ ساتھ اپنے مشائخ کی اقتداء اور پیروی کی سعادت بھی ثابت ہو جاتی ہے اور مشائخ طریقت کی اقتداء اور موافقت کی اہمیت ارباب طریقت کے نزدیک روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ہم اپنے موقف

کے ثبوت اور ترجیح کے دلائل کا آغاز کرتے ہیں اور اکابر علماء و مشائخ کے اقوال و عبارات و روایات پیش کر کے فرمانِ غویہ کے عموم و شمول پر بحث کرتے ہیں۔

فرمانِ غویہ کے عموم پر اکابر مشائخ کے اقوال

(۱) امام شیخ نور الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھجۃ الاسرار میں شیخ ابو سعید قلیوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے سند روایات نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں لما قال الشيخ عبدالقادر قسمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ نجسی الحق عز وجل علی قلبہ وجاءتہ خلعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی يد طائفة من الملائكة المقربين والبسها بمحض من جميع الاولياء من تقدم منهم ومن تاخر الاحياء باجسادهم والاموات بارواحهم وكاثرت الملائكة ورجال الغيب حافين بمجلسه واقفين فی الهواء صفوفا حتی استلبهم الافق ولم یبق ولی فی الارض الا حنی عنقه (بھجۃ الاسرار ص ۹)

جب حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب پر تجلی فرمائی اور آپ کے پاس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملائکہ مقربین کی جماعت کے ہاتھوں خلعت پہنچی جسے آپ نے تمام اولیائے محققین و متاخرین کی موجودگی میں زیب تن فرمایا۔ ظاہری حیات کے دور والے بزرگ اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور اس جہان سے رخصت ہو جانے والے ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔ ملائکہ کرام اور رجال الغیب نے آپ کی مجلس کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور فضا میں صفیں باندھ کر کھڑے تھے یہاں تک کہ آسمان کے کنارے ان کے اژدھام کی وجہ سے بھر گئے اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔

یاد رہے کہ معترض نے بھجۃ الاسرار کی اس روایت کو کتاب میں درج نہیں کیا حالانکہ دو سری روایات جن میں معاصرین اولیائے کرام کا تذکرہ ہے

انہیں درج کیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس روایت سے ان کے خود ساختہ موقف کو نقصان پہنچتا تھا۔

(۲) شیخ مکہ امام عبداللہ بن اسعد الیافعی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی کتاب "نثر الحاسن" میں نقل کیا اور ارشادِ غویہ کے عموم و شمول کو محققین و متاخرین اولیائے کرام کے لئے ثابت کیا۔

(نثر الحاسن بھامش جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۳۰ مطبوعہ بیروت)

(۳) حضرت مولانا عبدالرحمن جانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمانِ غویہ کے عموم اور شمول کو اپنی کتاب "نجات الانس" میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا لکھتے ہیں۔ یہ محض اولیائے محققین و متاخرین کہ آنجا حاضر و نذاہیاء باجساد خود و اموات بارواح خود۔ آپ نے اولیائے محققین و متاخرین کی موجودگی میں یہ اعلان فرمایا۔ (نجات الانس ص ۳۵۳ مطبوعہ اسلامیہ شیم پریس لاہور)

(۴) حضرت الشیخ امام محمد بن یحییٰ الذہبی الحنبلی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "قائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر" میں فرمانِ غویہ کے عموم و شمول کو محققین و متاخرین اولیائے کرام کے لئے ثابت کیا ہے، تحریر فرماتے ہیں من تقدم منهم ومن تاخر الاحياء باجساد و الاموات بالارواح (قائد الجواہر ص ۳۱ طبع مصر)

(۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "زبدۃ الاسرار" میں ارشادِ غویہ کے عموم و شمول پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وثبت انہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صادق فی قوله قسمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و مامور بہ و هو عام فی کل فرد من الاولیاء لا دلالة فیہ عنی نخصیص اهل الزمان و ایضا تفضیہ علی اهل زمانہ متفق علیہ لکن احدهما اثبت زیادة و مثبت زیادة من الاشهاد راجح لسلامتہ عن التعارض کما تقرر من قواعد اصول الفقہ

اور یہ بات ثابت ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرمان میں صادق اور مامور من اللہ ہیں اور آپ کا یہ فرمان اولیائے کرام کے ہر فرد کو شامل ہے۔ اس میں اہل زمان کی کوئی تخصیص نہیں ویسے بھی اہل زمان پر آپ کی فضیلت متفق علیہ ہے اور دوسری روایات جن میں عموم ہے وہ مثبت زیادت ہیں اور مثبت زیادت گو اہوں کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ وہ تعارض سے محفوظ ہوتے ہیں جس طرح کہ اصول فقہ کے قواعد میں یہ بات طے شدہ ہے۔

حضرت شیخ کے نزدیک وہ روایات جن میں ارشاد کا عموم اور فضیلت کا عموم ہر دور کے اولیائے کرام کے لئے ثابت ہوتا ہے بشرطہ ان گواہوں کے ہیں جو اپنی گواہی میں کسی چیز کی مقدار میں زیادتی کو ثابت کرتے ہیں اور اصول فقہ کے قواعد میں ان گواہوں کو ترجیح دی جاتی ہے پس یہاں بھی ان روایات کو ترجیح ہوگی جو آپ کے ارشاد کے عموم اور فضیلت کے عموم کو ثابت کریں۔

وقت عصر اور زمان کے الفاظ حصہ و تخصیص کے موجب نہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے فضائل و کمالات میں جہاں آپ کی فضیلت اہل زمان اور اہل عصر پر بیان کی جاتی ہے تو اس کا مقصد اس زمانے کے ساتھ حصہ اور تخصیص نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں فعلی ہذا ماصدر من الاختیار فی تفضله علی اولیاء عصرہ و اہل زمانہ ینبغی ان لا یکون المراد منه التخصیص والحصر بل اکتفاء بالمقصود و ایشناء علی العرف فان اکثر ما یقال فی العرف فی مقام المدح هو افضل العصر و اکمل النہر و حید زمانہ فریدانہ بناء علی وجودہ فیہ و تعلق الغرض بہ فقط فان الغرض من اظہار تفضیلہ غالباً هو التحریض للساکنین والظاہرین من اہل العصر علی التزام اتباعہ والاستفاضة بہ والا ستسعاد بسعادة صحبہ و

صحبتہ (زبدۃ الاسرار ص ۲۹، ۳۰ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

پس وہ روایات جو آپ کی اولیائے عصر پر تفضیل کو ثابت کرتی ہیں ان سے تخصیص اور حصہ مراد نہیں بلکہ مقصود پر اکتفاء اور عرف کی بنا پر یوں کہا گیا ہے اس لئے کہ اکثر عرف میں مقام مدح پر کہا جاتا ہے وہ افضل العصر ہیں اکمل الدھر ہیں وحید زمان اور فرید اوان ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ موصوف و ممدوح اس زمانے میں ظاہری طور پر ہوتے ہیں اور استفادہ و استفادہ ظاہری کی غرض ان کے وجود ظاہری سے متعلق ہوتی ہے اس لئے ہم عصر لوگوں پر اظہار تفضیل سے غالباً یہی غرض ہوتی ہے کہ ان کے ہم زمان اہل طلب و سلوک کو احساس دلایا جائے تا کہ وہ ان کے اتباع کا التزام کریں ان سے فیض حاصل کریں اور ان کی صحبت و محبت کی سعادت حاصل کریں۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو سعید قلیوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ روایت بھی نقل فرمائی ہے جس میں ارشاد غویہ کا عموم و شمول، متقدمین و متاخرین اولیائے کرام سب کے لئے ثابت ہے۔

(زبدۃ الاسرار ص ۱۰)

مجموعہ مکاتیب و رسائل میں بھی شیخ محقق کی عبارت سے فرمان غویہ کا عموم و شمول اور اطلاق واضح ہوتا ہے چنانچہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر خیر میں لکھتے ہیں اکرم اولیاء اللہ الذی قدمہ علی رقاب جمیع اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم (مجموعہ مکاتیب و رسائل ص ۳۶۷)

شیخ محقق سے معترض کا تعارض

معترض صاحب اپنی کتاب میں کئی مقامات پر شیخ محقق کے حوالے سے مغالطہ دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ آپ کا موقف ارشاد غویہ کی وقت کے ساتھ تخصیص و حصہ ہے۔ افسوس کہ وہ حضرت شیخ کے بارے میں رائے قائم کرنے سے پہلے ان کی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے تو انہیں محنت نہ اٹھانا پڑتی۔

ع: چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

مشائخ چشت کی مشہور کتاب سیر الاقطاب

سیر الاقطاب کے مصنف شیخ الحدید بن عبد الرحیم چشتی عثمائی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان کو اولیائے حقدین و متاخرین سب کے لئے شامل قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلائل ممکنہ مقررین و اولیائے حقدین و متاخرین کہ در آں جا حاضر بودند اعیاء با جساد خود و اموات بارواح خود خلعت دروے پوشانیدند (سیر الاقطاب ص ۸۵ مطبع نو کشور) جب آپ نے "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" فرمایا تو رسول پاک علیہ السلام ملائکہ مقررین اور اولیائے حقدین و متاخرین کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنائی گئی۔

مشائخ چشت کی مستند کتاب اقتباس الانوار

حضرات مشائخ چشت کی معتبر اور مستند کتاب "اقتباس الانوار" کے مصنف شیخ محمد اکرم صابری چشتی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہندہ نواز سید محمد کیسودراز رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ حضرت شاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ارشاد غوفیہ کے حقدین و متاخرین اولیائے کرام کے لئے عموم و شمول کو ثابت کیا ہے۔ آپ ارشاد غوفیہ کے عموم کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدست طائفہ ملائکہ مقررین بہ محضر اولیائے حقدین و متاخرین کہ آنجا حاضر بودند اعیاء با جساد خود و اموات بارواح خود خلعت دروے پوشانیدند (اقتباس الانوار ص ۸۱، ۸۲ مطبع اسلامیہ لاہور)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ مقررین کی جماعت کے ہاتھوں اولیائے حقدین و متاخرین کی موجودگی میں آپ کو یہ خلعت پہنائی۔ جو اولیائے کرام حیات ظاہری سے موجود تھے وہ اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال فرما چکے تھے وہ اپنی ارواح طیبہ کے ساتھ حاضر تھے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات "عباد الرحمن" کے مؤلف جو "ان کے خاندان ہی کے چشم و چراغ ہیں لکھتے ہیں۔ غوث اعظم سلطان المشائخ حضرت الشیخ ابو محمد عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار فرماتے ہوئے آپ نے ان کے مشہور فرمان "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کی صحیح تاویل کو اپنے مختصر رسالے میں خصوصاً بالتفصیل بیان فرمایا۔ خوف طوالت چونکہ دامن گیر رہتا ہے اس لئے اس فرمان مذکور کی تاویل میں صرف وہ حصہ جو تمہیداً تحریر فرمایا ہے درج کرتا ہوں۔ فرمودہ اند قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ پس اس سخن را چنان معنی باید کرد کہ فضل ایشان بر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و صحابہ و تابعین علیہم الرضوان لازم نیاید (عباد الرحمن جلد اول ص ۳۱۲ مطبوعہ ۱۳۲۰ھ) حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کا ایسا معنی کرنا چاہئے کہ اس سے آپ کی فضیلت و فوقیت انبیائے کرام علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام و تابعین علیہم الرضوان پر لازم نہ آئے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے صاف ظاہر ہے کہ آپ فرمان غوفیہ کے عموم و شمول میں تمام حقدین و متاخرین اولیائے کاملین، مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کو داخل سمجھتے ہیں۔ البتہ اس فرمان کے ایسے عموم و مضموم کے قائل نہیں جس سے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی انبیائے کرام اور صحابہ و تابعین پر فضیلت ثابت ہو اور محمد اللہ بھی ہمارا مسلک و موقف ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان دراصل مشائخ چشت کا ترجمان ہے جو معترض صاحب کے لئے قابل قبول اور قابل برداشت نہیں کیونکہ وہ مشائخ چشت کی مخالفت کے باوجود ان کی مصنوعی ترجمانی کے اعزاز سے کسی قیمت پر دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔

مقائیس المجالس ملفوظات فریدی

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ "کوٹ مٹھن شریف" کے متعلق ہم نقل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ آپ نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کو بامرانی قرار دیا جس طرح کہ مقائیس المجالس کے ص ۷۷ پر مرقوم ہے۔ معترض نے چونکہ مقائیس المجالس کا صحیح مطالعہ نہیں کیا اس لئے ایک دو ملفوظ دیکھتے ہی فیصلہ کر دیا کہ آپ ارشاد غوثیہ کے عموم کے قائل نہ تھے اور جس ملفوظ سے عموم ثابت ہوتا تھا اس میں قطع و برید کر دی۔ مقائیس المجالس میں ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ملتان میں حضرت محمد دوم صدر الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین درگاہ حضرت موسیٰ پاک شہید ملتان رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ارشاد غوثیہ پر بات ہوئی تو آپ نے اس ارشاد کو وقت اور زمان کے ساتھ مخصوص قرار دیا۔

معترض نے بات یہاں ختم کر دی حالانکہ اس ملفوظ کے آخر میں یہ عبارت ہے (ہاں اگر یہ بات معتبر اور مستند کتابوں مثل نفحات الانس، اخبار الاحیاء اور مکتوبات امام ربانی میں درج ہے تو میں ماننے کو تیار ہوں) (مقائیس المجالس ص ۸۸)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ارشاد غوثیہ کے عموم کا انکار نہیں فرماتے تھے ابھی آپ نے تحقیق نہیں فرمائی تھی۔ پس جب نفحات الانس (مولانا جامی) اور زبدۃ الاسرار (شیخ محقق دہلوی) میں عموم ارشاد کی وضاحت ہے جو اس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں نہ تھی تو پھر آپ کا موقف عموم و شمول فرمان غوثیہ برائے اولیائے متقدمین و متاخرین واضح اور ثابت ہو گیا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر میں بھی بعد میں تبدیلی آگئی تھی آپ کے آخری مکتوبات اور مکاشفات غیبیہ کی عبارات اس پر شاہد ہیں یکی وجہ ہے کہ مستند ترین نسخہ مکتوبات، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ کے غشی، مولانا نور احمد

امرتسری نے حاشیہ پر ارشاد غوثیہ کے عموم و شمول کی روایت تحریر کی ہے جو ہمارے موقف کی تائید ہے۔ (حاشیہ مکتوبات مجددیہ ص ۱۳۳ و فتراول حصہ پنجم)

قول مستحسن شرح فخر الحسن

مشائخ چشت کی مشہور و مستند کتاب "القول المستحسن شرح فخر الحسن" کے مصنف حضرت مولانا احسن الزمان چشتی حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ حضرت سید محمد علی چشتی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان کے عموم و شمول کو بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ ابوسعید تیلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت درج کرتے ہیں جس میں اولیائے متقدمین و متاخرین کے گرد میں جھکانے کا تذکرہ ہے۔ (القول المستحسن ص ۲۸۵)

مشائخ چشت اور معترض کے موقف میں تضاد

حضرات مشائخ چشت رضی اللہ عنہم کے ارشادات و عبارات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ ان نفوس قدسیہ کے پاکیزہ موقف اور نقطہ نظر سے معترض کے خود ساختہ مفروضے کا کوئی تعلق اور تناسب نہیں۔ حقیقت حال تو یہ ہے مگر معترض صاحب کی سینہ زوری اور دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے کہ مشائخ سے مخالفانہ روش اور متضاد موقف رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو ان کا ترجمان قرار دیتے ہیں۔ کیا معترض صاحب یہ جرات کر سکتے ہیں کہ ارشاد غوثیہ کے بارے میں مشائخ چشت کی کسی مستند شخصیت یا مستند کتاب سے یہ ثابت کر سکیں کہ ارشاد غوثیہ کا صدور بامرانی نہیں ہوا۔

ہم نے پوری ذمہ داری اور سنجیدگی سے مشائخ چشت کی معتبر کتابوں کے حوالے نقل کئے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ معترض ہماری نقل کردہ عبارات و حوالہ جات میں کسی قسم کی تحریف اور قطع و برید ثابت نہیں کر سکتے۔ ہمارے نزدیک یہ مشائخ کرام خود بھی علم و فضل کے بلند مقام پر فائز تھے اور اکابر مشائخ چشت کی عظمتوں کے تحفظ اور ان کے موقف کی ترجمانی کا معترض سے

کہیں زیادہ حق رکھتے تھے۔ جب انہوں نے فرمانِ غوثیہ کی حقانیت اور وسعت کو جان و دل سے قبول کیا اور اس کا برملا اظہار کیا تو پھر معترض صاحب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود ساختہ اور بے سند نقطہ نظر کو مشائخِ چشت کی طرف منسوب کریں۔ قابلِ تقلید فریدی روش برائے معترض

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (کوٹ مٹھن شریف) کے بارے میں ہم مقامیں المجالس کے حوالے سے لکھ چکے ہیں کہ ملتان میں ارشادِ غوثیہ کے عموم و شمول پر گفتگو فرماتے ہوئے انہوں نے ارشاد فرمایا (ہاں اگر یہ بات معتبر اور مستند کتابوں مثل نفعات الانس، اخبار الاخیار اور مکتوبات نام رہائی میں درج ہے تو میں ماننے کو تیار ہوں)۔ اس کو کہتے ہیں حق پرستی، انصاف پسندی اور عظمتِ کردار کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے قادری اور نقشبندی بزرگوں پر اعتماد و یقین کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان حضرات نے اپنی کتابوں میں ارشادِ غوثیہ کے عموم و شمول کا ذکر کیا ہے تو مجھے تسلیم ہے۔ اوھر معترض صاحب ہیں جو مشائخِ قادریہ و نقشبندیہ تو درکنار، مشائخِ چشت کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس ناکام کوشش میں مصروف ہیں کہ خود ساختہ موقف کو ان کا نقطہ نظر ثابت کریں۔ ہمارے خیال میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا پاکیزہ طریقہ اور عظمتِ کردار معترض کے لئے ایک قابلِ تقلید روش ہے۔

مشائخِ چشت کی مخالفت کا عبرتناک نتیجہ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰی شریف میں متعدد مقامات پر مشائخِ کرام کی اطاعت و موافقت کی اہمیت کو بیان فرمایا اور ان کی مخالفت و مزاحمت کو نہایت خطرناک قرار دیا۔ ایک مقام پر اس مضمون کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

گر جد اپنی زحوق تو خواجہ را
گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

اگر تو اپنی عقل و فہم کی بنا پر مشائخِ کرام کو حق سے دور خیال کرے گا تو پھر کتابِ ہدایت کا متن بلکہ دیباچہ بھی گم کر بیٹھے گا۔

چنانچہ معترض صاحب بھی مشائخ کی مخالفت اور مناقشت کی وجہ سے اسی صورتِ حال تک پہنچ چکے ہیں اور اس کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ انہوں نے ارشادِ غوثیہ کے بارے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، عبارات و اقوال میں قطع و برید کی عبارات کے مفاد میں غلط بیانی سے کام لیا، خود ساختہ موقف کو علماء و مشائخ کی طرف منسوب کیا، اکابر مشائخ کا نام استعمال کر کے اپنے غلط نقطہ نظر کو ثابت کرنے کی کوشش کی اور دو باتوں پر اس طرح اڑے کہ بس چمت گئے

(۱) ارشادِ غوثیہ ہمارا ہی نہیں

(۲) یہ ارشاد متاخرین اور حقدارین کو شامل نہیں

خود ساختہ عمارت پر معترض کی ضربِ کاری

معترض نے فرمانِ غوثیہ کو بہر حال ہم عصر اولیائے کرام کے لئے تسلیم کیا تھا اور اس مفہوم کی تفصیل پیش کی تھی، انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ روئے زمین کے مختلف اطراف و جوانب میں تین سو حمیرہ اولیائے کرام نے قدمِ غوثیہ کے سامنے گردنیں جھکا دیں، انہوں نے بہت سے اکابر علماء و مشائخ کے حوالے بھی نقل کئے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا اور اس کا تعلق آپ کے دورِ اقدس کے ساتھ تھا اور آپ کے ہمزبان اولیائے کرام نے ارشادِ عالیٰ سن کر سر تسلیم خم کیا مگر اس پوری تفصیل و وضاحت کے باوجود تمام مشائخِ کرام و علمائے عظام سے محروم ہو کر وہ اس بات پر قائم رہے کہ یہ فرمانِ سکر و مستی میں صادر ہوا، ہمارا ہی نہیں تھا کیونکہ امر الہی انبیائے کرام علیہم السلام کے بغیر کسی کے لئے ثابت نہیں۔ اسی طرح یہ فرمانِ حقدارین و متاخرین کو بھی شامل نہیں کیونکہ یہ آپ کے زمانے کے ساتھ مخصوص ہے۔

معرض اپنے دونوں نکات سے دستبردار

یہ بات بڑی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے کہ معرض صاحب اچانک اپنے دونوں نکات سے دستبردار ہو گئے اور اس بات کے قائل ہو گئے کہ صرف ایک بزرگ کے لئے امر الہی آسکتا ہے پھر امر بھی اس بات کا کہ ان کا قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے چاہے وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں چاہے وہ وصال فرما چکے ہوں یا بقیہ حیات ہوں۔ جو اولیائے کرام زندہ ہوں وہ اجسام کے ساتھ ان کے زیر قدم ہیں اور جو وصال فرما چکے ہوں وہ ارواح کے ساتھ ان کے زیر قدم ہیں پھر یہ اعلان مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف میں حضور سید الانبیاء ختم المرسلین ﷺ کے دربار عالی شان میں کیا گیا پھر اس فرمان کے لئے اولیائے کرام کی اطاعت اپنے مساکن و موطن میں قبول نہیں بلکہ مدینہ طیبہ مسجد نبوی شریف میں تمام بزرگ اکٹھے ہو کر اعلان کرنے والے بزرگ کے قدموں پر کھینوں کی طرح گرتے رہے۔

یہ کون سے خوش نصیب بزرگ ہیں جن کے لئے معرض نے امر الہی کو بھی تسلیم کیا اور حقدین و متاخرین اولیائے کرام کے لئے ان کے قدم کے عموم و شمول کو بھی مان لیا۔ یہ بزرگ ہیں ”حضرت شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ“ جن کا ذکر خیر معرض صاحب اپنی کتاب کے ص ۲۲۰-۲۱۹ پر درج کرتے ہیں اور حضرت شیخ محمد مغربی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف میں درس دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

لمرت ان لقول الان قلمی هذه على رقبة كل ولي الله تعالى مشرقاً
كان او مغرباً و علمت انه اعطى القطبانية الكبرى وهذا لسان حالها
فبادرت اليه مسرعاً و قبلت قنميه و اخذت عليه المبايعه و رايت
الاولياء تنساقط عليه كالذباب الاحياء بالاجسام والاموات
بالارواح۔

حضرت شیخ محمد ابکری نے فرمایا مجھے ابھی امر الہی ہوا ہے کہ میں مشرق و مغرب کے تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر اپنے قدم کا اعلان کروں راوی (شیخ محمد مغربی الشاذلی) فرماتے ہیں کہ ان کے اس فرمان سے میں نے جان لیا کہ انہیں تھیں کبریٰ عطا کی گئی ہے اور یہ حال قطیعت کی زبان ہے پس میں نے جلدی کی اور ان کے قدموں کو چوما اور ان سے بیعت کی اور میں نے اولیائے کرام کو دیکھا جو ان پر کھینوں کی طرح گر رہے تھے۔ جو زندہ تھے وہ اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وفات پا چکے ان کی ارواح حاضر تھیں۔

خود شیخ زوی بر من نام و گراں کروی

معرض صاحب نے کتاب میں یہ روایت درج کی تو ان کے خود ساختہ موقف اور من گھڑت نقطہ نظر نے ان کی بے وفائی اور طرز تعامل کا پر زور شکوہ کرتے ہوئے ان سے کہا حضرت! آپ نے کیا گل کھلا دیا ساری کتاب کا بیہ غرق کر دیا سارا پروگرام اور منصوبہ ناکام بنا دیا ساری جدوجہد کو برباد کر ڈالا اور ساری حکمت عملی پر پانی پھیر دیا۔

گلہ جفائے وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے

جو میں بنگلہ میں بیٹاں کروں تو کہیں صنم بھی ہری ہری

چنانچہ ان کا موقف ”بہان حال انہیں پکار پکار کر کہتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں سینکڑوں اکابر علماء و مشائخ کے حوالے سے تقریباً نو سو سال سے اس مشہور و معروف اعلان و ارشاد کا تذکرہ کائنات کے گوشے گوشے میں پہنچا ہے اور اس موضوع پر سینکڑوں مشفق کتابیں ہر دور میں لکھی گئیں مگر آپ یہ کہتے رہے کہ انہوں نے با امر الہی اس طرح نہیں فرمایا اور ان کا قدم زمانے کے اولیائے کرام کے ساتھ مختص ہے۔ اچانک کیا ہو گیا کہ آپ ایک بزرگ کے لئے امر الہی کے بھی قائل ہو گئے اور ان کے قول کو عام تسلیم کرتے ہوئے حقدین و متاخرین کو ان کے زیر قدم کر ڈالا۔ آپ کچھ تو خیال

کریں کہ ایک ایسی عبارت کو جسے آپ نے بڑی مشکل سے ناسازگار حالات میں پوری جدوجہد سے بائیس سال کے عرصے میں تعمیر کیا ایک ہی ضربِ ناگمانی سے زمیں بوس کر ڈالا۔

ع: ناظر سر بہ گریہاں ہے اسے کیا کہئے
معرض سے ایک سوال

قارئین کرام! امید ہے کہ آپ ہمیں معرض صاحب سے اس قدر پوچھنے میں ضرور حق بجانب قرار دیں گے کہ جنابِ والا ایہ فرمائیں کہ حضرت غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے چھٹی صدی ہجری میں اعلان فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گروں پر ہے اور آپ کے اس اعلان پر روئے زمین کے تمام اولیائے کرام نے گردن جھکا دی اور یہ ساری تفصیل آپ نے کتاب میں درج کر دی۔ تمام سلاسل کے مشائخ اور علمائے کاملین نے آپ کے ارشاد کی تصدیق کی اور سینکڑوں مستند کتابوں اور ہزاروں سے یہ واقعہ منقول متواتر چلا آ رہا ہے اور آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوثِ اعظم اور قطبِ اعظم بھی تسلیم کیا ہے مگر آپ جسور مشائخ بطور خاص مشائخِ چشت کے برعکس اس موقف پر قائم رہے کہ آپ نے امر الہی سے اعلان نہیں کیا اور یہ اعلان حقدین و متاخرین کو شامل نہیں کیا وجہ ہے کہ ایک غیر معروف روایت سے آپ کے موقف میں اس قدر تبدیلی آ گئی اور دسویں ہجری کے بزرگ حضرت شیخ محمد ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ ایک ایسا اعلان اور اس کا عموم ثابت کرنے پر منفرود متفرد ہو کر سامنے آ گئے۔

روایت میں معرض کی تحریف معنوی

معرض نے یہ عجیب و غریب روایت درج کرنے میں بھی بڑی مہارت دکھائی اور ایک دفاعی انداز اپناتے ہوئے طویل عربی عبارت درج کی مگر اس کا اردو ترجمہ جان بوجھ کر چھوڑ گئے تاکہ یہ بات کھل کر سامنے نہ آئے پائے کہ وہ اپنے

موقف سے منحرف ہو گئے ہیں۔ ص ۲۱۹، ۲۲۰ پر ان کی کتاب میں عربی عبارت کی سولہ سطریں درج ہیں مگر ترجمہ گول کر گئے خاص طور پر یہ الفاظ کہ زندہ اولیاء اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور وفات پانے والے بزرگ ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔
معرض کی درج کردہ روایت پر تبصرہ

ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اس روایت کے ساتھ معرض کا ایک خاص مقصد وابستہ ہے اور وہ یہ کہ کسی طرح کوئی ایسی روایت مل جائے جو خود ثابت ہو یا نہ ہو مگر اس سے یہ ثابت کیا جاسکے کہ اس قسم کے اعلان دوسرے بزرگوں سے بھی ثابت ہیں پھر حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کی کیا خصوصیت باقی رہی۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہی حوالہ اور یہی روایت ان کے مبلغِ علم، اندازِ تحقیق اور بے سند موقف کا پردہ چاک کرے گی اور دنیا کو پتہ چلے گا کہ فاسد بنیاد پر قائم ہونے والی فاسد عمارت کس طرح دھڑام سے گر گئی ہے۔

ہم معرض صاحب کے ممنون ہیں کہ اپنی کتاب میں غیر شعوری طور پر وہ ایسے انکشافات اور اختراعات لے آتے ہیں جو ہمارے لئے کافی حد تک مفید ثابت ہوتے ہیں اور ان کی تردید میں کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔ اپنی تردید کرنا بھی تو آسان کام نہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ معرض صاحب کی ایک خوبی ہے کہ وہ جس موضوع پر کلام کرتے ہیں اگر اس کے اثبات پر دلائل پیش کریں تو لازماً کچھ دیر بعد اس کی نفی پر اتر آتے ہیں اور اگر اس کی نفی پر کمر بستہ ہوں تو کچھ دیر بعد نفی کی نفی فرما دیتے ہیں جو ہر صورت اثبات ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں ان سے بقیہ سکر کے اثرات ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں، تب ہی تو وہ ایسی مشقِ خن، خلط، بحث اور اضطراب روایات کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں اور ہم کچھ مطالعہ کتب کے بھی عادی ہیں ورنہ معرض صاحب کے موقف کا اچھا خاصا تردیدی مواد ان کی اپنی کتاب کے اوراق کی زینت ہے جس کی موجودگی میں کسی اور تردیدی کاوش کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

معرض کی روایت کا تنقیدی جائزہ

معرض صاحب نے حضرت شیخ محمد مغربی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا کہ انہوں نے مسجد نبوی شریف میں ہامرائی "تدی حدی علی رقتہ کل دلی اللہ" فرمایا اور حضرت مغربی نے ان سے بیعت کی۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ حضرت شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ جو روایت فرمائے والے ہیں ان کا وصال ۹۹۱ھ میں ہے اور حضرت شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ جن سے وہ روایت کرتے ہیں ان کی ولادت ۹۳۰ھ میں ہے۔ اب درمیان میں اس قدر طویل عرصے کا فرق کس طرح رفع ہو گا؟ راوی اور مروی عہد کے درمیان اتصال تو روایت کے صدق کے لئے اشد ضروری ہے۔ حضرت محمد مغربی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ملاحظہ کرنا ہو تو دیکھئے "جامع کرامات الاولیاء ص ۱۷۳ حصہ اول طبع بیروت ۱۴۱۲ھ المبعثات الکبریٰ للشیرانی ص ۱۰ حصہ دوم"۔ حضرت شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ملاحظہ کرنے کے لئے دیکھئے "جامع کرامات الاولیاء ص ۱۸۸ حصہ اول۔

اصول روایت کی پابندی بھی ضروری ہے مگر اصول روایت کی پابندی تو از حد ضروری ہے۔ اگر معرض اتنا خیال کرتے تو انہیں یہ سخت نہ اٹھانا پڑتی۔ ایک سمجھدار بچہ بھی ان کی روایت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہو گا اور وہ فوراً کہے گا کہ جس بزرگ سے روایت کی گئی جب ان سے روایت کرنے والے بزرگ ان کی پیدائش سے انیس سال قبل وصال فرما گئے تو پھر یہ روایت کس طرح درست ہوگی۔

علامہ نبھانی نے بھی یہ روایت اپنی کتاب "افضل الصلوات علی سید الصلوات" میں درج کی مگر اس کی تحقیق پورے چودہ سال بعد لکھی جانے والی کتاب "جامع کرامات الاولیاء" میں فرمائی جس کا سن تالیف ۱۳۲۳ھ ہے۔

عمدۃ التحقيق پر علامہ نبھانی کی تنقید

علامہ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدة التحقيق کی

روایت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ انہوں نے شیخ محمد مغربی الشاذلی کو متوفی ۹۳۷ھ قرار دیتے ہوئے روایت درج کی کہ مدینہ طیبہ میں ان کی ملاقات حضرت شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ علامہ نبھانی اس کے بعد بن القوسین لکھتے ہیں کہ اس روایت کے مطابق یہ ملاقات حضرت شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ سے درست نہیں کیونکہ اس وقت وہ وہاں نہیں تھے بلکہ شیخ محمد مغربی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات شیخ ابوالحسن محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدة التحقيق کی روایت کی تحقیق کرتے ہوئے دو باتوں میں مصنف کی تغلیط کی۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے حضرت شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کو متوفی ۹۳۷ھ قرار دیا یہ غلط ہے دوسری یہ کہ انہوں نے حضرت شیخ محمد مغربی کی ملاقات حضرت شیخ محمد ابکری سے ثابت کی یہ بھی غلط ہے۔

علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جس بزرگ سے حضرت شیخ محمد مغربی کی ملاقات ہوئی ان کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ عمدة التحقيق کے مصنف ان کا نام "محمد" لکھتے ہیں جبکہ میں نے بعض کتابوں میں ان کا نام "علی" دیکھا ہے اور علامہ انجم الغزالی نے اپنی تاریخ "الکواکب السائرة" میں ان کا نام "علی" لکھا ہے۔ اسی طرح مورخ الحمی نے "خلاصة الاثر" میں ان کا نام "علی" لکھا ہے۔ علامہ نبھانی اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ان کی کنیت "ابوالحسن" بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ ان کا نام محمد نہیں بلکہ "علی" ہے مگر اس کے باوجود ہم انہیں ابوالحسن محمد ابکری لکھ رہے ہیں کیونکہ ان کے فرزند حضرت شیخ محمد ابکری نے ان کا نام "محمد" درج کیا ہے۔ علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم فرمایا کہ یہ بھی لکھتے ہیں ہو سکتا ہے ان کا نام "محمد علی" ہو پس ہر ناقل نے کسی ایک لفظ پر استفا کر لیا ہو ویسے دو نام جمع کرنے کا حقد میں میں رواج نہ تھا اور حقد میں میں محمد علی محمد صالح اور محمد سعید اور اس کے مشابہ نام نہیں تھے مگر ابوالحسن ابکری کے زمانے میں لوگوں نے

یہ طریقہ نکال لیا پس وہ اس نام سے مشہور ہوئے۔

امام بھائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں ممکنہ تطبیق کی ایک یہی صورت نکالی کہ شیخ محمد مغربی کی ملاقات شیخ محمد ابکری سے تو خلاف روایت ہے۔ البتہ ممکن ہے کہ ان کے والد شیخ ابوالحسن ابکری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی ہو، کیونکہ ان کے دور میں وہی بزرگ تھے۔ بہر حال یہ بات طے ہے کہ شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ محمد مغربی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات قطعاً نہیں ہوئی اور معترض نے شیخ محمد ابکری ہی کو اس قول کا قائل قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو جامع کرامات الاولیاء ص ۱۸۲ حصہ اول)

اس قدر احتمالات و اختلافات کے ہوتے ہوئے اس روایت کی صحت اور چٹائی قابل یقین نہیں ہو سکتی۔ پھر اس قسم کا قول و اعلان عمدۃ التحقیق کے علاوہ کسی دوسری مستند کتاب میں دستیاب نہیں اور جس بزرگ کی طرف یہ قول منسوب کیا جا رہا ہے ان کے نام پر بھی اتفاق نہیں۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صوفی اور محقق نے جن کے شیخ ابوالحسن ابکری سے مراسم تھے اور انہوں نے اکٹھے حج بھی کیا، ان کے اس اعلان کا ذکر تک نہیں کیا، جبکہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور ہے کہ ہر بزرگ کے خاص احوال و اقوال ضرور نقل کرتے ہیں۔ (جامع کرامات الاولیاء ص ۱۸۲، ۱۸۳ حصہ اول)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی دو مرتبہ حج کیا مگر انہوں نے یہ روایت ان سے نقل کی اور نہ ہی ان کے والد شیخ ابوالحسن محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (جامع کرامات الاولیاء ص ۱۸۹ حصہ اول)

مشائخ چشت سمیت تمام دوسرے بزرگوں کی کسی مشہور و معروف تصنیف میں اس قول کا کوئی تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ ایسی صورت حال میں اس روایت کی حیثیت جہاں اصول روایت کی روشنی میں غیر معتد ہو جاتی ہے وہاں اصول روایت کے لحاظ سے بھی یہ مخدوش نظر آتی ہے کہ سلطان الانبیاء والمرسلین

حبیب رب العالمین ﷺ کی بارگاہ عظمت پناہ اور مسجد نبوی شریف میں ایک بزرگ اس قسم کا اعلان فرمائیں، جس سے ان کی فوقیت، خصوصیت اور برتری کا اظہار ہوتا ہو جبکہ اس مقام عظمت نشان رشک عرش پریں، دربار رحمت للعالمین میں اونچی آواز سے بولنا، اعمال صالحہ کی جہاں کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے اور جہاں سانس کی آواز بھی گستاخی شمار ہوتی ہے۔

اوب گا بیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفسِ غم کردہ سے آید جنید و یازیدؑ ایں جا
معترض کے تعصب و عناد کا نقطۂ عروج

آپ نے دیکھا کہ جہاں بھر کے مستند و معتد اکابر علماء و مشائخ کے اقوال اور مستند کتابوں کی روایات منقولہ متواترہ جو تقریباً نو سو سال کے عرصے پر محیط ہیں، حضور غوث اعظم علیہ السلام کا اتفاق اور کائناتی اعلان جس کی عالمگیر حیثیت سے معترض کو انکار کی جرأت نہیں اور جو زبانِ ذوق خاص و عام ہے، فرمانِ غویہ کی طویل تاریخ، اس پر مشتمل سینکڑوں مستند کتابیں، اس کے ناقل سینکڑوں مشائخ سلاسل، ان تمام حقائق و شواہد کے ہوتے ہوئے معترض صاحب، عوام و خواص سے منفرد ہو کر یہ دٹ لگاتے ہیں کہ آپ مامور نہ تھے اور یہ اعلان سکرو مستی میں ہوا جو کسی فضیلت کا باعث نہیں، نیز یہ اولیائے وقت کے لئے تھا۔

اس کے برعکس حضرت شیخ محمد ابکری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معترض صاحب اعتراف کرتے ہیں کہ اس قسم کے ارشاد میں وہ مامور بھی تھے اور مشائخ متقدمین و متاخرین نے ان کے سامنے گردنیں بھی جھکا کیں اور یہ سارا واقعہ، مدینہ عالیہ مسجد نبوی شریف میں رونما ہوا۔ ”عمدۃ التحقیق“ کے سوا کسی دوسری مشہور و مستند کتاب کے حوالے سے یہ واقعہ منقول نہ ہوا اور پورے چار سو سال گزرنے کے بعد ماشاء اللہ یہ روایت ظاہر کرنے کا شرف صرف معترض کو حاصل ہوا۔ یہی ہوتا ہے تعصب اور عناد کا نقطۂ عروج جو قسمت والوں کے مقدر

کرتے ہوئے لکھا ہے۔ تاکہ مامور شد من عند اللہ بقول او قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ (اخبار الاخیار ص ۱۰)

اعلان غوشیہ کے بعد خصوصی عظمت و جلالت کا ظہور

علامہ نور الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ احمد بن ابی القاسم ابی بطنی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مستند روایت نقل کی ہے کہ جب لبنان میں ان کی ملاقات اصفہان کے ایک بزرگ سے ہوئی جو اس پہاڑ میں طویل قیام کی وجہ سے شیخ الجبل مشہور تھے اور ساٹھ سال کے عرصے سے وہاں مقیم تھے۔ شیخ احمد ابی بطنی نے ان سے کہا کوئی عجیب ترین واقعہ بیان فرمائیں جو آپ نے مشاہدہ کیا ہو تو انہوں نے فرمایا، ایک چاندنی رات میں انہوں نے یہاں رہنے والے اولیاء کو جماعت در جماعت پے در پے پرواز کرتے دیکھا جو عراق کی طرف جا رہے تھے، انہوں نے ان میں سے ایک ساتھی سے پوچھا کہ تم کدھر جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ ہمیں حضرت خضر علیہ السلام نے بغداد میں قطب کے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہیں اس نے جواب دیا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پس شیخ بطنی نے ساتھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور ان کے ساتھ محو پرواز ہوئے۔

شیخ بطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اولیائے کرام صفیں باندھے ہوئے، حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے ہیں اور ان اولیاء کے سردار اور اکابر حضرت شیخ کو "یا سیدنا" کہہ کر تعمیل احکام میں مصروف ہیں۔ جب آپ نے انہیں واپس جانے کا حکم فرمایا تو وہ آپ کی بارگاہ سے الٹے پاؤں، اوپ کی وجہ سے لوٹے اور محو پرواز ہوئے۔ جب جبل لبنان میں واپس پہنچے تو شیخ بطنی نے ان سے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جس اوپ و احترام اور فرمانبرداری کا مظاہرہ رات آپ نے کیا ہے اس سے قبل آپ سے کبھی نہیں دیکھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح کیوں نہ کرتے انہوں نے اعلان فرمایا ہے "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" اور ہمیں ان کی اطاعت کا حکم

میں ہوتا ہے اور اس کی بعض روشن مثالیں تاریخ اسلام کے ساتھ ساتھ اہم سابقہ کی تاریخ میں بھی پائی جاتی ہیں۔

اس ترقی یافتہ دور میں اس قسم کے حقائق و معارف اور اس قسم کی روایات نادرہ، شاذہ، عجیبہ جو اصولی روایت کے ساتھ اصولی درایت کے بھی خلاف ہوں، معرض صاحب ان کی نشاۃ ثانیہ اور ترویج و اشاعت کی اہم ذمہ داری کے منصب پر فائز ہیں اور خلق خدا کو عجیب و غریب نادر و نایاب روایات فراہم کرنے میں مصروف ہیں۔ واقعی یہ ان کا ایک انوکھا کارنامہ ہے جو ان کے بغیر کوئی اور ہرگز سرانجام نہیں دے سکتا۔

مجلس اعلان قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور عالم فرمان "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کے متعلق بھجۃ الاسرار کی مستند روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فرمان عالی شان ۵۵۶ھ میں صادر ہوا۔ علامہ امام نور الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دو واسطوں سے یہ روایت شیخ ابو محمد یوسف بن الکفر بن شجاع العاقول الاصل ابی بغدادی الازہری الصفا رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی (ملاحظہ ہو بھجۃ الاسرار ص ۹ طبع مصر)

علامہ شیخ محمد بن یحییٰ التکونی الحنبلی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے "قلائد الجواہر" میں اس روایت کو نقل کیا ہے اور حضرت امام عبداللہ یافعی الہمدانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نشر الحسن میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ (قلائد الجواہر ص ۳۰ نشر الحسن بھامش جامع کرامات الاولیاء جلد دوم ص ۳۰ طبع بیروت)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ ارشاد، حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دور میں صادر ہوا چنانچہ انہوں نے "اخبار الاخیار" میں آپ کے غوثیت و قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہونے اور تمام مدارج قرب و محبوبیت کے حصول کے بعد اس فرمان کا تذکرہ

علامہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف سندوں سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ اعلان غوغیہ کے بعد اولیائے کرام ابدال اور اودھ پارگاہ غوغیت میں حاضر ہو کر اس طرح عرض کیا کرتے تھے۔ السلام علیک یا ملک الزمان ویا امام المکان یا قائما بامر اللہ ویا وارث کتائب اللہ ویا نائب رسول اللہ (بہجۃ الاسرار ص ۱۸ قلائد الجواہر ص ۳۲)

حضرت شیخ ابو محمد ابطاکی رحمۃ اللہ علیہ سے سند روایت ہے کہ اس اعلان کے بعد وہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو چار جلیل القدر بزرگوں کو دیکھا جو اجازت لے کر جا رہے تھے، حضرت نے فرمایا: ابو محمد جاؤ اور ان سے دعا طلب کرو پس میں مدرسہ کے صحن میں انہیں جاملتا اور دعا کی درخواست کی تو ان میں سے ایک نے مجھے فرمایا

لک البشری لت خادما رجل بحرس اللہ تعالی الارض ببرکتہ سهلها وجبلها برہا و بحرہا و بلدعوتہ رحم الخلیفۃ برہا و فاجرہا و تحن و سائر الاولیاء فی حضرۃ نقاسہ و تحت ظل قدمیہ فی دائرۃ امرہ (بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۹)

تمہیں بشارت ہو کہ تم ایک ایسے مرد پاکمال کے خادم ہو جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ روئے زمین، گزیر میدان اور پہاڑ سب کو محفوظ رکھتا ہے۔ مخلوق کے نیک و بد پر ان کی دعا سے رحم کیا جاتا ہے۔ ہم اور دوسرے تمام اولیائے کرام آپ کے نقاس طیبہ کی بارگاہ میں ہیں اور آپ کے قدموں کے سائے میں ہیں اور آپ کے حلقہ امر میں داخل ہیں۔ اس کے بعد اچانک وہ روپوش ہو گئے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے متعلق تعجب سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ ”گوہ قاف“ کے بزرگوں کے سردار تھے اور اب وہ گوہ قاف پکٹی چکے ہیں۔

حضرت شیخ قاضی البان موصی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ امام نور الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ قاضی البان موصی سے سند روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا۔

ہن راایت مثل الشیخ عبدالقادر قال لا کانت الاولیاء الغیبون یحضر ون عنہ بعد ان قال قدمی ہذہ عنی رقبۃ کل ولی اللہ ورایت رؤسہم منکسۃ ہیبتہ

شیخ قاضی البان موصی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آپ نے شیخ عبدالقادر جیسا کوئی بزرگ دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں پھر فرمایا کہ ارشاد قدی کے بعد اولیائے غائبین آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی ہیبت و جلال کی وجہ سے ان کے سر جھکے رہتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۹)

حضرت شیخ علی بن حیتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ علی بن حیتی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس اعلان کے بعد وہ بغداد میں حضرت کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو اس وقت آپ مدرسہ کی چھت پر چاشت کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا تو فضا میں رجال غیب چلیں گھسٹنا کر کھڑے ہوئے تھے۔ ہر صف میں ستر افراد تھے انہوں نے ان سے کہا آپ بیٹھ کیوں نہیں جاتے انہوں نے جواب میں فرمایا۔

لاحتی بقضی القطب صلاتہ و یا فی لنا فان یدہ فوق یدینا و قدمہ علی رقبائنا و امرہ عنینا کنا فلما سمعنا قبلوا الیہ مبارکین یسلمون عنیہ و یقبلون یدہ قال الشیخ علی ہیتی و کنا الارابینا الشیخ عبدالقادر راينا الخیر کلام

ہم اس وقت تک نہیں بیٹھ سکتے جب تک کہ قطب وقت نماز سے فارغ نہ ہو جائیں اور ہمیں اجازت دیں اس لئے کہ ان کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں کے اوپر ہے اور ان کا قدم ہماری گردنوں پر ہے اور ان کا حکم ہم سب پر نافذ ہے۔ جب

آپ نے سلام پھیرا تو وہ سب کے سب جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ کو سلام کرتے تھے اور آپ کے دست اقدس کو چومتے تھے۔ شیخ علی حیتی نے فرمایا کہ جب ہم شیخ عبدالقادر کو دیکھتے تو ہر خیر و برکت کو دیکھ لیتے تھے۔ گردن کو جھکائے ہوئے ہر ایک ولی ہے

جس مجلس میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا اس میں پچاس سے زائد اولیائے کرام حاضر تھے۔ جن میں حضرت شیخ علی بن حیتی، حضرت شیخ ابو سعید قیلوی، حضرت شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سروردی، حضرت شیخ شہاب الدین سروردی، حضرت شیخ بقا بن ابوالنہر مکی، حضرت شیخ ماجد گروی، حضرت شیخ موسیٰ بن مایہن الزوی، حضرت شیخ محمد بن قائم الاوانی، حضرت شیخ قصب البان الموصلی، حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبر، حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی الجوسقی، حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مروۃ ابیطاہی اور حضرت شیخ صدقہ بن محمد ابداوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ قدم غوثیہ کے نیچے سب سے پہلے گردن جھکانے کی سعادت حضرت شیخ علی بن حیتی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔

(ملاحظہ ہو: بیہجۃ الاسرار ص ۷۷، قلائد الجواہر ص ۲۸، نشر الحاسن لشیخ امام یافعی بھامش جامع کرامات الاولیاء ص ۳۳، مقامیں الحاسن ص ۲۷۸) کائنات کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے گردن جھکائی

فرمان غوثیہ پر تین سو تیرہ اولیائے کرام نے آفاق ارض و اطراف عالم میں گردنیں جھکادیں، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ زمین شریفین (۱۷)، عراق (۲۰)، عجم (۳۰)، شام (۳۰)، مصر (۲۰)، دیار مغرب (۲۷)، یمن (۲۳)، حبشہ (۱۱)، سبیا جوج و ما جوج (۷)، وادی سراندیپ (۷)، کوہ قاف (۳۷) اور جزائر بحر الحیطہ (۲۳) (ملاحظہ ہو: بیہجۃ الاسرار ص ۱۰، اقلید الجواہر ص ۳۱)

اکابر مشائخ اور فرمان غوثیہ کی اطاعت

حضرت شیخ ابن علی کے شیخ طریقت، حضرت شیخ ابودین مغربی رحمۃ اللہ

علیہ، دیار مغرب میں مریدین کے ہمراہ تھے کہ اچانک گردن جھکا دی اور فرمانے لگے۔ لا منہم اللہم انی شہدک و اشہدک لا یتکلم فی سمعت و اطاعت میں بھی ان میں سے ہوں اے اللہ میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناؤں کہ میں نے فرمان غوثیہ سن لیا اور اس کی اطاعت کی۔

(بیہجۃ الاسرار ص ۱۱، نجات الانس ص ۳۶۶، قلائد الجواہر ص ۳۲، جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۳۰، طبع بیروت، نشر الحاسن ص ۱۳۳، حصہ دوم) حضرت شیخ ابوالحسن احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنی خانقاہ ام عہیدہ میں مریدین کی موجودگی میں گردن جھکائی اور فرمایا "علی رقبתי" آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا ابھی بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" مریدین نے وقت اور تاریخ نوٹ کر لی جو بالکل صحیح نکلی۔ (بیہجۃ الاسرار ص ۱۳، نشر الحاسن بھامش جامع کرامات الاولیاء، لشیخ امام یافعی، جلد دوم ص ۱۳۳، جامع کرامات الاولیاء جلد اول ص ۲۹۸، قلائد الجواہر ص ۳۲)

حضرت شیخ عبدالرحمن طفسوکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے طفسوچ میں گردن جھکائی اور فرمایا "علی راسی" (میرے سر کے اوپر) مریدین کے پوچھنے پر ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں ابھی اعلان فرمایا میں نے اس کی اطاعت کی۔

(نشر الحاسن ص ۱۳۱، بیہجۃ الاسرار ص ۱۳، قلائد الجواہر ص ۳۱)

حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے جبل حکار میں اپنی خانقاہ واقع "لاش" میں گردن جھکائی اور زمین کے قریب ہو گئے پھر بیان فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت بغداد میں ارشاد فرمایا ہے "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" (قلائد الجواہر ص ۳۱، بیہجۃ الاسرار ص ۱۷)

حضرت شیخ حیات بن قیس الحمرانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حیات بن قیس الحمرانی رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ "حران" میں گردن جھکا کی اور کہا "علیٰ عنقی" (میری گردن پر) مریدین کے پوچھنے پر فرمایا کہ ابھی حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں اعلان فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پس میں نے اطاعت کی ہے۔

(فتاویٰ الجواہر ص ۳۱) "بہجۃ الاسرار ص ۴۳"

حضرت شیخ عبدالرحیم القنادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالرحیم القنادی رحمۃ اللہ علیہ نے علاقہ قنا (مصر) میں گردن جھکا دی اور فرمایا۔

صدق الصادق المصدوق قیل من هو قال "الشیخ عبدالقادر قال بیغداد قلمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" وقد نواضع لہ رجال المشرق والمغرب صدوق صدوق نے سچ فرمایا، عرض کیا گیا وہ کون ہیں فرمایا شیخ عبدالقادر نے بغداد میں اعلان فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ چنانچہ مشرق و مغرب کے تمام اولیائے کرام نے ان کی اطاعت کی۔

(بہجۃ الاسرار ص ۲۹) جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۶۸، نشر المحاسن ص ۳۳ حصہ دوم

حضرت شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الشیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لشہدنی اللہ عزوجل انہ لم یبق احد ممن عقد لواء الولاية فی القطار الارض اذناھا و اقصاھا الا شاہد علم القطبیۃ محمولا بین یدی الشیخ عبدالقادر و تاج الغوثیۃ علی راسہ ورائی علیہ خلعة تصریف العام نافذ فی الوجود و اھنہ ولاية و عزلا معلمة بطرزی الشریعۃ و الحقیقۃ و سمعہ یقول قلمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

و وضع راسہ و ذللی قبۃ فی وقت واحد

(نشر المحاسن ص ۳۱ حصہ دوم، فتاویٰ الجواہر ص ۳۰)

حضرت شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مشاہدہ کر لیا کہ اطراف ارض میں قریب و بعید ہر صاحب ولایت نے دیکھا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے قطبیت کا جھنڈا بلند کیا گیا۔ آپ کے سر اقدس پر غوثیت کا تاج رکھا گیا اور تصریف عام نافذ فی الوجود از روئے عزل و نصب ولایت کی وہ پوشاک آپ کو پہنائی گئی، جس پر شریعت اور حقیقت کے نقش و نگار تھے اور ہر صاحب ولایت نے سنا کہ آپ نے فرمایا میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، پس ہر صاحب ولایت نے سر جھکایا اور قلب کو فرمانبرداری بنایا۔

سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان پر کائنات کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے گردن جھکا کی جو مختلف ممالک اور دور دراز علاقوں میں قیام فرما تھے۔ ظاہر ہے کہ اس دور میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جلیل القدر مشائخ بھی مستند ارشاد پر فائز ہوں گے اور انہوں نے بھی ارشاد غوثیہ کی ضرور اطاعت کی ہوگی۔ ہم عصر اولیائے کرام کے زیر قدم ہونے کو تو مضطر نے بھی تسلیم کیا اور اپنی کتاب کے ص ۵۹ پر روئے زمین کے گردن جھکانے والے اولیائے کرام کی تفصیل درج کی، افسوس کہ فرمان غوثیہ پر گردن جھکانے والے اولیائے کرام کے حالات پر مشتمل مشہور اور مستند کتابوں میں حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات دستیاب نہیں۔

سیرت و تاریخ کا یہ ایک زبردست المیہ ہے جو حیرت انگیز بھی ہے اور تعجب خیز بھی کہ اس قدر عظیم الشان جامع الکملات شخصیت کی سیرت و تعلیمات پر اتنا کم مواد ملتا ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ کے زمانہ اقدس، اس کے قریب اور بعد کے طویل دور میں تصوف اور سیرت و تاریخ کی کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو

حضرت شیخ ابن عربی کی "الفتوحات المکیہ" حضرت شیخ سروردی کی "عوارف المعارف" امام نووی کی "بستان العارفین" حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء کا مجموعہ ملفوظات "فوائد الفوائد" امام شمس الدین ذہبی کی سیرا نبلاء علامہ ابن کثیر کی "البدایہ والنہایہ" امام عبد اللہ الیافعی کی "روض الریاحین فی حکایات اصالحین" اور نشر الحقائق "حضرت مولانا جامی کی "نجات الانس" حضرت امام شعرانی کی "الطبقات الکبریٰ اور لطائف المشن" حضرت چراغ دہلوی کے ملفوظات خیر الحقائق حضرت مخدوم جہانیاں کے "ملفوظات" جامع العلوم" اور حدیث کہ علامہ یوسف بن اسماعیل البہانی المتوفی ۱۰۵۰ھ کی "جامع کرامات الاولیاء" آپ کے بارے میں سراسر خاموش ہیں۔

حضرت غریب نواز کی سیرت و تعلیمات پر مواد کی عدم دستیابی بہ نسبت سیرت تاریخ کی آپ کے بارے میں خاموشی آپ کے حالات و واقعات کے بارے میں اختلاف سنیں اور اضطراب روایات اور آپ کی سیرت پر سینکڑوں سال بعد میں لکھی ہوئی اکثر و بیشتر کتابوں کے مندرجات کے غیر صحیح و غیر مستند ہونے کا تذکرہ حضرت علامہ معین الدین فاضل اجیری رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجیر شریف المتوفی ۱۳۵۹ھ کی کتاب "نثر خواجہ" مطبوعہ دہلی بہ اہتمام منیجر اخبار معین اجیر شریف میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال آنجناب کے حالات و کمالات کی کچھ نہ کچھ جھلک اگر نظر آتی ہے تو آپ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "دلیل العارفین" میں جو حضرت غریب نواز کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ جب ہم اس پر نظر ڈالتے ہیں تو آنجناب ۱۱۳ھ میں منہ ارشاد پر فائز قرار دیئے جاتے ہیں۔

دلیل العارفین کی روایت

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مجلس اول کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں۔ بتاریخ ۱۰ شہر ماہ رجب دسمبر ۱۱۳ھ اربع عشر و خمس مائۃ و رویش

ضعیف ضعیف را کہ یکے از سلف بندگان ملک المشائخ سلطان الساکین الملقب بہ قطب الدین بختیار اوشی ست چوں دولت پاموس آل شاہ فلک دستگاہ و در بغداد مسجد امام ابو الیث سرقندی حاصل شد ہاں زمان بشارت بیعت مشرف شدم و کلاہ چھار ترکی از نا صرافہ بر سراسر ضعیف زینت یافت الحمد للہ علی ذالک (دلیل العارفین فارسی) ص ۲ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ مطبع مجبائی دہلی

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ماہ رجب ۱۱۳ھ بغداد شریف مسجد امام ابو الیث سرقندی میں بندہ ضعیف و نحیف ملک المشائخ سلطان الساکین حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ کے دست اقدس سے فقیر کے سر پر کلاہ چھار ترکی رکھی گئی۔

سیر الاولیاء کی روایت

دلیل العارفین کے بعد "فوائد الفوائد" اگرچہ آپ کے عہد سے قدرے قریب ہے مگر اس میں آپ کے حالات دستیاب نہیں۔ البتہ "سیر الاولیاء" تصنیف حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی المتوفی ۷۷۰ھ المعروف امیر خورو رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے مختصر حالات درج ہیں۔ مشائخ چشت خصوصاً حضرت سلطان الزاہدین فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مشتمل یہ کتاب "دلیل العارفین" کے بعد حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کمالات کی جھلک پیش کرتی ہے۔ اس مستند کتاب کی روایت کے مطابق آپ ۵۲۲ھ میں منہ ارشاد پر جلوہ فگن نظر آتے ہیں۔

حضرت امیر خورو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ شیخ الاسلام تبار قطب الحق والدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز خلیفہ شیخ الاسلام معین الدین حسن چشتی بود از اکابر اولیاء واجہ اصحاب بود۔ پھر لکھتے ہیں کہ ایں بزرگ در ماہ مبارک رجب رجب

قدردہ ۵۳۲ھ اہل تشیع و عشیرین و نفس مائتہ در شہر بغداد در مسجد امام ابو الیث سمرقندی بحضور شیخ شہاب الدین سروردی و شیخ اوحہ الدین کہانی و شیخ برہان الدین چشتی و شیخ محمد صفاہانی، شرف ارادت شیخ الاسلام شیخ معین الدین مشرف مستند

(سیر الاولیاء فارسی ص ۵۸ مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد) حضرت امیر خور و رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۲ھ رجب ۵۳۲ھ بغداد شریف مسجد امام ابو الیث سمرقندی میں حضرت شیخ الاسلام معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ اس مجلس میں حضرت شیخ شہاب الدین سروردی، شیخ اوحہ الدین کہانی، شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد صفاہانی بھی موجود تھے۔ ”وہیل العارفین“ میں بھی کم و بیش ان بزرگوں کے نام درج ہیں۔

دلیل العارفین اور سیر الاولیاء کی روایات کا نتیجہ

سلسلہ چشتیہ کی دو مشہور و مستند کتابوں کی درج کردہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت غریب نواز سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ ۵۱۲ھ یا ۵۲۲ھ میں مسند ارشاد پر فائز تھے۔ ان روایات کے تناظر میں ارشاد غویہ کے وقت، حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا گردن جھکا کر ”بل علی راسی و یعنی“ کہنا کسی طرح بھی بعید نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اولیائے کرام میں آپ یقیناً ولایت کے درجستہ عالیہ پر فائز تھے۔

دلیل العارفین اور سیر الاولیاء کی روایات کے ثبوت یا عدم ثبوت ان کی صحت یا سقم، ان پر مترتب ہونے والے نتائج کو بعد میں لکھی جانے والی کتابوں کی روایات کے ساتھ ان کے تاقض سے قطع نظر، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلسلہ چشتیہ کی اتنی مشہور و مستند کتابیں ہمارے موقف کی موید ہیں البتہ ہم ان روایات میں درج کردہ سنین کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتے نہ یہ ہم پر عائد ہوتی ہے اور نہ ہم اس کے جوابدہ ہیں۔ ہم نے حوالے درج کر دیئے جو نقل، مطابق اصل ہیں۔ اب

ہم وہ حوالے نقل کرتے ہیں جن سے حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد غویہ پر گردن جھکانے اور ”بل علی راسی و یعنی“ فرمانے کے واضح قرائن سامنے آتے ہیں جو ہمارے موقف کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت شیخ جمالی سروردی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جمالی سروردی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۹۵ھ، سلسلہ عالیہ سروردیہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں اور حضرت مولانا سہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اخبار الاخیار“ میں ان کے تفصیلی حالات لکھے اور فرمایا کہ آپ کا یہ شعر ہمارا گاہ ثبوت میں مقبول ہے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات
تو عین ذات سے نگری در تہمی

شیخ محقق لکھتے ہیں کہ آپ کی مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ سے مصابحت و محاسبت رہی ہے۔ (ملاحظہ ہو: اخبار الاخیار ص ۲۲۸ مطبوعہ رضویہ سکھر)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین واسطوں سے حضرت شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ حضرت مخدوم جمالیان جھانگشت رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے بیان کے مطابق حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ جمالی سروردی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا اعتراف کیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید نے فرمایا کہ شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ چشت سے خرقہ خلافت حاصل کیا ہے۔ (مقائیس المجالس از ص ۲۳۳ تا ۲۳۴)

شیخ جمالی سروردی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ”سیر العارفین“ سیر الاولیاء کے بعد مشائخ چشت کے حالات پر مستند کتاب ہے۔ جو دسویں صدی ہجری میں لکھی گئی۔ حضرت شیخ جمالی، حضرت خواجہ خواجگان معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں حاضر ہوئے، طویل مدت قیام کیا اور فیوض و برکات حاصل کئے۔ مزید تفصیل ہم بعد میں پیش کریں گے۔ (سیر العارفین ص ۵۹، مطبع رضوی دہلی)

سیر العارفین کی روایت پر مترتب مشائخ

سیر العارفین کی روایت سے جہاں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا استفادہ و حصول فیوض و برکات ثابت ہوتا ہے وہاں یہ امکان بھی روشن ہو جاتا ہے کہ آپ نے ارشاد غوثیہ کے سامنے گردن جھکا کر اور دوسرے مشائخ عظام کی طرح اطاعت کی، کیونکہ اتنا لمبا سفر طے کرنا اور صعوبت برداشت کر کے قصبہ جنیل میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر طویل قیام کرنا اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ پر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت، متکشف ہو چکی تھی اور دورانِ مجاہدہ آپ ارشاد غوثیہ کی تعمیل و اطاعت سے مشرف ہو چکے تھے۔

مشائخِ چشت کی مستند کتابوں سے ہمارے موقف کی تائید

”سیر العارفین“ کے بعد ”بواہر فریدی“ مولفہ ۱۰۳۳ھ، ”سیر الاقطاب“ مولفہ ۱۰۵۶ھ، ”مرآۃ الاسرار“ مولفہ ۱۰۶۵ھ اور ”اقتباس الانوار“ مولفہ بارہویں صدی ہجری مشائخِ چشت کے حالات پر مستند کتابیں شمار کی جاتی ہیں۔ ان سب میں حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ و استرشاد و طویل مصاحبت اور حصول فیوض و برکات کا تذکرہ ہے جس کی تفصیل تقریباً ہم پیش کریں گے۔ ان کتابوں کے علاوہ ”خزینۃ الاصفیاء“ سفینۃ الاولیاء“ بلکہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر مشتمل مشہور و معروف اردو تذکروں معین العارفین، معین الارواح، المعانی خواجہ وغیرہ سے حصول فیوض و طویل مصاحبت بعدِ موت حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق و تائید ہوتی ہے۔ پس ایسی صورت میں ارشاد غوثیہ پر سر جھکا کر ”بل علی راسی و یحییٰ“ فرمانا قرین عقل و انصاف نظر آتا ہے۔ اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے جس وقت ارشاد فرمایا ”قدمی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ تو حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے پہاڑوں میں مصروفِ عبادت تھے۔ اولیائے غائبین میں سب سے پہلے آپ نے گردن جھکا کر اور فرمایا ”بل علی راسی و یحییٰ“ بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر آپ کا قدم ہے۔ یہ واقعہ ”طائف الغرائب“ میں مذکور ہے۔

طائف الغرائب پر تبصرہ

طائف الغرائب، حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کو حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت تھی جس کی بناء پر انہوں نے الھامات غوثیہ کی فارسی شرح (بواہر العشاق) لکھی جس کا تذکرہ ہم کر چکے۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ عالی شان کے عموم و شمول کے بارے میں بحوالہ ”اقتباس الانوار“ آپ کا نقطہ نظر اور بارگاہِ غوثیت میں آپ کی عقیدت و محبت کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔

طائف الغرائب بحوالہ نکات الاسرار

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مشہور مؤرخ اور سیرت نگار حضرت مفتی غلام سرور چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۷ھ نے حضرت سید آدم ہوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۳ھ، خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نکات الاسرار کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت سلطان الزاہدین فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر فرمانِ غوثیہ کے صدور کے وقت میں ہوتا تو سب سے پہلے گردن جھکاتا، جس طرح کہ ہمارے شیخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا (ملاحظہ ہو: گلدستہ کرامت از مفتی غلام سرور لاہوری ص ۶۵ مطبع و کنوریہ لاہور)

لطائف الغرائب بحوالہ فوز المطالب

لطائف الغرائب کی اس روایت پر پوری تفصیل کے ساتھ حضرت مولانا برہان الدین خان رحمۃ اللہ علیہ نے دو جلدوں پر مشتمل کتاب "فوز المطالب شرح مقالات غوث المشرق والمغرب" میں تفصیلی بحث کی ہے جو قابل مطالعہ ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۵ھ میں مطبع شمس الاسلام حیدرآباد سے شائع ہوئی۔

لطائف الغرائب بحوالہ شہنام اداویہ

"شہنام اداویہ" میں ہے کہ حاجی اداؤ اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دو آدمیوں نے حضرت غوث اعظم علیہ السلام اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ السلام کی ایک دوسرے پر فضیلت کے متعلق بات کی تو انہوں نے فرمایا ہمیں اس طرح نہ کرنا چاہئے اگرچہ فی الواقع ایک دوسرے پر فضیلت ہے مگر ہم اس پر مطلع نہیں تو ان میں سے ایک نے ارشاد غوثیہ کے سامنے حضرت غریب نواز کے گردن جھکانے اور "ہیل علی راسی وینی" فرمانے کو حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت میں بطور دلیل پیش کیا جس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ روایت موجب فضیلت نہیں کیونکہ آپ نے یہ ارشاد مقام عروج میں فرمایا جبکہ حضرت خواجہ بزرگ مقام عبدیت میں تھے اور عبدیت عروج سے افضل ہے۔

معرض نے اپنی کتاب کے ص ۲۴۳ پر یہ روایت لکھی ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ثبوت روایت اور بحث فضیلت دو علیحدہ موضوع ہیں۔ اس وقت ہم اس روایت کے ثبوت پر بحث کر رہے ہیں اور حضرت مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے ثبوت کا انکار نہیں فرمایا بلکہ تصدیق فرمائی ہے اور یہی ہمارا موقف ہے۔ فضیلت کی بحث جو علیحدہ موضوع ہے اس کو ثبوت روایت کی بحث سے ملانا غلط بحث ہے۔ لطائف الغرائب سے منقول "شہنام اداویہ" کی یہ روایت معرض صاحب کے خلاف ہے وہ غیر شعوری طور پر یہ روایت درج کر بیٹھے ورنہ تو انہوں نے بڑی شہود سے اپنی کتاب کے ص ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ لطائف الغرائب

نام کی کوئی کتاب حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت پر کوئی تنقید نہیں فرمائی بلکہ اس کی تصدیق فرمائی۔ رہا یہ بات کہ یہ روایت موجب فضیلت نہیں تو جب معرض صاحب فضیلت کی بحث میں اس روایت سے استدلال کریں گے ہم جواب سے ان کی مکمل تسلی کرائیں گے۔ البتہ معرض صاحب کو یہ خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ اس روایت سے فضیلت کا استدلال روایت کے ثبوت کو مستلزم ہے جو ان کے مفروضے کے خلاف ہے۔ ان کے لئے بہتر یہی تھا کہ اس روایت کو فضیلت کے ثبوت کے لئے استعمال نہ کرتے مگر وہ غیر شعوری طور پر اس طرح کر گئے اور ان کی کتاب میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔

لطائف الغرائب بحوالہ انھار المفائر

انھار المفائر کے مصنف حضرت شیخ الفقیہ محمد غوث بن ناصر الدین المہر راسی الشافعی المتوفی ۳۳۸ھ تصانیف کثیرہ کے مصنف اور فقیہ شافعیہ کے جامع النظر فقیہ ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱) نثر الہرمان فی رسم نظم القرآن فی مجلدین

(۲) الفوائد البصیفی فی شرح فرائض السراجیہ

(۳) سواطع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلوٰۃ والاسحار

(۴) کفایۃ المبتدی فی الفقہ الشافعی

(۵) حلیقات علی شرح قطر الندی

(۶) حواشی علی القاموس

(۷) وسائل البرکات شرح دلائل الخیرات

(۸) الیواقیت المشہور فی الاذکار المناثورۃ

(۹) ہدایۃ القوی الی الحج السوی

(۱۰) برہان الحکمۃ ترجمہ ہدایۃ الحکمہ

آپ نے لطائف الغرائب کی روایت کو اپنی مشہور کتاب "انوار المفارغ فی مناقب السید عبد القادر میں درج کیا ہے۔ مولانا برہان الدین خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب نور المطالب شرح مقالات غوث الشارقی والمعارف میں اس کا حوالہ لکھا ہے۔

لطائف الغرائب بحوالہ سراج العوارف

حضرت سید ابوالحسن احمد نوری میاں المارہروی رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ اپنے جواہر سید آل رسول رحمۃ اللہ علیہ سے عظیم حدیث اور علوم طریقت حاصل کئے اور بڑی جید اور عالی سند سے مسلسل بالاولیہ کی اجازت حاصل کی۔ چار واسطوں سے آپ کی یہ سند شیخ الاسلام زین الدین زکریا بن محمد الفزاری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی ہے۔ نزحۃ الخواطر کے مولف نے بھی مسلسل بالاولیہ کی اجازت آپ سے حاصل کی۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ "انوار و البھاء فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء" آپ کی مشہور تصنیف ہے (نزحۃ الخواطر جلد ہفتم ص ۸)

آپ نے اپنی مشہور کتاب "سراج العوارف فی الوصایا والمعارف" میں "لطائف الغرائب" کی روایت کو درج کیا ہے۔

ملاحظہ ہو سراج العوارف فی الوصایا والمعارف ص ۶۹ مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں، بحوالہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف حضرت غریب نواز نمبر ماہ اکتوبر نومبر ۱۹۹۸ء۔

لطائف الغرائب بحوالہ تفریح الخاطر

"تفریح الخاطر" کے مولف علامہ عبد القادر اربلی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظمت و جلالت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ تصانیف کثیرہ کے مصنف ہیں۔ حضرت الشیخ عبد الرحمن الطالبانی المتوفی ۱۳۵۵ھ آپ کے استاد

گرا می تھے۔ آپ کی تصانیف میں درج ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں

- (۱) آداب المریدین ونجاة المسترشدين
- (۲) شرح الصلوة المختصر للشیخ اکبر ابن عربی
- (۳) الدرر المکنون فی معرفة السرا مکنون
- (۴) شرح المعانی للشیخ فخر الدین العزقی
- (۵) التواہد الجمعی فی طریق الرفاعیہ
- (۶) مرآة الشیوخ و حدة الوجود
- (۷) اللطائف الرحمانیہ فی مراتب الحقیقۃ الانسانیہ
- (۸) حدیثہ الازہار فی الحکمۃ والاسرار
- (۹) حجة الکریم ورد المکنون
- (۱۰) الطریقۃ الرحمانیہ فی الرجوع والوصول الی الحضرة العلیہ
- (۱۱) النفس الرحمانیہ فی معرفة الحقیقۃ الانسانیہ

(ہدیۃ العارفین ص ۶۰۵) ذیل کشف القنون ص ۳۰۱ اسماعیل پاشا البغدادی طبع بیروت (جلد اول) مجسم الموفیقین، عمر رضا کمال، الجزء الخامس ص ۳۵۳

علامہ عبد القادر اربلی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفریح الخاطر میں لطائف الغرائب کی روایت کو نقل کیا ہے (تفریح الخاطر ص ۳۶ مطبوعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد)

لطائف الغرائب بحوالہ فاضل بریلوی

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لطائف الغرائب کی روایت کو بیان کرتے ہوئے منقبت غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

ہر پایت خواجہ ہند آں شہر کیوں جناب
نہ علی عینی و راسی گوید آں خاقان توکی
(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۶۷ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

لطاائف الغرائب بحوالہ لمعات خواجہ

لمعات خواجہ کے مصنف جناب شمس بریلوی سیرت و تصوف کی دنیا میں مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ "سید ارج النبوة" غنیۃ الطالبین، عوارف المعارف، نغرات الانس اور دوسری کئی مستند کتابوں کے مترجم ہیں۔ ان کتابوں کی ابتدا میں ان کا جامع، تحقیقی مقدمہ ان کی علمی بصیرت و وسعت مطالعہ کا آئینہ دار ہے۔ ان کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کو ارباب فقر و تصوف اور اہل علم و دانش نے بہت سراہا ہے۔ انہوں نے حضرت خواجہ غریب نواز کی سیرت پر تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل اس کتاب کو معین الدین احمد چشتی قادری اجیری کے تعاون سے مکمل کیا ہے۔ حضرت شمس بریلوی نے کتابیات میں "لطاائف الغرائب" کا نام درج کیا ہے اور اس کے حوالے سے حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان رضی اللہ عنہما کے ارشاد غویہ پر گردن جھکانے کا تذکرہ کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو "لمعات خواجہ" ص ۱۵۸، ۱۵۹ مطبوعہ ملت پر پبلشنگ پریس کراچی)

معرض کا غیر شعوری اعتراف

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے کہ معرض نے حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تھا (کہتے ہیں حضرت غریب نواز نے بل علی راسی و یحییٰ کہا) اس پر حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ (جب یہ قول "فنا فی الرسول" میں صادر ہوا تو اولیاء کا جھکنا حضور علیہ السلام کے سامنے تھا۔ یہ عبارت بھی معرض صاحب، غیر شعوری طور پر لکھ گئے، ان کا موقف تو تب ثابت ہوتا کہ حضرت سیالوی جو مشائخ پشت کی محبت میں سراپا مستغرق تھے فرماتے "العیاذ باللہ" یہ غلط روایت ہے، لطائف الغرائب نام کی کوئی کتاب نہیں ہے اور یہ گستاخانہ روایت ہے، مگر انہوں نے اس روایت کی تصدیق فرمائی۔ پھر کاتب نقد یہ نے یہ روایت، معرض سے کتاب میں درج کرائی اور ہم تک پہنچائی۔

حقیقت یہ ہے کہ معرض صاحب "لطاائف الغرائب" کو دل سے تسلیم

کرتے ہیں مگر زبان سے انکار کرتے ہیں۔ انہیں لطائف الغرائب کے نہ ہونے کا قطعاً کوئی یقین نہیں بلکہ وہ لطائف الغرائب کی تلاش میں ہیں اور اسے دیکھنا چاہتے ہیں اور ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے ۹۵-۹۶ء کو ہمیں ایک مکتوب میں لکھا تھا جو ہمارے پاس محفوظ ہے، ہم ان کی عبارت من و عن نقل کرتے ہیں (کیا کتاب "لطاائف الغرائب" آپ کے پاس موجود ہے، اگر ہے تو میں اسے دیکھنا چاہوں گا) اب ان کی اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ "لطاائف الغرائب" کو دل سے تسلیم کرتے ہیں مگر زبان سے اس کا انکار کرتے ہیں، اسی کو کہتے ہیں غیر شعوری اعتراف جو کسی چیز کی عظمت و صداقت کو نمایاں کرتا ہے۔

کسی کتاب کا نہ ملنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں

لطاائف الغرائب کے ہمارے ہاں دستیاب نہ ہونے کو اس بات کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ اس نام کی کتاب ہی نہیں۔ تفسیر و حدیث اور دوسرے علوم و فنون کی بے شمار کتابیں دستیاب نہیں مگر کسی نے ان کا انکار نہیں کیا۔ حدیث پاک کے بہت سے مجموعوں کا تذکرہ محدثین کرام کے حالات میں ملتا ہے مگر وہ کتابیں نایاب ہیں۔ فقہ و اصول فقہ کی بہت سی کتابوں کے حوالے، دوسری کتابوں میں ملتے ہیں مگر وہ کتابیں کافی کوشش اور تلاش کے باوجود میسر نہیں۔ یوں دیکھا جائے تو بعض آسانی کتابیں اور صحائف دنیا میں مفقود ہیں تو پھر کیا ان کے وجود کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت امام جلال الدین سیوطی، امام ابن حجر عسقلانی، علامہ عبد الغنی نابلسی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور بہت سے دوسرے علماء و مشائخ کی بہت سی تصانیف کا تذکرہ، ان کی کتابوں کی فہرست میں ملتا ہے اور دوسری کتابوں میں ان کے حوالے پائے جاتے ہیں، مگر خود وہ کتابیں دستیاب نہیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی کتاب کا نہ پایا جانا اس کے نہ ہونے کو مستلزم نہیں ورنہ اس ضابطے کے پیش نظر تو بہت سے علمی، فقہی اور فنی مباحث و

موضوعات، پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکیں گے اور عقائد و اعمال، اخلاق و معاملات، سیرت و تاریخ کے بہت سے مباحث مشکوک و مخدوش قرار پائیں گے۔ اس لئے ارباب علم و دانش اور اصحاب فقر و تصوف نے روایات کی صحت اور واقعات کے ثبوت کے لئے یہ شرط نہیں لگائی البتہ اس قدر ضروری ہے کہ اگر اصل کتاب دستیاب نہیں تو کم از کم اس کا حوالہ کسی کتاب میں ہو یا اس کی روایات کا تذکرہ، اہل علم و فضل کی زبان پر جاری ہو اور اس کی نشر و اشاعت اور شہرت و تشہیر کسی نہ کسی معتبر طریقے سے ہو۔

حدیث پاک کا مجموعہ ”مصنف عبد الرزاق“ کافی عرصے سے نایاب رہا ہے جبکہ اس کی روایات بہت سی کتابوں میں مندرج ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مقدس کی سب سے پہلے حقیقی پر مبنی حدیث اسی مجموعے کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے۔ بعض متعصب لوگوں نے یہاں تک اقدام کرنے سے بھی گریز نہیں کیا کہ ”مصنف عبد الرزاق“ کو طبع کرا دیا ہے اور اس میں سے یہ حدیث پاک حذف کر دی ہے اور بڑی دیدہ دلیری سے کہتے ہیں کہ یہ حدیث تو ”مصنف عبد الرزاق“ میں درج ہی نہیں۔

کچھ اس قسم کی صورت حال ہمارے ہاں لطائف الغرائب کے بارے میں واقع ہوئی ہے۔ پاکستان میں حضرات چشتیہ کے ایک دو کتب خانوں میں اس کتاب کی ہمیں پختہ اطلاع ملی ہے مگر ان کے ارباب بست و کشاد پوری شدت و لزوم سے اس کتاب کو ظاہر نہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اپنی اس جدوجہد کو جہاد اکبر سمجھتے ہوئے مشائخ چشت کے ساتھ حسن عقیدت کی تکمیل کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں، حالانکہ یہ کوئی ایسی روایت نہیں جو مشائخ چشت کے لئے موجب حقیقت ہو تاکہ اس کے چھپانے کا اس قدر اہتمام کیا جائے البتہ اسے تعصب اور تنگ نظری قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہمارے بعض معتد اہل علم احباب نے ہمیں یہ کتاب فراہم کرنے کا وعدہ

کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ یہ کتاب حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دور میں لکھی گئی جس کی قلیل مقدار میں اشاعت ہوئی اور یہ انڈیا کی بعض چشتیہ خانقاہوں اور پرانے کتب خانوں میں مل سکتی ہے مگر اس کے حصول میں کچھ موانع اور مشکلات ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہم لطائف الغرائب کو منظر عام پر لانے میں انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

فرمان غوثیہ کے صدور کی تاریخ میں غلط بیانی

ہم نے بھجۃ الاسرار، فلاکد الجواہر، نشر الحاسن اور اخبار الاخبار کے حوالے سے وضاحت کر دی کہ آپ کا یہ فرمان ۵۵۶ھ میں صادر ہوا۔ معترض صاحب سیرت و تاریخ کی تمام روایات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی کتاب کے ص ۲۷۱ پر لکھتے ہیں کہ (لقد اقرن قیاس یہ ہے کہ کلام هذا ۵۵۸ھ یا ۵۵۹ھ یا ۵۶۰ھ میں ظہور پذیر ہوا) یہ ہے معترض صاحب کی تحقیق اور تاریخی بصیرت کہ اس قسم کے مشہور عالم واقعہ کے بارے میں قیاس فرما رہے ہیں اور اس قدر متزلزل اور متذبذب ہیں کہ کوئی من متعین نہیں کر سکتے۔ چونکہ یہ معترض کی من گھڑت قیاس آرائی ہے اس لئے اس کو تقویت پہنچانے کے لئے ایک اور غلط بیانی کا سہارا لیتے ہیں اور وہ یہ کہ شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ”قدی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کی مجلس کے حاضرین میں سے تھے۔

غلط حوالہ، غلط مضمون اور غلط بیانی

قارئین کرام! معترض کی دیدہ دلیری، علمی خیانت اور غلط بیانی ملاحظہ کریں کہ من گھڑت کذب بیانی کو بھجۃ الاسرار کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں حالانکہ بھجۃ الاسرار میں ایسی کوئی روایت نہیں کہ شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ قدم شریف کے اعلان کی مجلس میں شریک تھے۔ معترض شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ زیر قدم اولیائے کرام میں کیوں کر رہے ہیں محض اس لئے کہ فرمان غوثیہ کی تاریخ کا غلط بیان ثابت ہو سکے اور وہ یہ فلسفہ پیش کر سکیں کہ

فرمانِ غوثیہ پر گردنیں جھکانے کی کارروائی ۵۴۸ھ تا ۵۳۰ھ کے عرصے میں مکمل ہو گئی اور حضرت سلطان الہند غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۳۶ھ یا ۵۳۷ھ ہے اس لئے آپ کے گردن جھکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر ان کا یہ مقصد اس من گھڑت روایت سے وابستہ نہ ہوتا تو حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی زیرِ قدم نہ لاتے کیونکہ اس قسم کی روایات جو فضیلتِ غوثیہ پر مشتمل ہوں۔ معترض صاحب کے مزاج اور موقف کے خلاف ہیں۔

روایات کی نسبت میں خیانت

معترض نے بڑے وثوق و اعتماد سے غلط بیانی کرتے ہوئے کہا کہ بھجۃ الاسرار کے مطابق حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ 'مجلس قدم شریف' میں شریک تھے یہ بات سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال منور نعین اور سیرت نگاروں کے مطابق ۵۳۵ھ ہے اور بھجۃ الاسرار کے مطابق فرمانِ غوثیہ کا صدور ۵۵۶ھ میں ہے۔ پھر گردن جھکانے والے اولیائے کرام کی جو فہرست 'علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھجۃ الاسرار میں پیش کی ہے اور اسی کو تمام سیرت نگاروں نے معتبر سمجھا ہے اس میں شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بھی نہیں اور تذکرہ ہوتا بھی کس طرح کہ وہ اس مجلس میں شریک ہی نہ تھے اور اس فرمان کے صدور سے اکیس سال پہلے وفات پا چکے تھے۔ (بھجۃ الاسرار ص ۷)

معترض کی غلط بیانی کا ثبوت

ویسے تو ہم نے مشہور اکابر علماء و مشائخ کی کتابوں کے حوالے سے فرمانِ غوثیہ کے صدور کا سن ۵۵۶ھ پیش کر دیا جس سے معترض کی یہ من گھڑت کہانی خود بخود دم توڑ جاتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے معترض کو آگاہ کر دیں کہ وہ

سکتا ہے کہ انہیں اپنی غلط بیانی اور من گھڑت کہانی پر کچھ احساس ہو۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے قدم پاکِ غوثیہ کے نیچے گردن جھکانے والے اولیائے کرام کے بارے میں اصحابِ رقبہ کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے اور اولیائے حاضرین و غائبین کے گردن جھکانے کی تفصیل بیان فرمائی۔

چنانچہ شیخ ابوبکر بن مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے دینارِ مغرب میں گردن جھکائی جب یا رانِ مجلس نے خلوت میں وجہ پوچھی تو فرمایا آج شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو حق تعالیٰ سے یہ حکم ہوا ہے اور وہ یہ کہنے پر مامور ہوئے ہیں کہ "قدی حذ علی رقبۃ کل ولی اللہ" یہ سن کر زمانہ کے تمام اولیاء اللہ نے کمالِ عجز و انکسار سے گردنیں جھکالیں ہیں چنانچہ میں نے بھی حق تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی ہے اور آنحضرت کے زیرِ قدم ہونے کے لئے گردن جھکا لی ہے۔ اس کے بعد کسی نے سوال کیا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اصحابِ رقبہ میں ہیں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال ہوگی اور یہ عمر ان کے ابتدائے سلوک کی ہے ہاں اگر آپ کے شیخ حضرت خواجہ عثمان صوفی قدس سرہ اصحابِ رقبہ ہوں تو تعجب نہیں اگر آپ بھی نہ ہوں تو آپ کے شیخ حاجی شریف زبیدی قدس سرہ ضرور اصحابِ رقبہ میں ہوں گے۔ (مقائیس المجالس ص ۲۷۹)

وضاحتِ فریدی پر مترتب نتائج

آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت سے فرمانِ غوثیہ کی وہی تاریخ سامنے آتی ہے جو اکابر مشائخ کے حوالے سے ہم نے بیان کی۔ اس روایت سے معترض کی اس من گھڑت کہانی کا بھرم کھل گیا کہ حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۳۵ھ 'مجلس قدم شریف' میں شامل تھے کیونکہ بقول حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بوقتِ اعلان حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اٹھارہ سال کے تھے اور آپ کا سن ولادت

۵۳۷ھ ہے۔ (ملاحظہ ہو: "مناقب المجاہدین" ص ۲۳)

اس لحاظ سے فرمانِ غوثیہ کے صدور کا سن ۵۵۶ھ درست ثابت ہوتا ہے جبکہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۵۳۵ھ میں وصال فرما گئے۔ یہ ہیں معترض صاحب کے تحقیقی و تاریخی کارنامے جنہیں پڑھ کر ہر صاحبِ عقل کو حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ آخر معترض کو اتنے پاپے پیلنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور وہ اس روش سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں جو حضرات مشائخِ چشت کے بالکل برعکس ہے۔

شاہ محمد حسن صابری چشتی رامپوری کی تصریح

معترض صاحب کی معلومات میں اضافے کے لئے گزارش ہے کہ کتاب حقیقتِ گلزار صابری (جس کے حوالے انہوں نے اپنی کتاب میں درج کئے) کے مطابق حضرت شاہ محمد حسن صابری چشتی رامپوری نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۵۲۲ھ ہے اس روایت کے مطابق آپ کا فرمانِ غوثیہ پر گردن جھکانا مزید یقینی بن جاتا ہے اور معترض صاحب کی کوشش مزید بے سود ثابت ہوتی ہے۔ (حقیقتِ گلزار صابری ص ۵۶۲ مطبع صابریہ قصور)

شیخ یوسف ہمدانی اور علامہ شطنوفی کی روایت

بہجۃ الاسرار میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے

قدم الی بغداد جل من ہمدان یقال لیسف الہمدانی وکان یقال انہ القطب فنزل فی رباط فلما سمعت بہ مشیت الی الرباط فلم ارہ فسلت عنہ فقیل لی ہو فی السرداب فنزلت الیہ فلما آتی قام واجلسنی وقریننی و ذکر لی جمیع احوالی وحل لی جمیع ما کان اشکل عنی ثم قال لی یا عبدالقادر نکلم علی الناس فقلت یا سیدی انار جل اعجمی ایش انکلم علی فصحاء بغداد فقال لی انت الان حفظت الفقه واصول الفقه والخلاف والنحو واللغة وتفسیر

النقر آن الان یصبح لک ان تتکلم علی الناس اصعد علی الکرسی وتکلم علی الناس فانی لری فیک عمر قانو سیصیر نخلہ

بہجۃ الاسرار ص ۴۷

ہمدان سے بغداد میں ایک شخص آئے، جنہیں یوسف ہمدانی کہا جاتا تھا اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ وہ قطب ہیں۔ جب میں نے ان کے متعلق سنا تو سرائے میں ان سے ملنے گیا میں نے انہیں وہاں نہ دیکھا پھر میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ خانے میں ہیں پس میں وہاں چلا گیا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے، مجھے بٹھایا اور اپنے قریب کیا اور میرے تمام احوال بیان فرمائے اور میرے جتنے اشکال تھے انہیں حل کر دیا پھر مجھے فرمایا، اے عبدالقادر آپ لوگوں کو خطاب کریں میں نے کہا جناب میں غمی ہوں، فصحاء بغداد سے کیا خطاب کروں۔ پس انہوں نے مجھے فرمایا، اب آپ نے فقہ، اصول، فقہ، خلاف مذہب، نحو، لغت اور تفسیر قرآن سب علوم یاد کر لئے ہیں۔ آپ کے لئے مناسب ہے کہ لوگوں سے خطاب کریں۔ تب کرسی پر بیٹھیں اور لوگوں سے خطاب کریں میں آپ میں وہ عرق (اصل) دیکھ رہا ہوں جو کجور کا درخت بنے گی۔

روایت کا واضح مطلب اور مفہوم

بہجۃ الاسرار کی روایت مع سلیس ترجمہ ہم نے درج کر دی ہے جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد ابتدائے سلوک میں حضرت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کا احترام کیا، تعظیماً کھڑے ہو گئے، اپنے پاس بٹھایا اور قریب کیا۔ انہوں نے آپ کے سب احوال بیان فرمائے، آپ کے اشکالات رفع کئے اور آپ کو تبلیغ و ارشاد کا مشورہ دے کر آپ کے حق میں پیش گوئی فرمادی۔ باقی رہا اس روایت سے معترض صاحب کا یہ اجتہاد و استخراج کہ نقشبندی غوثِ اعظم نے حضرت شیخ عبدالقادر کو غوثِ اعظم بتایا اور نقشبندیوں

کا سلسلہ قادریہ پر یہ بڑا احسان ہے اس کا روایت سے کوئی تعلق نہیں۔
 سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں بلکہ ان کے متعلقین سے اس قسم کے
 کسی اجتہاد و استخراج کا ثبوت نہیں اور جہاں تک ہمارے علم میں ہے انہوں نے
 معترض کو بھی کوئی درخواست پیش نہیں کی کہ وہ اس خود ساختہ اجتہاد کی
 نشر و اشاعت کر کے نقشبندیوں سے تعاون کریں۔ بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو
 ہار گاہ غوثیت سے جو عقیدت و احترام ہے اس کا تفصیلی تذکرہ مستند کتابوں کے
 حوالے سے ہو چکا ہے۔ معترض صاحب نے بلا ضرورت بغیر کسی پیشکش کے از خود
 یہ زحمت اٹھائی اور اپنا فرض منہی سمجھتے ہوئے بزمِ خویش یہ اجتہادی کارنامہ
 سرانجام دیا۔

معترض کی غلط بیانی و رحن شیخ یوسف حمدانی

معلوم نہیں معترض کو بے سند اور بے ثبوت روایات کے اندراج سے کیا
 فائدہ ہوتا ہے۔ جس طرح انہوں نے مجلسِ قدم شریف میں حضرت شیخ یوسف
 حمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کی بلا سند اور بے تحقیق روایت اپنے ایک فاسد
 مقصد کی خاطر اپنی کتاب میں درج کی ہے اور ہم نے دلائل کی روشنی میں اس کی
 تردید کی۔ اسی طرح اپنی کتاب کے ص ۵۳ پر ایک انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں
 کہ ان لوگوں (قادریوں) کی طرف سے اس غوث کو پردہ خفا میں رکھنے کی بہت بڑی
 اور شعوری کوششیں کی گئی ہیں مگر بفضلہ تعالیٰ اب حجاب اٹھتا ہے۔ سنئے وہ غوث
 جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو غوث بنایا وہ سلسلہ عالیہ
 نقشبندیہ کے عظیم شیخ سیدنا ابویعقوب یوسف حمدانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پھر
 معترض نے علامہ یوسف بن اسماعیل النہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا حوالہ دیا کہ
 ان کے مطابق وہ غوث حضرت شیخ حمدانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔
 معترض کی بے فائدہ کوشش

ہم پورے وثوق سے کہتے چلے آئے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ معترض

صاحب کو کتابوں کے مطالعہ کی عادت نہیں ہے۔ مذکورہ بالا روایت ہی کو لئے لیجئے
 ان کا یہ کہنا کہ قادری سلسلہ کے لوگ اس غوث کے نام کو چھپاتے رہے ہیں
 جنہوں نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کبریٰ پر یہ اعلان کریں
 گے ”مقدمی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ اور بقول معترض جس غوث نے حضرت
 غوث پاک کو غوث بنایا تھا پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی قادری بزرگ نے ان کے نام
 کو چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ بھجۃ الاسرار میں علامہ شطنونی رحمۃ اللہ علیہ
 نے لکھا ہے کہ جس بزرگ نے فرمان غویہ کی پیش گوئی کی قیس رجل اسمہ
 العون رضی اللہ عنہ و قیل ابو یعقوب یوسف بن ایوب
 الہمدانی۔ (بھجۃ الاسرار ص ۵ طبع مصر)

اس غوث کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا نام حضرت عون رضی اللہ عنہ تھا اور یہ
 بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام ابویعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی تھا۔
 چونکہ اس غوث کے نام کے تعین میں اس زمانے سے اختلاف تھا جسے
 علامہ شطنونی نے نقل کر دیا اس لئے سب تذکرہ نگاروں نے نام کے متفق علیہ نہ
 ہونے کی وجہ سے ان کا نام درج نہ کیا بلکہ لفظ الغوث لکھ دیا جس سے مقصد پورا ہو
 جاتا ہے۔ اگر یہ چھپانے کی کوئی بات ہوتی تو علامہ شطنونی چھپا سکتے تھے مگر انہوں
 نے اس مختلف فیہ نام کا ذکر کر دیا۔ پھر اس روایت میں کوئی ایسی بات ہے جو
 حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی عظمت کے خلاف ہے۔ صالحین کی زیارت کرنا
 اور ان سے دعا کرنا تو موجب فضیلت ہے اگرچہ روایت میں اس غوث کے دعا
 کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طلب دعا کا ذکر
 ہے وہاں صرف یہ تذکرہ ہے کہ اس غوث نے آپ کی عزت فرمائی آپ کو اپنے
 قریب بٹھایا اور آپ کو صالحین کے ادب پر اللہ تعالیٰ اور رسول پاک علیہ السلام کے
 راضی ہونے کی خوشخبری سناتے ہوئے پیش گوئی فرمائی کہ آپ بغداد میں اعلان
 کریں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

بارگاہِ غوثیہ سے شیخ یوسف ہمدانی کا استفادہ

سلسلہ چشتیہ کی مشہور کتاب "اقتباس الانوار" مصنفہ بارہویں صدی ہجری جس کے حوالے معترض نے اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں اس میں درج ہے۔
وہ پیشوائے طریقہ نقشبندیہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی نیز از خدمت آنحضرت
نعت یافتہ۔ طریقہ نقشبندیہ کے پیشوا، شیخ خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے
بھی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے نعت حاصل کی۔ (اقتباس الانوار ص ۸۱)

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے غلیفہ، مرزا آفتاب
بیک چشتی سلیمانی ششی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور پیشوائے طریقہ نقشبندیہ،
حضرت خواجہ یوسف ہمدانی بھی آپ (حضرت غوث پاک قدس سرہ) سے فیضیاب
ہوئے۔ (تحفۃ الاسرار جدول اول حصہ اول ص ۲۹ مطبع رضوی دہلی)

شیخ یوسف ہمدانی اور عظمت غوثیہ کا اعتراف

علامہ شافعی نے بیہجۃ الاسرار میں شیخ محمد بن یحییٰ الناذنی الحلی نے
"تلاک الجواہر" میں امام عبداللہ یافعی نے "نشر الحاسن" میں اور مولانا عبدالرحمن
جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے "نغات الانس" میں یہ روایت درج کی ہے اور سیرت و
تاریخ کی دوسری بہت سی کتابوں میں بھی یہ روایت پائی جاتی ہے کہ حضور غوث
اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ستائیس ذوالحجہ ۵۲۹ھ بدھ کے روز،
مقبورہ شونیزہ میں فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ علماء، فقہاء اور
صوفیاء کی ایک جماعت تھی۔

آپ، حضرت شیخ حماد دہاس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کافی دیر ٹھہر کر دعا
فرماتے رہے، یہاں تک کہ دن کی گرمی سخت ہو گئی جب آپ لوٹے تو طبیعت پر
انہماک تھا، اصحاب کے پوچھنے پر فرمایا کہ شعبان ۴۹۹ھ میں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی
سمیت میں ہم جامع "رصاصہ" میں نماز جمعہ کے لئے جا رہے تھے۔ راستے میں واقع
ایک پل پر حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دھکا دے کر پانی میں گرا دیا۔ سخت

معترض صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں
حضرت مولانا عبدالرحمن جہاں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
علیہ نے بھی نقشبندی غوث اعظم کا تذکرہ نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے بھی انہیں لکھا
ہے اور شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا تعین نہیں کیا۔
(مکتوبات مجددیہ ص ۳۴ و فتاویٰ حصہ پنجم نغات الانس مولانا جہاں ص ۳۵۳)

معترض صاحب اپنی کتاب کے ص ۲۷۵ پر ملفوظات حضرت میاں میر
قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ از شاہزادہ داراشکوہ مصنف ۱۰۵۲ھ کے حوالے سے
لکھتے ہیں۔ خواجگان کے سلسلہ سے خواجہ یوسف ہمدانی جو اس سلسلہ کے سردار
ہیں، بغداد میں حضرت غوث اعظم کی صحبت میں رہے۔ اس کے فوراً بعد معترض
صاحب طبعی مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے بریکٹ میں لکھتے ہیں (قادری، مومناہات
الٹ دیتے ہیں) اندازہ کیجئے، حضرت میاں میر قادری لاہوری اور سفینۃ الاولیاء کے
مصنف شاہزادہ داراشکوہ، بات الٹ دیتے ہیں مگر معترض، بات نہیں الٹتے جن کی
پوری کتاب، قطع دہریہ، علی خیانت، کذب بیانی اور تحریف و تبدیل کا مجسمہ ہے۔
معترض کی غیر معقول ترمیم

معترض نے اپنی کتاب کے ص ۳۱۵ پر خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
کو نقشبندی غوث اعظم لکھا ہے حالانکہ سلسلہ نقشبندیہ کا یہ شخص لقب، حضرت
بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوتا ہے جن کا وصال ۷۹۱ھ میں
ہے جبکہ شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ
علیہ سے دو سو چھپن سال پہلے ۵۳۵ھ میں وصال فرما گئے۔ ویسے اس قسم کی ترمیم،
سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں نے جاری نہیں فرمائی اور انہوں نے حضرت ابراہیم
بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ سے پہلے بزرگوں کے نام کے ساتھ چشتی نہ لکھا
کیونکہ یہ سلسلہ عالیہ بعد میں حضرت شیخ ابواسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے چشتیہ
کے نام سے موسوم ہوا ہے اور یہ بزرگ ان سے پہلے وصال فرما گئے تھے۔

سردی کا موسم تھا میرے سارے کپڑے تر ہو گئے۔ اس پر شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ مریدین میرے بارے میں تنقید کرنے لگے تو انہوں نے سختی سے روکا اور فرمایا، میں ان کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ میں نے انہیں استقامت کا پہاڑ پایا جو ذرا بھر بھی حرکت نہیں کرتا۔

پھر فرمایا آج میں نے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں دیکھا کہ اعلیٰ لباس اور زیور رات پہنے ہوئے ہیں۔ ان کے سر پر یاقوت کا تاج ہے مگر ان کا دایاں ہاتھ شل ہے۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو پانی میں دھکا دیا تھا۔ کیا آپ مجھے معاف کر دیں گے؟ میں نے کہا بالکل، پھر میں نے ان کے لئے دعا کی اور پانچ ہزار اولیائے کرام نے اپنی قبروں میں میری دعا پر آمین کہی، یہاں تک کہ ان کا ہاتھ درست ہو گیا اور انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔

یہ بات بغداد میں مشہور ہوئی تو حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کو ناگوار گزری چنانچہ وہ وفد کی صورت میں حضرت غوث اعظم قدس سرہ کے مدرسے میں وضاحت چاہنے کے لئے آئے مگر آپ کے جلال کی وجہ سے بات نہ کر سکے۔ آپ نے خود فرمایا کہ تم 'مشائخ' میں سے دو بزرگوں کا انتخاب کر لو تا کہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔ پس شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء نے شیخ ابو یعقوب یوسف حمدانی رحمۃ اللہ علیہ جو ان دنوں بغداد میں وارد ہوئے تھے، ان پر اور شیخ عبدالرحمن کزدی رحمۃ اللہ علیہ پر اتفاق کیا اور کہا آپ ایک ہفتہ میں ہماری تسلی کرادیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ تمہارے یہاں سے اٹھنے سے قبل تمہارے لئے حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

شیخ ابو یعقوب یوسف حمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالرحمن کزدی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مراسفے میں سر جھکا یا اور دوسرے لوگ بھی سرنگوں ہوئے۔

فصاح الفقراء من خارج المدرسة وانا الشیخ یوسف قد جاء حافیا

یشتنفی علوه حتی دخل المدرسة وقال اشهدنی اللہ عز و جل الساعة الشیخ حماد وقال لی یا یوسف اسرع الی مدرسة الشیخ عبدالقادر وقل لیمشائخنا فیہا صلیق الشیخ عبدالقادر فیما أخبرکم بہ عنی فلم ینم الشیخ یوسف کلامہ حتی جاء الشیخ عبدالرحمن وقال مثل قول الشیخ فقام المشائخ کلہم ینسفرون للشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

پس مدرسہ کے باہر سے فقراء کا شور بلند ہوا، اچانک شیخ یوسف حمدانی ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے مدرسہ میں داخل ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابھی مجھے شیخ حماد کا مشاہدہ کرایا ہے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا اے یوسف، شیخ عبدالقادر کے مدرسے میں جلدی پہنچو اور وہاں پر جمع شدہ مشائخ سے کہو کہ میرے بارے میں شیخ عبدالقادر نے تمہیں جو خبر دی ہے وہ بالکل درست ہے۔ ابھی شیخ یوسف حمدانی کلام مکمل نہیں کر پائے تھے کہ شیخ عبدالرحمن کزدی بھی آگئے اور انہوں نے بھی شیخ یوسف حمدانی کی طرح خبر دی۔ پس تمام مشائخ اٹھے اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں مغفرت و رحمت کی دعائیں کرنے لگے۔

(ملاحظہ ہو، بھجۃ الاسرار ص ۵۴ طبع مصر، نغرات الانس ص ۳۶۰ مطبع اسلامیہ شمیم پریس لاہور، قلائد الجواہر ص ۳۵ طبع مصر، نشر الحاسن للشیخ یافعی بھامش جامع کرامات الاولیاء للشیخ النجاشی ص ۴۵ جلد اول طبع بیروت، الفوائد الحیدثیۃ للشیخ ابن حجر مکی ص ۲۲۹ مطبوعہ مصر)

فرمان غوثیہ کی اطاعت فضیلت ہے

جس قدم پاک کے نیچے اولیائے کبار اور مشائخ نامدار نے اطرافِ عالم میں گردن جھکائی ہو اور اس پر فخر کیا ہو، اس کے برکات و فیوضات سے مشرف ہونا تو فضیلت عظمیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ علی بن حجتی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مقامِ قلیبیت پر فائز لکھا ہے، انہوں نے اولیائے

حاضرین میں سب سے پہلے کرسی کے قریب پہنچ کر آپ کے قدم اقدس کو شام کر
اپنی گردن پر رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا
لأنه أمران بقولها ولن له في عزل من أكرها عليه من الأولياء
فأردت أن يكون أول من سارع إلى الانقياد له
(نشر الحسن بھاش جامع کرامات الاولیاء جلد دوم ص ۳۴)

اس لئے کہ آپ کو اس فرمان کا امر کیا گیا اور آپ کو اذن دیا گیا کہ اولیائے کرام میں
سے جو بزرگ اس فرمان کا انکار کرے آپ اسے مقام ولایت سے معزول کر دیں۔
پس میں نے چاہا کہ آپ کی اطاعت میں جلدی کر کے اولیت حاصل کروں۔
فرمانِ غوثیہ کی اطاعت باعثِ فخر ہے

حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شاہ فخر الدین
بریلوی محبِ انبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ع: زبائے پاک او فخریت دوش پاکبازاں را
آپ کے قدم پاک کے نیچے گردن جھکانا پاکباز لوگوں کے لئے فخر کا باعث ہے۔
فرمانِ غوثیہ کی اطاعت سعادت ہے

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (کوت منھن شریف) فرماتے ہیں۔
پس ہر دلی کمال، متسمیٰ غوث، قطب، او تائب و غیرہ قریب و بعید سب یہ کلام
سن کر پوری رضا و رغبت سے حضرت شیخ کے زیر قدم ہو کر سر فراز و ممتاز ہوئے
اور سب سے پہلے ولی اللہ جو اس سعادت سے مشرف ہوئے شیخ علی
حسینی رضی اللہ عنہ تھے جن کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مقامیں
الجاس ص ۲۷۸)

فرمانِ غوثیہ پر چند سطحی اعتراضات

فرمانِ غوثیہ کے بارے میں ہم نے پوری تفصیل سے اکابر علماء و مشائخ کی
مستند کتابوں سے حوالے پیش کر دیئے جن کی روشنی میں اس ارشاد کا باہر الہی ہونا

جمع اولیائے حقدین و معاصرین و متاخرین کے لئے اس کا عموم و شمول اور
بحالتِ صحو و تمکین اس کا صدور روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ زمانے بھر کے
اکابر اولیائے کرام نے گردن جھکا کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت و
جلالت کا اعتراف کیا اور اس فرمان کی اطاعت کو باعثِ شرف و افتخار سمجھا۔

ایک طرف تو وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے یہ سعادت حاصل کی اور
اس کے حصول کا اعتراف کرتے ہوئے عظمتِ غوثیہ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔
چنانچہ امت مسلمہ کے جلیل القدر اکابر علماء و مشائخ نے اس موضوع پر مستند
کتبیں لکھیں اور تقریباً نو سو سال کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ دوسری طرف معترض
صاحب ہیں جن کے قلب و دماغ میں قطبِ اعظم اور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے
اس مشہور عالم، زبانِ روح خاص و عام، کائناتی و آفاقی وسعتوں کے حامل فرمان
عالیشان کے بارے میں اعتراضات اور آپ کی سیرتِ طیبہ اور اخلاق و اوصاف کے
بارے میں شکوک و شبہات ہیں۔ تعجب اس بات پر ہے کہ یہ سب کچھ ایسے لوگوں
سے صادر ہوا ہے جو اپنے آپ کو بزرگانِ دین اور مشائخِ سلاسل خصوصاً حضرات
مشائخِ چشت کا عقیدت مند کہلاتے ہیں اور بزرگوں کے مسلک و مشرب سے
منسلک سمجھتے ہیں۔ بزرگانِ دین اور مشائخ کے ساتھ نسبت و تعلق کے مدعی اس
قسم کے لوگوں کے بارے میں کوئی مستحسن رائے قائم کرنا بڑا مشکل کام ہے۔
معترض کے اعتراضات کا خلاصہ

معترض نے ارشادِ غوثیہ کے عموم و شمول پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے
کہ لفظ ولی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل ہے۔ اگر ان حضرات کے لئے ارشادِ
غوثیہ کا عموم ثابت ہو تو بے ادبی اور گستاخی لازم آتی ہے۔ اسی طرح اولیائے
مصدقین میں آپ کے مشائخ کرام بھی شامل ہیں ان کا زیر قدم ہونا لازم آتا ہے۔
اگرچہ لفظ گل اس ارشاد میں مذکور ہے مگر بہت سے مقامات پر کل بول کر بعض افراد
مراد لئے جاتے ہیں۔ معترض نے قرآن مجید کی آیات سے بھی استدلال کیا اور یہ

وہ ولی اللہ تھے۔ یہ دونوں جواب غلط اور نامناسب ہیں، حالانکہ جی بر حقیقت ہیں کہ ان نفوس قدسیہ میں ہر شخصیت 'ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ یہ دونوں جواب کس لئے نامناسب قرار پائے اس لئے کہ سائل کا مقصد ان شخصیات کے بارے میں ایسی امتیازی معلومات کا حصول ہے جن کے ذریعے ان کی خاص تعریف اور پہچان ہو سکے اور وہ خاص تعریف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے۔

اگر کوئی معترض صاحب سے یہ دریافت کرے کہ جناب کی کتاب کے نام "کلام الاولیاء الاکابر" میں اولیاء سے کیا مراد ہے۔ کیا آپ حضرات صحابہ کرام مراد لیتے ہیں اور آپ نے ان حضرات کے اقوال پیش کئے ہیں، یقیناً ان کا جواب یہی ہو گا کہ اولیائے کرام سے مراد یہاں وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں اولیاء، صوفیا اور مشائخ کے خاص لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

ری یہ بات کہ مناقب اولیاء پر مشتمل کتابوں میں حضرات صحابہ کرام کا ذکر خیر ہے تو جناب والا وہ ذکر خیر حیرک کے لئے ہے، نیز وہ حضرات 'ولایت کے اعلیٰ ترین مقام پر تھے اور اولیائے کرام' ان سے مستفید ہیں، اس لئے ان کی مرکزی حیثیت کی وجہ سے ان کا ذکر خیر کیا گیا۔ ان کے تذکرے کا یہ مقصد نہیں کہ اولیائے کرام کے حالات پر مشتمل کتابوں میں مذکور ہونے کی بناء پر انہیں اعلیٰ و افضل مرتبہ، صحابیت سے محروم کر دیا جائے اور اس عام لقب سے یاد کیا جائے جو ان کے مستفیدین کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر اولیائے کرام کے حالات پر مشتمل کتابوں میں تذکرے کی بناء پر حضرات صحابہ کرام کو اولیاء کہا جائے یا معترض کی طرح 'ولی اللہ کی پہچان یہی طے کر لی جائے کہ جس کا ذکر 'اولیائے کرام کے تذکروں میں ہو وہ ولی اللہ کہلائے گا تو پھر اس طرح نہ صرف صحابہ کرام اپنے اعلیٰ و ارفع لقب، صحابیت سے محروم قرار پائیں گے بلکہ دیگر افراد جن کا ذکر 'بزرگوں سے متعلق ہونے کی وجہ سے کسی کتاب میں درج ہو تو معترض کے ضابطے کے مطابق

ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کل کا مدخل بعض افراد ہوتے ہیں۔ معترض نے عرف کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ عرف عام کی وجہ سے حضرات صحابہ کرام کو ولایت کے شرف سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اس قسم کے عرف کا کوئی ثبوت اور دلیل نہیں جس سے حضرات صحابہ کرام ولایت کے شرف سے محروم ہو کر اس ارشاد سے مستثنیٰ قرار پائیں۔ معترض صاحب 'عرف کے بارے میں کتاب کے ص ۱۳۲ پر لکھتے ہیں۔ لوجی عرف کا بڑا شور مچاتے تھے، معترض نے اولیائے کرام کی سیرت و تعلیمات پر مشتمل کتابوں میں حضرات صحابہ کرام کے ذکر خیر سے استدلال کیا ہے کہ اولیائے کرام کا خطاب سب کو شامل ہے تب ہی تو ایسی کتابوں میں ان سب حضرات کا تذکرہ ہے۔

معترض کے پہلے اعتراض کا جواب

اس میں شک نہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ولایت کے اعلیٰ درجات پر فائز تھے اور مناقب اولیاء کی کتابوں میں تہرکات کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود ان نفوس قدسیہ کی خصوصی تعریف اور پہچان 'ولی کے لقب سے نہیں ہوتی بلکہ ان کے مخصوص شرف اور لقب صحابی رسول سے ہوتی ہے۔ ایک طالب علم بھی جانتا ہے کہ تعریف، تخصیص اور امتیاز کے لئے ہوتی ہے اور تعریف کے ذریعے معرف کو دوسروں سے امتیاز دینا مقصود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعریف کا اعلیٰ درجہ یعنی حد نام، جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے تاکہ معرف کو کامل امتیاز و خصوصیت حاصل ہو۔

ہم معترض صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر ان سے کوئی سوال کرے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کون تھے۔ تو کیا وہ جواب میں یہ کہیں گے کہ وہ ولی اللہ تھے حالانکہ یقیناً وہ ولی اللہ تھے۔ بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ ہر نبی برحق اور رسول برحق کو ولایت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔ اگر معترض صاحب سے سوال کیا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کون تھے تو کیا وہ یہ جواب دیں گے کہ

وہ سب کے سب ولی اللہ قرار پائیں گے اور یہ کوئی معقول بات نہیں۔

سیدھی سی بات ہے کہ بزرگوں کے فضائل و مناقب پر مشتمل کتابوں میں حضرات صحابہ کرام کا تذکرہ بلکہ ذکرِ خداوندی اور ذکرِ رسول پاک ﷺ یہ سب کچھ تبرک کے طور پر ہوتا ہے اور اس کو اس بات کی دلیل بنانا کہ جس کا تذکرہ بھی بزرگوں کی کتاب میں ہو جائے وہ ولی اللہ ہوتا ہے ایک سطحی اور بے وزن بات ہے۔ معترض کے اس فلسفے کی بناء پر وہ کتابیں جو قصص و حالاتِ انبیائے کرام علیہم السلام پر مشتمل ہیں اور ان میں انبیائے کرام کے ساتھ ساتھ ان کے اصحاب و مقلوبین کا تذکرہ ہے تو پھر کیا انہیں اسی بناء پر نبی تسلیم کر لیا جائے گا کہ انبیائے کرام کے حالات پر مشتمل کتابوں میں ان کا ذکر خیر ہے۔

عقلمند بریں عقل و دانش بہاید گریست

ولی کی تعریف میں صوفیاء کے اقوال

رسالہ تفسیر یہ میں شیخ ابو علی الجوزجانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے

الولی هو الشافی فی حالہ الباقی فی مشاہدۃ الحق سبحانه وتولی اللہ تعالیٰ سیاستہ فتوالت علیہ انوار التولی لم یکن لہ عن نفسه اخبار ولا مع غیر اللہ قرار۔ (رسالہ تفسیر یہ ص ۱۱۸ دار الکتاب العربی بیروت)

ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال میں فنا ہو اور مشاہدۃ حق میں باقی ہو، اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی کا متولی ہوتا ہے۔ پس اس تولیت کے انوار اس پر لگا تار چمکتے رہتے ہیں۔ اس کو اپنے نفس کی کوئی خبر نہیں ہوتی اور وہ غیر خدا کے ساتھ قرار نہیں پکڑتا۔ امام ابو القاسم تفسیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

الولی لہ معنیان احدهما فاعیل بمعنی مفعول وهو من يتولى الله سبحانه امره قال الله تعالى وهو يتولى الصالحين فلا يكله الى نفسه لحفظه بل يتولى الحق سبحانه امر عابته والشأنی فاعیل مبالغۃ من الفاعل وهو الذي يتولى عبادة الله تعالى وطاعته وعبادته نجری

عالی التوالی من غیر ان ینخللہا عصیان وکلا الوصفین واجب حتمی یکون الولی ولیا یحب فیامہ بحقوق اللہ تعالیٰ علی الاسبقصاء والاسنیفاء و دوام حفظ اللہ تعالیٰ ایامہ فی السراء والضراء۔ (رسالہ تفسیر یہ ص ۱۱۸ دار الکتاب العربی بیروت)

ولی کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ لفظ ولی، فاعیل کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہو یعنی ولی وہ شخص ہے جس کے کام کا اللہ تعالیٰ متولی ہو، جس طرح کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ وہ صالحین کا متولی ہے۔ پس اسے ایک لحظہ کے لئے بھی اپنے نفس کے حوالے نہیں فرماتا، بلکہ حق تعالیٰ اس کی گمرانی کا خود متولی ہوتا ہے۔ ولی کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ولی، فاعیل صیغہ مبالغہ بمعنی فاعل کے ہو، یعنی وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری کی ذمہ داری خود سنبھال لے، پس اس کی عبادت لگا تار جاری رہے بغیر اس کے کہ اس میں تافرمانی سے خلل پڑے۔ ولی میں ان دونوں وصفوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ ولی ایسا ولی ہو کہ وہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سب حقوق پورے پورے ادا کرنا پسند کرے اور خوشی و غمی میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔

حضرت داماد گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اندر حکایات است کہ ابراہیم اوہم مروے را گفت خواہی تا تو ولی ہاشمی از اولیائے خدا گفت بلے میخوانم گفت لا ترغب فی شی من الدنیا والاخرۃ و فرغ نصفک اللہ و اقبل بوجہک علیہ حضرت ابراہیم بن اوہم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی بن جائے۔ اس نے عرض کیا کیوں نہیں میں چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا دنیا اور آخرت کی کسی چیز میں رغبت نہ کر اور دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے فارغ کر دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ کر۔

وازار ابو یزید البسطامی پر سید ند ولی کہ باشد گفت الولی هو الصابر تحت

الاموالہی۔ حضرت ابو یزید اصفہانی سے پوچھا گیا، ولی کون ہوتا ہے تو انہوں نے فرمایا، ولی وہ ہوتا ہے جو امر و نہی الہی کے ماتحت ہو کر جبر سے کام لے۔ (کشف المحجوب ص ۳۹ مطبع پنجابی لاہور)

حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ ولی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”قالی هو الغالی فیہ والباقی بہ“ پس ولی وہ شخص ہوتا ہے جو فانی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز ہو۔ (نجات الانس ص ۳ مطبع اسلامیہ سلیم پریس لاہور)

رسالہ تفسیریہ، کشف المحجوب اور نجات الانس کے حوالے سے ولی کی جو تعریف بیان کی گئی، وہ اولیائے کرام کے ہر فرد پر صادق آتی ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا ولی ہو گا وہ ان اوصاف و کمالات سے موصوف ہو گا۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان سرچشمہ ولایت ہونے کے لحاظ سے بدرجہ اتم ان اوصاف سے موصوف ہیں، مگر یہ بات بالکل واضح ہے کہ ولی کی یہ تعریف، جس فرد پر صادق آئے اس کا نبی یا صحابی ہونا ضروری نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ولی ہو مگر وہ نبی نہ ہو یا ولی ہو مگر صحابی نہ ہو۔

حضرات انبیائے کرام اور حضرات صحابہ کرام کے مناصب کا ایک خاص تشخص و تعارف اور امتیاز و افتراذ ہے جو صرف ان نفوس قدسیہ کے لئے ہے۔ پس نبوت اور صحابیت کا شرف باوجود ولایت کے شرف کو مستلزم ہونے کے اپنے خاص تشخص کی وجہ سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اس اعلیٰ و ارفع شرف کو نظر انداز کرتے ہوئے ان نفوس قدسیہ کو اس شرف کے مقابلے میں ادنیٰ شرف یعنی ولایت کے منصب و مقام سے متعارف کرانا ان کی عظمت و جلالت کے منافی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھی جاسکتی ہے کہ ایک بزرگ عالم دین، مستند درس پر تشریف فرما ہوں، ان کے بارے میں کوئی شخص پوچھے کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ اسے جواب میں کہا جائے یہ مسلمان ہیں اور انسان ہیں، تو ان کا یہ تعارف و تشخص مناسب نہ ہو گا

لانکہ وہ انسان اور مسلمان بھی ہیں۔

ارشاد غوثیہ میں لفظ ولی اللہ سے اولیائے کرام مثلاً عظام اور حضرات صوفیاء اس لئے مراد لئے جاتے ہیں کہ وہ لفظ ولی اللہ کا موضوع نہ اور مصداق ہیں۔ حضرات صحابہ کرام کو اس ارشاد سے اس لئے مستثنیٰ کیا جاتا ہے کہ ان کا عظیم ترین لقب، صحابی رسول ان کے اختصاص اور استیسا کا تقاضا کرتا ہے نہ اس لئے کہ ہم ان کو ولایت کے شرف سے محروم کر رہے ہیں۔ ہم تو ان کی عظمتوں اور رفعتوں کے تقدس کی بناء پر انہیں ارشاد غوثیہ کے عموم سے مستثنیٰ ٹھہراتے ہیں جو سراسر ادب و احترام پر مبنی ہے اور معترض صاحب اس استثناء سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انہیں ولایت کے شرف سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اگر کسی بزرگ کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ عالم و عارف ہیں تو کیا اس طرح کہنے سے وہ انسانیت اور مسلمانی کے شرف سے محروم قرار پائیں گے، ہرگز نہیں۔ غایت مافی الباب یہی کہا جائے گا کہ ان الفاظ سے تعارف، ان کے احترام و اعزاز کے پیش نظر کرایا گیا ہے

ہم معترض صاحب سے پوچھتے ہیں کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام کو ارشاد غوثیہ کے عموم میں داخل کیا جائے؟ ہم انہیں مستثنیٰ ٹھہراتے ہیں جبکہ آپ ان کے داخل کرنے پر بغد ہیں، آپ خود فیصلہ کریں کہ سب ادنیٰ اور گستاخی کا ارتکاب، آپ کر رہے ہیں یا ہم، جو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرات صحابہ کرام ارشاد غوثیہ کے عموم میں داخل نہیں۔ عقل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ارشاد غوثیہ، ولی اللہ کے ہر فرد کو تو شامل ہے مگر صحابی رسول لازماً اس سے مستثنیٰ ہیں اور متاخرین کا عرف اس حقیقت کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔

اب ہم عرف کے بارے میں دلائل کی روشنی میں کلام کرتے ہیں، اس کی مؤثر حیثیت اور افادیت نیز اس کے اعتبار و استناد کو نمایاں کرتے ہیں اور اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ارشاد غوثیہ عرف و اصطلاح کی روشنی میں اولیائے کرام، مثلاً عظام اور حضرات صوفیاء سب کو شامل ہے جبکہ حضرات صحابہ کرام

اس میں داخل نہیں۔

شرعی احکام و معاملات میں عرف کی اہمیت

معرض صاحب چونکہ کتابوں کا مطالعہ نہیں فرماتے اس لئے فوراً فیصلہ کن مراحل میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ فقہ و اصول فقہ میں عرف کا ایک مستقل باب ہے۔ جس میں اس کی اہمیت، افادیت اور شرعی احکام و معاملات میں اس کے مؤثر اور نتیجہ خیز ہونے کا تفصیلی تذکرہ پایا جاتا ہے۔ احمد، محمد بن اور قضاے کرام نے عرف کو معتبر سمجھتے ہوئے شرعی احکام و مسائل اور معاملات میں اس کو مد نظر رکھ کر فیصلے جاری کئے ہیں اور اپنے اجتہادات و فتاویٰ میں خاص طور پر استحسان کے مباحث میں عرف کے استناد اور اعتبار کو اہمیت دی ہے۔ کسی لفظ کا اس معنی میں استعمال جس کے لئے اس کو وضع کیا گیا ہے حقیقت کہلاتا ہے اور احکام و مفادیم کو ثابت کرنے کے لئے حقیقت سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ حقیقت کا تلفظ اس کا استعمال اس سے افادہ و استفادہ یہ سب امور عندا محققین معروف و محمود ہیں۔ ان سب حقائق کے باوجود عرف اس قدر مؤثر ہے کہ اس کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ علمائے اصول نے عرف کی اسی تاثیر کی بنا پر حقیقی معانی کو پانچ مقامات پر ترک کئے جانے میں عرف کو خاص طور پر معتبر سمجھا ہے اور تقریبات کے ذریعے عرف کی اہمیت کو اچاگر کیا ہے۔

کتب اصول میں عرف کا بیان

درس نظامی کی مشہور کتاب "اصول الشاشی" میں ہے

ما یترک بہ حقیقة اللفظ خمسة انواع احدها دلالة العرف و ذالک لان ثبوت الاحکام بالانفاظ انما کان لدلالة اللفظ علی المعنی المراد للممتکلم فانما کان المعنی متعارفاً بین الناس کان ذالک المعنی المتعارف دلیلاً علی انه هو المراد به ظاهر افیترب علیہ الحکم۔ (اصول الشاشی ص ۲۵ مطبع مجیدہ ملتان)

لفظ کے حقیقی معنی پانچ وجوہ کی بنا پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ ان میں پہلی وجہ دلالت عرف ہے اور یہ اس لئے کہ احکام کا ثبوت الفاظ سے اس لئے ہوتا ہے کہ لفظ ہی متکلم کے معنی مراد پر دلالت کرتا ہے پس جب کوئی معنی لوگوں کے عرف میں متعارف ہو گا تو وہ معنی متعارف اس بات کی دلیل قرار پائے گا کہ ظاہری طور پر مراد ہی معنی ہے پس اسی معنی متعارف بالعرف پر حکم مترتب ہو گا۔

اس کے بعد مصنف نے کئی مثالیں پیش کی ہیں جن میں عرف کی وجہ سے حقیقی معنی متروک ہے اور معنی متعارف مراد ہے مثلاً کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ سری نہیں کھائے گا یا وہ انڈے نہیں کھائے گا۔ اب اگر اس کلام کے حقیقی معنی مراد لئے جائیں تو چڑیا اور کبوتر کی سری اور ان کے انڈے کھانے سے وہ شخص حائل ہو جائے گا اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہو گا مگر ان مثالوں میں عرف کی بنا پر حقیقی معانی چھوڑ دیئے گئے کیونکہ عرف عام میں چڑیا اور کبوتر کی سری اور انڈے کا کھانا متعارف نہیں۔ اور اگر کسی کو کہا جائے کہ وہ سری اور انڈے لے آئے تو عرف عام کی بناء پر وہ چڑیا اور کبوتر کے انڈے خرید کر نہ لائے گا بلکہ وہ سری اور انڈے لائے گا جو عام طور پر متعارف اور مؤثر ہیں۔

اصول فقہ کی مشہور کتاب "الحسائی" کی شرح "النای" میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرف کو معتبر سمجھنے اور اہمیت دینے کے بارے میں حقیقت مستعملہ اور مجاز متعارف کی بحث میں لکھا ہے کہ آپ حقیقت مستعملہ کو ترجیح دیتے ہیں آپ کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے شارح لکھتے ہیں۔

اذا حلف لا یاکل من هذه الحنطة فان حقیقة ان یاکل من عین الحنطة وهذا المعنی الحقیقی مستعمل فی العرف لانها تغلی و تغلی و توکل قضا

پھر لکھتے ہیں۔ فعنده لا یحتج بغير اکل عین الحنطة پھر لکھتے ہیں اما السویق فهو فی عرف جنس آخر فلا یعتبر ان یدخل تحت

عموم المجاز۔ (الحسائی مع النائی ص ۳۸)

جب کسی شخص نے حلف اٹھایا کہ وہ اس گندم سے نہیں کھائے گا تو اس کا حقیقی معنی گندم کے دانے ہیں اور یہ معنی حقیقی 'عرف' میں مستعمل ہے کیونکہ گندم کے دانے اہل کر بھون کر اور چبا کر کھائے جاتے ہیں پس اس عرف کی بناء پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گندم کے دانے کھائے بغیر وہ شخص حائض نہ ہوگا۔ گندم کے ستہ کھانے سے کسی امام کے نزدیک حائض نہ ہوگا کیونکہ عرف میں وہ ایک دوسری جنس شمار ہوتا ہے پس وہ عموم مجاز کے ماتحت بھی داخل نہ ہوگا۔

عرف متاخرین میں لفظ ولی اللہ کا اطلاق

متاخرین کے عرف میں لفظ ولی اللہ کا اطلاق حضرات صحابہ کرام پر نہیں ہوتا بلکہ یہ نفوس قدسیہ اپنے خصوصی لقب اور امتیازی شرف صحابی رسول سے یاد کئے جاتے ہیں۔ معترض صاحب چونکہ مسائل کی زحمت گوارا نہیں کرتے اس لئے عموماً فیصلہ کرنے میں بڑی جلدی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب کے ص ۱۳۴ پر یہ عنوان قائم کرتے ہیں (لفظ ولی کا اطلاق عرفاً صحابہ پر نہیں ہوتا، دعویٰ بلا دلیل ہے) اگر وہ ذرا تحمل سے کام لیتے اور تحقیق کر لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ عرف میں لفظ ولی کا اطلاق صحابہ کرام پر نہیں ہوتا ہم کو شش کرتے ہیں کہ معترض صاحب کو اس عرف سے آگاہ کریں اور اکابر علماء و مشائخ کے حوالے سے اس موضوع کی وضاحت کریں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد غفرلہ کے عموم و شمول سے حضرات صحابہ کرام کو مستثنیٰ ٹھہراتے ہوئے اور ان کی تخصیص فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والقرینۃ علی تخصیص الصحابة انهم لتخصیصہم باسم الصحابی و تمیزہم بہ لایستخون بحسب متفاہم العرف فی اسم

لاولیاء و المشائخ و الصوفیۃ و امثالہا وان کانوا الخیار ہم۔
(ملاحظہ ہو تذکرۃ الاسرار ص ۳۲ مطبوعہ بمبئی)

لفظ ولی اللہ سے حضرات صحابہ کرام کی تخصیص پر قرینہ یہ ہے کہ وہ حضرات صحابی کے خاص نام سے مخصوص و متمیز ہونے کی وجہ سے اولیاء 'مشائخ' صوفیا اور اس قسم کے دوسرے الفاظ کے عموم میں داخل نہیں کیونکہ عرف کے مطابق یہی سمجھا جاتا ہے اگرچہ وہ حضرات ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے ہمارے موقف کی واضح اور نمایاں تائید ہوتی ہے کہ ولایت کے مقام پر فائز ہونے کے باوجود عرف میں ولی کا اطلاق صحابہ کرام پر نہیں ہوتا۔ اب معترض صاحب فرمائیں کہ ان کا دعویٰ بلا دلیل ہے یا نہیں۔

ولی کا اصطلاحی معنی بحوالہ تفسیر مظہری

صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ کے بارے میں صوفیائے کرام کی اصطلاح پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والذی مابعد بہ ویطلق علیہ اسم الولی فی اصطلاح الصوفیۃ والمراد بہنہ الایۃ انشاء اللہ من کان قلبہ مستغرقاً فی ذکر اللہ یسبحون اللیل والنہار لا یفترون ممثلیا بحب اللہ تعالیٰ لایسع فیہ غیرہ ولو کانوا آباء ہم و اخوانہم و عشیرتہم فلا یحب احدا الا للہ ولا یغض الا للہ ولا یعطى الا للہ ولا یمنع الا للہ
(تفسیر مظہری جلد پنجم ص ۳۸ مطبوعہ بلوچستان پبڈرز کوئٹہ)

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ولی کا اوقتی درجہ جس کا اعتبار کیا جائے اور ولی کا اسم اس پر بولا جائے اور جو انشاء اللہ آمیت قرآنی میں مذکور اولیائے کرام سے مراد ہو گا وہ یہ ہے کہ ولی وہ ہے جس کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق ہو اور وہ ان لوگوں میں شامل ہو جو رات دن بغیر تھکاوٹ کے تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔

ولی کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے سیریز ہو اور اس میں غیر کی گنجائش نہ ہو چاہے وہ اس کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ کیوں نہ ہوں پس وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے محبت نہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بغض نہ رکھے اور کچھ دے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور کچھ روکے تو بھی اللہ تعالیٰ کے لئے۔

کیوں جناب! اصطلاح صوفیہ میں ولی کا مفہوم ذہن نشین ہوا یا نہیں۔ اصطلاح اور عرف خاص ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ لفظ ولی کے لئے اصطلاح صوفیہ زیادہ موثر اور مناسب ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ولی کا خاص مفہوم ہے۔ یہ ولایت کے بیان کردہ اوصاف اگرچہ بدرجہ اتم، حضرات صحابہ کرام میں پائے جاتے ہیں مگر اصطلاح صوفیاء میں ان پر لفظ ولی کا اطلاق نہ ہوگا بلکہ انہیں صحابی رسول ہی کہا جائے گا۔

ولی کا عرفی و اصطلاحی معنی بحوالہ تفسیر خازن

تفسیر خازن کے مصنف ولی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

واصل الولی من الولاء وهو القرب والتصرة فوالی اللہ هو الذی یتقرب الی اللہ بکل ما یختص علیہ و یکون مشغلاً باللہ مستغرق القلب فی معرفۃ نور جلال اللہ وقال المتکلمون "ولی اللہ من کان آتیا بالاعتقاد الصحیح المبنی علی الدلیل و یکون آتیا بالاعمال الصالحة علی وفق ماوردت بہ الشریعة وقال بعض العارفین ان الولا یتعبارة عن القرب من اللہ و دوام الاشتغال باللہ (تفسیر خازن جلد دوم ص ۳۰۰ مطبوعہ مصر)

تفسیر خازن میں ہے کہ ولی کی اصل "ولا" سے ہے اور اس کا معنی قرب اور نصرت ہے۔ پس ولی اللہ وہ ہے جو تمام فرائض سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو اور اس کا دل "جلال خداوندی کے نور کی

معرفت میں مستغرق ہو۔ متکلمین کی اصطلاح میں ولی اللہ وہ شخص ہے جو اعتقاد صحیح یعنی علی الدلیل پر قائم ہو اور شریعت کے مطابق اعمال صالحہ بجالائے۔ بعض عارفین فرماتے ہیں کہ ولایت اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے ساتھ دائمی اشتغال کا نام ہے۔

ولی کا عرفی معنی بحوالہ تفسیر المنار

تفسیر المنار کے مصنف شیخ رشید رضا مصری لفظ ولی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الولی معناه فی القرآن غالباً الناصر والوالی والولیاء اللہ انصار دینہ من اهل الایمان والتقوی قد اصطلحوا بعد ذلک علی ان الاولیاء صنف من الناس تظہر علی ابنہم الخوارق یتصرفون فی الکون بما وراہ الاسباب ولم یعرف لصحابہ هذا المعنی۔

(ملاحظہ ہو تفسیر المنار جلد نمبر ۱ ص ۳۲۱ مطبوعہ مصر)

ولی کا معنی قرآن مجید میں غالباً ناصر اور والی آتا ہے اور اولیاء اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والے اہل ایمان و تقویٰ ہیں۔ بعد میں یہ اصطلاح قرار پائی کہ اولیائے کرام لوگوں کی وہ جماعت ہیں جن سے خوارق و کرامات ظاہر ہوں اور وہ جہان میں ایسا تصرف کریں جو ظاہری اسباب سے بلند و بالا ہو اور حضرات صحابہ کرام میں ولی کا یہ معنی معروف نہ تھا۔

علامہ رشید رضا مصری کے کلام سے واضح ہو گیا کہ متاخرین کے نزدیک ولی کا اصطلاحی اور عرفی معنی اور ہے کہ اس سے وہ حضرات مراد ہیں جو اصحاب تصرف و کرامات ہوتے ہیں۔ جبکہ صحابہ کرام میں یہ معنی معروف نہ تھا۔ یہی بات ہم کہتے ہیں کہ متاخرین کے عرف اور محاورے میں ولی کا خاص مفہوم ہے جس کا اطلاق صحابہ کرام پر نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے مختص لقب صحابی رسول سے یاد کئے جاتے ہیں۔

ولی کا عرفی معنی از محشی نہراس

مولوی پر خوردار مکتبی محشی نہراس ولی کا عرفی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الاولیاء جمع ولی اعلم ان الاولیاء هم المعتقون الازکیاء التابعون للانبیاء پھر لکھتے ہیں لکن فی العرف ان الولی هو الذی ینتسب للمأمورات و یجتنب المحظورات ولم یکن مصرا علی الصغائر ولم یوجد مقرا علی الکبائر۔ (حاشیہ نہراس ص ۵۶۰ شرح العقائد مطبوعہ شاہ عبدالحمید آکیدی ہندیاں ضلع سرگودھا)

اولیاء ولی کی جمع ہے اور اولیائے کرام، حقیقی، اصحابِ تزکیہ اور انبیائے کرام عظیم السلام کے پیرو کار لوگ ہوتے ہیں لیکن عرف میں ولی اسے کہتے ہیں جو مامورات پر عمل کرے اور ممنوعات شرعیہ سے اجتناب کرے، صفات پر اصرار نہ کرے اور کبائر پر قرار نہ پکڑے۔ محشی نہراس کی عبارت سے واضح ہے کہ عرف میں ولی کا خاص معنی ہے جو صرف اولیائے کرام کو شامل ہوتا ہے۔

ولی کا اصطلاحی معنی از تفسیر ضیاء القرآن

پیر محمد کرم شاہ الازہری چشتی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ولی اس کو کہتے ہیں جس کا دل، ذکر الہی میں مستغرق رہے۔ شب و روز تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو اس کا دل محبت الہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو، وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۳۱۳ مطبع ضیاء القرآن لاہور)

ولی کے عرفی و اصطلاحی معنی کی بحث کا خلاصہ

دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی کہ متاخرین کے عرف و اصطلاح میں لفظ ولی کا اطلاق، صحابہ کرام پر نہیں ہوتا۔ حضرات صوفیائے کرام نے ولی کی جو تعریفات بیان فرمائیں ان کی رو سے بھی ولی کا لفظ، ان نفوس قدسیہ پر بولا جاتا ہے

جنہیں اولیائے کرام، مثلاً، عظام اور صوفیاء کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ معترض صاحب کا یہ دعویٰ بھی باطل ٹھہرے کہ عرف میں ولی کا ایسا کوئی خاص معنی نہیں جو صرف اولیائے کرام کے لئے بولا جائے اور وہ حضرات صحابہ کرام کو شامل نہ ہو۔ اس حقیقت کو بھی ہم نے نمایاں طور پر واضح کر دیا کہ حضرات صحابہ کرام کو ارشادِ غوثیہ سے مستثنیٰ کرنے کی وجہ ان کی عظمت و جلالت ہے کہ شرف ولایت کے باوجود وہ اعلیٰ و ارفع شرف یعنی صحابیت کی بناء پر اپنے مختص لقب اور منصب سے مشہور و معروف ہوں اور ان کے لئے اپنے منصب سے کم درجے کا شرف پہچان نہ بنے بلکہ وہ ایسے لقب سے پہچانے جائیں جو ان کے امتیاز و اختصاص پر دلالت کرے۔ اگر ہم لفظ ولی سے ان کا تعارف کرائیں تو پھر ان کے مسترشدین و مستفیدین اولیائے کرام سے ان کا امتیاز و انفراد قائم نہ رہ سکے گا۔ اس احتیاط اور التزام سے ان حضرات کی عظمت و جلالت کا تحفظ مقصود ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انہیں ولایت کے شرف سے محروم کیا جا رہا ہے۔ کسی طرح بھی قرین عقل و انصاف نہیں۔

ہم تو اصحابِ ولایت کو حضرات صحابہ کرام کے فیوض و برکات کا خوش چین اور مظہر سمجھتے ہیں۔ پس ہم برملا اس حقیقت کا اعلان و اظہار کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ”قد می حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ“ حضرات صحابہ کرام کو شامل نہیں۔ جو لوگ کسی غلط فہمی کا شکار ہیں اور دوسروں کو اس غلط فہمی کا شکار کرنا چاہتے ہیں یا تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں، وہ کان کھول کر اچھی طرح سن لیں کہ ارشادِ غوثیہ کے بارے میں ہمارا یہ مسلک ہے، جس پر ہم قائم تھے، قائم ہیں اور قائم رہیں گے۔ الحمد للہ کہ ہمارا یہ نقطہ نظر، اکابر علماء و مشائخ کی مستند کتابوں، معتبر حوالوں اور دلائل منقول و معقول کی روشنی میں پایہ ثبوت کو پہنچا اور اس کی تفصیلات بھی ہم نے پیش کر دیں۔

فرمانِ غوثیہ ادب و احترام کے منافی نہیں

معرض نے فرمانِ غوثیہ کے اولیائے متقدمین کے لئے عموم و شمول کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس طرح 'آپ کے مشائخ عظام' زیرِ قدم ہوتے ہیں' تو یہ ادب کے خلاف ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آپ نے ہامراہی 'اس طرح فرمایا اور اولیائے کرام نے ہامراہی اس فرمان کی تعمیل و اطاعت کی اور امر الہی کی تعمیل، کسی طرح بھی بے ادبی شمار نہیں کی جاسکتی۔ یہ ایک شرف و فضلِ خداوندی تھا جس کی بناء پر آپ نے اس طرح فرمایا اور اس شرف اور فضیلت کے اعتراف کے طور پر اولیائے کرام نے گردن جھکا لی۔

سیرت و تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ اکابر مشائخ نے اپنے جلیل القدر مسترشدین اور مستفیدین کی عظمت و جلالت کا اعتراف کیا اور ان کی تعلیم و توقیر کا حیرت انگیز حد تک اہتمام کیا۔ بعض بزرگوں نے اپنے خلفاء سے تبرک کا فرقہ حاصل کیا اور بعض اساتذہ نے اپنے تلامذہ سے سند حاصل کی اور یہ سب کچھ بطور اعترافِ عظمت ہوا۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ بعض مستورات کے سامنے آنے پر دست بستہ احتراماً کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ ان کے بطن میں ایک عظیم الشان بچہ ہے جو آسمانِ ولایت کا درخشندہ ستارہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو انبیائے کرام علیہم السلام کی سیادت و قیادت کا شرف عطا فرمایا، آپ نے اس شرف کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیائے کرام میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں سب کا سردار ہوں۔ حضرات انبیائے کرام نے آپ کے اس شرف کا اعتراف کیا اور ان میں سے بعض نے آپ کے امتیٰی ہونے کا شوق ظاہر کیا۔ حضور علیہ السلام کے اجداد گرامی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نیز جلیل الانبیاء، حضرت آدم علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ میں حضور علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کی اور حضور علیہ السلام نے منصبِ امامت پر فائز

ہو کر تقدم اور تفوق کا اظہار فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند، حضرت یوسف علیہ السلام کے فضل و شرف کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے سامنے سجدہ کیا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی کے ماتحت، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے دعا کی درخواست کی۔

حضرت چراغ دہلوی کی عظمت اور مشائخِ چشت کا اعتراف

مشائخِ چشت کی روایات میں ہے کہ حضرت سلطان المند غریب نواز رحیمی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ چشتیہ کے ایک باکمال بزرگ کے متعلق علامات بتا کر تاکید فرمائی تھی کہ ان سے متعلقین سلسلہ چشتیہ کے حق میں دعا کرائیں۔ آپ ان کے ظہور کے منتظر رہے، آخر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کو علامات بیان فرما کر یہی وصیت فرمائی۔ آپ بھی منتظر رہے مگر وہ باکمال بزرگ ظاہر نہ ہوئے، آپ نے حضرت شیخ شکر اللہ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی، آپ بھی ان کے منتظر رہے اور حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ ان علامات و صفات سے موصوف بزرگ ایک خاص کیفیتِ استغراق میں ظاہر ہوں تو ان سے متعلقین سلسلہ عالیہ چشتیہ کے لئے مغفرت کی دعا کرائیں۔

ایک دن حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں حوضِ شمس کے کنارے قدم مبارک پانی میں لٹکائے ہوئے، استغراق کی کیفیت میں جلوہ افروز تھے۔ اتفاقاً حضرت محبوب الہی رضی اللہ عنہ حوض کے قریب تشریف لائے تو حضرت چراغ دہلوی کو مشائخ کے بیان کردہ اوصاف و کیفیات کے مطابق مراقبہ و استغراق میں پایا۔ آپ نے حوض کے دوسرے کنارے سے غوطہ لگایا اور حضرت چراغ دہلوی کے قریب پہنچ کر ان کے قدموں کو بوسہ دیا جس سے وہ سخت مضطرب ہوئے تو حضرت محبوب الہی نے فرمایا تعجب کی کوئی بات نہیں، میں اپنے مشائخ کے

فرمان کی اطاعت کر رہا ہوں، پھر حضرت چراغ دہلوی نے تمام متعلقین سلسلہ عالیہ چشتیہ کے لئے دعا فرمائی۔

یہ روایت بھی ہے کہ حضرت محبوب النبی ﷺ نے حضرت چراغ دہلوی کے قدموں کو پکڑا تو انہوں نے استغراق کی حالت میں فرمایا: ”مکرم صحتی ایشاں گفتند نظام، گفتند نظام کا اس وقت کیا کام؟“ گفت سلسلہ چشتیہ را بہ بخشد گفت بخشد۔ آپ کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا نظام، انہوں نے فرمایا نظام کا اس وقت کیا کام؟ آپ نے فرمایا سلسلہ چشتیہ کی بخشش کی دعا فرمائیں تو انہوں نے فرمایا بخشش کی دعا کر دی۔

(مرآۃ العائنین ص ۹۸ مطبع مصلحانی لاہور، مناقب المحبوبین ص ۹۸)

اس قسم کی روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مشائخ عظام کا اپنے جلیل القدر خلفاء اور مستفیدین کی عظمت و فضیلت کا اعتراف، ادب کے خلاف نہیں بلکہ ادب و احترام کے عین مطابق ہے اور ایک لحاظ سے ان کی اپنی فضیلت و عظمت کا متعین ہے کیونکہ خلفاء و مستفیدین کی عظمت، مشائخ کی عظمت کا نتیجہ دار ہوتی ہے۔

معرض کے دوسرے اعتراض کا جواب

معرض نے فرمان غوصیہ ”قد می حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کے بارے میں یہ اعتراض بھی اٹھایا ہے کہ اس میں لفظ کل سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ یہ فرمان تمام اولیائے کرام کے لئے ہے۔ اس لئے کہ لفظ کل کا مدخل، تمام افراد نہیں ہوتے۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا: ”ثم اجعل علی کل جبل منہن جزأ“ پھر ان پرندوں کا کچھ حصہ ہر پہاڑ پر رکھیں۔ اس آیت میں ”جبل“ پر لفظ کل داخل ہے مگر یہاں جہان کے تمام پہاڑ مراد نہیں بلکہ وہ پہاڑ مراد ہیں جو وہاں آس پاس تھے۔ اسی طرح کنی اور مقامات پر لفظ کل وارد ہے مگر اس کا مدخل جمیع افراد نہیں بلکہ بعض ہیں۔

اس سلسلے میں گزارش ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے احیائے موقی کے بارے میں اطمینان کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت کو آپس میں ملا کر پہاڑوں پر متفرق کر دیں اور پھر انہیں بلائیں تو وہ زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئیں گے۔ اس آیت کا مضمون اور سیاق و سباق بتاتا ہے کہ اس فرمان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطمینان قلب کرنا مقصود تھا۔ اب اگر دنیا بھر کے پہاڑوں پر پرندوں کے گوشت کو متفرق کرنا ضروری قرار دیا جاتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اضطراب کا باعث بن جاتا، حالانکہ امر الہی کے درود اور وضع کا تقاضا انہیں اطمینان کرنا تھا۔ چونکہ خود اس امر میں دلالت پائی جاتی ہے کہ اس کا مقصد صرف اطمینان قلب ہے جو چند قرعی پہاڑوں پر پرندوں کے گوشت رکھنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے کل کے مدخل کے بلو جود، بعض جبل مراد ہوئے، تفسیر حسینی کی اس عبارت (ہر کوہے کہ ممکن باشد کہ جزوے از انھا برو توانی نھاہد چہ قسمت ایں حابر جمع جبال متعذر است) پرندوں کے گوشت کو جن پہاڑوں پر رکھنا آپ کے لئے ممکن ہو رکھ دیں کیونکہ جہان کے تمام پہاڑوں پر گوشت رکھنا تو متعذر ہے) سے یہی مفہوم نکلا ہے کہ ہم آپ کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتے جن پہاڑوں پر گوشت رکھنا آپ کے لئے آسان ہو رکھ دیں اور اطمینان قلب حاصل کر لیں۔

ہر صورت چونکہ امر خداوندی کا مقصد، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطمینان دلانا تھا اور وہ اطمینان چند پہاڑوں پر گوشت رکھ کر پرندوں کو بلانے اور ان کے دوڑ کر آنے سے حاصل ہو سکتا تھا اس لئے یہاں چند پہاڑ مراد لئے گئے مگر اس سے یہ ضابطہ نکالنا کہ کل کا مدخل، جمیع افراد ہوتے ہیں کسی طرح بھی درست نہیں۔ چونکہ اس آیت میں کل کے مدخل میں تمام افراد کے ثبوت کی ضرورت ہی نہیں نیز سیاق و سباق اور امر کی وضع، جمیع افراد کے مدخل کی متقاضی نہیں اس لئے یہاں بعض افراد مراد لئے گئے۔

امری وضع اور سیاق و سباق موجب تخصیص ہیں

اصول فقہ کی کتاب ”نور الانوار“ میں لفظ ”ما“ کے عموم کی بحث میں ہے کہ اگر مالک اپنی باندی سے کہے ”ان کان مافی بطنک غلاما فانت حبرہ“ جو کچھ تیرے بطن میں ہے اگر وہ لڑکا ہو تو پھر تو آزاد ہے۔ اس صورت میں اگر اس کے بطن سے لڑکی اور لڑکا پیدا ہوئے تو وہ آزاد نہ ہوگی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ لفظ ”ما“ عموم کا مقتضی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ باندی کے بطن میں جو کچھ ہو وہ صرف لڑکا ہو اور اس صورت میں صرف لڑکا نہیں بلکہ لڑکی بھی ساتھ ہے پس ”ما“ کے عموم کا تقاضا ہے کہ باندی آزاد نہ ہو۔ اس مثال سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کے نزدیک لفظ ”ما“ میں عموم کی وسعت اور پختگی اس حد تک ہے کہ اس کے باوجود امرضہ لوندی ”فاقر و اما تیسر من الفقر آن“ میں یہ ضابطہ نہیں چلتا کہ نماز میں جس قدر قرآن مجید پڑھنا آسان ہو سب کا پڑھنا فرض ہو حالانکہ آیت کا ظاہری معنی بھی یہی ہے کہ جس قدر قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو ضرور پڑھو۔

اس کی وجہ ”نور الانوار“ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اس آیت میں امر کی وضع اور بنیاد جیسیر یعنی سہولت اور آسانی پر ہے کہ تمہاری سہولت اور آسانی جس مقدارِ قرأت میں ہو وہ پڑھو۔ اب اگر ”ما“ کے عموم کی بنا پر نماز میں سارا قرآن پڑھنا فرض قرار دیا جائے تو یہ امر کی وضع اور بنیاد یعنی سہولت اور آسانی کے خلاف ہے امر کی ”وضع علی الیسر“ اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ یہاں سارا قرآن پڑھنا ضروری اور فرض نہیں کیونکہ وہ مشکل اور متعذر ہے۔

(ملاحظہ ہو نور الانوار ص ۷۶ مطبع سعید ایڈ کمپنی کراچی)

مگر اس آیت سے یہ ضابطہ نہیں نکالا جاسکتا کہ لفظ ”ما“ جہاں داخل ہوگا وہاں عموم مراد نہ ہوگا۔ بعینہ یہی بات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کی متضمن آیت میں ملحوظ ہے کہ وہاں امر کی وضع اور سیاق و سباق کل کے داخل میں تخصیص کا قرینہ ہے جسے بطور ضابطہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن مجید سے لفظِ گل کے عموم کی مثالیں

قرآن مجید میں بہت سی ایسی آیات ہیں جن میں لفظ قل اپنے مدخول کے جمیع افراد کو شامل ہے اور وہاں اسے بعض افراد کے لئے استعمال کرنا ممنوع ہے۔ سورۃ الانعام پارہ نمبر ۶ آیت نمبر ۱۱۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وخلق كل شيء وهو بكل شيء عليم اسی سورت کی آیت نمبر ۱۰۲ میں ہے
 قالكم الله ربكم لا اله الا هو خالق كل شيء سورة رعد پارہ نمبر ۱۳ آیت نمبر ۱۶
 میں ہے قل الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار اسی طرح یہ قرآنی آیات
 بھی کل کے مدخل کے عموم پر شاہد ہیں۔ کل شینی فعلوه فی الزمر، کل
 صغیر و کبیر مستطر، کل شینی احصیناه فی امام مبین، ان الله
 علی کل شینی قلییر مذکورہ بالا تمام آیات قرآنی، کل کے مدخل کے عموم پر
 دلالت کرتی ہیں اس لئے معترض صاحب کا چند آیات سے کل کے مدخل سے
 بعض افراد مراو لینے کا ضابطہ ٹوٹ جاتا ہے۔

لفظِ گل کا عموم علمائے اصول کی نظر میں

اصول فقہ کی مشہور و متداول کتاب "توضیح" میں ہے و منها کل و جمیع
وہما محکمان فی عموم ماد خلا علیہ بخلاف سائر ادوات
العموم (توضیح تلویح ص ۱۶۶ ص ۱۶۷ الطالع کراچی)

عموم کے الفاظ سے کل اور جمیع ہیں اور یہ دونوں اپنے مدخل کے عموم میں محکم ہیں۔ بخلاف دوسرے حروف عموم کے کہ وہ مدخل کے عموم میں محکم نہیں۔
”توضیح“ کی اس عبارت کے ماتحت ”تکوین“ میں ہے۔ المراد انهما لا يقعان
خاصین بان یقال کل رجل او جمیع الرجال والمراد واحد مقصود یہ
ہے کہ کل اور جمیع خاص واقع نہیں ہوتے بایں طور کہ ”کل رجل“ یا ”جمیع
الرجال“ کہا جائے اور مراد ایک مرد ہو۔

اصول فقہ کی مشہور کتاب "اعلانی" کے مصنف، بحث الحروف میں لفظ

کل کے متعلق لکھتے ہیں

وہی نوجب الاحاطة علی سبیل الافراد و معنی الافراد ان باعتبار کل مسمی بانفرادہ کان لیس معه غیرہ

لفظ کل مدخول کے لئے "احاطہ علی سبیل الافراد" ثابت کرتا ہے اور افراد کے معنی یہ ہیں کہ مسمی کے ہر فرد کو اس قدر محترم سمجھا جائے گویا کہ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں (الحسائی مع النائی ص ۳۹۰)

الحسائی کی شرح "النائی" میں اس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

حتیٰ اذا قال السلطان للجیش کل رجل دخل منکم هذا الحصن لولا فله کذا فدخل عشرون رجلا معا وجب کل واحد منهم لتغفل الموعد به کمالا لما قلنا انها توجب الاحاطة علی سبیل الافراد۔

یہاں تک کہ اگر بادشاہ لشکر سے کہے تم میں سے جو شخص اس قلعہ میں پہلے داخل ہوگا اسے اتنا انعام ملے گا پھر میں آدمی اکٹھے داخل ہوئے تو ہر ایک کو پورا انعام ملے گا۔ پوچھ اس کے جو ہم نے کہا کہ لفظ کل احاطہ علی سبیل الافراد ثابت کرتا ہے یعنی مدخول کے ہر فرد کا اس طرح احاطہ کرتا ہے کہ گویا اس کے ساتھ کوئی اور نہیں۔ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وعلیہ قولہ تعالیٰ ان اللہ علی کل شئی قدير واللہ خالق کل شئی فہما معنی عمومہما بلا مشنوبہ یہ دونوں آیات بغیر کسی استثناء کے عموم پر دال ہیں (بیضاوی شریف ص ۱۳۸ ص ۱۳۸ الطالع کراچی)

لفظ کل کی بحث کا خلاصہ

فرمان غوغیہ میں لفظ کل کا استعمال اپنی اصل اور وضع کے مطابق احاطہ اور عموم کے لئے ہوا۔ یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں جس کی بنا پر اس کے بعض افراد مراد لئے جائیں بلکہ اس طرح کرنے سے ترجیح بلا مرجع لازم آئے گی۔ چونکہ یہ فرمان حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت کا مظہر ہے اس لئے اس

کے عموم و شمول میں تخصیص اس کی وضع کے خلاف تصور کی جائے گی۔ اولیائے کرام کے تمام طبقات و اصناف، انقلاب، اغواث، ابدال، اولاد اور افراد سب نے یہ تفریق فرمان غوغیہ کی اطاعت کی اس لئے ان نفوس قدسیہ کا عمومی عملی مظاہرہ بھی فرمان غوغیہ کے عموم اور وسعت کا آئینہ دار ہو کر لفظ کل کے عموم و احاطہ پر شاہد ہے۔ پس جب کوئی عارض اور مانع کل کے عموم کے لئے ثابت نہیں تو بلا وجہ اور بلا قرینہ اسے بعض افراد کے لئے مختص کرنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ حضرات صحابہ کرام کو مستثنیٰ کرنے کے لئے اس میں تخصیص کی ضرورت نہیں کیونکہ لفظ ولی حسب تصریح عرف متاخرین ان نفوس قدسیہ کو شامل نہیں، جب وہ اس فرمان میں داخل ہی نہیں تو پھر ان کی تخصیص کا کیا مطلب، تخصیص تو اس چیز کی ہوتی ہے جو عموم میں داخل ہو، پس جب کل کے عموم میں تخصیص کی کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہیں تو اس کا اپنے عموم پر رہنا یقینی قرار پائے گا۔

فرمان غوغیہ اور بعض چشتی صاحبزادوں کی رائے

معرض نے اگرچہ فرمان غوغیہ کے بارے میں اولیائے اکابر کے اقوال پیش کرنے کا التزام کیا تھا اور ان کی کتاب کے نام سے باذی النظر میں یہی محسوس ہوا تھا مگر انہوں نے اپنے التزام اور اہتمام کے تقاضوں سے انحراف کرتے ہوئے بعض چشتی خانقاہوں کے حضرات صاحبزادگان والا جاہ کی طرف منسوب اقوال لکھتے سے درج کئے۔ معرض نے اکابر علماء و مشائخ کی عبارات میں جو قطع و برید اور تحریف کی ہے تو ان سے قطعاً بعید نہیں کہ انہوں نے ان اقوال کے درج کرنے میں بھی سبہ احتیاطی سے کام لیا ہو۔

ہمارے نزدیک مشائخ سلاسل کی اولاد و انجاء ہر صورت واجب الاحترام ہے کیونکہ ان کے رگ و ریشے میں اولیائے کرام کا خون گردش کر رہا ہے۔ وہ اپنے اکابر کے علمی، تحقیقی، عملی اور روحانی کمالات کے آئینہ دار ہوں تو جہان اللہ اسی طرح اگر وہ اپنے اکابر کے فضائل و کمالات کا نمونہ اور جھلک پیش کر سکیں تو ماشاء

اللہ بصورت دیگر بزرگوں کی نسبت اور حسن عقیدہ بہر حال ان کے احترام و اکرام کا مقتضی ہے۔ چونکہ ان کے احترام و تکریم کی بنیادی وجہ ان کے اکابر بزرگ ہیں اس لئے کسی شرعی نقطہ نظر اور موقف میں یا کسی موضوع اور عنوان کی وضاحت میں ان کی رائے اور اظہار خیال کے مقابلے میں ان کے اکابر بزرگوں کے قول و فعل کو ترجیح دی جائے گی۔ تحقیق و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے اور اعتدال و میانداری بھی اسی میں ہے کہ بزرگان دین اور مشائخ کرام کی اولاد و اخلاف کے احترام و تعظیم کا خیال رکھتے ہوئے ان کے بزرگوں کی روش اور ناکھ عمل سے رہنمائی حاصل کی جائے۔

اسی اصول کے پیش نظر ہم ان کے اقوال پر بحث و تنقید سے گریز کرتے ہوئے صرف اس بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ ان کے اکابر مشائخ کے اقوال و عبادات و تحریرات ہی ہمارے نزدیک قابل اعتماد و استناد ہیں۔ سلسلہ چشتیہ کی معتبر کتابوں اور بزرگوں کے حوالے سے فرمان غوثیہ کے بارے میں جو نقطہ نظر ہم نے پیش کیا اس کے مقابلے میں کسی جذباتی رائے کسی غیر محققانہ اظہار خیال اور بزرگوں کی روش سے منحرف کسی ناکھ عمل کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔

حضرت اعلیٰ پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

فرمان غوثیہ پر تفصیلی بحث اختتام پذیر ہو رہی ہے اب ہم اس موضوع پر دنیائے علم و عرفان کے تاجدار علوم ظاہری و باطنی کے بحر ذخار مرجع الکمل فی الکمل فی زمانہ جامع التکملات سید السادات وارث علوم نبوی عارف اسرار مرتضوی نائب غوث الوری حضرت اعلیٰ پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و تحقیقی نکات و تاثرات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

اس سے قبل کہ ہم آپ کے ارشادات کو ضبط تحریر میں لائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی علمی و روحانی عظمت و جلالت ہم عصر علماء و مشائخ خصوصاً مشائخ چشت میں آپ کی امتیازی شخصیت مختلف اسلامی مکاتب فکر کے

نزدیک آپ کی مستند حیثیت میدان علم و تحقیق میں آپ کی خلیل القدر خدمات قادیانیت کی تردید میں آپ کا منفرد علمی کردار علوم تصوف میں آپ کی مجتہدانہ بصیرت جادہ شریعت و طریقت پر آپ کی استقامت علوم ظاہری و باطنی میں آپ کی جامعیت اور آپ کے حلقہ تبلیغ و ارشاد کی عالمگیر وسعت پر ایک مختصر بصیرت افروز تبصرہ پیش کر دیا جائے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں حضرت اعلیٰ پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ نے علوم و فنون متداولہ کی اکثر و بیشتر اوق کتابوں کی تدریس کے ساتھ ساتھ علوم باطنی میں الفتوحات المکیہ خصوصاً الحکم اور مشکوٰی مولانا روم کا باقاعدہ چالیس سال درس دیا اور آپ کے حلقہ درس میں اکابر علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ آپ نے ”تحقیق الحق فی کلمۃ الحق“ جس الہدایہ سیف چشتیائی اعلیٰ کلمۃ اللہ فی بیان دما اہل بہ لیسر اللہ تصفیہ مابین سنی و شیعہ اور الفتوحات المصدیہ جیسی مستند تصانیف کے ساتھ ساتھ علم و عرفان کے تحقیقی نکات پر مبنی مکتوبات ملفوظات اور فتاویٰ کا مجموعہ یادگار چھوڑا جن کی افادیت کو تمام اسلامی مکاتب فکر کے علماء و مشائخ نے تسلیم کیا۔

قلوبانیت کی تردید میں عظیم الشان کارنامہ

مرزا قادیانی کے ساتھ مناظرے کے لئے تمام اسلامی مکاتب فکر کے علماء و مشائخ نے آپ کی قیادت پر اتفاق کیا۔ اگست ۱۹۰۰ء میں سینکڑوں علماء و مشائخ کی موجودگی میں آپ لاہور جلوہ افروز ہوئے اور قادیانی کذاب کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ آپ کی مشہور کتاب ”سیف چشتیائی“ کو حضرت مولانا فضل حق رامپوری، حضرت مولانا محمد علی مولنیری، حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی، غیر مقلدین کے پیشوا مولوی عبدالجبار غزنوی، علمائے دیوبند کے مقتدر عالم مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی سید انور شاہ کشمیری اور دوسرے بے شمار علماء نے خراج

حمین پیش کیا اور قادیانیوں کو آج تک اس کا جواب لکھنے کی جرات نہ ہو سکی۔

وہ آگے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

معمر کے قادیانیت میں آپ کے زیر قیادت آپ کی نصرت و اعانت کے لئے حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری صاحب زادہ محمد چراغ صاحب چشتی سجادہ نشین چکوڑی شریف حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب سجادہ نشین چاچہ شریف ضلع شاہ پور حضرت مولانا شاپ الدین صاحب مولہ شریف حضرت مولانا ابوالفیض محمد حسن فیضی انجمن نعمانیہ لاہور حضرت مولانا نور احمد صاحب پسروری مولانا ثناء اللہ امرتسری مولانا مفتی عبداللہ فاضل ٹوکی مولانا غلام محمد گوی خطیب شاہی مسجد لاہور مولانا عبدالجبار غزنوی حضرت مولانا غلام احمد صاحب پرنسپل انجمن نعمانیہ لاہور مولانا عبدالمنان وزیر آبادی مولانا عبدالاحد خانپوری حضرت مولانا محمد اکر صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور حضرت مولانا محمد غازی صاحب مہاجر کی سابق مدرس مدرسہ صوفیہ مکہ مکرمہ پروفیسر غلام مصطفیٰ صاحب گورنمنٹ کالج لاہور اور مولانا عبداللطیف افغانستانی جیسے مستند جید علماء و مشائخ نے بھرپور حصہ لیا۔

تفسیر نویسی کو مناظرے کی کامیابی کا معیار بنانے پر آپ نے مرزا قادیانی کو ان الفاظ میں چیلنج کیا، مرزا صاحب! رسول پاک ﷺ کی امت میں اس وقت بھی ایسے خام دین موجود ہیں جو اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود تفسیر قرآن لکھتا جائے۔ مرزا قادیانی کی اس پیش کش پر کہ مناظرے میں کامیابی کا معیار کسی اندھے اور لالچ کو درست کر دینا قرار دیا جائے آپ نے فرمایا مرزا صاحب! اگر مردے زندہ کرنا ہوں تو بھی آجائیں۔

حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی معرکہ میں فتح و نصرت پر آپ کو مبارک باد کی پیغامات ارسال فرمائے۔ حضرت خواجہ امیر احمد صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین میرا شریف نے آپ کے متعلق فرمایا کہ اگر مرزا قادیانی آپ کے سامنے

آتا تو ولایت کی قوت سے آپ اسے زمین میں دھسا دیتے۔ حضرت اعلیٰ پیر سید مرزا علی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ نے مرزا قادیانی کی تفسیر سورۃ فاتحہ "اعجاز المسیح" سے ف و نحو "لفت" بلاغت معانی اور محاورے کی سینکڑوں غلطیاں نکالیں اور اس پر محفلوں اعتراضات قائم کئے۔ آپ کو رسول پاک ﷺ نے عالم رویا میں مرزا قادیانی کی تردید کا حکم فرمایا اور مناظرہ سے قبل بیداری کے عالم میں زیارت بے شرف فرما کر فتح و نصرت کی بشارت دی۔

تکریہ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور شرعی حیثیت

حضرت اعلیٰ پیر سید مرزا علی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ نے امرتسر کے خیر مقدمین کو یہ چیلنج دے کر خاموش کر دیا کہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے نظریہ وحدۃ الوجود کو قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت کرتا ہوں پھر تمہیں تحریر کر دیتا ہوں کہ ان کی شان میں گستاخی نہ کریں گے اگر میں ثابت نہ کر سکا تو تمہیں دو ہزار نقد انعام ادا کروں گا۔ آپ نے حضرت صوفی عبدالرحمن لکھنوی کی کتاب "ظہر الحق" کا جواب لکھا اور دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ لا الہ الا اللہ معنی وجود الا اللہ کلمہ طیبہ کا شرعی اور تکلفی معنی نہیں ہے۔ امت مسلمہ لا الہ الا اللہ بمعنی لا معبود الا اللہ کے ساتھ مکلف ہے۔ معنی اول کشف و حال اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے جبکہ مدارِ نجات معنی ثانی ہے۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے عالم مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا تھا کہ اگر آپ شاہ صاحب لکھنوی کی کتاب کا جواب نہ لکھتے تو علماء کے لئے کلمہ طیبہ پر ایمان ثابت کرنا مشکل تھا کیونکہ شاہ صاحب نے دلائل قاطعہ سے وحدۃ الوجود کو کلمہ طیبہ کا دلائل ثابت کر ڈالا تھا۔

علامہ اقبال کا خراج عقیدت

مفکر اسلام علامہ اقبال مرحوم نے حضرت شیخ ابن عربی کے فلسفہ حقیقت ایمان کی وضاحت کے متعلق آپ کی خدمت میں عقیدت و نیاز پر مبنی عریضہ لکھا اور یہ جملہ تحریر کیا اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر

مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے) نیز آپ کو مخدوم و مکرم حضرت قبلہ کے اقباب سے یاد کرتے ہوئے لفاظی کی پشت پر آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ”حجۃ الاسلام“ کا لقب تحریر کیا۔

سماح بالمرامیر مسکت گفتگو

پشاور میں حضرت دیوان غیاث الدین اجیری رحمۃ اللہ علیہ کے سماح بالمرامیر کی مجلس منعقد کرنے پر جب علمائے سرحد کتابیں اٹھا کر ان سے مناظرہ کرنے جا پہنچے تھے تو انہوں نے آپ کو حضرت غریب نواز اجیری رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر بذریعہ تار بلوایا تھا۔ آپ نے چند اصولی مسائل پر گفتگو سے علمائے سرحد کو اس قدر مرعوب کر دیا کہ وہ کہنے لگے اگر آپ سماح بالمرامیر کے جواز کے قائل ہیں تو پھر ہمیں کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں پھر ان میں سے اکثر و بیشتر علماء آپ کے حلقہ اراست میں داخل ہو گئے۔

حضرت محبوب الہی قدس سرہ کی عظمت پر تحقیقی مقالہ

حضرت ثانی خواجہ محمد دین سیالوی صاحبزادہ محمد امین (چکوڑی شریف) غلیفہ حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے مشائخ کی تاکید اور اصرار پر آپ ہی نے اس غلط روایت کی تردید میں محققانہ مقالہ لکھا جس کے مطابق حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے ولایت سلب کر لی تھی۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں اس من گھڑت روایت کا بطلان ثابت کیا جس سے مشائخ پشت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

بحث میں لا جواب کر دیا

آپ نے مولوی حسین علی ساکن واں بھراں ضلع میانوالی کو مجلس مناظرہ میں یہ فرما کر لا جواب کر دیا تھا کہ مولوی صاحب! آپ رسول پاک ﷺ کے لئے علم غیب عطا کی ثابت کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ایمان نام ہے تصدیق ”بما جاء بہ النبی علیہ السلام“ کا اور تصدیق کی چھ قسمیں ہیں جن میں پانچ مردود ہیں

اور ایک مقبول۔ ذرا وضاحت کریں کہ ان لوگوں میں تصدیق کی کون سی قسم نہیں دینی جاتی جس کی بنا پر آپ انہیں کافر قرار دیتے ہیں۔ مولوی صاحب اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

قرآن مجید سے مسائل کا عجیب استخراج

حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑی رضی اللہ عنہ نے سب کی فضیلت، دلیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے جواز پاکستان شریف میں ہشتی دروازہ کھلنے کے موقعہ پر نعویا قرید کے ثبوت، خلافت راشدہ اور خلفائے راشدین کی حقانیت و صداقت، ارباب ولایت و تقویٰ کی گندگار اولاد کی نجات اخروی، حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی تاریخ ولادت و سن شہادت و مقام شہادت و اسمائے گرامی، انبیائے کرام کی وراثت مالی کی نفی، دعا بخ و حرمت اولیائے کرام اور حیات النبی جیسے اہم موضوعات کو قرآن مجید سے استدلال کے ذریعے ثابت کیا۔

علمائے حرمین شریفین کا اعتراف

آپ حج پر تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ کے مشہور مفتی مدرسہ صوتیہ کے ہانی، محدث اور عالم دین مولانا رحمت اللہ کیرالوی مساجر کئی، بخاری شریف کی ایک حدیث سے آپ کا استدلال سن کر مسئلہ حاضر و ناظر کے قائل ہو گئے اور فرمایا افسوس کہ چالیس سال مسلسل بخاری شریف پڑھانے گزر گئے مگر یہ استدلال آج تک ذہن میں نہ آیا۔ آپ سے حدیث پاک میں مذکور دجال کے طوائف کعبہ کی توجیہ و تاویل سن کر بھی وہ بہت محظوظ ہوئے اور آپ سے بیعت کی استدعا کی مگر ان کی عمر اور علم و فضل کا لحاظ کرتے ہوئے آپ نے انہیں بیعت نہ فرمایا، صرف اور او د و طائف تلقین فرمائے۔

حرمین شریفین کے علماء و مشائخ نے آپ سے نہ صرف سند حاصل کی بلکہ حضرت شاہ محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ صوتیہ مکہ مکرمہ کی مسئولہ رئیس کو تحریر کیا کہ آپ کی خدمت میں رہ کر بقیہ زندگی گزاراں اور آپ کے آستانہ عالیہ کی

خاک میں مدفون ہوئے۔ حضرت قاری عبدالرحمن کی متوفی "فوائد کیہ" اور ان کے استاد گرامی شیخ القراء مدرسہ صوتیہ مکہ مکرمہ قاری عبداللہ کی جن سے ہندوستان کے اکثر و بیشتر قراء نے سند حاصل کی اور انہیں استاذ الکمل، سند الجمل کے القاب سے یاد کیا، آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور اپنے صاحبزادے قاری احمد کی کو آپ سے بیعت کرایا جو شریف مکہ کے زمانے میں حجاز مقدس کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔

قطب الاقطاب، شیخ المشائخ اور مرشد السالکین

مدرسہ صوتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ القراء القاری عبداللہ کی اور ان کے فرزند قاری احمد الہی قاضی القضاۃ حجاز نے اپنے مکتوبات میں آپ کو ان القاب سے یاد کر کے خراج عقیدت پیش کیا۔ قطب الاقطاب، غوث الانجاب، استاذ الطریقۃ الختیمہ، الجامع بین العلوم الختیمہ، مشرق شمس الارشاد، مطلع بدور اللداد، علم الاسرار الربانیہ، اشارۃ الدقائق الرحانیہ، مرکز دائرۃ الارشاد، مرشد السالکین، الجامع بین علمی الباطن والظاہر، وارث المجد کبر اعن کابر، شیخ المشائخ۔

درس مثنوی شریف

حاجی انداد اللہ ماجر کی رحمت اللہ علیہ، آپ سے مثنوی شریف کے ایک شعر کی عارفانہ تفسیر سن کر وجد میں آگئے تھے اور از خود سلسلہ چشتیہ صابریہ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگرچہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں مگر میں آپ کو اس کا اہل سمجھ کر پیش کرتا ہوں آپ قبول کریں تا کہ میرا یہ سلسلہ آپ کی بدولت اشاعت پذیر ہو۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ ہندوستان میں ایک بڑا فتنہ کھڑا ہونے والا ہے جس کا سد باب آپ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے آپ حجاز میں مزید قیام کی بجائے وطن تشریف لے جائیں۔ اس پیش گوئی سے ان کی مراۃ قدہ قادیانیت تھا۔

واویٰ حرام میں زیارت نبوی

سفر حج کے موقع پر واویٰ حرام میں رسول پاک ﷺ نے آپ کو عالم

روایا میں زیارت سے مشرف فرما کر آپ رسول کے خطاب کا شرف عطا فرمایا تھا چنانچہ آپ نے اپنے نعتیہ کلام میں اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اوحا مٹھیاں گالھیں الاؤ منھن

جو حرا وادی سن کریاں

دست پیر از غائبان کو تاہ نیست

حرمین شریفین پر ترک دور حکومت میں روئے نبوی کے رئیس الجواہر کے جلیل القدر فرزند سید احمد بن المحضار العطاس المدنی رحمۃ اللہ علیہ سعودی حکام سے خائف ہو کر آپ کی زیارت کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے مگر ان کے آنے سے چند دن قبل آپ کا وصال ہو گیا اور ان کی ملاقات آپ کے گرامی قدر فرزند حضرت سید غلام محی الدین (بابو جی) رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اور ان کے فرمان پر وہ مطمئن ہو کر عرب شریف واپس ہوئے وہاں قاضی صاحب کی عدالت میں جاتے ہوئے حضرت اعظمی گولڑوی کو اپنے ساتھ دیکھ کر صرف باعزت طور پر مقدمے سے بری نہ ہوئے بلکہ انہیں عرصے کی پیش کش بھی کی گئی۔ پھر انہوں نے آپ کے رفیع القدر فرزند ارجمند حضرت سید غلام محی الدین شاہ گیلانی بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور ان کی اولاد بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی۔

کس بہ میدان ورنے آید سواراں راچہ شد

غیر مقلدین نے اجتماعی جدوجہد کے بعد آپ سے مختلف علوم و فنون کے دس سوالات کئے، آپ نے ریل کے سفر میں کتابوں کی مدد کے بغیر ان کے تفصیلی جوابات ایک ہی نشست میں لکھ ڈالے اور اپنی طرف سے غیر مقلدین پر بارہ سوالات کئے جن کے حل کے لئے انہوں نے ہندوستان کے علاوہ مصر و حجاز کے علماء سے رابطہ کیا اور ان کی کئی مجالس منعقد ہوئیں، مگر وہ جواب سے عاجز رہے۔ دوبارہ سوال بطور زندہ کرامت آج تک جواب کے منتظر ہیں۔ آپ نے غیر مقلدین سے ایک سوال یہ بھی پوچھا تھا کہ قرآن مجید سے مستخرج ہونے والے ایک لاکھ

انہیں ہزار چھ سو علوم کا صرف نام بتادیں۔ یہ سارے سوال عرصہ دراز سے آپ کی کتاب ”الفتوحات الصمدیہ“ میں شائع ہو چکے ہیں۔

امتیازی شان خلافت

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں آپ وہ با عظمت خلیفہ ہیں جن سے حضرت سیالوی کے بعض جلیل القدر خلفاء نے فتوحاتِ مکہ کا درس لیا، بعض خلفاء نے اپنے احباب اور صاحبزادوں کو آپ کے حلقہٴ اراوت میں داخل کرایا، حضرت پیر سید حیدر شاہ جلاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیالوی کے پاپوش مبارک کی ٹوپی، خوا کر قبر میں بیٹنے پر رکھنے کی وصیت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کا جواب ہمارے پیر بھائی پیر سید مر علی شاہ گولڑوی دیں گے اور بعض خلفاء آپ کے وصال کے بعد از سر تا بقدم آپ کے جسم اطہر کو چومتے رہے۔

آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ”انوارِ شعیبہ“ مطبوعہ ۱۳۳۵ سوانحِ حیات حضرت خواجہ سیالوی کے مولف نے ان القاب سے یاد کیا۔ بحرِ علوم، ظاہری و باطنی، زبدۃ خاندانِ مصطفوی، قدوۃ دو دمانِ مرتضوی، برگزیدۃ خاندانِ قادری، اوامِ اللہ تعالیٰ پر کاظمِ الیوم الدین اور آپ کی مدح میں یہ شعر لکھے۔

قوت	العیینین	سرد	انبیاء
وارث	حسین	فخر	اصفیاء
زینت	سجادہ	کل	چشتیا
نازمین	بارگاہ		مرتضی
کامل	خواص		بحرِ معرفت
افضل	شہباز	اوج	منزلت
جن	و	طالب	ویدار
عشرت	روشن	عالم	از انوار

از	کمالش	گشت	شورے	در جہان
شد	چو	مقتطیس	در جذبہ	دلائل
گر نبوے	ذات	او	در این	زماں
تیرہ	گردیدے	جہاں	از	گمرہاں
معدن	انوار	مہر	عالمین	
آخر	آمد	گشت	الاولین	

بہشتی دروازے کا ثبوت

پاکپتن شریف میں حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین درگاہ حضرت مخ شکر علیہ السلام کے اصرار پر آپ بہشتی دروازے کا افتتاح فرماتے اور تمام مشائخ کرام آپ کی آمد کے منتظر رہتے۔ آپ نے حدیثِ پاک کی روشنی میں بہشتی دروازے کی وجہ تسمیہ کا جواز اور اہمیت ثابت کی تو علمائے کرام آپ کے استدلال سے دنگ رہ گئے۔ پاکپتن شریف میں آپ کی ملاقات کے لئے حضرت میاں شیر محمد شرپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء و مشائخ تشریف لاتے، مشہور عالم مولانا غلام قادر منہن آبادی نے بہشتی دروازہ اور بیعتِ طریقت پر آپ سے اپنے اعتراضات کا مدلل جواب سن کر برسرِ مجلس آپ سے بیعت کی۔

بے نیازانہ زاربابِ کرم سے گزرم

حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے جارج ٹیئم کے شاہی دربارِ دہلی میں شہریت سے انکار کرتے ہوئے دعوتِ نامے کے جواب میں لکھا کہ میں ایک درویش ہوں اور درویشوں کی حاضری شاہی درباروں میں کبھی مناسب خیال نہیں کی گئی۔ حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز حکومت کی طرف سے سینکڑوں مربع اراضی کی پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا، مشرق سے لے کر مغرب تک سارا جہان ہمارے حیدر امجدِ غوثِ اعظم حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جاگیر ہے۔ آپ نے انگریز کشمیر کی دعوت ملاقات کے جواب میں جس کے لئے تین گھنٹے آمد و رفت پر خرچ ہوتے تھے لکھ بھیجا کہ میں تو تین منٹ کے لئے بھی اس مسجد کو چھوڑنے پر تیار نہیں چنانچہ وہ کشمیر یہ جواب سن کر خود حاضر خدمت ہوا۔
ہم عصر علماء و مشائخ کی نظر میں

ہم عصر علماء و مشائخ میں حضرت خواجہ محمود انصاری، حضرت خواجہ محمد دین سیالوی، حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی، حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین پاکستان شریف، حضرت خواجہ محمد امین چکوڑوی خلیفہ حضرت شمس العارفین سیالوی، حضرت سید غلام عباس گیلانی سجادہ نشین کھنڈ شریف، حضرت مخدوم صدر الدین گیلانی سجادہ نشین دوبار حضرت موسیٰ پاک شہید اور حضرت مولانا قیام الدین عبدالہادی فرنگی علی رحمۃ اللہ علیہ، شرعی مسائل، قومی و سیاسی امور اور فقرو تصوف کے علوم و اسرار کی تشریح میں آپ کی رائے کو اہمیت دیتے۔

حلقہٴ ارادت میں شامل علماء و مشائخ

مشائخ چشت کی عظیم الشان خانقاہوں کے سجادہ نشین، حضرت دیوان غیاث الدین اجیری، حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی، حضرت دیوان سید محمد پاکستان شریف اور مشہور و معروف جید علمائے کرام حضرت مولانا محمد غازی مدرس مدرسہ صوتیہ مکہ مکرمہ، حضرت مولانا قاری عبداللہ کی شیخ القراء مدرسہ صوتیہ مکہ مکرمہ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن مکی (مصنف فوائد یکہ)، حضرت مولانا قاری احمد مکی قاضی القضاۃ حجاز مقدس، حضرت مولانا فضل حق رامپوری، حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی، حضرت مولانا افضل الحق رامپوری، حضرت مولانا گل فقیر احمد پشاور، حضرت مولانا فقیر محمد امیر اکل شریف، حضرت مولانا سید عبدالغنی گوالیار (انڈیا) حضرت مولانا سید امام شاہ مہر آباد شریف، حضرت مولانا غلام محمود چچان (ضلع

میانوالی)، حضرت مولانا مہر محمد اچھروی، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا محمد دین منٹقی، حضرت مولانا قاضی قدرت اللہ پشاور، حضرت مولانا محمد شریف کشمیری، حضرت مولانا عطاء محمد بندیلوی اور حضرت مولانا فیض احمد مؤلف مہر منیر و منٹقی درگاہ گولڑہ شریف آپ کے حلقہٴ ارادت میں داخل ہوئے۔

تاریخ مشائخ چشت کے حوالے سے

”تاریخ مشائخ چشت“ کے مؤلف پروفیسر خلیفہ نظامی لکھتے ہیں کہ آپ حضرت خواجہ سیالوی کے خلفاء میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔ آپ بڑے پھر عالم تھے، آپ کے ملفوظات آپ کی بلندی فکر اور وسعت معلومات کے آئینہ دار ہیں، شیخ اکبر کے نظریہ ”وحدۃ الوجود“ پر جو عبور آپ کو حاصل تھا اس صدی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ فصوص الحکم کا باقاعدہ درس دیتے تھے اور اس کے اسرار و رموز کو خوب سمجھتے تھے۔ آپ نے اپنی زبان اور قلم سے قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی پر زور تردید کی۔ آپ نے موجودہ دور میں نہ صرف احیائے تصوف کی کوشش کی بلکہ بہت سے عقائد باطلہ کی تردید میں سرگرم عمل رہے۔ آپ تھوڑی سی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے اور درس و تدریس کا کام شروع کر دیا پھر مجاز چلے گئے وہاں ایک عرصہ رہنے کے بعد وطن واپس آئے اور اصلاً و تربیت کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ غیر شرعی رسومات سے آپ کو بڑی نفرت تھی۔ آپ کے ملفوظات میں جگہ جگہ اتباع سنت نبوی کی تلقین ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے شریعت نبوی کے اتباع سے بڑھ کر کوئی فخر نہیں ہو سکتا۔

حضور علیہ السلام پر لفظ بشر کے اطلاق کی منفرد بحث

آپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ ”بشر“ کے اطلاق میں عوام کے لئے لفظ دال علی التعلیم ساتھ ملانا مثلاً سید البشر، افضل البشر اور غیر البشر ضروری قرار دیا۔ آپ کی اس منفرد علمی بحث کا خلاصہ عمدہ قریب کے مفسر قرآن پیر کرم شاہ

اللاذہری نے تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم ص ۶۰ پر نقل کرتے ہوئے آپ کو مہرِ علم و عرفان کے لقب سے یاد کیا۔

علمی وسعت و جامعیت

حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات اور مکتوبات و ملفوظات میں مختلف علوم و فنون کے مشکل ترین مسائل پر سیر حاصل بحث ہے۔ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی کے اسرار و معارف، رموز و غوامض اور دقیق عنوانات کی وضاحت ہے اور توحید و رسالت، مبداء و معاد، ختم نبوت، خلافت راشدہ، حقیقتِ مجرہ، تقلید کی اہمیت، فروعی مسائل میں معتدلانہ روش، فقرو استغناء، سیر و سلوک، مراقبہ، مجاہدہ، مشاہدہ، احتسابِ نفس، تزکیہ قلب، جاہ شریعت پر استقامت، اتباع سنت، اصلاح و تربیت، اخلاص، عمل، ذوقِ طلب، حسن عقیدت اور تعلق باللہ جیسے اہم موضوعات کی تشریحات کے ساتھ ساتھ علوم تصوف خصوصاً الفتوحات المکیہ اور فصوص الحکم کے اکثر و بیشتر مباحث و اصطلاحات کا مبسوط و مدلل بیان ہے۔

آپ کے بلند ہمت مسترشدین

آپ نے اپنے مسترشد و مستفید بابا غلام فرید یالوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ نعمت عطا فرمائی جو حضرت ابو یزید اہسٹای رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک دل کے درد اڑے پر پہرہ دینے کے بعد حاصل کی تھی۔ حضرت اعلیٰ گولڑوی وہ جلیل القدر شیخ طریقت تھے کہ بلند ہمت مریدین و مستفیدین سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے آپ سے یوں رہنمائی طلب کرتے۔

عرض بلب ادب اینکه سالک تجلی آفاقی اور تجلی انفسی سے عبور کر گیا ہے اب اس کے بعد تشبیہ اور تہذیب کے درمیان جمع ہے یعنی وجود سالک ہے اور صفات اس کے وجود سے ظاہر ہو رہی ہیں لیکن انہیں قرار نہیں۔ اگر وجود کو تہ نظر رکھتا ہے تو صفات کا لحاظ نہیں رہتا، اگر صفات پر نظر رکھے تو وجود کا لحاظ ہاتھ سے

جاتا ہے۔ اب سالک وجود پر نظر رکھے یا صفات پر جیسے ارشاد ہو تعمیل کی جائے اور آپ انہیں یہ جواب تحریر فرماتے۔

رو نظر در بحر کن مجرہ نہیں
تاکہ باشی عارف سر یقیں

یہ جواب سوال ارقام ہے کہ اس مشاہدہ میں نظر وجود پر رکھنی چاہئے نہ کہ صفات پر۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طالب حق کو مشہود ذاتی و دائمی عطا فرمائیں۔

بارگاہِ غوثیت میں آپ کا مقام

حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مخلص غلام رسول خان ایس پی کے رو کر یہ عرض کرنے پر کہ: جنابِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے بغداد شریف حاضری چاہتا ہوں فرمایا "خان صاحب! بغداد والوں کی مہمانی ہو تو یہاں بھی زیارت ہو سکتی ہے" اور اسی وقت بیداری میں حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرا دی۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر ۱۹۰۰ء میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ حضرت تونسوی نے آپ کے حصولِ علم، معرکہ قادسیہ اور مکہ مکرمہ کے علماء و مشائخ سے بعض مسائل پر تفصیلی گفتگو سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا شاہ صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، ہم تو ان لوگوں کے جواب میں صرف یہ شعر پڑھ دیا کرتے تھے۔

از خدا خوانیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از لطف رب

دورانِ گفتگو فرمانِ غوثیہ "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کا تذکرہ ہوا حضرت تونسوی نے فرمایا ہم تو اپنے مشائخ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتے۔ آپ نے

حضرت شیخ ابن عربی، حضرت مولانا جامی، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دوسرے علماء و مشائخ کے حوالے سے ثابت کیا کہ آپ نے مامور میں اللہ ہو کر یہ اعلان فرمایا، یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابر اولیائے کرام نے قبول کی۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پانچ روزہ قیام میں آپ کی محققانہ گفتگو سے متاثر ہوئے، آپ کو شیش محل میں ٹھہرایا، مسلمان نوازی کی اعلیٰ مثال قائم کی اور بوقت رخصت سواری کے لئے اپنا خاص گھوڑا عنایت فرمایا۔ علم و عرفان کی کئی مجالس ہوئیں اور اس کامیاب ملاقات پر حضرت ثانی سیالوی بہت خوش ہوئے۔ اسی موقع پر حضرت تونسوی کے جلیل القدر فرزند حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا باہمی تعلق پیدا ہوا جو ذوق محبت، حسن عقیدت، مہر و وفا اور صدق و اخلاص کا نمونہ کامل قرار پایا، جس کے پاکیزہ شہادت و نتائج کو ایک تاریخی شہرت حاصل ہوئی، جس پر باہمی خط و کتابت شاہد ہے اور آج تک ہر دو حضرات والا نشان کی اولاد انجاد میں اس تعلق کی وہ حسین جھلک دکھائی دیتی ہے جو اہل محبت کے لئے قابل عمل نمونہ ہے۔

خلل پذیر بود ہر بنا کہ سے بنی
بجز بنائے محبت کہ خالی از خلل است

حضرت اعلیٰ پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں درج معلومات کا ماخذ مہر منیر، مکتوبات مہر، ملفوظات مہر، انوار ثمینی، فوز القل فی خلفاء پیر سیال، تجلیات مہر انور، تاریخ مشائخ چشت، اقبال نامہ، حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات، تلمی یادداشتیں اور منظوم کلام ”مرآۃ العرفان“ ہیں۔

فرمان غویہ اور حضرت اعلیٰ گولڑوی کے افادات

حضرت اعلیٰ پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب انوار قادریہ پر تقریباً کے ضمن میں ان تاثرات کا اظہار فرمایا۔ یہ تقریب آپ نے ۱۳۳۱ھ

میں تحریر فرمائی جو ”مہر منیر“ کی طباعت سے بہت پہلے طبع ہوئی اور آپ کے مکتوبات میں عرصہ دراز سے مندرج ہوئی۔ اس لئے معترض کا یہ خدشہ بے بنیاد ہے کہ ”مہر منیر“ میں آپ کی تحریر کے قلمی عکس میں یہ تفصیل نہیں اور شاید یہ اضافہ بعد میں کیا گیا ہے۔ ”مہر منیر“ کے قلمی عکس میں تقریب کا صرف نمونہ ہے جبکہ اس کی تفصیل مشتعل برافادات، مکتوبات مہر میں شائع چلی آرہی ہے اور وہ مہر منیر سے طویل مدت پہلے طبع ہوئے ہیں۔

انوار قادریہ پر تقریب

اما بعد رسالہ ”انوار قادریہ“ میرے ملاحظہ سے گزرا علاوہ حسن مضامین کے بوجہ ذکر سادات کرام علیم الرضوان، طرزیان و عبارت عام فہم کی رو سے بھی ناظرین اہل اسلام کے لئے عموماً و معتقدین و شائقین سلسلہ قادریہ کے لئے خصوصاً میری ناقص رائے میں مفید عام و موجب خیر و برکت ثابت ہوا ہے۔

جزی المصنف رحمہ عن فاضلہا

چونکہ رسالہ ہذا بوجہ اشتغال پر ذکر آں محذور شہود ذات و منصف، بصغات صفات آں قائل ”قدی ہذہ علی رقیۃ کل ولی اللہ“ آں مبرا از الثقات بما سوا اللہ، آں غوث الہالیان ارض و سما، آں وارث علوم ہدیہ ”فلا حول لی عبدہ ما ولی“ آں مرکز و نقطہ حیۃ دائرہ وجود، محبوب ربانی امام الثقلین محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، اس قابل ضمیمہ کہ بعض دیگر مسائل و مصنفات کی مانند صرف معمولی تقریب پر اکتفا کیا جائے لہذا حیر کاؤ تھمنا فواکد و علائکہ درر غرر ذیل سے غلطی و موخ کرنا اس کا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

آپ کا سچا اور پاک فرمان ذیل کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے از قبیل شہادت ضمیمہ، جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کیا کرتے ہیں بلکہ بوجہ مقام محو و استغامت و حسیں میں مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا ہے بوجہ و متعدد۔

اگر یہ فرمان امر خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا بلکہ معاذ اللہ کم حوصلگی کے باعث صادر ہوتا جیسا کہ بعض متصوفین موجود زمانہ کا خیال ہے تو پھر اس کا سر اصنام غیرہ غیریت اس ناصب خیام وحدت و احدیت اس مرکزہ ازلہ پر کاروبار اس محبط تجلیات و انوار شہود اس گوئے از ہمہ بردہ در حق پرستی اس قطب الوحدۃ خواجہ خواجگان معین الحق والدین ہشتی علیہ السلام بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم نہ فرماتے۔

بوجہ کمال اتباع محمدی علیہ السلام مثل قولہ علیہ السلام انا سید ولد آدم و بیدی لواء الحمد یوم القیامہ وغیرہ یہ فرمان صادر ہوا۔ آپ ایسے اقوال کے صدور کا غشاء قول ذیل سے بیان کرتے ہیں ”وما قلت قولی هذا الا وقد قبل لی“ یعنی میں از خود ایسی بات نہیں کہتا بلکہ منجانب اللہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا کو۔
رئیس الکاشفین شیخ اکبر قدس سرہ فتوحات کے باب نمبر سوے میں بعد ذکر اقسام اولیاء اللہ فرماتے ہیں۔

ومنہم رضی اللہ عنہم رجل واحد وقد تکون امرأۃ فی کل زمان
آینہ و هو القاهر فوق عبادہ لہ الاستطالۃ علی کل شینی سوی اللہ
شہم شجاع مقدم کبیر الدعوی بحق بقول حقاً و بحکم عدلاً کان
صاحب ہذا المقام شیخنا عبدالقادر الجیلانی ببغداد کانت لہ
الصولۃ والاسطالۃ بحق علی الخلق کان کبیر الشان۔

یعنی اولیاء میں ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب اور متصرف رہتا ہے اور پُر زور دعاوی کرتا ہے مگر اس کا دعویٰ اور بول بالا سچائی ہوتا ہے۔ ایسا ہی حکم اس کا عدل و انصاف سے ہوتا ہے اس مقام کے صاحب بغداد میں عالی جناب ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام گویا ”وہو القاهر فوق عبادہ“ کے منظر تھے۔ اسی باب نمبر سوے میں لکھتے ہیں ”محمد اوائی المعروف بابن قائد افراد میں سے تھے۔ اولیائے افراد وہ ہوتے ہیں جو خضر علیہ السلام کی طرح دائرہ

قطب سے خارج ہوں۔ عالی جناب غوث پاک قدس سرہ محمد اوائی مذکور کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ اولیائے افراد سے ہے اور یہ محمد اوائی غوث پاک کے اصحاب و خدام میں سے تھے۔

حضرت شیخ اکبر علیہ السلام کی تصریح حذا سے ذیل ثابت ہوئے۔

- (۱) عالی جناب نہ صرف مقام غوثیت کے مالک تھے بلکہ اس سے بالا تر تھے۔
- (۲) آپ ہر شے پر سوائے خدائے عزوجل کے غالب و متصرف تھے۔
- (۳) ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا بلکہ سچا اور صاحبِ حکمیں ہوتا ہے۔

(۴) ہر زمانے میں ایسا ولی ہونا چاہئے وہ عبارت جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے اسی باب میں ہے مگر خوف طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کی گئی۔

(۵) حضرت شیخ کے زمانے میں اس تصرف کا مالک حسب تصریح شیخ علیہ السلام ایک ولی تھا مگر اسی باب میں لکھتے ہیں کہ گو یہ ولی مقام ”وہو القاهر فوق عبادہ“ میں ہے لیکن شیخنا عبدالقادر علیہ السلام میں علاوہ مقام حذا کے اور وجود فضیلت بھی موجود تھے۔ اس موقع پر برائے فائدہ مندرجہ ذیل سوالات و جوابات بھی درج کئے جاتے ہیں۔

سوال: لفظ ولی اللہ اصحاب کرام پر بھی بدلیل قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا و سائر آیات قرآنیہ ”بولا جاسکتا ہے تو حسب قول مذکور چاہئے کہ آپ کا قدم اصحاب کرام کی گردن پر بھی ہو حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو صاحب کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

جواب: متاخرین کے عرف و محاورے میں ولی اللہ ماسوائے صحابی پر بولا جاتا ہے۔

سوال: عبارت فتوحات مسطورہ بالا یعنی ”لہ الاستطالۃ علی کل شینی سوی اللہ“

سے پایا جاتا ہے کہ اس ولی کا تصرف انبیاء علیہم السلام پر بھی ہوتا ہے۔

جواب: علامہ جناب مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا زمانہ انبیاء کا زمانہ نہ تھا۔

سوال: لفظ فی کل زمان مندرجہ عبارت فتوحات مسطورہ بالا سے پایا جاتا ہے کہ انبیاء عظیم اسلام کے زمانے میں بھی ایسے ولی کا ہونا واقعی امر ہے اور نیز اسی باب میں قبل از عبارت مذکور حضرت شیخ تشریح فرماتے ہیں کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار انبیاء بہ اجسام زندہ ہیں۔

جواب: منقول کا تصرف فاضل پر مثل تصرف جبریل پر اس حضرت واقعی اور مسلم شدہ امر ہے کیونکہ بوجہ مخالف فیما بین وجود فضیلت استبعاد مندرجہ سوال بخوبی مندرج ہو سکتا ہے۔ ہم نے تقریظ سے اس قدر مضمون یہاں درج کیا ہے جس کا فرمان غویہ سے تعلق ہے، باقی حصہ بحث فضیلت اور آپ کے بعض مشہور اقوال کی تشریح کے موقع پر درج کیا جائے گا۔ (مکتوبات مرید ص ۵۶)

الفتوحات المکیہ کے حوالے سے معترض کے اعتراضات

معترض نے حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے بارے میں الفتوحات المکیہ تصنیف رکھیں اور کاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کئی اعتراضات اٹھائے ہیں اور اس کی عبارات میں قطع و برید اور سیاق و سباق کے حذف کے ساتھ ناکمل مضمون کو مبہم انداز میں درج کر کے بعض مقامات پر غلط ترجمے اور غلط مفہوم کو پیش کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

ہم نے الفتوحات المکیہ کی ان عبارات کو غور سے پڑھا ہے اور ایک ایک لفظ کا جائزہ لیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ معترض صاحب نے "الفتوحات المکیہ" سے جتنے بھی استدلال اور استشعا کئے ہیں سب بے بنیاد اور فاسد ہیں اور ان کے ساتھ فتوحات اور صاحب فتوحات کا کوئی تعلق نہیں۔ بزرگان دین اور مشائخ کرام بلکہ خود صاحب فتوحات نے ہر کس و ناکس کو فتوحات و خصوصاً الحکم کے پڑھنے سے روکا ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ جو ہمارے مقام اور منصب پر

فائز نہ ہو اس کے لئے ہماری کتابوں کا مطالعہ کرنا حرام ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

قد کان الشیخ محی الدین رضی اللہ عنہ یقول نحن قوم یحرم النظر فی کتب اعلیٰ من لم یکن فی مقامنا
(الانوار القدسیہ، لشعرانی بھامش الحقیقات الکبریٰ جلد دوم ص ۶۲ طبع مصر)

بزرگان دین کی اس قدر تاکید احتیاط پر مبنی ہے کیونکہ حضرت شیخ کا دقیق کلام اس قدر غوامض و اسرار، ابھام و اخلاق اور بلند پروازی پر مشتمل ہے جہاں کالمین علماء و مشائخ کے علاوہ دوسرے لوگوں کی رسائی مشکل ہے۔ آپ کے کلام کو نہ سمجھنے کی بنا پر بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور لوگ آپ کو طعن و تخریب بلکہ تحقیر کا نشانہ بنا لیتے ہیں چنانچہ بہت سے ظاہر بین علماء نے حضرت شیخ کے حق میں اس طرح کیا اور پھر انکار صوفیائے کرام نے آپ کے دفاع میں کتابیں لکھیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں کی کتابوں میں اس کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

معترض صاحب نے فتوحات کی اس عظمت و جلالت سے بے خبری کی بنا پر بڑی فراخ دلی سے اپنی کتاب میں اس کی عبارات و اقتباسات کی بھرمار کی ہے۔ ہمیں اپنی علمی بے بضاعتی اور قصور فہم کا اعتراف ہے اور ہم اس قدر بلند پایہ کتاب کی عبارات کے مفہیم و مطالب سمجھنے کے اہل نہیں مگر معترض صاحب نے ہمیں اس امر پر مجبور کر دیا "الفتوحات المکیہ کے ساتھ معترض کے جارحانہ سلوک نے بھی ہمیں دعوتِ فکر دی اور ہم تو کل علی اللہ کرتے ہوئے اس میدان میں کود پڑے ورنہ۔

ع: چہ نسبت خاک را با عالم پاک
البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ہمیں اس جلیل القدر شیخ طریقت، خواص بحر علوم و معرفت، سید السادات، جامع الکلمات، وحید العصر فی کشف معضات

الفتوحات حضرت اعلیٰ پیر سید مرعی شاہ گولڑی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و اسرار سے مستفید و مستفیض جلیل القدر اساتذہ کرام کی نطین ہرواری کا شرف اور ان کی زبان سے حضرت اعلیٰ گولڑی قدس سرہ کی تصنیفات، مکتوبات و ملفوظات مشتمل بر مضامین فصوص و فتوحات کے افادات و افاضات کے سماع کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی روحانی سرمایہ کی بنیاد پر ہمیں یہ ہمت ہوئی اور حوصلہ ملا کہ ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے اپنا فرض منہی سمجھتے ہوئے ہم نے اس جہاد میں حصہ لیا۔ معترض کے اعتراضات کا خلاصہ

(۱) معترض کا سب سے بڑا اور ذہنی اعتراض جو انہوں نے اپنی کتاب کے ص ۲۵۲ پر درج کیا ہے۔ یہ ہے کہ ”شیخ اکبر تو آپ کو صاحب مقام مانتے ہی نہیں“ معترض نے فتوحات کی نامکمل عبارات پیش کیں اور ان سے غلط استدلال کر کے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال تھے صاحب مقام نہ تھے۔

(۲) معترض نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور شاگرد شیخ ابوالسعود بن شبل کی آپ پر افضلیت اور برتری ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس مفروضے کو ثابت کرنے کے لئے فتوحات کی عبارتوں میں قطع و برید سے کام لیا۔

(۳) معترض نے فتوحات کی نامکمل عبارات سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ آپ عہدیت کاملہ کے مقام پر فائز نہ تھے اور اپنے بلند دعویٰ و اعلانات میں مامور من اللہ نہیں تھے۔

(۴) چونکہ آپ تصرف فی العالم رکھتے تھے اس لئے معرفت الہی میں آپ کا مقام کامل نہیں تھا کیونکہ جو تصرف کرتا ہے وہ معرفت الہی میں ناقص ہوتا ہے، شیخ محی الدین ابن عربی کے نزدیک آپ اکمل اور اتم نہیں تھے۔

(۵) بزرگان دین کی چار قسمیں ہیں رجب ظاہر، رجب باطن، رجب حد، رجب مطلع حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ رجب ظاہر میں سے تھے جو ادنیٰ درجہ ہے۔

(۶) آپ کے کلام میں شلحات کا غلبہ ہے اور اہل طریقت کے نزدیک شلحات کا تکلم بے ادبی شمار ہوتا ہے۔ آپ اولال اور ناز و نعمت میں رہے جبکہ عہدیت کاملہ اس سے بہت بلند مقام ہے۔ معترض کے اعتراضات کے جوابات

معترض نے پہلے اعتراض میں یہ کہا تھا کہ شیخ اکبر تو آپ کو صاحب مقام مانتے ہی نہیں۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ معترض نے فتوحات کا مطالعہ ہی نہیں کیا ورنہ صاحب فتوحات نے تو آپ کو ولایت کے سب سے اعلیٰ مقام پر فائز تسلیم کیا ہے اور آپ کو صرف صاحب مقام ہی نہیں لکھا بلکہ صاحب مقامات لکھا ہے نیز آپ کو ایسے بلند مقام کا حامل قرار دیا ہے جس کی پہچان اولیائے افراد کو بھی نہ ہو سکی حالانکہ اولیائے افراد حسب تصریح شیخ دائرہ قطب سے خارج ہوتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام بھی ان میں سے ہیں۔ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے لئے وہ مقامات ثابت کئے ہیں جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ انہوں نے تو اصحاب مقام اولیائے کرام کے مقام کا تعین بھی آپ کے فرمان پر کیا ہے اور رجال یعنی مردان باکمال کے بارے میں آپ کے اقوال کو مرجع قرار دیا ہے اور آپ کو طریقت کے حاکم سے تعبیر کیا ہے۔ انہوں نے تو آپ کے لئے وہ مقام ثابت کیا ہے کہ پوری دنیا میں ایک شخصیت ایک زمانے میں اس پر فائز ہو سکتی ہے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ اس مقام پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ میں اتم اور اکمل ہونے کی اور بھی بہت سی وجوہات تھیں۔

اب ہم فتوحات کی عبارات سے اپنا نقطہ نظر ثابت کرتے ہیں۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اولیائے کرام میں جماعت ملامیہ افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ ان کی عظمت و جلالت کا بیان کرتے ہوئے یہ عنوان قائم کرتے ہیں

(معرفة منزل الملامیة من الحضرة المحمدية ان کے اعلیٰ ترین مقام کا

تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں وہنا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ و ممن تحقق به من الشيوخ حمنون القصار و ابو سعيد الخراساني و ابو يزيد البسطامي و كان في زماننا هذا ابو السعد بن شبل و عبد القادر الجيلاني۔

(ملاحظہ ہو فتوحات المکیہ جلد سوم ص ۳۳ طبع مصر)

یہ جلیل القدر اعلیٰ مقام جناب رسول پاک ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور مشائخ میں جو حضرات اس مقام کے ساتھ متحقق ہوئے وہ حمدون قصار، ابو سعید خراسانی، ابو یزید البسطامی اور ہمارے زمانے میں اس مقام کے ساتھ متحقق ابو السعد بن شبل اور شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہم تھے۔

اولیائے کرام کی اس جماعت ملامیہ کے متعلق حضرت شیخ لکھتے ہیں۔

هم سادات اهل الطريق و ائمتهم و سيدنا عالم فيهم و منهم و هو محمدر رسول الله صلى الله عليه وسلم يه ائلي طريقت کے سردار ہیں اور ان کے امام ہیں اور حضور علیہ السلام ان میں سے ہیں۔ (فتوحات جلد دوم ص ۲۹)

اسی جماعت ملامیہ کے متعلق حضرت شیخ لکھتے ہیں

هم الذين لا يشهدون شيئا ولا يرونه الا راول الله قبله كما قال الصديق عن نفسه و هذا مقام لم يتحقق به احد مثل الملامية من اهل الله و هم سادات هذا الطريق (فتوحات جلد سوم ص ۲۲)

منزل ملامیہ پر فائز اولیائے کرام ہر چیز کے مشاہدے سے قبل اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں جس طرح کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق فرمایا اور اہل اللہ میں سے ملامیہ کی طرح کوئی بھی اس مقام سے متحقق نہیں ہوا اور وہ اس طریق کے سردار ہیں۔

اب معترض صاحب فرمائیں کہ حضرت شیخ اکبر نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو صاحب مقام تسلیم کیا یا نہیں اور مقام بھی وہ جو رسول پاک علیہ

السلام اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے ثابت ہے مگر معترض فتوحات کا مطالبہ کرتے تو اس مقام کو دیکھتے۔

انا الحشی والحمد لمقامي

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں حشی سید ہوں اور میرا مقام مخدع ہے۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اس مقام کو صرف تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ اس کی تشریح بھی کرتے ہیں لکھتے ہیں۔

وما المخدع قننا موضع ستر القطب عن الافراد الواصلين عندما يجمع عيهم وهو خزنة الخدع والخازن هو القطب قال محمد بن قائد الاواني رقيت حني لم ارا لمامي سوى قدم واحدة فغرت ففليل هي قدم نبيك فسكن جاشي و كان من الافراد اكر لکھتے ہیں قبيل له هل ليت عبد القادر قال ما ريت عبد القادر في الحضرة ففليل ذلك لعبد القادر قال صدق ابن قائد في قوله فاني كنت في المخدع و من عندی خرجت له نواله و سماها بعينه فسل ابن قائد عن النواله ما صفتها فقال مثل ما قال عبد القادر۔ (فتوحات المکیہ جلد دوم ص ۱۳۰)

حضرت حق میں مخدع دو اعلیٰ ترین مقام ہے جہاں قطب وقت اولیائے افراد و اسلمین ہار گاہ سے بھی بوقت عطاءے خلعت غفل ہوتا ہے اور وہ مقام روحانی غفلتوں اور نعمتوں کا خزانہ ہے اور قطب اس خزانے کا خازن و متولی ہوتا ہے۔

حضرت محمد بن قاسم اولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بلند پروازی میں تک کہ اپنے سامنے ایک قدم دیکھا جس سے مجھے غیرت ہوئی پھر مجھے بتایا گیا کہ یہ تو آپ کے نبی علیہ السلام کا قدم ہے پھر میرا اضطراب سکون پذیر ہوا، آپ اولیائے افراد میں سے تھے، آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت حق میں شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا تو انہوں نے فرمایا نہیں پھر یہ بات حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ سے پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا محمد بن قاسم نے درست کہا

ہے میں مخدع میں تھا (وہ مجھے کس طرح دیکھتے) اور میری جانب ہی سے انہیں نوالہ (روحانی ثلعت) عطا کیا گیا اور اس کا نام بھی آپ نے لیا پھر محمد بن قائد سے پوچھا گیا تو انہوں نے نوالہ کی وہی صفت بیان فرمائی جو حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی تھی۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو دوسرے مقام پر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محمد بن قائد کا یہ کہنا کہ میں نے شیخ عبد القادر کو حضرت حق میں نہیں دیکھا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مقام مخدع میں تھے۔

فستر عنه مقام عبد القادر خداعاً فہم ذالک عبد القادر فقال کنت فی المخدع وقوله ان من عنده خرجت له النوالۃ یدل علی ان عبد القادر کان شیخہ فی ذلک الحضرة وعلی یدیہ استغادہا وجہل ذلک محمد بن قائد (فتوحات یکہ جلد دوم ص ۸۰)

پس محمد بن قائد کے لئے شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا مقام مخفی رہا اور اس میں ان کو دھوکہ ہوا اور شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو سمجھتے تھے چنانچہ فرمایا کہ میں مقام مخدع میں تھا اور آپ کا یہ فرمان کہ میری طرف سے انہیں ثلعت روحانی ملی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت حق میں بھی ان کے شیخ تھے اور آپ ہی کے ہاتھوں سے انہیں یہ نعمت ملی مگر وہ اس بات کو نہ سمجھ سکے۔

اب معترض صاحب کی تسلی ہوئی صاحب فتوحات نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مقام مخدع ثابت کیا۔ اس کی تشریح کی اور بتایا کہ یہ اس قدر بلند مقام ہے کہ اولیائے افراد کی رسائی بھی اس مقام تک نہیں ہو پاتی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس جلیل القدر مقام سے صرف محمد بن قائد الاوانی بے خبر نہ رہے بلکہ آپ کے ہم عصر بزرگ شیخ عبد الرحمن طفسوئی رحمۃ اللہ علیہ درکات تقدیر کے مقام پر چالیس سال فائز رہنے کے باوجود آپ کے اس اعلیٰ مقام کو نہ پہچان سکے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۷ قلائد الجواہر ص ۳۱)

فتوحات الانس ص ۳۵۶ مقامیں الجاس ص ۸۳۶ الفتاویٰ الحدیثیۃ ابن حجر کی ص ۲۲۳ مطبوعہ مصر

اتم اور اکمل مقام غوثیہ

صاحب فتوحات اولیائے کرام کی اقسام و اصناف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ومنہم رضی اللہ عنہم جل واحد وقد نکون امرأۃ فی کل زمان آینہ وهو القاهر فوق عبادہ لا الاستطالۃ علی کل شئی سوی اللہ شہم شجاع مقدم کبیر الدعوی بحق یقول حقاً و یحکم عدلاً کان صاحب ہذا المقام شیخنا عبد القادر الجیلی ببغداد کانت له اصولۃ والاستطالۃ بحق علی الخلق کان کبیر الشان اخبارہ مشہورۃ لم تقہ ولکن لقبیت صاحب زماننا فی ہذا المقام ولکن کان عبد القادر اتم فی امور اخر من ہذا الشخص الذی لقبینہ (فتوحات یکہ جلد دوم ص ۱۳)

اولیائے کرام میں اس مقام پر ایک مرد کامل فائز ہوتا ہے کبھی یہ مقام کسی جلیل القدر ولیہ عارفہ کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ ایسا ولی آیت "وہو القاهر فوق عبادہ" کا منظر ہوتا ہے اور اسے ماسوائے اللہ ہر چیز پر غلبہ حاصل ہوتا ہے وہ نافذ امر ہوتا ہے، ہمار ہوتا ہے، سبقت کرنے والا ہوتا ہے، حق پر مبنی پر زور دغاوی کرتا ہے۔ اس کی بات حق ہوتی ہے اور اس کا حکم عدل پر مبنی ہوتا ہے۔ بغداد میں ہمارے شیخ عبد القادر الجلی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر فائز تھے۔ آپ کو حق کے ساتھ خلق پر تسلط اور غلبہ حاصل تھا آپ کی بہت بڑی شان ہے۔ آپ کی خبریں درجہ شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔ مجھے آپ کی زیارت نہ ہو سکی لیکن میں اپنے زمانے کے اس مقام پر فائز بزرگ سے ملا ہوں مگر شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ اس بزرگ سے بہت سے امور میں اتم و اکمل تھے۔

کیوں جناب معترض صاحب! حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب مقام تسلیم کیا یا نہیں۔ انہوں نے آپ کو صرف صاحب مقام تسلیم نہ کیا بلکہ آپ کو ”شیخنا“ سے تعبیر کیا، آپ کو کبیر الشان کہا، آپ کی اخبار و روایات کی مستند حیثیت کو تسلیم کیا، آپ سے ملاقات کی حسرت کا تذکرہ کیا اور اس مقام پر فائز دوسرے بزرگ سے آپ کو بہت سے امور میں اتم و اکمل قرار دیا۔

عہدیت کاملہ اور تصرف فی العالم کا مقام

صاحب فتوحات نے ادخار کی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بغیر امر الہی ادخار (ذخیرہ کرنا) اہل اللہ کا طریقہ نہیں فرماتے ہیں۔

فمنہم من یدخر علی بصیرۃ ومنہم من یدخر لاعن بصیرۃ
فلانسلم لہم ادخارہم فی ذلک لانہ لاعن بصیرۃ ولیس من اہل
اللہ فان اہل اللہ ہم اصحاب البصائر والذی عن بصیرۃ فلا یخلو اما
ان یکون عن امر اللہ یقف عنہ ویحکم علیہ ولا عن امر اللہ فان
کان عن امر اللہ فهو عبد محض لا کلام لنا معہ فانہ مامور کما نظنہ
فی عبد القادر الجیلانی فانہ کان ہذا مقامہ والذی اعلم لما کان علیہ من
التصرف فی العالم (الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۵۸۸)

کچھ بزرگ ادخار میں منجانب اللہ بصیرت پر ہوتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتے
پس جو بصیرت پر نہیں ہوتے ہم ان کے ادخار کو نہیں مانتے کیونکہ یہ اہل اللہ کی
شان نہیں ہے پھر جن کا ادخار بصیرت پر مبنی ہوتا ہے یا تو امر الہی ہوتا ہے کہ وہ اس
ادخار میں مامور ہوتے ہیں وہ اسی امر پر ٹھہرتے ہیں اور اسی پر حکم لگاتے ہیں یا وہ
بصیرت پر ہوتے ہیں مگر انہیں امر الہی نہیں ہوتا۔ پس اگر وہ بزرگ امر الہی سے
ادخار کرے تو وہ عہدیت محض کے مقام پر فائز ہے ان کے ساتھ ہماری بحث ہی
نہیں کیونکہ وہ مامور ہیں۔ جس طرح کہ شیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے
بارے میں ہمارا خیال ہے پس بے شک یہ آپ کا مقام تھا کیونکہ من جانب اللہ

آپ تصرف فی العالم پر مامور تھے۔

صاحب فتوحات نے اس عبارت میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خصوصی مقام بیان فرمایا کہ آپ ادخار پر امر الہی
مامور تھے۔ آپ عہدیت محض کے مقام پر فائز تھے اور منجانب اللہ تصرف فی العالم
کے منصب پر متمکن تھے۔

طریقت کی حاکمیت اور مقامات کے تعین کا مقام

صاحب فتوحات نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلیٰ مقام بھی
بیان فرمایا ہے کہ آپ بزرگوں کے مقام کا تعین فرماتے تھے۔ آپ طریقت کے حاکم
تھے اور مردانِ پاکمال کے مقام و منصب کے بارے میں آپ کے اقوال کی طرف
رجوع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اولیائے کرام کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومنہم رضی اللہ عنہم الافراد ولا عند یحصرہم وہم المقربون
بلسان الشرع کان منہم محمد بن قائد الاوائی يعرف جابن قائد ہوانہ
من اعمال بغدلا من اصحاب الامام عبد القادر الجیلانی وکان ہذا ابن
قائد یقول فیہ عبد القادر منوید الحضرة کان یشہلہ عبد القادر
الحاکم فی ہذا الطریقۃ المرجوع الی قولہ فی الرجال محمد بن
قائد الاوائی من المفردین وہم رجال خارجون عن دائرة القطب و
خضر منہم آگے چل کر لکھتے ہیں مقامہم بین الصدیقیۃ والنبوۃ
الشرعیۃ وہو مقام جلیل جہلہ اکثر الناس من اہل طریقنا کابی
حامدوا مشالہ لان خوفہ عزیز۔ (الفتوحات المکیہ جلد دوم ص ۱۹)

اولیائے کرام میں کچھ بزرگ افراد ہوتے ہیں ان کی کوئی تعداد مقرر نہیں
زبان شرع میں انہیں مقررین کہا جاتا ہے۔ شیخ محمد بن کا کا اوائی جو امام عبد القادر
الجیلانی کے اصحاب و مریدین میں سے تھے اس مقام پر فائز تھے ان ہی کے بارے میں
شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ان کو حضرت حق کی تائید حاصل ہے۔ آپ

کے بارے میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ طریقت کے حاکم ہیں اور مردانِ خدا کے مناصب و مقامات کے بارے میں آپ کے اقوال مرجع ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ محمد بن قائد، افراد میں سے ہیں اور اولیائے افراد وائرہ قطب سے خارج ہوتے ہیں، جس طرح کہ حضرت خضر علیہ السلام، ان کا مقام صدیقیت اور نبوت تشریحی کے درمیان ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا مقام ہے مگر ہمارے اہل طریق میں سے اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں، جس طرح کہ حضرت امام غزالی اور ان جیسے لوگ کیونکہ اس مقام کا ذوق نادر الوجود ہے۔

اب معترض صاحب ذرا توجہ فرمائیں کہ صاحب فتوحات نے تو حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقام بھی بیان فرمادیا کہ اصحاب مقامات کے مقام کا تعین آپ کرتے ہیں اور آپ کے ارشادات مردان یا کمال کے منصب و مقام کے تعین میں مرجع قرار پاتے ہیں اور آپ طریقت کے حاکم ہیں نیز آپ کے خادم اور مرید محمد بن قائد اس مقام پر فائز ہیں جس کی خبر حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نہیں اور وہ مقام، نبوت تشریحی اور صدیقیت کے مابین ہے۔ تعجب ہے معترض صاحب کی سوچ پر کہ وہ اس عظیم الشان جلیل القدر شخصیت کو صاحب مقام نہیں مانتے اور اپنے خود ساختہ مفروضے کو حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے خدا سے نہیں ڈرتے حالانکہ آپ کے مستفید اصحاب و خدام کا اتنا بلند مقام ہے کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قدر تفصیل سے بیان فرمایا۔

آنکھ دلا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

فتوحات کی عبارات میں تطبیق

فتوحات کے ایک جملے (الشیخ عبدالقادر صاحب حال صاحب مقام) کے ساتھ معترض صاحب اس طرح چٹ گئے جس طرح بعض لوگ قرآنی آیت کے

اس جملے (ثم انما ابشر مشرککم) کے ساتھ چٹے ہوئے ہیں کہ انہیں پورے قرآن مجید میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی آیت ہر وقت مد نظر رہتی ہے اور ان کی ہر مجلس وعظ و درس میں اسی کی تفسیر و تشریح بیان کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کو رحمۃ للعالمین، صاحب خلق عظیم، شاہد، مبشر، بشار، نذیر، نذیر، یاسین، منزل، مدثر اور صاحب مقام محمود فرمایا مگر یہ لوگوں نے ایک نہ سنی پر نالہ و دیں رہا، بعینہ ہمارے مہربان معترض صاحب کا یہی وطیرہ ہے کہ الفتوحات المکیہ کے ایک جملے سے اس طرح وابستہ ہوئے کہ باقی ساری فتوحات کو نظر انداز کر ڈالا۔ ایسی روش کو تحقیق سے تو ہرگز تعبیر نہیں کیا جا سکتا البتہ اس کے لئے تعصب اور ٹنگ نظری کے الفاظ زیادہ مناسب ہیں۔

صاحب فتوحات کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مقام نہ تھے، ورنہ ان کی ساری تصریحات بے معنی ثابت ہوں گی۔ جس طرح قرآن و حدیث کے مضامین میں تطبیق ضروری ہوتی ہے اور علمائے کرام اس کی اہمیت کو جانتے ہیں اسی طرح بزرگوں کے کلام میں اگر بظاہر موافقت نظر نہ آئے تو اس میں تطبیق اور موافقت پیدا کی جاتی ہے۔ صاحب فتوحات کا اس عبارت سے یہ مقصد ہے کہ آپ صاحب مقام نہ تھے بلکہ صاحب مقامات تھے یا آپ صرف صاحب مقام نہ تھے بلکہ صاحب حال بھی تھے اور یہی قطبیت وقت کی شان ہوتی ہے کہ وہ مقامات و احوال کا جامع ہوتا ہے۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فان قنت فما المراد بقولهم فلان من الاقطاب علی مصطلحهم
فالجواب مرادهم بالقطب فی عرفهم کل من جمع الاحوال
والمقامات وانغریبہ فی زمانہ علی ابنائہ جنسہ
(البروقیت والجواہر حصہ دوم ص ۸۱)

اگر تم یہ سوال کرو کہ بزرگوں کی اصطلاح میں قطب سے کیا مراد ہے تو میں کہتا ہوں

طرح حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و فضیلت کا پہلو مزید نمایاں ہو گیا کہ حضرت شیخ ابن عربی آپ کو حال و مقام کا جامع قرار دیتے ہیں نیز امام شعرانی کے ضابطے کے مطابق بھی صاحب احوال ہو کر صاحب مقام ہونا باعث کمال و فضیلت ہے۔

سبحان اللہ! امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا نکتہ بیان فرمایا! افسوس کہ معترض صاحب نے امام شعرانی کی بہت سی عبارات کتاب میں درج کیں مگر ان کے اس قسم کے نکات و رموز سے وہ بے خبر رہے۔ بعینہ یہی حال فتوحات کی عبارت کا ہے کہ حضرت شیخ کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ آپ صاحب مقام نہیں ورنہ آپ کے اس قدر عظیم الشان مقامات کا بیان وہ نہ فرماتے بلکہ وہی مفہوم ہے جو ہم بیان کر چکے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری توجیہ پر مقرر تصدیق ثبت فرمادی۔

قطب وقت کا اکبر و اکمل مقام

ہم معترض صاحب سے پوچھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قطبیست متعلق علیہ ہے جس کا اقرار معترض نے بار بار اپنی کتاب میں کیا ہے تو پھر کیا قطبیست و ولایت کا انتہائی مقام نہیں بلکہ قطبیست تو وہ اعلیٰ مقام ہے کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الیواقیت والجواہر“ میں ایک عنوان قائم کیا ہے۔ المبحث الخامس والاربعون فی بیان ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضی اللہ عنہم القطب۔

(ملاحظہ ہو: ”الیواقیت والجواہر“ حصہ دوم ص ۷۸)

صحابہ کرام کے بعد تمام اولیائے کرام سے افضل قطب ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔ واکمل الخلق فی کل عصر القطب۔

(نور الالباقات الکبریٰ حصہ دوم ص ۱۳۵)

ہر زمانے میں قطب وقت تمام مخلوق سے اکمل ہوتا ہے۔

پھر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ علی الخواص سے

کہ صوفیائے کرام کے عرف میں قطب وہ شخص ہوتا ہے جو احوال و مقامات کا جامع ہو اور ان کی وجہ سے اپنے ہم عصر بزرگوں میں منفرد ہو۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی مزید وضاحت

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیائے کرام کی عبارات سے اس قسم کے خدشات کا دفعہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لوگ ان کے فرمان کا مقصد نہیں سمجھتے۔ فرماتے ہیں کہ شیخ ابن عربی اور شیخ ابن فارض مکی کے کلام میں اگر تکوین کے آثار نظر آئیں تو اس سے یہ نتیجہ نہ نکالو کہ وہ اصحاب حکمیں نہیں تھے کیونکہ یہ امتیاز تمہارے بس کی بات نہیں تم کسی کتاب میں پڑھ کر ایسی بات کر رہے ہو چنانچہ اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فغالب من بقول ذالک إنما یقولہ بالتقلید لما یجدہ فی کتب فقہاء الصوفیۃ کرسالة القشیری ونحوها من ان التلوین للنواقصین وهو لم یفہم مرادہم فان مرادہم بہ التلوین بالتمکین فیہ والکامل عنہم من تمکن فی التلوین۔

(الانوار القدیہ للشعرانی بمائش البقائات حصہ دوم ص ۲۷)

فقہائے صوفیہ کی کتابوں جیسے رسالہ کشمیریہ اور اس قسم کی دوسری کتابوں میں ایسی عبارات دیکھ کر محض تقلید کی بنا پر عموماً لوگ ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً رسالہ کشمیریہ میں ہے کہ تکوین ’تاکمیں‘ کے لئے ہوتی ہے حالانکہ امام کشمیری کا مقصد یہ نہیں کہ جہاں بھی تکوین ہو نقص قرار پائے گی بلکہ ان کی مراد ’تکوین‘ بلا تکمیل ہے پس اگر تکوین کے ساتھ تکمیل ہے تو یہ نقص نہیں کمال ہے کیونکہ ان کے نزدیک کمال وہی ہوتا ہے جو تکوین میں صاحب حکمیں ہو۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تطبیق و وضاحت سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ صاحب مقام جو صاحب احوال نہ ہو کمال کے اس درجے پر نہیں ہوتا جس پر جامع بین الاحوال و المقامات بزرگ ہوتا ہے۔ پس اس

پوچھا کیا آیا یہ مشہور بزرگ، حضرت شیخ احمد زاہد، حضرت شیخ یوسف ثنی اور حضرت شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہم اور ان جیسے دوسرے حضرات، قطیبت کے مقام پر فائز تھے تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ یہ اقطاب کے نام نہیں تھے، قطب نہیں تھے۔

اما القطابة فجعل ان يبلغ مقامها الا حوطا غير من انصف بها قال وقد بينها الشيخ عبدالقادر الجيلاني رضي الله عنه وقال ان لها ستة عشر عالما الدنيا والاخرة عالموا احد من هذه العوالم (الطبقات الكبرى ج ۱ ص ۱۳۶) اور انہوں نے فتاویٰ علی الخواص بھامش (الابرار ص ۱۳)

قطیبت کا عطاء ترین مقام بہت بلند ہے اس میں قطب کے سوا کوئی داخل نہیں ہو سکتا، ہاں، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام قطیبت کو بیان فرمایا کہ قطیبت کے سولہ جہان ہیں دنیا و آخرت ان میں سے ایک جہان ہے۔

کاش معترض صاحب جلدی نہ کرتے اور امام شعرانی کی کتابوں اور الفتوحات الکلیہ کو غور سے پڑھ لیتے تو وہ یہ اعتراض نہ کرتے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ ابن عربی صاحب مقام مانتے ہی نہیں بلکہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کر کے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اکمل و اتم ہونے پر اعتراض نہ کرتے اور آپ کی اولیائے کرام پر فضیلت کو بھی تسلیم کرتے۔

معترض کے دوسرے اعتراض کا جواب

معترض نے فتوحات کی عبارات میں قطع و برید کے بعد دوسرا اعتراض یہ کیا تھا کہ آپ کے خلیفہ اور شاگرد شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ آپ سے افضل و اکمل تھے کیونکہ وہ تصرف نہیں کرتے تھے جبکہ آپ تصرف فرماتے تھے۔ معترض صاحب نے غور نہیں کیا اور اعتراض میں جلد بازی کی ورنہ صاحب فتوحات نے تصریح کی ہے کہ شیخ ابو السعود تصرف پر مامور نہ تھے، لکھتے ہیں

ولا صاحب هذا المقام التصريف والتصرف فالطبقة الاولى من

هؤلاء اذ كانت التصرف لله في حقيقته مع التمكن وتولية الحق لهم اياه نمكنا لا امر الكن عرضه کے لکھتے ہیں۔ وکان ابو السعود منهم کان رحمه الله ممن امثل امر الله في قوله تعالى فانخذله وكيلا فالو كليل له التصرف فلوامر امثل الامر هذا من شأنهم واما عبدالقادر فالظاهر من حاله انه كان مامورا بالتصرف فيها فظهر عليه هذا هو الظن بامثالهم (الفتوحات الکلیہ جلد اول ص ۲۰۱)

اس مقام پر فائز حضرات کے لئے تعریف و تصرف ثابت ہے پس طبقہ اولیٰ نے باوجود قدرت اور تولیت حق از روئے ممکن تصرف فی الخلق ترک کر دیا مگر انہیں تصرف کا حکم نہ تھا بلکہ اختیار تھا۔ شیخ ابو السعود ان ہی میں سے تھے کہ انہوں نے فرمان خداوندی ”اللہ تعالیٰ کو کار ساز بناؤ“ پر عمل کیا پس تصرف اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا، ہاں اگر انہیں حکم دیا جاتا تو وہ تصرف کر کے ضرور فرمانبرداری کرتے۔ یہ ان کا حال ہے، بہر حال حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کے حال سے ظاہر ہے کہ انہیں تصرف کا حکم دیا گیا تھا اسی واسطے آپ سے تصرف ظاہر ہوا آپ جیسے بزرگوں کے متعلق ہم یہی خیال رکھتے ہیں۔ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت سے معترض کی یہ دلیل بیکار ہو گئی اور وجہ فضیلت نہ بن سکی کیونکہ شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف نہ کرنا امر کے نہ ہونے کی وجہ سے تھا اگر انہیں حکم ہوتا تو وہ ضرور تصرف کرتے پس یہ دلیل فضیلت نہیں جبکہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تصرف پر مامور تھے اگر آپ تصرف نہ فرماتے تو یہ عہدیت کے خلاف ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ کہ دونوں بزرگ شیخ ابو السعود مامور نہ ہونے کی وجہ سے تصرف چھوڑ کر اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ مامور ہونے کی وجہ سے تصرف کر کے عہدیت محض کے مقام پر فائز تھے۔ صاحب فتوحات، اواخر کی بحث میں بھی لکھتے ہیں کہ شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ مامور بالتصرف نہ تھے اگر انہیں امر ہوتا تو

امری پابندی کرتے، حضرت شیخ ابن عربی نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔

نحن تركنا الحق يتصرف لنا فلم يزاحم الحضرة الالهية فلو امر وقف عند الامر (فتوحات جلد اول ص ۵۸۸)

ہم نے حضرت حق کے لئے تصرف چھوڑ دیا ہیں بغیر امر تصرف کر کے انہوں نے حضرت حق میں مزاحمت نہ کی ہاں اگر انہیں تصرف کا حکم دیا جاتا پھر وہ ضرور امر کی پابندی کرتے، شیخ ابو السعود بن شبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صاحب فتوحات لکھتے ہیں من انحصر اصحاب عبدالقادر الجيلاني کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر کے خصوصی اصحاب سے تھے۔

(الفتوحات المکیہ جلد سوم ص ۵۶۰)

صاحب فتوحات، شیخ ابو السعود کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں۔ طریق عبدالقادر فی طرق الاولیاء غریب و طریقنا فی طرق عبدالقادر غریب (الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۲۳۳)

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اولیاء کے طریقوں میں عجیب و غریب ہے اور شیخ عبدالقادر کے طریقوں میں ہمارا طریقہ عجیب و غریب ہے۔

بارگاہِ غوثیت سے شیخ ابو السعود کی انتہائی عقیدت

حضرت شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ الاسکندری خلیفہ شیخ ابو العباس المرسی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب فتوحات حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے

ذكر ابن عربي ان ابا السعود بن شبل كان في مدرسة الشيخ عبدالقادر الجيلاني يكنس فيها فوقف الخضر على راسه فقال السلام عليكم فرفع ابو السعود راسه فقال و عليك السلام ثم عاد الى شغلته بما هو فيه فقال له الخضر ما بالك لا تنسبه لي كانك لم تعرفني فقال ابو السعود بل عرفتك انت الخضر فقال له الخضر

فما بالك لم تنسبه فقال له ابو السعود مشغول بخدمتي والنفث الي الشيخ عبدالقادر الجيلاني رحمه الله وقال لم ينسرك في هذا الشيخ فضيلة لغير (الطائف المنن للشيخ ابن عطاء الله الاسكندري خليفه شيخ ابو العباس المرسي الشافعي بما مش الطائف المنن للشافعي جلد اول ص ۸۵)

حضرت شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ شیخ ابو السعود بن شبل، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں چاروپ کشتی کر رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے قریب آٹھرتے اور سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کی بے توجہی دیکھ کر فرمایا تم نے مجھے نہیں پہچانا انہوں نے فرمایا میں جانتا ہوں آپ خضر علیہ السلام ہیں، حضرت خضر علیہ السلام کے دوبارہ متنبہ کرنے پر انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، اس شیخ وقت میں غیر کے لئے کوئی فضیلت نہیں چھوڑی گئی یعنی آپ سب فضائل و کمالات کے جامع ہیں اس لئے مجھے کسی کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

مندرجہ بالا روایت سے شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ غوثیت سے وابستگی، عقیدت اور ان کے استفادہ و استفاضہ کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اپنی کتاب میں کئی مرتبہ معترض نے شیخ ابو السعود کی فضیلت پر یہ دلیل پیش کی کہ وہ تصرف نہیں کرتے تھے جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تصرف کرتے تھے۔ نیز حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ عہدیت محض کے مقام پر فائز تھے اور شیخ عبدالقادر اس مقام پر فائز نہ تھے۔ شیخ ابو السعود نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا جس نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر کی تعریف کی۔ جہاں تک تصرف کرنے کا تعلق ہے تو بغیر امر الہی تصرف واقعی عہدیت کے خلاف ہے اور اسی بنا پر شیخ ابو السعود تصرف نہیں کرتے تھے مگر بامر الہی مامور ہو کر تصرف کرنا یہ عہدیت محض ہے، بلکہ اس صورت میں تصرف نہ کرنا عہدیت کے خلاف ہے۔ بحثِ اواخر میں

صاحب فتوحات نے حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تصریح فرمائی کہ وہ باعراۓی مامور تھے، وہ عبید محض تھے اس لئے ہم ان کے بارے میں بحث نہیں کرتے، لکھتے ہیں

فان کان عن امر الہی فہو عبید محض لا کلام لنا معہ فانہ مامور کما نظن فی عبدالقادر الجبسی فانہ کان ہذا مقامہ واللہ اعلم لما کان علیہ التصرف فی العالم

عبارت میں ”تخلیہ التصرف“ کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ تصرف کی ذمہ داری آپ پر منتخب اللہ تھی۔ اس لئے آپ کا تصرف کرنا عبیدیت محض کے معانی میں نہیں دہ ہے کہ حضرت شیخ ابن عربی نے آپ کو عبید محض کہا ہے اور آپ کے اواخر کو غل بحث نہیں بنایا۔ پس معترض کا شیخ ابو السعد کے تصرف نہ کرنے کو فضیلت کی دلیل بنانا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

فتوحات کی عبارت میں معترض کی قطع و برید

معترض نے شیخ ابو السعد کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے انصاف اور دیانت کے تمام تقاضوں کو پامال کر ڈالا اور یہ روایت درج کی کہ شیخ ابو السعد نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا جس نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت بیان کی۔ اس روایت میں انہوں نے عبارت کے ماقبل اور مابعد کو حذف کر دیا جو عبارت انہوں نے ماقبل سے حذف کی وہ یہ ہے

ولولا ما حکمی عنہ ابو البدر المدکور اور مابعد میں حذف کی وہ یہ ہے لکان عبیداً محضاً ولكن عاش بعدہنا فقد یمكن انہ صار عبیداً محضاً اب اگر اس عبارت کو مٹا دیا جائے تو اس کی یہ صورت ہے ولولا ما حکمی عنہ ابو البدر المدکور لکان عبیداً محضاً ولكن عاش بعدہنا فقد یمكن انہ صار عبیداً محضاً (الفتوحات المکیہ جلد دوم ص ۶۲۷)

اس عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ جس کا معترض نے قطع و برید کے ذریعے حلیہ

بگاڑ دیا اور منسوم کو مسخ کر ڈالا۔ اگر ابو البدر مدکور شیخ ابو السعد سے یہ روایت نہ کرتے تو وہ عبید محض ہوتے لیکن اس کے بعد وہ زندہ رہے ممکن ہے کہ عبید محض بنے ہوں۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے شیخ ابو السعد کی عبیدیت محض کا مقام غیر یقینی ہو گیا اور ان کے بارے میں فتوحات جلد دوم ص ۸۰ پر حضرت شیخ کے یہ تاثرات فکان عبیداً محضاً لم تشب عبودیتہ بوجوبہ (کہ وہ عبید محض تھے اور ان کی عبودیت میں رویہ کا شائبہ نہ تھا) معترض کے لئے قابل استدلال نہ رہے کیونکہ حضرت شیخ ابن عربی نے کافی عرصہ بعد یہ اظہار فرمایا کہ شیخ ابو السعد عبید محض نہ تھے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں حضرت شیخ کے آخری تاثرات ہیں جو انہوں نے شیخ ابو السعد کے بارے میں بیان کئے اور یہ فتوحات جلد دوم کے ص ۶۲۷ پر موجود ہیں۔

حضرت ابن عربی کی بارگاہ غوثیت سے عقیدت

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتوحات“ میں متعدد مقامات پر شیخ ابو السعد رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی اگرچہ ان کی شان میں اس قدر باندہ تعریفی کلمات نہیں لکھے جس قدر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھے ہیں مگر آپ کے بعد ان کا تذکرہ حضرت شیخ نے بہت اچھے الفاظ میں کیا ہے۔ حضرت ابن عربی کی بارگاہ غوثیت کے ساتھ عقیدت و احترام کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جب انہیں شیخ ابو السعد کے کلام میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں تنقیص کا شائبہ نظر آیا تو ان سے برداشت نہ ہوا اور وہ ان کے سب انتہات کو نظر انداز کرتے ہوئے انہیں عارفانہ فتویٰ کی زد میں لے آئے اور صاف الفاظ میں فرمایا کہ اگر اس قسم کی روایت ان سے نہ ہوتی تو پھر وہ عبید محض ہوتے گویا حضرت شیخ کے نزدیک سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت کا اتنا باندہ مقام ہے کہ وہاں ایسے الفاظ جو صرف ظاہری طور پر تنقیص کے شائبہ پر مبنی

ہوں اور حقیقت میں کسی مصلحت کی وجہ سے صادر ہوئے ہوں وہ بھی ناقابل پروا شد اور قابل مواخذہ ہیں۔

شیخ ابو السعود کے کلام پر صاحب فتوحات کا مواخذہ

الفتوحات المکیہ جلد دوم ص ۳۳۳ پر حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تنقید و مواخذہ کے انداز میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے کسی حرام شرعی کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ ہاں اگر وہ کسی ممنوع شرعی کا ارتکاب کرتا پھر شیخ ابو السعود اسے جھڑکتے تو یہ عہدیت کے خلاف نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر یہ شخص شیخ ابو السعود کا شاگرد و مرید ہوتا تو پھر بھی ان کا جھڑکنا تادیب شمار ہوتا اور انہیں عہدیت جھنڈے سے نہ نکالا جاتا۔ اگر باطنی طور پر امر اقی کی وجہ سے مصلحت وقت کے لئے شکم کے طرز کلام کے نامناسب ہونے کی وجہ سے یہ جھڑک صادر ہوتی تو پھر اس سے عہدیت ثابت رہتی، ہم ابو السعود کے بارے میں یہی گمان رکھتے ہیں نہ وہ جو قبل ازیں مذکور ہوا۔ ہم نے اس مقام کی پوری تفصیل کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سب کچھ بیان کر دیا جس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ شیخ ابو السعود دو باتوں میں سے کسی ایک پر تھے۔ ان دو باتوں سے حضرت شیخ کا مقصد اس واقعہ سے قبل موضوع بحث ہے، جس میں شیخ تبصرہ فرما رہے تھے کہ بعض بزرگ، علیٰ بیتنہ من ربہ اپنے رب کی طرف سے واضح بصیرت پر ہوتے ہیں اور بعض اس طرح نہیں ہوتے، شیخ ابو السعود کا حال تو یہی بتانا تھا کہ وہ بصیرت پر ہوں مگر چونکہ ان سے ایک ایسی روایت آگئی اس لئے اب ہم ان کی عہدیت جھنڈے اور بصیرت پر ہونے کی یقین دہانی نہیں کر سکتے اور اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک پر ہوں گے مگر کسی بات کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ بخوف طوالت ہم نے فتوحات کی عبارت نقل نہیں کی صرف مفہوم پر اکتفا کیا۔

حضرت شیخ کے کلام کا نتیجہ

حضرت شیخ کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں وہ یقین، حکیم اور حتی نقطہ نظر تبدیل ہو گیا جس کا اظہار انہوں نے اس سے قبل فرمایا تھا۔ انہوں نے شیخ ابو السعود کی عہدیت جھنڈے اور رب کی طرف سے بصیرت پر ہونے کے بارے میں بھی حتی رائے سے گریز کیا اور ان کے کلام پر تنقید اور مواخذہ کر کے بارگاہِ غوثیت سے اپنی عقیدت کا ثبوت پیش کیا۔ حضرت شیخ اس طرح کیوں نہ کرتے انہوں نے بیک واسطہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا، ان کے شیخ طریقت شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمانِ غوثیہ پر دیارِ مغرب میں گردن جھکا لی، حج کے موقع پر عرفات میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور احادیث پاک کا سماع کیا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۷، قلائد الجواہر ص ۶)

حضرت ابو مدین مغربی کے شیخ طریقت شیخ ابو یوسفی المغربی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا ان المشرق لیفضل بہ علی المغرب (بہجۃ الاسرار ص ۱۵۰، قلائد الجواہر ص ۷۹، سیر الاقطاب ص ۷۹) شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے مشرق کو مغرب پر فضیلت حاصل ہے۔

معرض صاحب حضرت ابن عربی کے حوالے سے شیخ ابو السعود کی حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر فضیلت ثابت کرنے کے درپے ہیں جبکہ حضرت ابن عربی کے مشائخ عظام، سیدنا شیخ عبدالقادر کی وجہ سے مشرق کو مغرب پر فضیلت دیتے ہیں گویا معرض صاحب کے نزدیک حضرت شیخ اپنے مشائخ عظام کے مسلک سے بے خبر تھے یا ان کے نقطہ نظر کے مخالف تھے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ فضیلتِ غوثیہ کے بارے میں شیخ ابن عربی کا مسلک بیحد وہی ہے جو ان کے مشائخ عظام کا ہے چونکہ معرض صاحب خود مشائخِ چشت کے مسلک کے مخالف ہیں اس لئے بمطابق المرء یقیس علی نفسه (انسان دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے)

وہ حضرت شیخ ابن عربی کو بھی اسی قطار میں لے آئے۔
 شیخ ابو السعود کے بارے میں لاعلمی کا اظہار

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ کی عبدیت و محضہ اور واضح بصیرت کے نقطہ نظر سے دستبردار ہوئے بلکہ ان کے احوال کے بارے میں سراسر لاعلمی کا اظہار فرمایا، لکھتے ہیں وان اللہ ما الخبر نبی بحال من احوال ابی السعود حتیٰ فلحقہ بمنزلتہ واللہ اعلم اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے شیخ ابو السعود کے احوال میں سے کسی بھی حال کی خبر نہیں دی تا کہ ہم ان کے منزل و مقام کا تعین کریں اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔

شیخ ابو السعود کے واقعہ کی اصل صورت حال

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ کی عبدیت و محضہ پر تبصرے کے بعد ان کے متعلق جو اظہار خیال فرمایا، اس نے ساری حکایت کا رخ بدل ڈالا اور واضح کر دیا کہ شیخ ابو السعود کا اس شخص کو جھڑک دینا جس نے حضرت شیخ عبدالقادر کے کمالات بیان کئے دراصل جھڑک نہیں تھی اور نہ اس وجہ سے تھی کہ اس نے آپ کی تعریف و توصیف کیوں کی بلکہ اس کی وجہ اور تھی۔ حضرت شیخ اس مقام پر ولایت کی ایک منزل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو ولی اس منزل سے متحقق ہو اسے لوگوں کے احوال و واقعات کا تفصیلی علم ہوتا ہے چنانچہ ہم نے سنا ہے کہ شیخ ابو السعود اس منزل و مقام سے متحقق تھے۔ آگے لکھتے ہیں

حدثنا صاحبنا ابو البدر رحمہ اللہ ان الشیخ عبدالقادر ذکر بین یلی ابی السعود و اطنب فی ذکرہ و الثناء عنہ و کان القائل قصیدہ تعریف الشیخ ابی السعود و الحاضرين بمنزلة عبدالقادر و اقرط فقال له الشیخ کم نقول انت تحب ان تعرفنا بمنزلة عبدالقادر کالمنتہر لہ (الفتوحات المکیہ جلد دوم ص ۷۷۷)

ہمارے دوست ابو البدر رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہ واقعہ سنایا کہ شیخ ابو السعود کی مجلس میں حضرت شیخ عبدالقادر کا طویل ذکر اور مدح و ثنا کی گئی۔ اس گفتگو کرنے والے شخص کا مقصد یہ تھا کہ وہ شیخ ابو السعود اور حاضرین مجلس کو شیخ عبدالقادر کی پہچان کرائے جب اس نے کلام کو طویل کر دیا تو شیخ ابو السعود نے اسے فرمایا تم کتنی گفتگو کرو گے تم یہ پسند کر رہے ہو کہ ہمیں شیخ عبدالقادر کے مقام کی پہچان کراؤ یہ الفاظ شیخ ابو السعود نے اسے اس انداز سے کہے گویا کہ وہ اسے جھڑک رہے ہوں۔

معرض کا منصوبہ ناکام

حضرت شیخ ابن عربی کی اس عبارت نے حکایت کی اصل صورت حال واضح کر دی کہ شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر کے احوال سے ظاہری طور پر صحبت و خدمت کے ذریعے اور باطنی طور پر اپنے مقام کے ذریعے اچھی طرح واقف تھے اس لئے انہوں نے طویل تذکرہ کرنے والے شخص کو تنبیہ فرمائی کہ آپ کی عظمت و جلالت تم سے زیادہ ہم جانتے ہیں بلکہ قسم اٹھا کر اس طرح فرمایا کہ ہم حیات ظاہری کے ساتھ عالم برزخ میں آپ کے حالات سے واقف ہیں اور تم ہمیں اس طرح تفصیل و تطویل سے حالات سنارہے ہو جس طرح کہ ہم آپ کے احوال سے بے خبر اور ناواقف ہیں۔ یہاں حضرت شیخ نے وضاحت فرمادی کہ یہ جھڑک نہ تھی بلکہ (کالمنتہر لہ) جھڑک کی طرح تھی یعنی یہ جذبات کا اظہار تھا جو جھڑک کی طرح محسوس ہوتا تھا۔ یہ واضح معلوم جب سامنے ہو پھر معرض صاحب کی شان غوطیہ میں تنقیص کی ساری جدوجہد باطل اور سارا منصوبہ ناکام ہو جاتا ہے۔ ہم نے واقعہ کے مختلف پہلو اور اس کی مکمل تفصیل محض اس لئے درج کی تاکہ اصل صورت حال معلوم ہو اور معرض کی قطع و برید پر مترتب فاسد نتائج بے سند و بے وقعت ہو کر سامنے نہ جائیں۔

سیدنا غوث اعظم اتم و اکمل ہیں

معرض صاحب نے فتوحات کی عبارت میں قطع و برید اور سیاق و سباق کے حذف سے یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات معرض سے ملتے جلتے ہیں۔ ”نعوذ باللہ من ذالک“ حضرت شیخ نے جس قدر جہی برا احترام القاب سے آپ کو یاد کیا ہے اور جس تفصیل سے آپ کی فضیلت کو واضح کیا ہے کسی اور بزرگ کے متعلق ان کے اس قدر تاثرات نہیں پائے جاتے۔ اسی طرح آپ کے خلفاء و تلامذہ کا تذکرہ بھی حضرت شیخ نے بڑے ادب و احترام سے کیا ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی نے آپ کو امام سید و قیام العصر الحاکم فی ہذہ الطريقة المرجوع الی قولہ فی الرجال المحقق والمحقق فی حال الصدق اور شیخنا کے جلیل القدر القاب سے یاد کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۶۵۵، جلد دوم ص ۲۸۶، جلد دوم ص ۹۰، جلد دوم ص ۱۹، جلد دوم ص ۲۲۳، جلد دوم ص ۱۳، جلد دوم ص ۶۳)

صاحب مقام بزرگ پر غوث اعظم کی فضیلت

عموماً جس مقام پر کسی بڑے بزرگ کے ساتھ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہو تو حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر آپ کی افضلیت اور امتیازی شان بیان کرتے ہیں۔ مثلاً اولیائے کرام کی اقسام میں انہوں نے آپ کے ذکر خیر کے ساتھ اپنے زمانے کے اس مقام پر فائز بزرگ کا ذکر کیا تو ساتھ یہ وضاحت فرمادی۔ ولکن کان عبدالقادر اتم فی امور انحر من ہذا الشخص الذی لقبہ (الفتوحات المکیہ جلد دوم ص ۱۳)

اس مقام پر فائز جس بزرگ سے میری ملاقات ہوئی شیخ عبدالقادر بہت سے دوسرے امور میں ان سے اتم اور اکمل تھے

حضرت ابو العباس السبکی پر غوث پاک کی فضیلت

تصریف، تاثیر، حکم، قوت الہیہ، غلبہ اور دعاوی صادقہ کے حوالے سے

آپ کے ذکر خیر کے ساتھ اپنے ہم عصر بزرگ، شیخ ابو العباس السبکی کا تذکرہ کیا تو ساتھ یہ تصریح فرمائی و عبدالقادر اعطی الہمة والصولة فکان اتم من السبکی فی شغلہ (الفتوحات المکیہ جلد سوم ص ۵۶۰)

اور شیخ عبدالقادر کو بہت و غلبہ عطا کیا گیا پس آپ اپنی مشغولیت میں ابو العباس سبکی سے اتم اور اکمل تھے۔

شیخ ابو مدین مغربی سے شیخ عبدالقادر کا امتیاز

اپنے شیخ طریقت حضرت شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر کا ذکر خیر کرتے ہیں تو بھی آپ کے امتیاز کو واضح کرتے ہیں حالانکہ مشائخ کرام عموماً اپنے شیخ کو دوسرے شیخ پر ترجیح دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں

کان شیخنا ابو مدین بالمغرب قد ترک الحرفة وجلس مع اللہ علی ما یفتح اللہ له وکان علی طريقة عجیبة مع اللہ فی ذالک الجلوس فانہ ما کان یرد شئ ینوتی الیہ بہ مثل الامام عبدالقادر (الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۶۵۵)

ہمارے شیخ ابو مدین مغربی نے دنیوی پیشہ ترک کر دیا تھا اور فتوح الہی کو مد نظر رکھتے ہوئے جلوس مع اللہ اختیار کیا اور آپ جلوس مع اللہ (معیت و مشغولیت باللہ) میں امام عبدالقادر الجلیلی کی طرح عجیب طریقے پر تھے کہ آپ کی خدمت میں جو چیز لائی جاتی رد نہیں کرتے تھے۔ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا امتیاز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں غیر ان عبدالقادر کان انھض فی الظاہر لما یعطیہ الشرف مگر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ظاہر میں کسی چیز کو شرف عطا کرنے میں زیادہ مستعد و ساجد تھے۔

فرمان غوثیہ سے صاحب فتوحات کا استشاد

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ترک توکل کے اسرار و رموز پر مبنی ایک باب میں بڑی نفیس بحث فرماتے ہوئے اپنے نقطہ نظر کی تائید میں

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان پیش کیا ہے لکھتے ہیں۔

فمن اسرار التوکل ترک التوکل فان ترک التوکل یبقی الاغیار
والتوکل ینفی الاغیار و عند اکثر القوم ان الاعلیٰ ماینبی
لا مایبقی۔ توکل کے اسرار میں سے ترک توکل ہے کیونکہ ترک توکل 'اغیار کو
باقی رکھتا ہے اور توکل 'اغیار کی نفی کرتا ہے' اکثر صوفیاء کے نزدیک اعلیٰ درجہ وہ
ہے جو اغیار کی نفی کرے نہ وہ جو انہیں باقی رکھے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی 'شیخ ابو السعود' ابو عبد اللہ الحواری 'ابو عبد اللہ
الغزالی' ابو عمران موعی بن عمران الاشہلی رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ کرتے ہیں اور
اپنے مسلک کو سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید سے پیش کرتے ہوئے
لکھتے ہیں۔

ان الاعلیٰ ماینبی ماینبی و یبقی ماینبی فی الحال النبی
تنبی والوقت الذی ینبی و بہ کان یقول عبد القادر الجیلی ینفد
فان اللہ تعالیٰ افسی و ابقی یقول تعالیٰ ما عندکم ینفد فلا تعتمد
علیہ و ما عند اللہ باقی فتعتمد علی اللہ فی بقائه فافنس و ابقی
والافتاء حال نبی مدین فی وقت امامتہ ولا اندری ہل انتقل عنہ بعد
ذالک ام لا لانه انتقل عن الامامۃ قبل ان یموت جساعطو ساعتیں۔

(ملاحظہ ہو الفتوحات المکیہ جلد دوم ص ۲۰۱)

اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ جس وقت اور جس حال میں جس کی فائز ہو اس
کو فنا کر دے اور جس کی بقاء مناسب ہو اس کو باقی رکھے اور حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے افتاء اور
اہتمام ثابت ہے۔ فرمان خداوندی ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے فنا ہو جائے گا پس
اس پر اعتماد نہ کرو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہے گا پس اس کی بقاء میں

اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرو۔ پس اللہ تعالیٰ سے افتاء و اہتمام ثابت ہے، شیخ ابو مدین کا اپنے
وقت امامت میں حال 'افتاء تھا معلوم نہیں کہ بعد میں وہ اہتمام کی طرف بھی منتقل
ہوئے یا نہیں کیونکہ وہ وصال سے ایک دو ساعت پہلے 'مقام امامت سے آگے
منتقل ہوئے۔ حضرت شیخ ابن عربی نے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں
استمرار کا صیغہ (کان یقول) استعمال کر کے واضح فرمادیا کہ یہ مقام 'آپ کا معمول تھا
اور آپ اس کی تلقین فرماتے تھے۔

شیخ ابو مدین مغربی پر سیدنا غوث اعظم کی فضیلت

حضرت شیخ ابن عربی کے بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ منصب امامت، بحیثیت امام
العصر کے بعد افتاء اور اہتمام کی جامعیت کا مقام ہوتا ہے۔ غالباً وہ خلافت کا مقام ہے
اور اسے قطبیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کا قطبیت
کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونا جس طرح متفق علیہ ہے اسی طرح طویل الیعاد بھی ہے۔
پس اس کلام و بیان سے حضرت شیخ ابن عربی کے نزدیک حضرت ابو مدین
مغربی رحمۃ اللہ علیہ پر سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت و برتری کا اعتراف و
اظہار بطریق امتیاز سامنے آتا ہے۔

حضرت ابو یعلزیٰ المغربی سے حضرت شیخ عبد القادر کا امتیاز

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت حضرت ابو مدین مغربی
رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت حضرت ابو یعلزیٰ المغربی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو لکھتے ہیں۔ شیخ ابو یعلزیٰ المغربی کی
خدمت میں رمضان شریف کا مہینہ حاضر ہوتا تھا اور انہیں ثلاثا تھا کہ اس میں
کون سے اعمال قبول ہوئے، کس سے قبول ہوئے یا قبول ہوں گے پھر فرمایا کہ ان
سے ہمیں صرف رمضان شریف کے بارے ہی میں اطلاع ملی جس کے واحد راوی
ہمارے دوست ابو زید الرقراقی الاصولی ہیں، مگر اس مقام پر سیدنا شیخ عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے امتیاز کو ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حکمی لتاعن جماعة منهم ابو البشر عن شيخنا عبدالقادر رحمه الله
 له قال ان السنة ثانیسی اذا دخلت فتخبرني بما يكون فيها وحدث
 و كذا لك الشهر والجمعة واليوم (الفتوحات المكية جلد دوم ص ۶۳)
 ہمیں بزرگوں کی ایک جماعت سے جن میں ابو البدر بھی شامل ہیں یہ روایت پہنچی
 کہ ہمارے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سال 'میں' ہفتے اور ایام
 میری خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور مجھے ان حوادث و واقعات کی خبر دیتے ہیں جو
 ان میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عربی اور قصیدہ غوثیہ کی تصدیق

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے قصیدہ غوثیہ شریف کے
 اس مضمون کی تصدیق ہو جاتی ہے جس کو آپ نے ان اشعار میں بیان فرمایا۔
 وما منها مشهور او دهور
 تمر وتنقضي الا لتي لي
 وتخبرني بما باتي وبجري
 و تعلمني فاقصر عن جدلي
 فتوحات میں حضرت شیخ نے آپ کے مقام خدع کی جو تشریح فرمائی 'اس سے قصیدہ
 غوثیہ کے اس شعر کی تائید و تصدیق ہوتی ہے

انا الحسنی والمخدع مقامي
 وافلامي علي عنق الرجال

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر تائید و تصدیق اس بات کا واضح
 قرینہ بلکہ دلیل ہے کہ ان کے نزدیک قصیدہ غوثیہ شریف کے باقی مضامین و مطالب
 بھی مسلم ہیں لہذا شعر کا دوسرا مصرعہ وافلامي علي عنق الرجال جو بعینہ آپ
 کے ارشاد "قد لي هذه علي رقبته كل ولي الله" کا بیان ہے 'اس پر بھی حضرت شیخ ابن
 عربی کی مَر تصدیق ثبت ہو گئی 'بات یہاں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ حضرت شیخ اکبر

نے "يقول حقاً وحكم عدلاً" پیر اللہ عوی جی 'المحقق بالحق' فرمایا کہ حضرت غوث
 پاک رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال مبارکہ کی تصدیق و تائید فرمادی۔
 معترض کے تیسرے اعتراض کا جواب

معترض کے تیسرے اعتراض کا جواب ہم قبل ازیں کئی مقامات پر دے
 چکے ہیں کہ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دعوای اور
 اقوال میں مامور من اللہ تھے۔ اولیائے کرام 'خاص طور پر آپ کا مامور بامر الہی
 الہای ہونا ہم پوری شرح و تفصیل سے ثابت کر چکے۔ اس سلسلے میں الہامات غوثیہ
 پر اکابر علماء و مشائخ کے حوالے سے ہم نے بصیرت افزوز تبصرہ پیش کیا۔ ہم امام
 شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت غوث
 اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام اقوال و افعال میں مامور بامر الہی تھے۔ آپ کا ارشاد ہے

وما قلت حتى قيل لي قل ولا تخف
 فانت وليي في مقام الولاية

اور میں اپنی طرف سے نہیں کہتا یہاں تک کہ مجھے منجانب اللہ حکم دیا جاتا ہے کہ
 بے خوف ہو کر کہو کیونکہ مقام ولایت میں آپ ہمارے خاص ولی ہیں۔

حدیث قدسی میں ارشاد باری ہے کہ نوافل عبادات کے ذریعے بندہ میرا
 قرب حاصل کرتا ہے پھر میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں فکنت سمعه الذی
 يسمع به وبصره الذی يبصر به ويله الذی يبطلش بها ورجله الذی
 يمشي بها (بخاری شریف جلد دوم باب التواضع ص ۱۹۳ ص ۱۹۳ ص ۱۹۳)

پھر میں اس کی سمجھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بھر ہو جاتا ہوں جس
 سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو
 جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اس حدیث قدسی کے بعض دوسرے طرق میں یہ
 الفاظ بھی مروی ہیں۔ وفواذه الذی يعقل به وليسائه الذی يتكلم به۔
 اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے

وہ بولتا ہے۔ (الشعاع للفتاویٰ جلد دوم ص ۱۸۲ مطبع نوریہ رضویہ کھڑ)

حضور رسول پاک ﷺ کے بارے میں ارشاد خداوندی 'وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى اى طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد نبوی 'ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه' یہ تمام حقائق اس مفہوم کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتے ہیں۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گفتہ او گفتہ
گر چه از حلقوم
عبد اللہ بود
عبد اللہ بود

معرض کے چوتھے اعتراض کا جواب

معرض کے چوتھے اعتراض کا جواب بھی الفتوحات المکیہ کے حوالے سے ہم دے چکے ہیں کہ وہ تصرف جو بامراتی ہو 'عبدیت' عہد کے منافی نہیں اور اس سے عبدیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ حضرت شیخ ابن عربی نے تصریح فرمادی ہے کہ آپ تصرف فی العالم پر مامور تھے اور یہ آپ کا مقام تھا۔ فتوحات کی عبارت 'ما کان علیہ لتصرف فی العالم' میں 'علیہ' کے لفظ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ تصرف منجانب اللہ آپ کی ذمہ داری تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس منصب پر فائز کیا گیا تھا۔

امراۃ الی کے بغیر تصرف عبدیت میں نقص کا باعث ہے

ایسا تصرف جس میں امر نہ ہو بلکہ اختیار یا ممکن ہو یا وہ عرضاً ہو حکماً نہ ہو وہ عبدیت میں نقص کا باعث بنتا ہے جس طرح کہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے شیخ محمد بن قائد اوانی کے بارے میں لکھا ہے کہ

واما محمد بن قائد الاوانی فکان یدکر ان الله اعطاه التصرف فقبله فکان یتصرف ولم یکن ماموراً فابنلی فنقصه من المعرفة لیس فی الذی علا ابو السعود بہ علیہ (الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۲۰۱)

شیخ محمد بن قائد اوانی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تصرف کی طاقت عطا کی تھی اور وہ تصرف کرتے تھے مگر وہ مامور نہ تھے اس لئے معرفت الہی میں ان کے تصرف کی مقدار کے مطابق کمی گئی اور وہ آزمائش میں پڑ گئے جبکہ شیخ ابو السعود معرفت میں اتنی مقدار کے ساتھ ان پر فوقیت رکھتے تھے۔ اس سوال کی اس جز کے متعلق (کہ آپ شیخ ابن عربی کے نزدیک اکمل نہ تھے) ہم دوسرے سوال کے ضمن میں تفصیلی واکل سے ثابت کر چکے کہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ صاحب فتوحات کے نزدیک اکمل و افضل تھے۔

معرض کے پانچویں اعتراض کا جواب

معرض کے پانچویں اعتراض کا جواب جس میں انہوں نے کتاب کے ص ۸۹ پر لکھا ہے کہ رجال کی چار قسمیں ہیں 'رجال ظاہر' رجال باطن' رجال حد اور رجال مطلع' حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ 'رجال ظاہر' سے تھے بالکل بے اصل 'بے سند اور بے بنیاد' اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عنوان کے نیچے طویل عربی عبارت میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ آپ رجال ظاہر سے تھے۔ اسی عبارت میں رجال مطلع کے متعلق فتوحات کے حوالے سے معرض نے لکھا ہے کہ وہم اعظم الرجال وہم لملامیہ رجال حد اعظم الرجال ہیں اور یہی تین قسموں سے افضل ہیں اور وہ حضرات ملامیہ ہیں۔

معرض صاحب کو معلوم نہیں کہ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان ہی ملامیہ کے اعلیٰ شان مقام سے متحقق قرار دیا ہے اور ہم پہلے سوال کے جواب میں یہ مضمون بیان کر چکے۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تو رجال مطلع میں امتیازی مقام کے مالک ہیں جبکہ معرض بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے آپ کو رجال ظاہر میں شمار کر رہے ہیں۔ فتوحات کی عبارت کے کسی جیسے کا یہ ترجمہ نہیں کہ شیخ عبد القادر رجال ظاہر سے تھے یہ معرض کی اپنی اختراع ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔

معرض کے چھٹے اعتراض کا جواب

معرض کا چھٹا اعتراض کہ آپ پر شحات کاغلب تھا اور شحات کا تکلم الہی طریقت کے نزدیک ہے ادبی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ شطی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

السطح كلمة دعوى بحق نفصح عن مرتبة الشئ اعطاه الله من الممكنة عنده افصح بها عن غير امر الله لكن على طريق الفخر فاذا امر بها فانه يفصح بها تعريفا عن امر الله لا يقصد بذلك الفخر قال عليه السلام ما سيد ولد آدم ولا فخر يقول ما قصدت الا فخر عليكم بهذا التعريف لكن انباء تكلم به بمصالح لكم في ذلك ولتعلموا منة الله عليكم برتبة نبیکم عند الله والسطح زلة المحققين انهم يلومونهم

شطی حق پر مبنی دعویٰ کا وہ کلمہ ہوتا ہے جو قائل کے عند اللہ مرتبے کو ظاہر کرے اور وہ قائل بغیر امر الہی فخر کے طور پر اس طرح اظہار کرے جب اس کے قائل کو کہنے کا حکم الہی ہو تو پھر قائل امر الہی سے تعریف کا اظہار کرتا ہے اس کا مقصد فخر نہیں ہوتا جس طرح کہ رسول پاک علیہ السلام نے فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں لیکن فخر نہیں کرتا یعنی اس تعریف سے میرا مقصد تم پر فخر نہیں لیکن میں اس بات کی تمہیں خبر دیتا ہوں اس لئے کہ اس میں تمہارے لئے مصلحتیں ہیں اور تا کہ تم اپنے نبی کے عند اللہ 'مرتبے کے احسان خاندہ' کو پہچانو اور شطی اگر بغیر امر الہی ہو تو یہ محققین کے لئے زلت ہے۔ اس کے بعد صاحب فتوحات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعریفی کلمات 'تفصیل سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے انعامات الہی کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عبدیت کا مقام عطا فرمایا کتاب عطا فرمائی، نبی بنایا، برکت والا بنایا اور اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرنے والا بنایا۔

اس کے بعد حضرت شیخ لکھتے ہیں

فهذه كلها لو لم تكن عن امر الله لكانت من قائلها شطحات فانها كلمة تلى على الرتبة عند الله على طريق الفخر بذلك على الامثال والاشكال وحاشا لاهل الله ان يسميوا عن الامثال ويفتخروا ولهذا كان السطح رعونة نفس فانه لا يصدر عن محقق اصلا فان المحقق ماله مشهود سوى ربه وعلى ربه ما يفتخر وما يدعي بل هو ملازم عبوديته مهيا لما يريد عليه من اوامره

پس یہ تمام باتیں اگر ہمارا الہی نہ ہوں تو قائل کی طرف سے شحات ہوں گی کیونکہ یہ وہ کلمہ ہے جو دوسروں پر بطور فخر عند اللہ مرتبے پر دلالت کرتا ہے اور اہل اللہ دوسروں پر اپنا امتیاز و افتخار ظاہر نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ اس صورت میں شطی رعونت نفس قرار پاتا ہے۔ پس یہ محقق سے ہرگز صادر نہیں ہوتا کیونکہ محقق کا مشہود رب کے سوا کوئی نہیں ہوتا اور وہ اپنے رب پر فخر اور دعویٰ نہیں کرتا بلکہ وہ تو عبودیت کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور رب کے اوامر کی تعمیل کے لئے منتظر ہوتا ہے۔

حضرت شیخ لکھتے ہیں۔ ما رأيت ولا سمعنا عن ولي ظهر منه سطح رعونة نفس وهو ولي عند الله لم يترك في نفسه شئ من شئ من رعونة نفس کی وجہ سے شطی کا صدور ہو اور پھر وہ عند اللہ ولی بھی ہو۔ پھر آخر میں حضرت شیخ لکھتے ہیں فالسطح كلمة صادقة صادرة من رعونة نفس عيبها ببقية طبع نشهد لصاحبها بعباده من الله في تلك الحال خلاصه یہ کہ شطی دو سچا کلمہ ہے جو رعونت نفس سے صادر ہو اور اس پر طبع نفسانی کے بقیہ اثرات ہوں جو اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے قائل کے بعد پر شاہد ہوتا ہے۔ (الفتوحات المکیہ جلد دوم "بحث الشطی" ص ۳۸۷ تا ۳۸۸)

حضرت ابن عربی کے کلام پر مترتب تلخیص

شطی کے بارے میں صاحب فتوحات نے وضاحت فرمادی اور ان کی

عبارات سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔

(۱) فخر کے اظہار کے بغیر عند اللہ اپنے مقام و منصب کو بیان کرنا شیعہ نہیں بلکہ سنت نبوی اور طریقہ انبیاء ہے۔

(۲) حضرات اولیائے محققین کے لئے شیخ اس وقت زلت قرار پاتا ہے جب وہ ہامر الہی نہ ہو۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تفصیل سے عند اللہ اپنے مراتب و کمالات کا اظہار فرمایا مگر چونکہ آپ کے یہ کلمات بطریق فخر نہ تھے اس لئے شلحات کی ذیل میں نہ آئیں گے۔

(۴) شیخ کی جامع تعریف یہ ہے کہ خواہش نفس کے اثرات کی وجہ سے بطور فخر اپنے مقام و مرتبہ جتنی بر صدق کا اظہار کیا جائے اور اس قسم کے دعویٰ کے ساتھ امر الہی نہ ہو۔

(۵) اہل اللہ ہرگز ہرگز بطریق فخر اپنے امثال پر اظہار و اعلان مرتبہ نہیں کرتے۔

(۶) بطریق فخر اظہار مرتبہ رعونت نفس ہوتا ہے اور محققین سے اس کا صدور نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا مشہود رب تعالیٰ ہوتا ہے اس کے سوا کوئی چیز ان کی نظر میں نہیں آتی پس اس صورت میں وہ اپنے رب پر کس طرح فخر کر سکتے ہیں جبکہ وہ عہدیت کے ساتھ قائم ہوتے ہوئے اس کے اوامر کے منتظر رہتے ہیں۔

(۷) حضرت شیخ نے کوئی ایسا ولی اللہ دیکھا نہ سنا جس سے رعونت نفس کی بناء پر شیخ کا صدور ہوا ہو اور وہ عند اللہ ولی بھی ہو۔

کلام حضرت شیخ سے برآمد ایک نتیجے کی وضاحت

صاحب فتوحات نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا ولی دیکھا نہ سنا ہے جس سے رعونت نفس کی بناء پر شیخ کا صدور ہوا ہو اور وہ عند اللہ ولی ہو۔ حضرت شیخ کے یہ الفاظ تو اس حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں کہ کوئی ولی اللہ رعونت نفس کی بناء

پر شیخ سے تکلم نہیں کرتا اور معترض صاحب ایزدی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ صاحب فتوحات نے فرمایا ہے حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے شلحات کا کثرت سے صدور ہوتا تھا۔

جناب والا! اس سے مراد وہی شلحات ہیں جو رعونت نفس پر مبنی نہیں تھے اور حضرت شیخ رعونت نفس پر مبنی شلحات کے صدور کی ہر ولی اللہ سے نفی کر رہے ہیں، ہوا بات حضرت شیخ ایک ولی اللہ کے لئے ثابت نہیں کرتے آپ اس کو سید الاولیاء قطب اعظم اور غوث اعظم کی ولایت پر یقین نہیں رکھتے اگر ایسی بات ہے تو آپ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت پر یقین نہیں رکھتے اگر ایسی بات ہے تو اس پر قائم رہیں مگر صاحب فتوحات کو اس فاسد مضمون میں ملوث نہ کریں وہ ہرگز ہرگز حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے رعونت نفس پر مبنی کلمات کے صدور کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ وہ تو ایک ولی اللہ کے لئے اس قسم کے الفاظ و کلمات کے صدور کو تسلیم نہیں کرتے سیدنا غوث اعظم بحث شیخ کے تناظر میں

صاحب فتوحات نے وضاحت کر دی کہ اہل اللہ بطریق فخر و سروسر پر فوقیت کا اظہار نہیں کرتے اور یہ بات ان کی شان سے بعید ہے۔ کیا معترض کے نزدیک سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اہل اللہ نہ تھے؟ اکابر علماء و مشائخ کا جس قدر اتفاق آپ کے اہل اللہ بلکہ قطب اعظم اور غوث اعظم ہونے پر ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کو رکن ولایت کہا گیا ہے اور مشرق و مغرب کے اولیائے کرام کا آپ کی ولایت پر اتفاق نقل متواتر کے ذریعے ثابت ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے اور ہم قبل ازیں یہ حوالہ دے چکے ہیں کہ جب مشائخ کبار فنا کے بعد مقام بقا پر فائز ہوتے ہیں تو پھر ان کے اقوال و افعال و احوال سب ہامر الہی ہوتے ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص طور پر سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال پیش کی ہے۔

معرض صاحب ویسے تو اہم شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے حوالے دیتے ہیں مگر ان کی اس قسم کی ہدایات کو وہ نظر انداز کر دیتے ہیں، جب مقام قطبیت سے کم درجہ یعنی بقا باللہ پر فائز بزرگ اپنے اقوال میں ماسور و محفوظ ہوتے ہیں تو پھر قطبیت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہونے والے جلیل القدر بزرگ اس قسم کی باتیں بغیر امر الہی کرتے ہیں یا وہ اہل اللہ نہیں ہوتے؟ قطب وقت جو بقول حضرت امام شعرانی صحابہ کرام کے بعد مخلوق میں اکمل اور اکبر الاولیاء ہوتا ہے اگر وہ اہل اللہ نہیں تو پھر کوئی بزرگ اہل اللہ نہیں ہو سکتا، پس جب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اہل اللہ ہونا باطلاق جمیع اولیائے کرام ثابت و محقق ہے تو حسب تصریح شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے رعونت غس کی بنا پر شمع کا صدور نہیں ہو سکتا۔

فخر کے بغیر اظہار مقام پر شمع کا اطلاق مجاز ہے

ہی یہ بات کہ آپ کے اس قسم کے اقوال پر شمع کا لفظ کیوں بولا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شمع کی تعریف کے اکثر و بیشتر اجزاء (عند اللہ مقام و مرتبہ پر دلالت کرنے والے کلمات) یعنی بر صدق کا بطریق فخر اظہار، بطریق فخر کے سوا اس قسم کے اقوال میں پائے جاتے ہیں، اس لئے مجازاً انہیں شمع کہا جاتا ہے جبکہ ان اجزاء پر مشتمل کلام فخر کے بغیر حقیقت میں شمع نہیں ہوتا۔ حقیقت و مجاز میں اولیٰ ہی مناسبت کی بنا پر بسا اوقات لفظ سے حقیقی معنی کی بجائے مجاز مراد ہوتا ہے اور اس کی بے شمار مثالیں کتابوں میں پائی جاتی ہیں، قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کے لئے لفظ عصی، غوی، ظلمنا، اسی طرح رسول پاک ﷺ کے لئے ذہب و غیرہ کے الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل نہیں بلکہ مجاز ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اللہ، وجہ اللہ، استوی علی العرش، یوم یکثت عن سابق وغیرہ کے کلمات بھی حقیقی معانی میں مستعمل نہیں۔

فتوحات کے مفہوم سے معرض کی بنا واقفیت

معرض نے "فتوحات جلد سوم" کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابو یزید اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلیمان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محفوظ اللسان تھے جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ غیر محفوظ اللسان تھے اور آپ پر شغلات کا غلبہ تھا۔ اس مقام پر انہوں نے فتوحات کی عبارت کے تحت سے جملے حذف بھی کر دیئے کیونکہ ان میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علو مقام اور جلالت شان کا ذکر تھا کہ آپ اسم ظاہر کی صورت میں تصرف فی العالم کرتے ہیں اور آپ اس مقام پر فائز شیخ ابوالعباس سہتی رحمۃ اللہ علیہ سے اتم و اکمل تھے۔ معرض صاحب "فتوحات کی عبارت کے مفہوم کے قریب ہی نہیں گئے۔ انہوں نے حضرت شیخ کی عبارت "و منهم من تغلب عیہ الشطحات لتحققہ بالحق" میں لتحققہ بالحق کے الفاظ پر غور ہی نہیں کیا۔ بات تو ساری ان الفاظ میں تھی۔ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ تھا کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ چونکہ تحقق بالحق کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اس لئے ادب و لسان کی حفاظت نہیں فرماتے تھے۔

تحقق بالحق کا اعلیٰ مقام

تحقق بالحق کی صورت میں ان کلمات کا صدور و اظہار حق سے ظہور پذیر تھا اور حق ہر صورت میں ظاہر ہو کر رہتا ہے، قرآنی آیات "و لہ یقول الحق" و "لہ لا یسنحی من الحق" اور حدیث نبوی "الحق ینطق علی لسان عمر اس پر شاہد ہیں۔ معرض صاحب نے "لتحققہ بالحق" کو نظر انداز کر دیا اور ایک فاسد مفہوم بیان کر دیا۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ تحقق بالحق ہو کیا ہے اور کس قسم کے اکابر بزرگ متحقق بالحق ہوتے ہیں۔ جب آپ نے متحقق بالحق ہو کر یہ کلمات فرمائے تو ان کلمات کا صدور و ظہور حق سے متعلق ہے اور ارباب طریقت کے برعکس ارباب حقیقت اسے بے ادبی شمار نہیں کرتے بلکہ عین ادب

قرار دیتے ہیں۔

معرض نے اس مقام پر فتوحات کا یہ جملہ بھی نقل کیا ہے مگر اس پر غور نہیں کیا پس یہ لکھ کر خوش ہو گئے کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کرام اور انبیاء علیہم السلام پر شائع فرماتے تھے۔ فتوحات کی عبارت اس طرح ہے۔

وکان عبد القادر الجیلانی رحمہ اللہ ممن یسطع علی الاولیاء والانبیاء بصورة حق فی حالہ

انہوں نے فتوحات کے ان الفاظ (بصورة حق فی حالہ) کو نہ دیکھا یا انہیں ان کے مفہوم سے شناسائی نہ ہوئی کہ آپ صورت حق میں اس طرح فرماتے تھے اور آپ کے کلمات، معنی بر حال تھے نہ بر قال اور پھر بقول شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ، آپ محقق و متحقق فی الحال بھی تھے۔ پس جب آپ نے صورت حق میں یا متحقق بالحق ہو کر یہ سب کلمات فرمائے تو اب معرض صاحب کے سارے اعتراضات کس پر وارد ہوں گے حق پر نہ کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ پر، جن کو وہ محل اعتراض بنانا چاہتے ہیں۔ معرض نے فتوحات کے اس جملے کو بھی نہیں سمجھا، وھذا عندھم فی الطریق سوء ادب بالنظر الی المحفوظات فیہ معرض نے اس جملے سے بادی النظر میں سمجھ آجائے والا مفہوم نکالا اور گوہر مقصود حاصل کر کے خوش ہو گئے کہ حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ادب کے خلاف فرمایا۔

اصحاب حقیقت کا ترک ادب کمال ادب ہے

معرض کی فہم اس طرف متوجہ ہی نہیں ہو سکی کہ صاحب فتوحات "سوء ادب فی الطریق" کہہ کر یہ بیان کر رہے ہیں کہ اصحاب طریقت کے نزدیک یہ بات خلاف ادب ہے جبکہ سیدنا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ، متحقق بالحق ہو کر اصحاب حقیقت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ بہت سے امور اصحاب طریقت کے لئے خلاف ادب ہوتے ہیں مگر اصحاب حقیقت کے لئے عین ادب بلکہ ادب کا معیار کمال ہوتے ہیں۔ معرض صاحب نے فتوحات شریف کا مطالعہ نہیں فرمایا

ورنہ انہیں نظر آجاتا کہ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب حقیقت کے ترک ادب اور اس کے اسرار کا ایک مستقل باب لکھا ہے۔ اگر وہ اس باب کا مطالعہ کر لیتے تو حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بے ادبی کی نسبت نہ کرتے اور انہیں فتوحات کی یہ عبارتیں سمجھ آجاتیں، جنہیں وہ سطحی طور پر دیکھتے رہے نیز وہ غلط مفہوم و مطلب کو صاحب فتوحات کی طرف منسوب کرنے کی غلطی نہ کرتے اور اپنے قصور فہم کا کچھ اس انداز سے اعتراف کرتے۔

مع زبان یار من ترکی دمن ترکی نے دانم

معرض صاحب، مشائخ چشت کے حالات کو بھی نہیں پڑھ سکے ورنہ اصحاب حقیقت کے ترک ادب کی اہمیت کا اندازہ انہیں شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہو جاتا کہ آپ بوقت وصال، یہ شعر پڑھتے تھے۔

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است

بخلوئے کہ منم یار دوست بے ادبی است

مقام مشاہدہ و استغراق میں یار دوست بے ادبی ہے کیونکہ یار دوست، یاد کرنے والے، یاد اور دوست تین چیزوں کی مقتضی ہے اور یہ تثلیث وحدت کے مثالی ہے۔ اس مقام پر یار دوست کی بجائے یار دوست کا ترک کمال ادب ہے، حالانکہ عام ضابطے کے مطابق یار دوست کو ادب اور ترک یار دوست کو بے ادبی شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف کے اس شعر میں سارے مضمون کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔

اسی شائستگی دمن ترک غااست

کیں دلیل ہستی و ہستی خطا است

الفتوحات بالفتوحات

معرض صاحب اگر فتوحات کے معانی و مطالب کی گوہر فغانی سے مجلس ہم طالب علموں سے مشورہ کر لیتے تو انہیں خفت نہ اٹھانا پڑتی، کم از کم ہم انہیں یہ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے سردار تھے اور کچھ لوگ اپنے وقت میں حدیث قدسی کثرت سمعہ و بصرہ (کہ میں بندے کی سمع و بصر ہو جاتا ہوں) کا مظہر ہوتے ہیں اور ادب تو غیر کا تقاضا کرتا ہے (کہ ادب کرنے والا ہو جس کا ادب کیا جائے وہ بھی ہو اور خود ادب بھی ہو) اور یہاں وہ مقام ہے جو اغیار کو فنا کر دیتا ہے (چونکہ غیر ان کی نظر میں ہوتا ہی نہیں وہ کس کا ادب کریں) پھر ادب زائل ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہاں کوئی بھی نہیں کس کے ساتھ ادب کیا جائے۔

ترک ادب کا مقام اور اس کی عظمت

اس کے بعد صاحب فتوحات لکھتے ہیں

واما بلسان عامۃ الطريق و خواص اکثر ہم فان مقام ترک الادب مع الحق هو الواقع المشروع فی العموم والخصوص وهو مقام جلیل لا یقف معہ الا الذکران من اهل اللہ وفحول اصحاب المقامات لاصحاب الاحق

بہر حال جمہور اہل طریق اور خواص اہل طریق کی اکثریت کے نزدیک ترک ادب مع الحق فی العموم والخصوص واقع اور مشروع ہے اور یہ (ترک ادب) وہ جلیل القدر مقام ہے کہ یہاں اصحاب مقامات اور اہل اللہ میں سے مروان باکمال کے سوا کوئی نہیں ٹھہر سکتا جو لوگ صرف اصحاب احوال ہوں وہ اس مقام پر فائز نہیں ہو سکتے۔

معترضین کو صاحب فتوحات کی تنبیہ

مذکورہ بالا عبارات میں صاحب فتوحات نے اعتراض کرنے والوں کو تنبیہ فرمائی اور خواص غفلت سے بیدار کرتے ہوئے سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت سے آگاہ کیا کہ آپ کی جس بات کو وہ بے ادبی قرار دے رہے ہیں وہ ادب کا امتحانی مقام ہے اور اس پر فائز ہونا جلیل القدر مروان خدا کا کام ہے نیز یہ کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے سردار ہیں وہ اولال میں از خود

رائے ضرور دیتے کہ القرآن بفسر بعضہ بعضا کے مطابق آپ تفصیل سے فتوحات کو دیکھ لیں کیونکہ فتوحات کی سب سے بہتر تشریح وہی ہے جو فتوحات کے ذریعے میسر آئے۔ بہر حال ہم ان کے اس اظہار خیال پر کہ ادب اب طریقہ کے نزدیک حضرت شیخ عبدالقادر کا اظہار دعاوی خلاف ادب ہے انہیں دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ وہ الفتوحات المکیہ کی ان عبارات کو غور سے پڑھیں۔

حضرت شیخ ابی علی نے فتوحات جلد دوم میں ص ۲۸۶ پر ترک ادب اور اس کے اسرار پر مشتمل ایک باب قائم کیا ہے اور اس میں لکھتے ہیں

فالتارک للادب ادیب من حیث لا یعلم فانہ مع الکشف وبحکمہ لامع الذہن ہم المحجوبون فیہ فہو یعلم علم اللہ فی جریان المقادیر قبل وقوعہا فیبادر لہا فیطلق علیہ بلسان الموطن انہ غیر ادیب مع الحق فانہ مخالف بل ہذا ہو غایۃ الادب مع الحق ولکن اکثر الناس لا یسعون ومنہم من یقام فی الادلال کعبید القادر الجلیلی ببغداد سیلو قنہ ومنہم من یکون وقنہ فی ذالک کنت سمعہ وبصرہ والادب یستدعی الغیر وثم مقام یفنی الاغیار فیزول الادب لانہ مائتہ مع من۔

پس معلوم نہیں ہوتا مگر تارک ادب در حقیقت صاحب ادب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ کشف اور اس کے حکم کے ساتھ ہے وہ ان لوگوں میں سے نہیں جو اس میں محجوب ہوں وہ وقوع سے قبل مقادیر کے جریان میں علم الہی کا معائنہ کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اس معائنہ کے پیش نظر ان کی طرف جلدی کرتا ہے پس لسانِ موطن سے تو اس کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے کہ وہ ادیب مع الحق نہیں کیونکہ بظاہر وہ مخالف ہے حقیقت یہ ہے کہ ادب مع الحق کا امتحانی درجہ یہی ہے مگر اکثر لوگ اس بات کا شعور نہیں رکھتے اور ادب مع الحق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے والوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اولال پر فائز کیا جاتا ہے جس طرح کہ

قائم نہیں ہوئے بلکہ انہیں منجانب اللہ فائز کیا گیا ہے جب ہی تو ہم انہیں
سید الوقت کہہ رہے ہیں۔ آپ اولال میں بھی مامور تھے جس طرح کہ بقیام مضار
مجمول کا صیغہ خبر دے رہا ہے اور جو اولال بامراتی ہو وہ عہدیت میں نقص کا موجب
نہیں ہوتا جس طرح کہ وہ تصرف ہو بامراتی ہو عہدیت محض کے منافی نہیں۔
بامراتی اولال پر آپ کے فائز ہونے کو بھی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ
سے واضح کیا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ اَوْقَاتِ صَاحِبِ اِلْدَالِ لِمَا كَانَ لِحَقِّ يَعْرِفُهٗ
بہ من حوادث الا کو ان (فتوحات جلد اول ص ۲۳۳)

آپ بعض اوقات صاحب اولال ہوتے اور اس کی یہ وجہ تھی کہ حق تعالیٰ اولال
میں کائنات کے حوادث و واقعات کے ذریعے آپ کی پہچان کر رہے تھے۔
حضرت ابن عربی کے کلام سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ بعض اوقات
اولال میں ہوتے تھے اور معترض صاحب کا من گھڑت مفروضہ ناکام ہو گیا کہ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر اولال میں رکے رہے۔ فتوحات
کی عبارت (فی اوقات) اس مفہوم پر شاہد ہے۔ معترض نے اپنے فاسد مطلب کو
سید زوری سے ثابت کرنے کی کوشش میں اقام، تقیم، کا معنی "روک دینا" اپنی
طرف سے گھڑ لیا چنانچہ کتاب کے ص ۱۱۳ پر لکھتے ہیں "ان میں سے بعض ایسے
ہوتے ہیں جو مقام اولال میں روک دیے جاتے ہیں۔ اندازہ کیجئے کہ "اقام تقیم"
کو انہوں نے روکنے کے معنی میں استعمال کیا حالانکہ اقامة الشی بمعنی
توفیۃ حقہ کسی چیز کا صحیح حق ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں وارد ہے
اقیموا الصلوٰۃ اقاموا التوراة اور رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ اس معنی
شاہد ہیں جبکہ روکنے کے لئے عربی زبان میں وقف یقف امسک یمسک منه
بمعنی استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح وقفوہم انہم مسئولون امسک
علیک زوجک مامنعک ان تسجد کے قرآنی جیسے اس پر شاہد
ہیں۔ (مفہومات امام راغب اصفہانی اصح المطابع کراچی ص ۳۱۸ ص ۳۶۸ ص

۷۵ ص ۵۳۰)

پھر معترض صاحب نے یہاں مقام کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے تا کہ
ان کے خود ساختہ معنی کی مناسبت ثابت ہو حالانکہ فتوحات میں صرف اولال کا لفظ
ہے مقام ساتھ نہیں۔ تعجب ہے کہ معترض صاحب ویسے تو آپ کو صاحب مقام
نہیں مانتے مگر جب ضرورت پڑی تو ایک فاسد مقصد کو ثابت کرنے کے لئے
فتوحات میں تحریف کر کے آپ کے لئے مقام کو ثابت کر ڈالا۔

اظہار کمالات پر معترض صاحب کا دوسرا موقف

معترض صاحب، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہر کمال کو فخر و اعجاب
سے تعبیر کرتے ہیں مگر ان کی نظر امام شعرانی کی "طائف المنن" پر نہیں پڑی جس
میں انہوں نے دو جلدوں پر مشتمل کتاب میں اپنے فضائل و کمالات کا اظہار فرمایا
ہے اور تحدیث نعمت کو واجب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ
میں بطور فخر اپنے کمالات کو بیان کر رہا ہوں ایسی کتاب جسے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں پیش کر رہا ہوں اس میں شیطان صفت، فخر و تکبر کو کس طرح داخل کر سکتا
ہوں (لاحظہ ہو طائف المنن حصہ اول ص ۳۲)

معلوم نہیں معترض کا صاحب فتوحات کے اظہار و اعلان مقام کے بارے
میں کیا خیال ہے۔ جو اپنے متعلق لکھتے ہیں

ما عرف الیوم فی علمی من تحقیق بمقام العبودیۃ اکثر منی وان
کان ثم فہو مثلی فانی بلغت من العبودیۃ غایتہا فانی العبد المحض
الخالص لا اعر ف لربوبیۃ طمعا (الفتوحات المکیہ جلد سوم ص ۳۱)

اپنے سے زیادہ مقام عہدیت کے ساتھ متحقق میں کسی کو نہیں جانتا اگر کوئی ہوا
بھی تو مجھ جیسا ہو گا کیونکہ میں عبودیت کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں پس میں عبد خالص
ہوں میں ربوبیت کے طمع سے ناواقف ہوں۔

اسی طرح حضرت شیخ ابن عربی اپنے مشاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

انہوں نے تمام انبیائے کرام اور قیامت تک آنے والے تمام مومنین عوام و خواص سب کو دیکھا اور سب لوگوں کے مراتب کا مشاہدہ بھی کیا پھر لکھتے ہیں
 فاشی عبد محض لا اطلب التفوق علی عبادہ وما ذکر ت ماذکر تہ من
 حالی للفخر لا واللہ وانما ذکر تہ لامرین الامر الواحد فقوله تعالیٰ
 واما بنعمة ربک فحدث ولاية نعمة اعظم من هذه والامر الآخر
 لیسمع صاحب همة فتحدث منه همة الاستعمال لنفسه فیما
 استعملتها فینال مثل هذا فیکون معنی 'ملخصاً'
 (الفتوحات المکیہ جلد سوم ص ۳۲۳)

پس بے شک میں عبد محض ہوں، اللہ کے بندوں پر تفوق نہیں طلب کرتا
 اور جو کچھ میں نے ذکر کیا خدا کی قسم فخر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کا ذکر دو باتوں کی
 وجہ سے کیا، ایک تو یہ امر خداوندی کہ نعمت کو بیان کرو اور اس سے بڑھ کر نعمت
 کیا ہوگی اور دوسری بات یہ کہ کوئی صاحب ہمت میرا یہ حال سن لے اور اس میں
 ہمت پیدا ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو اسی مقصد کے لئے استعمال کرے جس کے
 لئے میں نے کیا ہے پس وہ اسی قسم کی نعمت حاصل کرے اور میرے ساتھ ہو۔

غور کیجئے کہ معترض صاحب جن کا حوالہ دے رہے ہیں وہ تو حدیثِ نعمت
 اور مصلحت کی وجہ سے اعلانِ کمال فرمائیں اور اس میں فخر کا شائبہ نہ ہو لیکن
 حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ اگر اس قسم کا اعلان فرمائیں تو وہ شیخ قرار پائے۔
 معترض کا یہ دوہرا معیار، تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ معترض صاحب نے حضرت
 شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس قسم
 کے اعتراضات کیوں نہ اٹھائے جبکہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات پر
 اعتراض کرنے میں وہ اکھاڑے کا پہلوان بنے ہوئے ہیں۔

اہلِ طریقت اور اہلِ حقیقت کے درجات میں امتیاز

معترض نے شیخ ابن عربی کی عبارت "هذا عند هم سوء اوب فی الطريق"

کے حوالے سے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دعاوی اور ارشادات کو بے ادبی
 سے تعبیر کیا تھا۔ ہم اس کا جواب دے چکے کہ انہیں عبارت کی سمجھ نہیں آسکی۔
 اب ہم صاحبِ فتوحات کے حوالے سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اہلِ طریقت
 کے نزدیک سخت خطرناک بات 'اہلِ حقیقت کے نزدیک کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔
 حضرت ابن عربی 'منزل الملامیہ من الحضرة المحمدیہ' میں ان بزرگوں کی عظمت
 بیان کرتے ہیں جو اس مقام سے مستحق ہیں اور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان میں
 سے ہیں لکھتے ہیں

یرون الافعال کلہا للہ وانیہ لافعل لہم اضلا فزل عنہم الریا جملة
 واحدة وانما سللتہم فی شئی مما یحذرہ اهل الطريق یقولون غیر اللہ
 ندعون ان کنتم صادقین ویقولون قل اللہ ثم ذرہم (الفتوحات المکیہ جلد
 سوم ص ۳۳)

ان کی شان یہ ہے کہ وہ تمام افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتے ہیں اور
 یقین رکھتے ہیں کہ ان کا بالکل کوئی فعل نہیں پس ریا اور دکھاوا، عمل طور پر ان
 سے زائل ہو جاتا ہے اور جب تم ان سے کسی ایسی چیز کے بارے میں پوچھو جس
 سے اصحابِ طریقت ڈراتے اور خوف دلاتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں اگر تم سچے ہو تو
 بناؤ کیا تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو اور وہ فرماتے ہیں کہہ دیجئے اللہ پھر ان سب کو
 چھوڑ دیجئے۔

صاحبِ فتوحات کے اس بیان سے معترض صاحب کے اس اعتراض کی
 قلمی کھل گئی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اہلِ طریقت کے نزدیک دعاوی مبنی
 بر صدق بھی بے ادبی ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ نے واضح کر دیا کہ اہلِ طریقت کے
 نزدیک خوفناک بات 'اہلِ حقیقت کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی' یہی وجہ ہے
 طریقت کا ترک اوب 'اہلِ حقیقت کے نزدیک اوب کا اعلیٰ مقام قرار پایا اور ہم
 الاکل کی روشنی میں اس کی تفصیل بیان کر چکے۔

عظیم الشان دعویٰ غوثیہ اور صاحب فتوحات کی تشریح

معرض صاحب نے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فتوحات کے مصنوعی حوالوں سے بڑی کوشش کی کہ آپ کے اقوال جلیلہ کو شطحات قرار دیا جائے مگر وہ ناکام رہے اور صاحب فتوحات نے انہیں منطقی مقصود تک نہ پہنچے دیا اس کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عظیم ترین اعلان ودعویٰ کی تشریح و توضیح پر مبنی فتوحات کا اقتباس درج کر دیں تا کہ معرض صاحب کی آنکھیں کھل جائیں کہ صاحب فتوحات جب اس قدر بلند اعلان ودعویٰ کو شیخ سے تعبیر نہیں کرتے بلکہ اس کی تشریح فرماتے ہیں تو ان کے نزدیک آپ کے باقی اقوال وارشادات کس طرح صحیح قرار دیتے ہیں۔

ولقد حدثني أبو البدر التماسكي البغدادي رحمه الله عن الشيخ بشير من ساداتنا باب الأرج عن إمام العصر عبد القادر الجيلاني أنه قال معاشر الأنبياء أوتيتم اللقب وأوتينا مالهم ثلثون ألفاً فاما قوله أوتيتم اللقب أي حجب علينا إطلاق لفظ النبي وإن كانت النبوة العامة سارية في أكابر الرجال وأما قوله أوتينا مالهم ثلثون ألفاً هو معنى قول الخضر لذي شهيد الله تعالى بعد أن هو نفعه في العلم واتعب الكليم المصطفى المقرب موسى عليه السلام في طلبه مع العلم بأن العناء يرون أن موسى أفضل من الخضر فقال له لموسى إذا علم علم علمنيه لئلا أعلمه أنت فهذا عين معنى قوله أوتينا مالهم ثلثون ألفاً وإن أراد رحمۃ اللہ علیہ بالانبياء هنا انبياء الأولياء أهل النبوة العامة فيكون قد صرح بهذا القول أن الله قد أعطاه مالهم يعطهم فإن الله قد جمعهم فاضلاً ومفضلاً فمثل هذا لا ينكر۔

(الفتوحات المكية جلد دوم ص ۹۰)

حضرت ابو البدر التماسکی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے باب ارج کے

ہمارے سادات میں حضرت شیخ بشیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہمیں امام العصر شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا اے انبیاء کرام کی جماعت! آپ کو لقب عطا کیا گیا ہے اور ہمیں وہ عطا کیا گیا ہے جو آپ کو عطا نہیں کیا گیا یعنی ہم پر لفظ نبی کا اطلاق ممنوع ہے۔ اگرچہ نبوت عامہ اکابر اولیاء میں جاری ہے اور آپ کا قول کہ ہمیں وہ عطا کیا گیا ہے جو آپ کو عطا نہیں کیا گیا تو اس کا وہی مطلب ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کے قول کا ہے وہ خضر علیہ السلام جن کی عدالت اور تقدیم فی العلم کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی اور کلیم مصطفیٰ مقرب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زحمت دی کہ انہیں تلاش کریں حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ علماء کرام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔ پس انہوں نے فرمایا اے موسیٰ میں اس علم پر ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے اور آپ وہ نہیں جانتے پس حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا بعینہ یہی معنی ہے۔ اور اگر اس فرمان میں انبیاء سے حضرت کی مراد اولیائے انبیاء ہیں یعنی وہ اولیائے کاملین جو علوم انبیاء سے حظ وافر رکھتے ہیں تو پھر آپ نے تصریح فرمادی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ عطا فرمایا ہے جو دوسرے اولیائے کاملین کو نہیں دیا گیا کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام میں فاضل و مفضل بنائے ہیں پس ایسی بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت ابن عربی کی تشریح پر مترتب شان و شہرات

معرض صاحب کا بس چلتا تو حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کو اکبر الشطحات سے تعبیر کرتے مگر حالات سازگار نہ تھے فتوحات نے ساتھ نہ دیا معاملہ کچھ الٹ گیا، لینے کے دینے پڑ گئے اور اب انہوں نے فرماتے ہوں گے کہ اگر فتوحات سے اس قسم کے فضائل و مناقب غوثیہ کے ظہور کا انہیں اندازہ ہوتا تو وہ کبھی اس کے قریب نہ جاتے اور اسے شجرہ منورہ کا درجہ دیتے مگر اب وقت گزر چکا۔

ع: برفت از دست خم و جام و ساقی

حضرت ابن علی کی عارفانہ تشریح سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

(۱) سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم الشان ولی اللہ ہیں کہ آپ میں نبوت عامہ کا فیض جاری و ساری ہے۔

(۲) آپ کو تکوین و اسرار اللہ پر مشتمل ان علوم و معارف سے مشرف کیا گیا جن کی تعلیم و تحصیل کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے استدعا فرمائی تھی۔

(۳) حضرات انبیائے کرام علیہم السلام آپ کی مجلس میں تشریف آوری سے آپ کو مشرف فرماتے تھے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فضیلت نبوت کے باوجود حضرت خضر علیہ السلام کو ملاقات سے مشرف فرمایا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو وہ فضائل و کمالات عطا فرمائے جو دوسرے اولیائے کرام کو عطا نہیں کئے گئے۔

(۵) حضرت شیخ ابن علی صاحب فتوحات نے تصدیق فرمادی کہ خصوصی اسرار و علوم کی بنا پر حضرت شیخ عبدالقادر تمام اولیائے کرام پر فضیلت رکھتے ہیں اور اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔

امام شعرانی اور شیخ علی الخواص کے تاثرات

معرض صاحب نے اپنی کتاب میں حضرت امام شعرانی اور شیخ علی الخواص کی بڑی عبارات پیش کی ہیں اگرچہ ان کے ساتھ بھی سلوک وہی کیا ہے جو فتوحات کی عبارات سے کیا ہے۔ اس لئے ہم حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان پر ان حضرات کے تاثرات پیش کرتے ہیں تاکہ معرض صاحب کو مکمل اطمینان ہو جائے کہ آپ کا یہ ارشاد اور اسی قسم کے دوسرے ارشادات، شطحات نہیں اور آپ کے اس قسم کے اقوال کو صورت اور مجازاً شیخ کہا جاتا ہے۔

سئل عن شیخنا رضی اللہ عنہما لیسوا من الاولیاء الاطلاع

علی علوم الانبیاء من غیر واسطۃ فقال ذهب ابن قسری رحمہ اللہ
الی ان لہم الاطلاع علی ذلک من طریق الكشف لا النوق ولولا ان
اللہ تعالیٰ ایدہم بان لا یدعوا مالیس لہم لا دعو النبوة من ہہنا قال
الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ اوتینم معاشر الانبیاء
النقب ولوتینا عالم توتوا یعنی حجر علینا اسم النبی مع اطلاقنا
علی علمہ من طریق کشفنا۔

(ملاحظہ ہو: الجواہر والدرر الشعرانی بھامش الاربع ص ۲۵۹ طبع مصر)

میں نے شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا خواص اولیائے کرام کو بلا واسطہ علوم انبیاء پر اطلاع ہوتی ہے تو انہوں نے فرمایا: 'ابن قسری رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف گئے ہیں کہ انہیں بطریق کشف علوم انبیاء پر اطلاع ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس بارے میں ان کی حفاظت و تأمین نہ فرماتا کہ جو مقام ان کا نہیں اس کا دعویٰ نہ کریں تو ان علوم کی بنا پر وہ نبوت کا دعویٰ کر دیتے' یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: 'اے جماعت انبیاء آپ کو لقب دیا گیا اور ہمیں وہ دیا گیا جو آپ کو نہیں دیا گیا' یعنی ہم پر لفظ نبی کا اطلاق ممنوع ہے اگرچہ کشف کے ذریعے ہم علوم نبوت پر اطلاع رکھتے ہیں۔

صاحب روح المعانی کی رائے

خاتم المفسرین علامہ الوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح المعانی جلد دوم" تیسرے پارے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کو نقل کرنے کے بعد لکھا تھا کہ بعض جاہل لوگ آپ کے اس فرمان اور حضرت ابن علی کی بعض عبارات سے نبوت پر ولایت کی فضیلت کے ثبوت میں دلیل پکڑتے ہیں، ہمارے نزدیک آپ کے اس فرمان کی نقل صحیح ثابت نہیں چنانچہ معرض نے اپنی کتاب کے ص ۲۷۰ پر اس بات کو بڑا اچھا۔ انہوں نے روح المعانی کی اس عبارت کو غور سے نہ دیکھا حالانکہ صاحب روح المعانی نے آخر میں لکھا ہے۔

لنا ان نقول ذلك القول صدر عن القائل عند فناءه في الحقيقة
المحمدية والذات الاحمدية فاللسان حينئذ ليس بها والقول قولها
ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت محمدیہ اور ذات
احمدیہ میں فکاہو کر حقیقت محمدیہ اور ذات احمدیہ کی زبان سے اس طرح فرمایا۔
معرض نے یہ عبارت اور اس کا ترجمہ بھی لکھا مگر وہ آپ کے اس ارشاد
اور دوسرے اس قسم کے ارشادات کے صدور پر اعتراض سے باز نہ آئے۔
صاحب روح المعانی نے تو آپ کے اس قسم کے جنی بر دعویٰ اتمام ارشادات کے
صدور کا منکر بیان کر دیا کہ اس قسم کے اعلان و دعویٰ آپ حقیقت محمدیہ کی زبان
سے فرماتے ہیں اب اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو اس کا اعتراض حقیقت محمدیہ کی
زبان پر ہوگا۔

صاحب روح المعانی نے آپ کے ارشاد ”قدی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“
کے متعلق بھی اپنی کتاب ”الفرز المذہب“ میں یہی موقف اختیار کیا تھا کہ اس کا
صدور حقیقت محمدیہ کی زبان سے ہوا ہے اور ہم قبل ازیں اس کا حوالہ دے چکے
ہیں۔ کاش! معرض صاحب علامہ الوسی کی بات کو سمجھ لیتے اور اعتراض کی بجائے
اعتراف کا طریقہ اختیار کر کے صاحب روح المعانی کی روش اپناتے۔
شرح صدر کے بعد علامہ الوسی کی رائے میں تبدیلی

بہر حال صاحب روح المعانی کو اس فرمان کے بارے میں شرح صدر بعد
میں ہوئی وہ اس کے مضموم و مطلب اور رموز و اسرار پر مطلع ہو گئے اور انہیں اس
کی نقل صحیح بھی دستیاب ہو گئی پھر انہوں نے اس فرمان عالی شان کی وہی تشریح و
تعبیر فرمائی جو حضرت شیخ ابن عربی اور حضرت شیخ علی الخواص نے بیان کی۔ صاحب
روح المعانی نے اعتراف کیا کہ اس فرمان کی توجیہ میں ہم نے سابق انداز کو تبدیل
کر دیا ہے۔ انہوں نے بعینہ ابوالہدیر التمشکی کی روایت نقل کی جو حضرت ابن عربی
رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات میں نقل کی اور ہم بیان کر چکے چنانچہ لکھتے ہیں۔

اما النبوة العامة فهي مستمرة سارية في اكابر الرجال غير منقطعة
ديا و لحرای لكن باب الاطلاق قد اسد و علی هذا یخرج ما رواه
ابوالہدیر التمشکی البغدادی عن الشیخ بشیر عن القطب
عبد القادر الجیلانی قال سیرہ لہ قال معاشر الانبیاء لو نیتم للقب و
لو نیتا مالہم لو توکان معنی قوله لو نیتم للقب لہ حجر علینا
لاطلاق لفظ النبی وان كانت النبوة العامة لبیة وقوله لو نیتا مالہم
لو نیتا علی حد قول الخضر لموسی علیہ السلام و هو افضل منه
یا موسی لنی علی علم علمنیہ اللہ تعالی لا تبعہ لت و ہذا وجہ
آخر غیر مانسفننا من قبل فی نوحیہ ہذا الکلام
(روح المعانی جلد سوم پارہ پنجم ص ۷۶)

فرمان غوثیہ کی یہ عبارت منقولہ اصح ہے جس پر صاحب فتوحات امام
شعرانی اور شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہم نے اتفاق کیا ہے اور صاحب روح المعانی
نے شرح صدر کے بعد اسی کو نقل کیا ہے۔

فتوحات کی بحث حکیم میں معرض کی غلط بیانی

حضرت ابن عربی کے مطابق حکیم کا مضموم بھی شیخ کے قریب ہے۔
معرض نے جس طرح شیخ کی بحث میں غلط بیانی کے ذریعے رعونیت نفس کی بنا پر شیخ
اور بغیر رعونیت نفس با مرائی شیخ میں غلط بحث کر کے دونوں پر ایک ہی حکم لگایا
اسی طرح حکیم کی بحث میں بھی فتوحات کی عبارت میں غلط بحث سے کام لیا اور وہ
حکیم جو رعونیت نفس کی بنا پر صادر نہ ہوا اس پر وہی حکم لگایا جو اس حکیم کے لئے
ہے جس کا اظہار رعونیت نفس پر مبنی ہو۔ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ شیخ کی
بحث میں واضح کر چکے کہ ہم نے ایسا کوئی ولی اللہ دیکھا نہ سنا جس نے رعونیت نفس
کی بنا پر شیخ کا اظہار کیا ہو۔ جب کوئی بھی ولی اللہ رعونیت نفس کی بنا پر شیخ کا اظہار
نہیں کرتا تو رعونیت نفس کی وجہ سے حکیم کس طرح کر سکتا ہے۔ حضرت شیخ لکھتے

ہیں فانما کان عن امر الہی بتعریف فالانسان فیہ عبد معتمدا
امر سید بطریق الوجوب اگر تعریف کے امر الہی کی وجہ سے تحکیم ہو تو اس
میں بندہ اپنے مولا کے حکم کی فرمانبرداری کر رہا ہوتا ہے جو اس پر واجب ہوتی ہے۔
تحکیم کے بارے میں شیخ ابودین مغربی کا مسلک

حضرت شیخ ابن علی اپنے شیخ طریقت حضرت ابودین مغربی کا مسلک بیان
کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وقد یظهر مثل هذا من صاحب الغيرة خاصة وهو مذهب شيخنا
ابن مدين وقد ظهر منه مثل ذلك من باب الغيرة فلا يدل على اظهار
الخصوصية وذلك بان يرى الانسان دعوة الرسل ترد و يتوقف في
تصديقها ولا سيما عند من ينفي النبوة التي ثبتها فيقوم هذا العبد
مقام وجود الرسول فيدعي ما بدعيه الرسول من اقامة الدلالة على
صدق الرسول في رسالته نيابة عنه فيأتي بالامر المعجز على
طريق التحدي للرسول لان نفسه فيظهر منه ذلك وهذا لا يدل
على مقام الخصوصية عند الله فهو خارج عن عين التحكيم

(الفتوحات المكية جلد دوم ص ۵۲۰)

اور کبھی اصحاب غیرت اولیائے کرام سے خاص طور پر تحکیم ظاہر ہوتی
ہے اور یہ ہمارے شیخ ابودین مغربی کا مذہب ہے اور ان سے اس طرح غیرت کی
وجہ سے ظاہر ہوا، پس یہ اظہار خصوصیت پر دلالت نہیں کرتا اور وہ اس طرح کہ
انسان دیکھے کہ رسولوں کا پیغام رو کیا جا رہا ہو اور ان کی تصدیق میں توقف کیا جا رہا
ہو، خاص طور پر جب کہ نبوت کی نفی کی جا رہی ہو تو ایسے موقع پر یہ عبید مقرب
اپنے نبی برحق کے قائم مقام ہوتا ہے اور رسول برحق کے صدق پر دلیل قائم کرتے
ہوئے ان کا نائب بن کر رسول برحق کی تائید میں دعویٰ کا اظہار کرتا ہے تو یہ اظہار
تحکیم سے خارج ہے اور یہ عند اللہ اس کے مقام کی خصوصیت کے اظہار پر دلالت

نہیں کرتا بلکہ رسول برحق کی تائید پر مبنی ہے۔
تعریف الہی سے تحکیم نقص کا موجب نہیں
اس کے بعد حضرت شیخ لکھتے ہیں

وقد يكون عين التحكيم في رجل يكون له مقام الادلال مع الحق
ويكون عنده تعريف الہی بمقامه المعلوم كالملائكة في قوله
تعالى عنهم وما من الا له مقام معلوم وانا نحن الصافون وانا نحن
المسجون فائتوا على انفسهم بعد معرفتهم و تعريفهم بمقامهم
فلا ينقصهم هذا الشئ ولا يحط مرتبتهم واذالم يؤثر عين التحكيم
في المقام فلا باس به

اور کبھی عین تحکیم کا اظہار اس ولی اللہ سے ہوتا ہے جسے اولال مع الحق
کا مقام حاصل ہوتا ہے اور اسے عند اللہ اپنے مقام کی پہچان ہوتی ہے جس طرح
کہ ملائکہ کرام اپنے مقام کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی ثناء کرتے ہیں پس یہ ثناء ان
کے لئے تنقیص مرتبہ کا باعث نہیں بنتی اور جب عین تحکیم مقام کی تنقیص میں
موثر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

تحکیم پر حضرت شیخ کے کلام کا خلاصہ

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ تحکیم کی بحث میں معترض نے صاحب
فتوحات کے شیخ طریقت حضرت ابودین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو بیان ہی
نہیں کیا۔ اسی طرح مقام اولال پر فائز بزرگ سے تعریف الہی کی بنا پر اور ملائکہ
کرام کی عند اللہ اپنے مقام کی تعریف کی بنا پر اظہار تحکیم کو مستثنیٰ کرنے والی
عبارات کو کات ڈالا اور صرف رعوت نفس کی بنا پر تحکیم کی عبارات سے استدلال
کر کے اپنے فاسد مقصد کو ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ ہماری درج کردہ
عبارات کے مطابق حضرت شیخ کے نزدیک باخراشی تحکیم واجب ضروری اور اپنے
مالک و مولیٰ کے حکم کی تعمیل ہے۔ غیرت اسلام کی بنا پر نیابت وغیرہ کے طور پر تحکیم

کے ذریعے، مخالفین شریعت خصوصاً منکرین نبوت کو مغلوب کرنا محمود ہے اور مقام اولال برافاز ولی اللہ کے لئے اظہارِ تحکیم، مقام میں نقص کا باعث نہیں۔ چونکہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی تحکیم، رعونت نفس اور فخر کے شائبہ سے پاک تھی اور حضرت شیخ کے بیان کردہ استثنائی ضابطوں کے مطابق تھی اس لئے آخر میں لکھتے ہیں۔ والحقایات فی التحکیم عن الصالحین کثیرة ولا سیمما ما بحکمى عن عبدالقادر الحلیسی رحمۃ اللہ صالحین سے تحکیم کے واقعات بکثرت منقول ہیں خصوصاً جناب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ یہ تھا فتوحات میں تحکیم کا بیان جس کو معترض نے قطع و برید کے ذریعے مسخ کر ڈالا اور علمی بددیانتی کی انتہا کر دی۔

معترض کے اعتراضات کا مرجع اور ماخذ

معترض صاحب نے حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے نامکمل عبارات کی صورت میں اکثر و بیشتر اعتراضات، چند غیر معروف بد عقیدہ مجہول لوگوں کی کتابوں سے نقل کئے ہیں اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے من و عن وہی نامکمل جملے نقل کئے ہیں جو ان کی غیر معروف کتابوں میں درج ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ”بہجۃ الاسرار“ کی توثیق کے ضمن میں ان بد عقیدہ لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اگر دو مطرودوں مخدولوں گنہاموں مجہولوں واسطی و قربانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب ”بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ (صاحب بہجۃ الاسرار) بالافتاق، اجتہاد اکابر علماء میں سے ہیں (فتاویٰ رضویہ جلد نم ۱۳ ص ۱۳۴ مطبوعہ کراچی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ کرامات غوصیہ میں بھی ”بہجۃ الاسرار“ پر ایک غیر معروف، بے علم، بد عقیدہ کی تنقید پر اظہارِ ناپسندیدگی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جیسے آجکل ایک بحرینی بے بہرہ نے رسالہ

”لباب المعانی“ سیاہ کر کے مصر میں چھپوایا یہ لباب عجیب اول تا آخر جملاتِ فاضل و خرافاتِ واضح کا لب لباب ہے۔ کثرتِ مسائل سے نام فرصت عنقائے ہو تاؤ فقیر اس کا رد لکھ دیتا مگر الحمد للہ غارِ باطل خود منطفی ہے اور طارے بلاد میں اس کا شر بکسر منطفی ہے فلا حاجة لى لاشاعة خبر لقائه ولو على وجه الرد (رسالہ کرامات غوصیہ ص ۵۶ مطبوعہ دار الفیض گنج بخش لاہور)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے معترض صاحب کے اعتراضات کے ماخذ و مراجع کی حیثیت کو بیان کر دیا اور واضح ہو گیا کہ معترض صاحب حقیقت میں کسی اور کتبِ لکھ کے ترجمان ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے جس شر اور فتنہ کے مغلوب اور غیر مروج ہونے کی وجہ سے ان رسالوں کی تردید نہ لکھی مآشاء اللہ معترض صاحب نے ان کے مضامین و مطالب کو منظرِ عام پر لانے کے لئے ایک کتاب لکھنے کا اہتمام کیا اور اپنی اس سعیِ بلوغ کو مشارعِ چشت کے مسلک اور علمائے اہلسنت کے موقف کی ترجمانی کا نام دیا۔

حال کی بحث میں معترض کی علمی بددیانتی

معترض نے کتاب میں حال کی بحث کو قطع و برید، خلیہ بحث اور غلط بیانی کے ذریعے بڑے ناشائستہ انداز میں پیش کر کے حال کی اہمیت اور عظمت کو کم کرنے کی کوشش کی ہے چونکہ ان کا مفروضہ اور منصوبہ یہ تھا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ حال تھے صاحبِ مقام نہ تھے اس لئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے حال کی حیثیت کو حتی الوسع کم کرنے اور اس کو معمولی ثابت کرنے کے لئے عام اصحابِ احوال کے حالات پر مترتب احکام و ضوابط کو سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے احوالِ مبارکہ پر نافذ کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے صاحبِ حال کو مجنون کا حکم دے کر انتہائی گستاخانہ انداز میں سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و جلالت پر کچھ اچھالا اور انصاف و دیانت کے تمام

اللہ علیہ وسلم انه لیغفر علی قلبی حتی استغفر اللہ تعالیٰ فی الیوم
سبعین مرة انہ کان ابدا فی الترقی من احوالہ فاذا ارتقی من حالہ الی
حالة اعلیٰ مما کان فیہا فرما حصل لہ ملاحظۃ الی ما ارتقی عنہا
فکان بعینہا غنیاً بالاضافۃ الی ما حصل فیہا فابدا کانت احوالہ
فی التزلزل (رسالہ تفسیر ص ۳۲ طبع بیروت)

میں نے استاد ابو علی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ رسول
پاک ﷺ کے مذکور بالا ارشاد کی توجیہ میں فرماتے تھے کہ رسول پاک علیہ
السلام اپنے احوال مبارکہ میں ہر وقت ترقی پذیر ہوتے تھے جب آپ ایک حال
سے دوسرے حال کی طرف ترقی فرماتے تھے تو بنا اوقات پہلے حال پر آپ کی نگاہ
پڑتی تھی۔ پس آپ آنے والے بلند حال کی وجہ سے سابقہ حال سے غنی ہو جاتے
تھے (اس لئے سابقہ حال سے استغفار فرماتے تھے) پس آپ کے احوال مبارکہ
مستل ترقی میں ہوتے تھے۔

مقام و حال، حضرت علی ہجویری کی نظر میں

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ "کشف المحجوب" میں
لکھتے ہیں، مقام از جملہ مکاسب بود و حال از جملہ مواہب پس صاحب مقام بہ
مجاہدت خود قائم بود و صاحب حال از خوفانی قیام وے بعالے بود کہ حق تعالیٰ
اندروے آفرید و مشائخ اس جا مختلف اند گروے دوام حال دار و اندرند و گروے
روادروند و حارث محاسبی دوام حال دار و ارو گوید کہ محبت و شوق و قبض و بسط
جملہ احوال اند و اگر دوام آں رو نباشد نہ محب باشد نہ مشتاق و آں حال بندہ را
صفت نمرود اسم آں بروے واقع نشود و از است کہ وے رضارا از جملہ احوال گوید
و اشارت آنچہ ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ گفتہ بدیں است۔ (کشف المحجوب ص
۱۰۶ مطبع پنجاب)

مقام، مکاسب سے ہے اور حال، مواہب و عنایات سے ہے، پس صاحب

تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے ارباب فضل و کمال کے عظیم الشان احوال کی جلالت و
رفعت کو نظر انداز کر دیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ صوفیائے کرام کے حوالے سے حال کی
حیثیت و عظمت اور اس کی اہمیت کو بیان کریں۔

اکابر صوفیائے کرام کے نزدیک حال کی اہمیت

امام ابو القاسم شیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۵۵ھ ص ۶۵ حال اور مقام کا فرق
بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "فالاحوال مواہب والمقامات مکاسب"
احوال، عنایات الیہ ہوتے ہیں جبکہ مقامات، کسب و جہد پر مترتب ہوتے ہیں۔
لکھتے ہیں والحال عندالقوم معنی یرد علی القلب من غیر نعمہ منہم
صوفیاء کے نزدیک حال وہ معنی ہے جو بندے کے قلب پر بغیر نکلنے کے وارد ہوتا
ہے۔ اس کے بعد حال کے دوام و استداد پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وهذا ابو عثمان الحیری یقول منہار بعین سنة ما قامنی اللہ تعالیٰ
فی حال فکر ہنہ اشار الی دوام الرضا والرضا من جملة الاحوال
فالواجب فی ہذا ان یقال ان من اشار الی بقاء الاحوال فصحيح
ما قال شیخ ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے، مجھے چالیس سال گزر گئے
ہیں جس حال میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رکھا ہے میں نے اسے برا محسوس نہیں کیا، ان
کا اشارہ، رضا کے دوام کی طرف ہے اور رضا، احوال میں سے ہے پس جن لوگوں
نے احوال کی بقاء کی طرف اشارہ کیا ہے انہوں نے سچ کہا ہے۔

پھر اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں کہ صاحب مقام اپنے مقام پر متمکن
رہتا ہے جبکہ صاحب حال اپنے حال سے ترقی پذیر ہوتا رہتا ہے۔ لکھتے ہیں۔
صاحب المقام متمکن فی مقامہ وصاحب الحال مترق عن حالہ
اس کے بعد حضور سرور کائنات علیہ السلام کے ستر مرتبہ استغفار کی توجیہ کے ضمن
میں احوال کی عظمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سمعت الاستاذ اباعلی الدقاق رحمہ اللہ یقول فی معنی قولہ صلی

مقام اپنے مجاہدہ کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور صاحبِ حال کا قیام اس حال کے ساتھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس میں پیدا کرتا ہے اور مشائخ کرام حال کے دوام کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں، حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ، دوامِ حال کے قائل ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ محبت و شوق، قبض و بسط سب احوال ہیں اور اگر حال کا دوام نہ ہو تو نہ محب ہو اور نہ مشتاق اور جب تک بندہ کے لئے حال صفت نہ بن جائے اس کا نام اس پر واقع نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ نے رضا کو حال کہا ہے اور شیخ ابو عثمان الجیری کا اشارہ بھی اسی طرف ہے کہ رضا حال ہے

رضا مقام کی انتہا اور احوال کی ابتدا ہے

شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد لکھتے ہیں بدانکہ رضا نہایت مقام است و بدایت احوال و آل محلے است کہ یکطرفہ کسب و اجتہاد است و یکے در محبت و غلیان آل و فوق آل مقام نیست پس ابتداء کے آل از مکاسب بود و انتہائے آل از مواہب

جان لو کہ رضا مقامات کی انتہا ہے اور احوال کی ابتدا ہے اور یہ وہ محل ہے کہ اس کی ایک جانب کسب و اجتہاد میں ہے اور دوسری محبت اور اس کے خوش و خروش میں اور اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں، پس رضا کی ابتداء کسب سے ہے مگر اس کی انتہا محبت و عنایت سے ہے۔

رضا کے حال ہونے کا اور اک کاملین کو ہوتا ہے

پھر لکھتے ہیں آنکہ اندر ابتدا رضا کے خود بخود دید گفت مقام است و آنکہ اندر انتہا رضا کے خود بخود دید گفت حال است (کشف المحجوب ص ۱۰۶)

پس جس شخص نے ابتدا میں اپنی رضا اپنے ساتھ دیکھی تو کہا کہ رضا مقام ہے اور جس نے انتہا میں اپنی رضا حق کے ساتھ دیکھی تو کہا کہ رضا حال ہے۔

حال کے بارے میں صاحبِ عوارف کا نقطہ نظر

شیخ الشیخ حضرت شہاب الدین سروروی رحمۃ اللہ علیہ درجہ حق الیقین کو حال سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وہی حق الیقین ہی اسنی العطا یا و اعز الاحوال و اشرفہا و نسبة ہذا حال حال من المشاہدۃ کنسبۃ لا جرم من التراب۔

مشاہدہ میں غنائی اللہ اور بقا باللہ کے بعد یقین اور آخر میں حق الیقین اعلیٰ ترین عطایا اور معزز ترین احوال میں سے ہے اور مشاہدہ میں حق الیقین کے حال کی نسبت اس طرح قوی ہے جس طرح مٹی سے پختہ اینٹ قوی ہے کہ مٹی کے بعد گار پھر کچی اینٹ پھر آخر میں پختہ اینٹ بنتی ہے۔

مشائخ عراق کے حوالے سے حال کے بارے میں حضرت شیخ سروروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

سمعت المشائخ باعراق یقولون الحال ما من اللہ فکل ما کان من طریق الاکنساب والاعمال یقولون ہذا ما من العبد فاذا لاح للمريد شئ من المواہب والمواہب اجبت قالوا ہذا ما من اللہ وسموہ حالا اشارۃ منہم فی ان الحال موہبہ۔

میں نے مشائخ عراق سے سنا وہ فرماتے ہیں۔ حال وہ سب کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہو پس جو بطریق کسب و عمل ہو اس کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ یہ عبد کی طرف سے ہے اور جب مرید کے لئے عنایات و مواہب الہیہ میں سے کچھ ظاہر ہو تو فرماتے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے حال کا نام دیتے ہیں اور یہ ان کی طرف سے اس بات کا اشارہ ہے کہ حال عنایت خداوندی ہے۔

حضرت سروروی رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ خراسان کے حوالے سے بیان کیا کہ احوال اعمال صالحہ کے نتائج و ثمرات ہوتے ہیں لکھتے ہیں۔ قال بعض

مشائخ خراسان الاحوال مولانا محمد اسماعیل اس کے بعد بعض مشائخ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ احوال میں دوام نہیں ہوتا مگر فرماتے ہیں کہ ان کا یہ قول ”علی الاطلاق“ درست نہیں ہے۔ پھر احوال کی عظمت پر معنی خیز لطیف اور جامع تبصرو فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

فالاحوال مواجید والمقامات طرق المواجید ولكن فی المقامات ظهر الکسب و بطن المواهب و فی الاحوال بطن الکسب و ظهرت المواهب فالاحوال مواهب عنویة سماویة والمقامات طرقها۔

پس احوال، مواجید و مواهب ہیں اور مقامات، ان کے حصول کے راستے ہیں البتہ مقامات میں کسب ظاہر ہوتا ہے اور مواهب پوشیدہ ہوتے ہیں اور احوال میں کسب پوشیدہ ہوتا ہے جبکہ مواهب ظاہر ہوتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ احوال، عالم بالا کے مواهب و عنایات ہیں اور مقامات ان کے حصول کے راستے ہیں۔

حال کی عظمت اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پھر اس نقطہ نظر پر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرمان سے استشاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقول امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سلونی عن طرق السموات فانی اعرف بها من طرق الارض لشارة فی المقامات والاحوال فطرق السموات النوبة والزهد و غیر ذلک من المقامات

حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ مجھ سے آسمانوں کے راستے دریافت کرو میں زمین کے راستوں سے انہیں زیادہ جانتا ہوں۔ یہ مقامات و احوال کی طرف اشارہ ہے۔ پس توبہ، زہد اور دوسرے مقامات، سماوات یعنی احوال کے راستے ہیں۔

بحث احوال کا خلاصہ

شیخ سروردی رحمۃ اللہ علیہ احوال پر بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

فعلی ما ذکرناہ ینضح بناحل المقامات والاحوال حتی التوبہ ولا نعرف فضیلة الا فیہا حال و مقام و فی الزہد حال و مقام و فی الرضا حال و مقام و المحبة حال و مقام۔

پس ہمارے بیان سے مقامات و احوال کا تذکرہ داخل واضح ہو جاتا ہے کہ حال، مقام میں داخل ہوتا ہے اور مقام، حال میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ توبہ، زہد، رضا، محبت سب میں حال و مقام کار فرما ہیں اور تم کوئی ایسی فضیلت نہیں پہچان سکو گے مگر اس میں حال و مقام دونوں کا دخل ہو گا۔ اس کے بعد حضرت شیخ اشیر نے شیخ ابو عثمان الجیری کا وہ قول نقل کیا ہے جو ہم نے رسالہ ”تفسیر“ کے حوالے سے لکھا اور فرمایا ہے کہ ان کی طرف سے یہ قول، اس بات کا اشارہ ہے کہ رضا، حال ہے اور پھر مقام بھی بن جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: عوارف المعارف، شیخ سروردی بھامش احیاء العلوم للفرانی جلد چہارم ص ۲۸۶ تا ۲۹۹ طبع مصر) عوارف کی عبارات کے نتائج

حضرت شیخ اشیر رحمۃ اللہ علیہ نے حال پر جس قدر جامع تبصرہ فرمایا اس نے معترض صاحب کی حال کی اہمیت و عظمت، کم کرنے کی سب کوششوں کو خاک میں ملا دیا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں عوارف کی تعلیمات اور سلسلہ چشتیہ میں اس کے مطالعہ کی بڑی اہمیت بیان کی تھی مگر خود اس کے مطالعہ سے محروم رہے۔ حضرت شیخ سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) حال، اللہ تعالیٰ کی عنایت اور فضل ہے، بندے کے کسب کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

(۲) مشاہدہ کا انتہائی درجہ، حق یقین اعلیٰ ترین حال ہے۔

- (۳) حال، اعمال صالحہ کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے۔
- (۴) مشائخ عراق و خراسان، حال کی عظمت و جلالت پر متفق ہیں اور اسے فضل خداوندی قرار دیتے ہیں۔
- (۵) بعض مشائخ جو حال کے دوام کے قائل نہیں ان کا قول، علی الاطلاق درست نہیں۔
- (۶) احوال، مواہب و مواجید اور نتائج و ثمرات ہیں جبکہ مقامات، ان کے حصول کے راستے ہیں۔
- (۷) جس طرح مقامات، کسب و موہبت کے جامع ہیں اسی طرح احوال بھی کسب و موہبت کے جامع ہیں۔
- (۸) کوئی بھی اعلیٰ عظمت و فضیلت، ایسی نہیں جس میں حال و مقام دونوں کا دخل نہ ہو۔
- (۹) مرکز ولایت، سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک، احوال، عالم بالا کے مواہب و عنایات ہیں اور مقامات ان کے حصول کے ذرائع اور راستے ہیں۔
- (۱۰) حال و مقام میں تداخل ہے کہ ہر مقام میں حال، ضرور ہوتا ہے اور ہر حال میں مقام ضرور ہوتا ہے۔
- (۱۱) قرب خداوندی کا بلند ترین مقام، رضا اور افضل الاعمال، الحب فی اللہ دونوں احوال ہیں۔

حضرت چراغ دہلوی اور حال کی عظمت

حضرت سلطان نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے

حال، نتیجہ صحت اعمال است چوں سالک بر حفظ اوقات خود مستقیم شود و اوقات معصود داشت و استقامت یافت امید باشد کہ صاحب حال شود و مواہب نتیجہ مکسب است و آں حال اثر انوار است کہ از عالم علوی بر ارواح نازل سے شود و بعدہ اثر آں بر قلوب میرسد و در جوارح سرایت میکند

حال، صحت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جب سالک اپنے اوقات کی حفاظت پر استقامت رکھے اور اپنے اوقات کو مشغول رکھے اور استقامت کا درجہ پالے تو پھر امید کی جاتی ہے کہ وہ صاحب حال ہو جائے اور مواہب و عنایات کسب کا نتیجہ ہیں اور حال، عالم بالا کے ان انوار کا اثر ہے جو ارواح پر نازل ہوتے ہیں پھر ان کا اثر دلوں میں پہنچتا ہے اور اعضا میں سرایت کر جاتا ہے۔

دوام حال مقام ہے

حال بر طریق دوام نہاںد و اگر حال را دوام باشد آں خود مقام گردد۔
والمتحیی صاحب انفس کے راگویند کہ حال مقارن انفس او باشد چچ نفسے زند کہ حال مقارن انفس او نہاںد چنانستی کہ اورا مقام شود (خیر الجلاس بحوالہ اخبار الاخیار، ص ۸۳)

حال بر طریق دوام نہیں ہوتا اگر حال، بطریق دوام ہو تو وہ خود مقام ہوتا ہے اور متحیی صاحب انفس اسے کہتے ہیں کہ حال اس کے انفس کے ساتھ ملا ہوا ہو وہ کوئی سانس نہیں لیتا مگر حال اس کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے یوں سمجھیں کہ حال اس کا مقام بن جاتا ہے۔

معرض کا مشائخ کبار سے اختلاف

حال کی عظمت و جلالت کے بارے میں امام ابو القاسم عسیری، حضرت علی ہجویری و آٹا گنج بخش، حضرت شیخ شباب الدین سروردی اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال و تاثرات ہم نے نقل کر دیئے جن کے مقابلے میں معرض صاحب کا نقطہ نظر، سراسر بے سند اور بے وقعت ہو کر رہ جاتا ہے اور یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے اکابر علماء و مشائخ کی عبارات کو نہیں دیکھا یا پھر بارگاہِ غوثیت کے ساتھ خصوصی علاو اور تعصب کی بنا پر معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے، انفرادی موقف اختیار کیا ہے۔

حضرت ابن عربی اور حضرت چراغ دہلوی کے تاثرات میں موافقت جس طرح حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دوام حال کو مقام سے تعبیر کیا ہے اور مستحقی صاحب الفاس بزرگوں کی یہ شان بیان کی ہے کہ ان کا ہر سانس 'حال' سے ملا ہوا ہوتا ہے اور حال 'ان کا مقام ہوتا ہے۔ یہی بات حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی ہے لکھتے ہیں کہ ان کا حال موثرۃ ربانیۃ مدۃ حیاتہ آپ پوری زندگی 'موثر حال' ربانی کے ساتھ موصوف رہے۔ ایک اور مقام پر آپ کے حال کی عظمت و شرف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

کان محققاً متمکناً فی حال صدق فمات معافی زماناً من کان مثل عبدالقادر الجبسی فی حال الصدق۔ (فتوحات جلد سوم ص ۲۲۳)

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ 'حال صدق' میں محقق اور متمکن تھے اور ہم نے اپنے زمانے میں کسی بزرگ کے متعلق نہیں سنا کہ وہ 'حال صدق' میں آپ کی مثل ہو۔ حضرت شیخ کے کلام سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کے حال کی امتیازی شان تھی اور اسے دوام و ثبوت حاصل تھا 'یہی وجہ ہے کہ آپ 'حال' میں بھی متمکن اور محقق تھے ورنہ بظاہر ممکن اور حال جمع نہیں ہوتے اور عام صوفیاء کے احوال میں قرار و ثبوت نہیں ہوتا۔ اسی مفہوم کو حضرت چراغ دہلوی نے بیان کیا اور اسی کی عظمت کو حضرت امام گھیری 'حضرت بھویری اور حضرت سرور دی رحمۃ اللہ علیہم نے بیان فرمایا۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

معرض صاحب نے کتاب میں قطب اعظم اور غوث اعظم کے حال کو مجنون اور مرفوع القلم لوگوں کے حال پر قیاس کیا اور اس پر ایسے نتائج مترتب کئے جن کے تصور سے ایک مسلمان قائل لرز جاتا ہے۔ اس بات سے ان کی ذہنیت سوچ اور فکر کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔ بہر حال ہم نے اکابر مشائخ کے اقوال کی

روشنی میں واضح کر دیا کہ یہ سب کچھ معرض کی انفرادی منصوبہ بندی 'الزام تراشی' اور غلط بیانی ہے جس کا اکابر علماء و مشائخ کے نقطہ نظر سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ ان کی وکالت اور ترجمانی کا اعزاز حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اسے بلا شرکت غیرے اپنا کارنامہ قرار دیں۔

کرامات اولیاء کے بارے میں معرض کی غلط بیانی

چونکہ معرض نے اپنی کتاب میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و کمالات کی اہمیت و امتیاز کو حتی الوسع کم کیا جائے اور جو امور آپ کی انفرادیت اور خصوصیت ظاہر کریں ان میں اس قسم کی فاسد تاویلات کر دی جائیں کہ ان کا وزن کم ہو جائے یا ان کو اس انداز سے پیش کیا جائے جس سے ممکن حد تک آپ کی خصوصیت و انفرادیت کا اظہار نہ ہو سکے۔ اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے معرض نے غلط بیانی، علمی بددیانتی، عبارات میں قطع و برید، غلط بحث، مفہوم کی غلط تعبیر غرضیکہ کسی بھی حربے کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ ان کی اس کارستانی پر ان کی کتاب شاہد ہے اور اسے پڑھنے والا ہادی النظر میں یہ بھانپ لیتا ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس طرح کیا گیا ہے۔ چمکتے ہوئے سورج کو انگلی سے نہیں چھپایا جاسکتا اور حقائق کو ملمع سازی سے مخفی نہیں رکھا جاسکتا۔

معرض صاحب 'جن موضوعات کو اپنے فکری و ذہنی سانچے میں ڈھالنے کی ناکام کوشش کرتے رہے ان کے متعلق اکابر علماء و مشائخ کی واضح ہدایات و تشریحات سینکڑوں سالوں سے نقل متواتر کے ذریعے منقول ہوتی چلی آ رہی ہیں اور مشرق سے لے کر مغرب تک ان کی نشر و اشاعت بڑے منظم انداز سے پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ پھر حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، عظمت و جلالت، امتیازی شان و ولایت، کلیت و نحو ثبوت کبریٰ، عالمگیر شہرت و مقبولیت و محبوبیت، سیرت و تعلیمات، دینی خدمات، ادبیات، سنت، تبلیغ و

ارشاد، دعوت الی اللہ کے موضوعات و عنوانات یہ سب ایسے حقائق ہیں جو روز روشن کی طرح واضح اور نمایاں ہیں اور عوام و خواص کے قلوب و اذہان میں مرکوز ہو کر سیرت و تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ افکار و عقائد کی باطنی و قلبی تاریخ میں بھی ثبت ہو چکے ہیں۔ اس لئے کسی بھی ایسی غیر معقول تدبیر اور مذہب کو شش کا اپنے فاسد نتائج سے ہمکنار ہونا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہے جو فضائل و کمالاتِ غوثیہ کی اہمیت و عظمت کو کم کرنے کے لئے سعی باطل کی صورت میں ظاہر ہو۔

کراماتِ اولیاء کے بارے میں بھی معترض نے اسی فلسفے کو مد نظر رکھا ہے اور ان کی اہمیت و شرعی حیثیت کو کم کرنے کے لئے ایسی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ اس سے ان کا واحد مقصد اور غرض و غایت، محض یہی ہے کہ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عوام و خواص کے نزدیک کثرتِ کرامات کی انفرادیت، کراماتِ حسی و معنوی کی جامعیت، کرامات کی تمام انواع و اقسام کے ظہور کی خصوصیت، کثرتِ کرامات سے دین اسلام کی تائید و تقویت، کرامات کی شہرت و نشر و اشاعت، آپ کی کرامات پر اکابر علماء و مشائخ کی مستقل تصانیف، اکثر و بیشتر مشائخ سلاسل کی تصنیفات اور ملفوظات و مکتوبات میں آپ کی کرامات کا بھرپور تذکرہ، ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد بشر سے آپ کی کرامات کا قبول و اعتراف اور تمام اسلامی مکاتب فکر سے متعلق علماء کا آپ کی کرامات کی صداقت و حقانیت پر اجماع جیسے حقائق کو افسانے کا رنگ دے کر ان کی وقعت و حیثیت کو کم کیا جائے۔ اسی ناکام فاسد منصوبے کے تحت کبھی وہ کرامات کو ترکِ فرائض کا درجہ دیتے ہیں کبھی انہیں حیض کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور کبھی انہیں مرچہ ولایت میں نقص شمار کرتے ہوئے درجہ کمال کے منافی قرار دیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اکابر علماء و مشائخ کے حوالے سے کراماتِ اولیاء کے موضوع پر سیر حاصل تبصرہ پیش کریں تا کہ کرامات کی شرعی حیثیت، ان کی فضیلت پر قرآن و حدیث کی

شہادت، صوفیاء کے نزدیک ان کی اہمیت، دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں ان کی اقدویت، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ان کی ولایت اور ایک اسلامی معاشرے میں ان کی قدر و منزلت واضح ہو جائے۔

کراماتِ اولیاء کی فضیلت و عظمت کا بیان

قرآن مجید میں مذکور حضرت مریم علیہا السلام، حضرت آصف بن برخیا، حضرات اصحاب کف، حضرت ذوالقرنین اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات، کراماتِ اولیاء کی فضیلت و عظمت پر شاہد ہیں۔ احادیثِ پاک میں کراماتِ اولیاء کے واقعات کثرت سے مذکور ہیں یہی وجہ ہے کہ ”مشکوٰۃ شریف“ جلد دوم میں باب الکرامات کا خاص عنوان قائم کیا گیا ہے۔ کرامات کی عظمت پر قرآن و حدیث کے شواہد کو امام ابو القاسم قشیری نے رسالہ ”تیسریہ میں“ حضرت علیؓ جوہری نے ”کشف المحجوب“ میں امام عبد اللہ الیافعی نے ”نشر المحاسن“ میں اور علامہ یوسف بن اسماعیل النہانی نے ”جامع کرامات الاولیاء“ میں تفصیل سے بیان کیا۔

امام ابو القاسم القشیری اور کرامات کی عظمت

امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ ”رسالہ تیسریہ میں“ لکھتے ہیں ظہور الکرامات علامۃ صدق من ظہرت علیہ فی احوالہ کرامات کا ظہور، الی کے صدق احوال کی علامت ہے، پھر لکھتے ہیں فائق قول بجوز ظہور ہا علی الاولیاء واجب و علیہ جمہور اهل المعرفة

اولیائے کرام سے کرامات کے صدور کے جواز کا قول واجب ہے اور جمہور اہل معرفت اس پر متفق ہیں۔ پھر ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اولیائے کرام سے کثرتِ کرامات کا صدور، معجزات سے مناقض ہو کر تفضیلِ اولیاء علی الانبیاء کا باعث نہیں کیونکہ اولیائے کرام کی کرامات، ہمارے نبی علیہ السلام کے معجزات سے لاحق ہیں۔ وکل نبی ظہرت کرامتہ علی واحد من امتہ فہی معلودۃ من جملة معجزاتہ اور جس نبی برحق کے کسی امتی ولی سے کوئی

کرامت ظاہر ہوتی ہے تو وہ اس نبی کا معجزہ شمار کی جاتی ہے۔
اس کے بعد امام قسیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقد ظهر عنی السلف من الصحابة والتابعین ثم علی من بعدہم
من الکرامات ما بلغ حد الاستفاضة وقد صنف فی ذلک کتب
کثیرة منشییر الی طرف منها علی وجه الاستیجاز۔

حضرات صحابہ کرامؓ تابعین اور بعد والے بزرگوں سے ظاہر ہونے والی کرامات
درجہ شہرت کو پہنچ چکی ہیں اور ان کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں ہم
مختصر ان کا کچھ حصہ بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام قسیری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و
حدیث سے ثابت کرامات کے بعد ایک سو بیس اولیائے کرام کی کرامات کو تفصیل
سے بیان کیا ہے (رسالہ قسیریہ بحث الکرامات از ص ۱۵۸ تا ۱۷۵ مطبوعہ بیروت)

حضرت داماد بخش اور کرامات کی فضیلت

حضرت داماد بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف المحجوب" میں
یہ باب قائم کیا ہے الکلام فی اثبات الکرامۃ آپ نے بانفاق اہل سنت و
جماعت 'ولی' سے ظہور کرامت کو جائز و ثابت لکھا ہے اور اس موقف کو اختیار کیا
ہے کہ کرامات حد معجزہ تک پہنچ جاتی ہیں اور جو لوگ کرامات کے حد معجزہ تک پہنچنے
کے قائل نہیں ان کی تردید میں لکھتے ہیں۔

گویم شمار از ظہور فعل ناقض عادت بردست ولی اندر زمان تکلیف چہ صورت بند
از فساد اگر میگوید کہ اس نوع مقدور خداوند تعالیٰ نیست اس مظلالت است و اگر
میگوید کہ نوع مقدور است اما اندر اظہار آں بردست ولی صادق ابطال نبوت بود و
نلی تخصیص انبیاء اس ہم محال است از آنچہ ولی مخصوص است بکرامات و نبی بہ
معجزات و المعجزۃ لم تکن معجزۃ لعینا انما كانت المعجزۃ لخصولنا من نبی و من شریکھا
اقتزان دعوی النبوة بھا فاما المعجزات تخص بالانبیاء و الکرامات تكون للاولیاء چون ولی
ولی باشد و نبی نبی اندر میاں ایشان بیچ شہ نہ باشد تا اس احتراز باید کرد کہ شرف پیغمبر

بہ علو مرتبہ و صفائے عصمت است نہ بہ مجرد معجزہ یا کرامت
(کشف المحجوب ص ۳۹ مطبوعہ پنجابی پریس لاہور)۔

میں کہتا ہوں کہ محنت تکلیف کے حال میں ولی سے کرامت کے ظہور
سے کیا فساد لازم آتا ہے اگر کہا جائے کہ یہ نوع کرامت مقدور خداوندی نہیں تو یہ
بات گمراہی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سے ابطال نبوت اور انبیاء کی خصوصیت
کی نفی لازم آتی ہے تو یہ بھی محال ہے اس لئے کہ ولی کرامات سے مخصوص ہے
بلکہ نبی معجزات سے مخصوص ہے اور معجزہ بذات خود معجزہ نہیں کہلاتا بلکہ نبی
برحق سے صادر ہونے کی بنا پر معجزہ کہلاتا ہے اور نبوت کا دعویٰ معجزہ کے لئے شرط
ہے پس اس طرح معجزات انبیاء کرام سے مختص ہو گئے اور کرامات اولیائے
کرام سے۔ پس جب ولی 'ولی' ہے اور نبی نبی ہے تو ان کے درمیان کوئی شبہ باقی
نہیں رہتا کہ اس سے احتراز کیا جائے (اور کرامات کو حد معجزہ تک تسلیم نہ کیا
جائے) کیونکہ پیغمبر کا شرف علو مرتبہ اور معصوم ہونے کی وجہ سے ہے نہ صرف
معجزے یا کرامت کی بنا پر۔

کرامات کا صدور حال صحو و تمکین میں ہوتا ہے

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات کا صدور 'صحو
و تمکین کی حالت میں ہوتا ہے اور مشہور اصحاب صحو و تمکین مشائخ حضرت جلیل
بغدادی، حضرت ابو العباس سیاری، حضرت ابو بکر واسطی اور حضرت محمد بن علی
صاحب مذہب رحمۃ اللہ علیہم اس بات کے قائل ہیں (کشف المحجوب ص ۱۳۵)
خود حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شیخ طریقت کا بھی یہی مسلک ہے
کیونکہ آپ کے شیخ طریقت "جندی المسک" تھے چنانچہ لکھتے ہیں و شیخ من جندی
مذہب بود۔ (کشف المحجوب ص ۱۹۰)

امام عبداللہ یافعی اور کرامات اولیاء

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی

طرح اس بات کے قائل ہیں کہ کرامات، حد معجزہ تک پہنچ جاتی ہیں اور کرامات و معجزہ میں فرق صرف یہ ہے کہ معجزے کے ساتھ دعویٰ نبوت ہوتا ہے اور یہی مذہب مختار اور قول صحیح محقق ہے۔ چنانچہ اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں بجوز ان تبلیغ لکراۃ مبلغ المعجزة فی جنسها و عظمها علی القول الصحیح المحقق المختار۔

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مسلک پر کہ کرامات و معجزات میں حد فارق دعویٰ نبوت ہے ورنہ جو کچھ بذریعہ معجزہ صادر ہو سکتا ہے وہی بطور کرامت صادر ہو سکتا ہے۔ ابو الہیامی امام الحرمین کی کتاب الارشاد، امام غزالی کی کتاب الرسالة القدسیہ، امام فخر الدین رازی کی کتاب المحصل، علامہ بیضاوی کی کتاب مصباح الکرامات، امام محمد بن عبد الملک السلی، الفبری کی کتاب المعین علی مقتضی الدین، امام غزالی کے رسالہ غیریہ اور قاضی ابوبکر الباقلائی اور امام ابوبکر بن نورک کے اقوال سے استدلال و استشہاد کیا ہے۔ (نثر المحاسن بجامع کرامات الاولیاء حصہ اول ص ۲۳ تا ۲۵ مطبوعہ بیروت)

کرامات اولیاء اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قال الشیخ عزالدین بن عبدالسلام مما یدلک علی صحۃ مذهب الفقراء کثرة کراماتهم و ما رایت احدا من الفقهاء وقع علی یدیہ کرامة الا ان سلک منها جہم و من لم یؤمن بکراماتهم حرم برکتهم وقد شاهدنا کل من انکر علی الفقراء من غیر دخول فی طریقہم یصیر علی وجہ کاتب و علامۃ الضرر و المقت لا تخفی علی ذی بصیرۃ و لا ینفع اللہ تعالیٰ بعلمہ احدا۔ (الانوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیہ بجامع الطبقات الکبریٰ لشعرانی ص ۳۶ طبع مصر)

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کثرت کرامات ان

چیزوں میں سے ہے جو مذہب فقراء کی صحت پر تیری رہنمائی کریں گی اور ہم نے فقہاء میں سے کسی کے ہاتھ پر کرامت کا صدور نہ دیکھا ہاں جب وہ فقراء کے منہاج پر چلیں تو پھر اور بات ہے اور جو کرامات اولیاء پر ایمان نہ رکھے گا ان کی برکتوں سے محروم رہے گا اور ہم نے دیکھا کہ جس شخص نے ان کے طریقے میں داخل ہوئے بغیر ان پر اعتراض کیا تو اس کے چہرے پر اللہ تعالیٰ کے غضب اور مردود ہونے کے علامات ظاہر ہوئے جو اہل بصیرت پر مخفی نہیں ہوتے اور ایسے معترض شخص کے علم سے اللہ تعالیٰ کسی کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ امام شعرانی نے آپ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

من اصدق دلیل علی صحۃ طریق الصوفیۃ و اخلاصہم فی اعمالہم ما یقع علی ایدیہم من الکرامات الخوارق (الیواقیت والجواہر حصہ دوم ص ۱۰۱ الطائف المنن لشعرانی ص ۲۵ ص ۵۱) اظہار کرامات صوفیائے کرام کے طریقہ اور ان کے اخلاص عمل پر سب سے زیادہ گئی دلیل ہے۔

امام شعرانی اور کرامات کے صدور کے اسباب بزرگوں سے کرامات کے صدور کے متعلق امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔

وما یظهر علیہم من الکرامات والاحوال ہو لصفاء نفوسہم و اخلاصہم و کثرۃ مراقبہم و مجاہدہم (الطبقات الکبریٰ لشعرانی حصہ دوم ص ۳۶ طبع مصر) شیخ علی الخواص نے فرمایا کہ بزرگوں سے کرامات و احوال کا صدور ان کے تزکیہ نفس، اخلاص، کثرت مراقبہ و مجاہدہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

کرامات اولیاء اور مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کرامات اولیاء کے بارے

خرق عادات از نبی و ولی
ہست بر فضل شان دلیل علی
اگر اظہار اس میان ام
ہست با دعوی نبوت ضم
باشد آن معجزہ بہ عرف اہم
ورنہ آمد کرامت اس را نام
از ولی فارقتی کہ مسموع است
معجزہ اس نبی متبوع است
(سلسلۃ الذہب بر حاشیہ نجات الانس ص ۳۶ مطبوعہ نوکلشور)

حضرات انبیائے کرام اور حضرات اولیائے کرام سے خرق عادات کا ظہور ان کی فضیلت کی روشن دلیل ہے۔ اگر ان خرق عادات کا اظہار دعوی نبوت کے ساتھ ہو تو لوگوں کے عرف میں وہ معجزہ کہلاتا ہے اور اگر دعوی نبوت کے بغیر خرق عادات ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اولیائے کرام کی کرامت دراصل ان کے تغیر برحق علیہ السلام کا معجزہ ہوا کرتی ہیں۔

کرامات اولیاء اور شیخ ابن تمیمہ

شیخ ابن تمیمہ جو عموماً بزرگان دین کے احوال و کرامات کے بارے میں مشہور و سمجھے جاتے ہیں بلکہ بزرگوں کے بارے میں سخت نظریات رکھنے والوں کے امام شمار کئے جاتے ہیں یہ بات بڑی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے کہ انہوں نے کرامات اولیاء کے بارے میں بڑا مستحسن انداز اختیار کیا ہے۔ مقرر ض صاحب کی نسبت تو شیخ ابن تمیمہ نے کرامات اور اصحاب کرامات کے بارے میں جس احترام و تقدیم کا اظہار کیا ہے وہ قابل تحسین ہونے کے ساتھ ساتھ مہرت آموز بھی ہے۔
شیخ ابن تمیمہ لکھتے ہیں

فالولیاء اللہ المتقون ہم المقنون بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
فیفعلون ما امر بہو ینتھون عما عنہم جری و یقتلون بہ فیما بین لہم
ان یتبعو و ینویدہم الملائکۃ و روح منہ و یقذف اللہ فی قلوبہم من
انوارہ و لہم الکرامات النبی یکرّم بہا اولیائہ المتقین و خیار لولیاء
اللہ کراماتہم لحجۃ فی الدین اولیاء بالمسلمین کما کانت
معجزات نبیہم صلی اللہ علیہ وسلم کذلک و کرامات الاولیاء
انما حصلت بمرکۃ اتباع رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فہی فی
الحقیقۃ تدخل فی معجزات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (فتاویٰ
ابن تمیمہ جلد نمبر ۸ ص ۲۷۵ تا ۲۷۷ مطبوعہ حرمین شریفین)

پس اولیائے متقین وہی ہیں جو رسول پاک ﷺ کی اتباع کرتے ہیں جس چیز کا آپ نے حکم فرمایا اس پر عمل کرتے ہیں جس چیز سے روکا اس سے رک جاتے ہیں اور جس چیز کی اتباع کے بارے میں حضور نے وضاحت فرمادی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ملائکہ کرام اور روح الامین کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے انوار پلٹ دیتا ہے اور ان سے وہ کرامات ظاہر ہوتی ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اولیائے متقین کی عزت افزائی فرماتا ہے اور برگزیدہ اولیائے کرام کی کرامات دین اسلام کے لئے حجت ہوتی ہیں اور مسلمانوں کی ضرورت کے لئے ہوتی ہیں جس طرح ان کے نبی برحق کے معجزات اسی بنا پر صادر ہوتے تھے اور کرامات اولیاء کا حصول محض رسول پاک علیہ السلام کے اتباع کی برکت سے ہوتا ہے پس حقیقت میں اولیائے کرام کی کرامات رسول پاک ﷺ کے معجزات میں داخل ہیں۔

کرامات اولیاء اور علامہ شہاب الدین خفاجی

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۹۹ھ نے شیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں رسول پاک ﷺ کے دلائل نبوت بیان کرتے

ہوئے لکھا ہے کہ آپ کے جسم اقدس اور لباس مقدس پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔
آگے چل کر لکھتے ہیں

وقد نقل مثله عن ولي الله العارف به الشيخ عبدالقادر الجيلاني
ولا بعد فيه لان معجزات الانبياء قد تكون كرامة لا ولياء امنه
(نسيم الرياض شرح شفا قاضي عياض جلد نمبر ۳ ص ۲۸۲)

اس قسم کی روایت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی
منقول ہے کہ آپ کے جسم پاک پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی اور یہ بات کچھ بعید نہیں
کیونکہ انبیاء کرام، علیم السلام کے معجزات ان کی امت کے اولیائے کرام سے
کرامت کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

کرامات اولیاء اور علامہ یوسف بن اسماعیل النہانی

علامہ یوسف بن اسماعیل النہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع کرامات
الاولیاء" کے نام سے دو جلدوں میں آٹھ سو صفحات پر مشتمل کتاب لکھی ہے جس
میں سینکڑوں مستند کتابوں کے حوالہ جات سے کرامات کی عظمت و اہمیت کو بیان کیا
ہے۔ علامہ نہانی لکھتے ہیں۔

واعلم ان كل ما كان كرامة لولي فهو معجزة لنبيه كما سيأتي بيان
ذلك في المقدمة فكرامات اولياء امة سيدنا محمد صلى الله عليه
وسلم هي كلها معجزات دالة على صدقه وصحة دينه عليه الصلوة
والسلام وهذا المعنى هو الحامل لي على تاليفي هذا الكتاب
ليكون بمنزلة النيل لكتابي حجة الله على العالمين في
معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم

(جامع کرامات الاولیاء ص ۶ طبع بیروت)

جان لیں کہ بے شک دلی کی ہر کرامت اس کے نتیجے برحق کا معجزہ ہوتی
ہے۔ پس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اولیائے کرام کی سب کرامات

رسول پاک علیہ السلام کے معجزات ہیں جو آپ کے صدق اور آپ کے دین کی
صحت پر دلائل کرتی ہیں۔ یہی معنی میری اس تالیف کا باعث ہے تا کہ میری یہ
تالیف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات پر مشتمل میری کتاب "عبد اللہ علی
العالمین فی معجزات سید المرسلین" کی ذیل بن جائے۔

اظہار کرامات پر علامہ نہانی کا بصیرت افروز تبصرہ

علامہ یوسف بن اسماعیل النہانی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کرام کے اظہار
کرامات پر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تبصرہ
کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کرامات الاولیاء ہی من جملة معجزاته صلى الله عليه وسلم وهم
يقيمونها نيابة عنه عليه السلام كما قال سيدي محي الدين في
عبارة المذكورة لزم ان ياتوا بها رضى الله عنهم على انواع التي
صدرت بها المعجزات من النبي صلى الله عليه وسلم اعني بعضها
بطلب الكفار وبعضها بطلب المسلمين وبعضها بلا طلب وكل
ذلك فيه نفع عظيم لمن يشاهدونها سواء ظهر سر ذلك لهم او لم
يظهر ولا اقل من ان تكون سببا لقوة ايمان المشاهدين لها وهذا نفع
عظيم يعتنى به شرعا واما يجب سترها اذا خليت من الحكمة
والفائدة والنفع وهي بجميع انواعها لم تخل من ذلك فنحن
يلزمنا احسان الظن بمن صدرت على ايديهم من الاولياء بانهم لم
يجروها بقصد اثبات ولا ينهم بل بقصد آخر مشروع وان لم
يظهر لنا كقوة ايمان الحاضرين واطهار شرف وصحة هذا الدين
المبين فإياك يا انسى من أسائة الظن باحد منهم بأنه لما جرى
الكرامات لا ثبات ولاية نفسه وزيادة اعتباره عند الناس فانهم رضى
الله عنهم لا يفعلون ذلك قطعاً ولا تعترض على اولياء الله تعالى

بأنهم يجب عليهم ستر الكرامات فكيف يظهر و نهافتحرم
بركنهم بل تبين أنهم لم يظهر وها الالحكم صحيحة و نيات
خالصة المقصود منها رضاء الله تعالى و خدمة دينه المبين و أنهم
في ذلك قائمون مقام صاحب المعجزات سيد المرسلين صلى
الله عليه وسلم و على آله و صحبه اجمعين و كثير اما يصدر الله
تعالى على ابيهم الكرامات قهرا عنهم و بدون اختيارهم فالله
تعالى 'ينفعنا ببركاتهم ولا يضرنا' الا اعتراض على احد منهم
فانهم اولياء الله تعالى و قد قال سبحانه تعالى في الحديث القدسي
من أدنى لي وليا فقد آذنته بالحرب اي اعلمته باني محاربة و
عنونهم (جامع كرامات الاولياء) (شعاع النعماني) (جلد اول ص ۲۳)

اولیائے کرام کی کرامات، حضور علیہ السلام کے معجزات میں سے ہیں
جنہیں وہ حضور علیہ السلام کا نائب بن کر ظاہر کرتے ہیں جس طرح کہ حضرت شیخ
ابن عربی نے عبارت مذکورہ میں فرمایا۔ ضروری ہے کہ اولیائے کرام، کرامات کو ان
انواع کے ساتھ ظاہر کریں جس طرح حضور علیہ السلام سے معجزات ظاہر ہوئے کہ
بعض کافروں کے مطالبے پر بعض اہل ایمان کے مطالبے پر اور بعض بغیر کسی طلب
کے اور ان سب انواع میں مشاہدہ کرنے والوں کے لئے نفع عظیم ہے یہ راز ان پر
ظاہر ہوا نہ ہو کم از کم اتنی بات ضرور ہے کہ دیکھنے والوں کے لئے ایمان کی قوت کا
باعث ہیں اور یہ بہت بڑا فائدہ ہے جس کا شرعاً اہتمام کیا گیا ہے۔

کرامت کا چھپانا اس وقت ضروری ہوتا ہے جب وہ حکمت، فائدہ اور نفع
سے خالی ہو اور کرامات کی تمام انواع، حکمت و نفع سے خالی نہیں پس ہمارے لئے
ان اولیائے کرام کے ساتھ جن سے کرامات کا ظہور ہو یہ حسن ظن رکھنا ضروری
ہے کہ انہوں نے اپنی ولایت کے اثبات کے لئے کرامات ظاہر نہیں کیں بلکہ ان کا
شرعی مقصد اور تھا اگرچہ وہ ہم پر ظاہر نہ ہو سکے، جس طرح حاضرین کے ایمان کو

قوی کرنا اور اس دین مبین کی صحت اور شرف کو ظاہر کرنا۔

پس اسے بھائی اولیائے کرام کے ساتھ ہرگز بدگمانی نہ رکھنا کہ تم یہ خیال
کرو کہ انہوں نے اثبات ولایت اور لوگوں کا اعتبار حاصل کرنے کے لئے کرامات
ظاہر فرمائیں۔ وہ نفوس قدسیہ قطعاً اس طرح نہیں کرتے اور اولیائے کرام پر یہ
اعتراض مت کرو کہ ان پر کرامات کا چھپانا واجب ہے پھر وہ کرامات کا اظہار کیوں
کرتے ہیں بلکہ یقین رکھو کہ انہوں نے کرامات کو صحیح حکمتوں، خالص نیتوں اور
دین مبین کی خدمت کے پیش نظر ظاہر فرمایا ہے اور وہ اس اظہار کرامات میں
صاحب المعجزات سید المرسلین ﷺ کے قائم مقام ہیں۔ ہا اوقات اللہ
تعالیٰ اولیائے کرام سے مجبوراً بغیر اختیار کرامات صادر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی
برکتوں سے ہمیں نفع پہنچائے اور ان بزرگوں میں سے کسی پر اعتراض، ہماری تقدیر
میں ثبت نہ فرمائے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور اللہ تعالیٰ نے
حدیث قدسی میں فرمایا ہے، جس نے میرے ولی کو ایذا پہنچائی اس کے ساتھ میرا
اعلان جنگ ہے، یعنی میں اسے جتلا رہا ہوں کہ میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا اور
میں اس کا دشمن ہوں۔

معرضین کے لئے علامہ نبھانی کا خاص پیغام

علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت اور نور فراست کا کیا کہنا کہ انہوں
نے معرض صاحب اور ان کے ہمناؤں کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور طویل عرصہ
قبل بھانپ گئے کہ اولیائے کرام کی کرامات پر اس قسم کے اعتراض کرنے والے
لوگ ظاہر ہوں گے۔ علامہ نبھانی کی یہ تنبیہ اور تحذیر ان کی فراست ایمانی، کشف
صحیح اور نور بصیرت کی واضح دلیل ہے۔ معرض صاحب نے کرامات پر بحث تو
شروع کر دی مگر انہوں نے اس موضوع پر امت مسلمہ کے اکابر علماء و مشائخ کی
تصانیف کا مطالعہ نہ کیا جنہوں نے پوری شرح و تفصیل سے اس موضوع کے تمام
پہلوؤں پر محققانہ بحث کی اور تمام ممکنہ اعتراضات کا جواب پیش کیا۔

علامہ جھانی رحمۃ اللہ علیہ تو مجموعی طور پر سب اولیائے کرام کے بارے میں یہ تاکید حدایات جاری فرمائے مگر معترض صاحب کو کون سمجھائے کہ وہ تو ولایت کے اعلیٰ مقام، قطبیت پر فائز شخصیت جسے امام شہرانیؒ "اکبر الاولیاء بعد الصحابہ" سے تعبیر کرتے ہیں ان کی کرامات پر رکیک اعتراضات اور شکوک و شبہات وارد کرنے پر کمر بستہ نظر آتے ہیں باقی حضرات اولیائے کرام کی کرامات ان کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہیں۔ اولیائے کرام میں اقطاب عالم، نادر الوجود ہوتے ہیں اور جمہور اولیائے کرام کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، جب وہ معترض صاحب کے اعتراضات سے نہیں بچ سکے تو پھر باقی بزرگوں کا فہم حافظ۔

معترض کا موقف قرآن و حدیث اور اقوال مشائخ کے برعکس

معترض صاحب نے کرامات اولیاء کے بارے میں جن مفروضات کا اظہار فرمایا ہے کہ اظہار کرامت 'ترک فرض' ہے، حیض الرجال ہے اور مرتبہ ولایت میں نقص کا باعث ہے شاید یہ مشایخ علماء و مشائخ جن کے ہم نے حوالے پیش کئے ان معارف و دقائق سے واقف نہیں ہو سکے مگر معترض صاحب فرمائیں کیا قرآن و سنت اور اکابر علماء و مشائخ نے مذکورہ فضائل و مناقب تاریکین فرائض کے بیان فرمائے اور قرآن و حدیث میں یہ بیان کردہ فضائل، حیض کی تعریف میں وارد ہوئے؟ قرآنی آیات اور سورتیں، احادیث کے ابواب، بزرگان دین کی تصانیف یہ سب ترک فرائض کی عظمت کے بیان پر مشتمل ہیں یا حیض کے موضوع کی وضاحت سے متعلق ہیں یا رعوت نفس اور اظہار ولایت، بغیر وجہ شرعی کی فضیلت پر مبنی ہیں، معترض صاحب یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ مشائخ سلاسل خصوصاً حضرات مشائخ چشت جن سے ہزاروں کرامات صادر ہوئیں کیا وہ سب تاریک فرائض تھے یا وہ رعوت نفس اور اظہار ولایت، بغیر وجہ شرعی کی بنا پر اس طرح فرماتے رہے۔

مدعی تم ہو تو انصاف کرو

معترض صاحب! ہم نے کرامات کے بارے میں امام ابو القاسم القشیری، حضرت علی ہجویری، امام عبد اللہ الیافعی، شیخ عزالدین بن عبد السلام، امام شہرانی، مولانا جامی اور علامہ جھانی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگوں کے اقوال پیش کئے جن کے موقف و مسلک کو آپ کے موقف سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ جس کرامت کو وہ معجزہ کے قائم مقام بیان کریں، جس کے اظہار کو وہ نیابت، بغیر کا مقام عطا فرمائیں اور جس کی عظمت و فضیلت کا مرجع وہ رسول پاک ﷺ کی ذات والا صفات قرار دیں، آپ اسی عظمت و شرف اور کمال و فضیلت کو ترک فرض، حیض اور نقص و عیب سے تعبیر کرتے ہیں اب ہم آپ کی بات مانیں یا اکابر علماء و مشائخ کی؟ آپ کے اس بے ہوش مبنی بر جوش، نقطہ نظر نے تو حرمت اولیاء کی حدود کو توڑ ڈالا اور آپ نے کلمات اولیاء کے منکرین کے لئے موقعہ فراہم کر دیا کہ وہ کہتے پھریں، اولیائے کرام کسی کمال کے مالک نہیں ہوتے ان سے ترک فرائض، جریان حیض اور عیوب و نقائص کا صدور ہوتا ہے اور وہ اپنی بزرگی چکانے کے لئے کرامات ظاہر کرتے ہیں۔ "نحوہ اللہ من ذالک"

کرامات کے بارے میں حضرت محبوب الہی قدس سرہ کا ایک فرمان معترض نے کتاب کے ص ۶۸ پر حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی قدس سرہ کا یہ ملفوظ نقل کیا ہے۔

خن در طائفہ افتاد کہ دعویٰ کرامت کنند و خود را بکشت معروف گرامند فرمود ایں معنی چیز سے نیست بعد ازاں بر لفظ مبارک راند کہ

فرض اللہ تعالیٰ علی اولیائہ کتمان الکرامۃ کما فرض علی حبیبانہ اظہار المعجزۃ

پس اگر کسی کرامت خود پیدا کند ترک فرضیہ کردہ باشد چہ کار کردہ باشد بعد ازاں فرمود کہ سلوک را صد مرتبہ تھادہ اند ہند ہم مرتبہ کشف و کرامت است اگر

سالک ہدایں مرتبہ بماند بہ ہشتاد و سہ دیگر کے رسد۔
(نوائد الفوائد ص ۲۰۲)

اس گروہ کے بارے میں بات چلی جو کرامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو کشف میں مشہور کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ معنی تو کچھ بھی نہیں پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام پر کرامت کا انحصار فرض کیا جس طرح انبیائے کرام پر معجزات کا اظہار فرض کیا پس اگر کوئی شخص از خود کرامت ظاہر کرتا ہے تو اس نے فرض ترک کر دیا کیا بڑا کام گڑا! پھر ارشاد فرمایا کہ سلوک کے سو مراتب ہیں۔ کشف و کرامت، سترھویں مرتبہ پر ہے اگر سالک اسی مقام میں رک جائے تو باقی مراتب تک کس طرح پہنچے گا۔

حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے فرمان کی غلط تعبیر و تشریح

حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کا ملفوظ بالکل واضح اور صریح ہے کہ کرامت کا دعویٰ کرنا اور اپنے آپ کو کرامات میں مشہور کرنا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ اولیائے کرام کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ اپنی شہرت و ناموری کے لئے کرامات کا اظہار و دعویٰ کریں۔ کرامات کا چھپانا تو بہت ضروری ہے بلکہ فرض ہے۔ حضرت محبوب الہی قدس سرہ کا مقصد وہی ہے جو اکابر علماء و مشائخ کے حوالے سے ہم بیان کر چکے کہ بغیر کسی وجہ شرعی اور نفع اسلام و مسلمین و تائید دین متین و اعانت شرع مبین و تقویت ایمان حاضرین و مشاہدین، محض شہرت و ناموری کے لئے اظہار کرامت واقعی ممنوع ہے اور جس نے بھی ان وجوہ کے بغیر اپنی شہرت و ناموری اور بزرگی کے پرچار کے لئے اس طرح کیا وہ ضرور تارک فرض ہے۔ مگر اس فرمان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر قسم کے اظہار کرامت یا ظہور کرامت پر ترک فرض کا حکم لگا دیا جائے۔ خود حضرت محبوب الہی قدس سرہ سے ہزاروں کرامات کا صدور ہوا اور دوسرے اکابر مشائخ چشت سے بے شمار کرامات کا اظہار ہوا ہم کس طرح جرات کر سکتے ہیں کہ ان پر ترک فرائض کا فتویٰ لگائیں۔

کرامت کی عظمت اور حضرت محبوب الہی قدس سرہ

حضرت محبوب الہی قدس سرہ کرامت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں
ولایت برود نوع است ولایت ایمان و ولایت احسان و ولایت ایمان آنست کہ ہر کہ مومن است ولی تواند بود آنگاہ اس آیت یاد کرد

اللہ ولی الذین آمنوا یخیر جہم من الظنمات الی النور، اما ولایت احسان آنست کہ کسی را کشف و کرامتی و مرتبہ عالی حاصل بود۔ (نوائد الفوائد ص ۳۳۰)

ولایت کی دو قسمیں ہیں ولایت ایمان اور ولایت احسان، ولایت ایمان یہ ہے کہ ہر مومن ولی ہو سکتا ہے پھر آپ نے آیت پڑھی (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے) بہر حال ولایت احسان یہ ہے کہ کسی کو کشف و کرامت اور بلند مرتبہ حاصل ہو جائے۔ حضرت محبوب الہی قدس سرہ نے اس ملفوظ میں کشف و کرامت کو ولایت کے اعلیٰ درجے سے تعبیر فرمایا، خدا نخواستہ اگر ہر کشف و کرامت ترک فرض ہوتی تو آپ اس کو ولایت احسان سے تعبیر نہ فرماتے۔ آپ کے دونوں ارشادات حق ہیں جس کرامت کو ترک فرض فرمایا اس سے وہی کرامت مراد ہے جو آپ نے بیان فرمائی کہ شہرت و ناموری کی خاطر بتکلف بغیر کسی وجہ شرعی کرامت کا اظہار کیا جائے اور جس کرامت کو آپ نے ولایت احسان قرار دیا وہ کرامت ہے جو اولیائے کاملین سے منجانب اللہ شرعی وجوہ و حکمت و تقویت و تائید اسلام و مسلمین کے لئے صادر ہو گئیں۔

حضرت محبوب الہی قدس سرہ نے قاضی حمید الدین کے حوالے سے ایک بزرگ کا تذکرہ فرمایا جو روزانہ معانی و مطالب میں غور کے ساتھ سات سو مرتبہ قرآن مجید شتم فرماتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کیا یہ ان کی کرامت تھی تو فرمایا: آری کرامت باشد و ہرچہ درو عقل را انقبائی نباشد ان کرامت باشد
(نوائد الفوائد ص ۵۰ طبعہ سران الدین ایڈیشن لاہور)

ہاں سات سو مرتبہ روزانہ ختم قرآن مجید کرامت ہے اور ہر وہ بات جس میں عقل کی گنجائش نہ ہو وہ کرامت ہوتی ہے۔ حضرت محبوب الہی قدس سرہ نے اس ملفوظ میں سات سو مرتبہ ختم قرآن مع فہم معانی و مطالب کو کرامت سے تعبیر فرما کر کرامت کی عظمت و جلالت کو واضح فرمادیا۔

کرامت کی عظمت اور حضرت سلطان الہند غریب نواز قدس سرہ

حضرت سلطان الہند معین الحق والدین حسن اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ کمال درجہ عارف در محبت آنست کہ اگر کے بود عوئی آید آں را بقوت کرامت ملزم گرداند (اخبار الاخیار ص ۲۳) محبت میں عارف کا درجہ کمال یہ ہے کہ اگر کوئی اس کے سامنے دعویٰ کرے تو کرامت کی طاقت سے اسے خاموش کرا دے۔

معرض صاحب نے حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے مفہوم و مطلب کو نہ سمجھا اور ملفوظات میں تطبیق کا خیال نہ رکھ کر ہر کرامت کو ترک فرض سے تعبیر کر کے کرامات اولیاء کی عظمت و جلالت کے تقاضوں کو پامال کر دیا۔ حضرت غریب نواز اور دوسرے اکابر مشائخ جن کے حوالے ہم نے پیش کئے ان کے ارشادات اور حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے فرمان میں کوئی تضاد اور تناقض نہیں اور یہ بات اہل نظر سے مخفی نہیں۔

حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے فرمان کی وضاحت

حضرت محبوب الہی قدس سرہ کا یہ ارشاد کہ کرامت کا تعلق سلوک کے سو درجات میں سترہویں درجے کے ساتھ ہے اور اگر کوئی سالک اسی میں رک جائے اور آگے ترقی نہ کرے تو وہ درجہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا بالکل بجائے مگر اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ جس سے کرامات کا ظہور ہو وہ سلوک کے سترہویں مرتبے پر ہوتا ہے، ان دو باتوں میں بڑا فرق ہے۔ حضرات مشائخ چشت سے کرامات کا صدور روز روشن کی طرح واضح ہے تو پھر کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ سلوک کی

سترہویں جنہی پر تھے اور مرتبہ کمال کو نہ پہنچ سکے۔ ہمارے نقطہ نظر کی تائید اکابر خواجگان چشت کے ان اقوال سے ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کا ارشاد ہے۔

پس خواجگان چشت بعضے ازاں پانزدہ مرتبہ در سلوک نمادہ اند ازاں ہفتم مرتبہ کشف و کرامت است پس خواجگان مایمگویند مرد خود را دریں مرتبہ کشف گرداند چوں در پانزدہ مرتبہ برسد آنگاہ خود کشف و کرامت کند آنگاہ کامل بود۔

(دلیل العارفین فارسی ص ۳۸ مطبع مجبائی)

ہمارے خواجگان کا فرمان ہے کہ سلوک کے پندرہ مراتب ہیں پانچواں مرتبہ کشف و کرامت ہے ہمارے خواجگان فرماتے ہیں سالک پانچویں مرتبہ میں کشف و کرامت ظاہر نہ کرے جب پندرہویں مرتبے میں پہنچے تو پھر کرامت ظاہر کرے اس وقت وہ کامل ہوگا۔

حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

در اول طبقہ سلوک کہ صدو ہشتاد مرتبہ در سلوک نمادہ اند در ہشتادوم مرتبہ ایشان کشف و کرامت است پس ہر کہ دریں ہشتادوم مرتبہ برسد خود را از کشف و کرامت نگاہ دارد چوں صد مرتبہ دیگر ہم طے کند آنگاہ ہرچہ خواہد کشف گیرد اما مرد کامل آنست کہ تا بہ اتمام مرتبہ نرسد خود را ہرگز کشف نہ کند

(نوائے الساکین فارسی ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۰)

اول طبقہ حضرات مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) نے سلوک میں ایک سو اسی مراتب رکھے ہیں اور ان میں اسی (۸۰) نمبر پر کرامت ہے پس جو شخص اس درجے میں ہوا اپنے آپ کو کشف و کرامت سے بچائے جب سو مرتبہ باقی طے کر لے اس وقت جو چاہے کشف و کرامت ظاہر کرے، بہر حال مرد کامل وہ ہے جو مرتبہ کمال

سے پہلے کشف نہ کرے۔

حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سلوک کے چدرہ مراتب ذکر فرمائے ہیں اور کشف و کرامت کو پانچواں درجہ دیا ہے ان کا فرمان ہے۔

خواجگان ماسلوک را پانزہ مرتبہ نمادہ اند پنج مرتبہ ازاں کشف و کرامت است پس اسے درویش اگر سالک بدریں مرتبہ کشف کند روا باشد چوں در پانزہ مرتبہ برسد آنگاہ کشف کند روا باشد

(اسرار الاولیاء ص ۸۸ مطبع نو کشور از حضرت بدر الدین اسحاق)

ہمارے خواجگان چشت نے سلوک کے چدرہ مرتبے رکھے ہیں ان میں پانچویں مرتبے پر کشف و کرامت ہے۔ اگر سالک پانچویں مرتبے میں کشف و کرامت ظاہر کرے تو درست نہیں جب چدرہوں میں مرتبے میں پہنچے تو پھر کشف و کرامت کا اظہار جائز ہے۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کرامت از نور باطن و صفائی قلب ظہور یابد از ولی اللہ خوارق ظاہر شود و اس را کرامت گویند چنانچہ از غوث الاعظم و خواجگان چشت اہل شرع بہ ظہور آمد۔

(انتخاب مناقب سلیمانی ص ۱۴۹ حمید یہ سنیم پریس لاہور)

کرامت 'نور باطن اور صفائی قلب سے ظاہر ہوتی ہے' ولی اللہ سے جو خوارق ظاہر ہوتے ہیں اسے کرامت کہتے ہیں جس طرح حضرت غوث الاعظم اور خواجگان چشت 'اصحاب شرع بزرگوں سے ظاہر ہوئیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز 'حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی' حضرت خواجہ فرید الدین اور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہم کے ارشادات سے واضح ہے کہ مرتبہ کمال پر فائز بزرگوں کے لئے کشف و کرامت 'موجب نقص

نہیں اور اس کے اظہار کی ممانعت 'مبتدی اور متوسط کے لئے ہے نیز یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اظہار کرامت 'کاملین حضرات سے ہوتا ہے۔

اب معترض صاحب کا کشف و کرامت کے بارے میں یہ نقطہ نظر کہ ان کا صدور فلان مرتبے پر ہوتا ہے اور سلوک کے اس قدر مراتب باقی رہ جاتے ہیں اس کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔ اگر معترض صاحب 'خواجگان چشت کے ارشادات پڑھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ کاملین بزرگوں سے کرامت کا صدور ہوتا ہے اور یہ موجب نقص نہیں۔

مشائخ چشت کی کتابوں میں کرامت کی اہمیت

حضرت بدر الدین اسحاق 'اسرار الاولیاء' میں کشف و کرامت کے بارے میں مستقل فصل درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فصل بسم سخن در کشف و کرامت اقلوہ بود (اسرار الاولیاء ملفوظات گنج شکر ص ۸۸) حضرت امیر خور رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ چشتیہ کی مشہور کتاب 'سیر الاولیاء' میں یہ عنوان قائم کیا ہے

کلتہ ششم در بیان بعضی کرامات شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ (سیر الاولیاء ص ۸۷) کلتہ سیزدہم در بیان بعضی کرامات سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز (سیر الاولیاء ص ۱۵۱) سوسہ انتشارات اسلامی مناقب المجوبین کے مولف نے کتاب کی وجہ تالیف میں لکھا ہے کہ قبل ازیں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمارے میں جو کتابیں لکھی گئیں ان میں زیادہ تر آپ کے ملفوظات تھے جبکہ آپ کی کرامات کا ذکر کم تھا اس لئے میں نے مناقب المجوبین میں کرامات کو خاص طور پر ذکر کیا ہے (مناقب المجوبین فارسی ص ۳۵ مطبع محمدی لاہور)

مرآۃ العاشقین ملفوظات حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ مولوی معظم دین صاحب مولوی عرضداشت کہ بزرگان امت محمدی

در خوارق عادت از پیغمبران پیشین کمتر نمے باشند خواجہ صاحب فرمود اس ہم از شرافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است (مرآة العاشقین ص ۲۲۱)

حضرت مولوی اعظم دین صاحب مولوی نے عرض کیا کہ امت محمدیہ کے اولیائے کرام، خرق عادت میں پیغمبران سابق سے کم نہ ہوں گے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا یہ بات بھی رسول پاک ﷺ کے شرف و کمال کی وجہ سے ہے۔ حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مشتمل کتاب ”انوار شمسیہ“ کے مولف نے یہ عنوان قائم کیا ہے۔ ”مقالہ دوئم در ذکر کرامات اور مکاشفات“ پھر اس کے بعد انہوں نے حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی پچپن کرامات درج کی ہیں (انوار شمسیہ ص ۹۱)

کرامات غویہ اور حضرت مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ

معرض صاحب نے کرامات غویہ کی اہمیت کو کم کرنے اور ان کے صدور سے مقام ولایت میں نقص ثابت کرنے کے لئے خود سائنہ مفروضات پر جو غارت بڑی مشکل سے تعمیر کی تھی سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت قبلہ عالم مباروی کے شیخ طریقت حضرت مولانا فخر الدین محب النبی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایسی ضرب کاری لگائی جس سے وہ زمین بوس ہو کر نیست و نابود ہو گئی۔ آپ نے واضح فرمادیا کہ کشف و کرامت حضور غوث اعظم قدس سرہ کی فطرت و جبلت میں تھی اس لئے ابتداء وسط اور انتہا ہر دور میں آپ سے کرامات کا صدور ہوتا رہا اور کرامات کے صدور سے یہ فاسد نظریہ نکالنا کہ آپ درجہ کمال کو نہیں پہنچے تھے سراسر بے بنیاد ہے۔ آخر میں آپ نے ”استغفر اللہ ربی من ہذہ القول والعقیدۃ“ فرما کر یہ اعتراض کرنے والوں کو توبہ و استغفار کی تلقین فرمائی۔

فرمود کہ بعض اشخاص راور طینت مناسبت از کشف ے باشد۔ چنانچہ بعض اشخاص بر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اعتراض کردہ اند کہ کشف در

ابتدائے حال بصوفیہ میشود و از حضرت غوث پاک تا آن حیات کشف جاری بود اس چہ نصت دارد۔ جواب میدہم کہ کشف کہ دریں ایام از حضرت مظلوم قطع نظر از کسب پس طینت شخص خود بر نمے گردد نہ اینکه مرتبہ حضرت بتکمیل نرسیدہ بود استغفر اللہ ربی من ہذہ القول والعقیدۃ (فخر الطالین فارسی ملفوظات حضرت فخر الدین دہلوی منولفہ سید نور الدین حسین فخری ص ۷۲ مطبع مجبائی دہلی طبع ۱۳۱۵ھ)

بعض اشخاص کی فطرت و خیر کو کشف سے مناسبت ہوتی ہے چنانچہ بعض لوگ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ صوفیوں کو ابتداءے حال میں کشف ہوتا ہے اور حضرت غوث پاک ﷺ سے تا آخر حیات کشف جاری رہا اس کی کیا وجہ ہے؟ میں جواب دیتا ہوں کہ ان ایام میں آپ کا کشف کسب و تکلف سے نہ تھا بلکہ فطرت و جبلت کی وجہ سے تھا اور فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ حضرت غوث پاک درجہ کمال کو نہیں پہنچے تھے۔ اس قول اور عقیدہ سے میں اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

بارگاہ غوثیت سے مشائخ سلاسل کی عقیدت و استفادہ

معرض نے اپنی کتاب میں حضرت غوث اعظم ﷺ سے مشائخ سلاسل خاص طور پر مشائخ چشت کے استفادہ اور حصول فیض کا انکار کیا ہے اور اس موضوع کو محل تنقید بنایا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس موضوع پر مشائخ چشت کے حوالے سے سیر حاصل تبصرہ کریں اور اس کے ضمن میں دوسرے مشائخ سلاسل کے استفادہ اور حصول فیض کا بیان کریں۔ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اکابر مشائخ سلاسل کی عقیدت و استفادہ سیرت و تاریخ کی مستند کتابوں سے ثابت ہے۔ سلسلہ عالیہ سروردیہ کے بانی اور مرجع حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے مستفید و مستفیض ہیں اور مجلس فرمان غویہ ”قدی حذو علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کے حاضرین و شالمین سے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۷)

قلائد الجواہر ص ۲۸ جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۲۱۹

ہمارا سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے مناقب المحبوبین کے متوقف نے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا جو سلسلہ چشتیہ قادریہ درج کیا ہے وہ حضرت ابوالنجیب سروردی کے واسطے سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک جا پہنچتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مناقب المحبوبین ص ۱۲)

شیخ الاتقیاء حضرت شیخ حسن محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ جن کا اسم گرامی حضرت شیخ محمد چشتی حضرت یحییٰ مدنی اور شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہم سے پہلے سلسلہ چشتیہ میں آتا ہے ان کا سلسلہ چشتیہ قادریہ بھی شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔ (ملاحظہ ہو مناقب المحبوبین ص ۳۲)

حضرت شیخ ابودین مغربی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابودین مغربی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مستفید و مستفیض ہیں اور ان کے مشہور خلیفہ حضرت شیخ یحییٰ الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بالواسطہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا ہے۔ حضرت شیخ ابودین مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے موقع پر میدان عرفات میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۷ قلائد الجواہر ص ۶، نجات الانس ص ۷۸، انتخاب فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۷۱، القول المستحسن شرح فخر الحسن ص ۲۳۳ جامع کرامات الاولیاء حصہ دوم ص ۳۰)

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی اور مرجع حضرت خواجہ بہاؤ الدین

نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا ہے۔ حضرت شیخ عبداللہ بنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب“ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اڑھ سو سال بعد بخارا میں بہاؤ الدین نام کے درویش پیدا ہوں گے جو ہماری روحانیت سے مستفید ہوں گے چنانچہ وقت موعود کے مطابق آپ حضرت خضر علیہ السلام کے اشارے پر سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے مستفید ہوئے، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت میں آپ کا یہ مشہور شعر درگاہ غوثیہ بغداد شریف کے داخلی دروازے پر لکھا ہوا ہے۔

بادشاہ ہر دو عالم شیخ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شیخ عبدالقادر است

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اولیائے امت کا آپ کی روحانیت سے استفادہ و استفادہ قبل ازیں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”معالم“ میں لکھا ہے کہ روحانی استفادہ و استفادہ غالباً ان تین صورتوں سے باہر نہیں کہ یا تو سالک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح القدس سے مستفید ہو یا مرکز ولایت سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت مبارکہ سے فیضیاب ہو یا غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کرے۔

(ملاحظہ ہو معالم ص ۳۶ مطبوعہ اسلامی پریس تحفہ محمدیہ)

حضرت شیخ سید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے بانی اور مرجع حضرت شیخ الیہ احمد

الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ و استفادہ ثابت و محقق ہے۔ آپ نے فرمان غوثیہ پر گردن بھکاری اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات کا اعتراف کیا۔ آپ کا فرمان ہے کہ بغداد

شریف حاضر ہونے والے صاحبِ حال کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ اس کا حال سلب کر لیا جائے گا۔ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کا یہ مشہور فرمان ہے بحر الشریعة عن یمنہ وبحر الحقیقة عن یسارہ من ابہما شاء اغترف آپ کے دائیں بحر شریعت ہے اور آپ کے بائیں بحر حقیقت ہے آپ جس بحر سے چاہیں لے لیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۳۸) قلائد الجواہر ص ۸۳ مناقب الاقطاب الاربعہ ص ۳۱ للشیخ یونس ابراہیم السامرائی مطبوعہ مکتبۃ الشرق بغداد

سلطان الهند حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مرکز و مرجع حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہِ غوثیت سے استفادہ و استفادہ ثابت و محقق ہے۔ چونکہ سیرت و تاریخ کی اکثر و بیشتر کتابیں جو آپ کے دور اقدس یا اس کے قریب لکھی گئیں، آپ کے حالات کے بارے میں سراسر خاموش ہیں یہاں تک کہ سلسلہ چشتیہ کی مشہور و مستند ترین کتابوں فوائد الفوائد اور خیر المجالس میں بھی آپ کے حالات و کمالات پر مواد میسر نہیں، اس لئے اس موضوع پر بعد کی مستند کتابوں سے ہی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

حضرت امیر خور و رحمۃ اللہ علیہ کی "سیر الاولیاء" جو آٹھویں صدی ہجری میں لکھی گئی اس میں بھی آپ کے مختصر حالات درج ہیں جو آپ کی سیرت و سوانح پر روشنی ڈالنے کے لئے ناکافی ہیں۔ سیرت نگار اور مکتوبین اس حیرت انگیز تاریخی الیہ کے بارے میں مضطرب ہیں اور عالم اسلام کی اتنی جلیل القدر مثال شخصیت کے فضائل و کمالات کی تفصیلات میسر نہ آنے پر متحیر ہیں قلیل ازیں ہم اس موضوع پر کلام کر چکے ہیں۔

ان حالات میں حضرت مولانا جمالی سروردی چشتی کی کتاب "سیر العارفین"

کسی حد تک اس موضوع پر روشنی ڈالنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مشتمل دو مشہور تذکروں "معین الارواح" اور "معین العارفین" کے مولف محمد خادم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی مقیم اجیر شریف نے معین العارفین کی ابتدا میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس کی کو پورا کرنے کے لئے مولانا جمالی نے غالباً سب سے پہلے قلم اٹھایا ہے اور حضرت غریب نواز کے منتشر سوانح حیات یکجا کر کے "سیر العارفین" میں لکھے ہیں اس میں شک نہیں، مولانا کا پشتیوں پر یہ بڑا احسان ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ "سیر العارفین" کے حوالے سے اس موضوع پر اظہار خیال کریں۔

حضرت مولانا جمالی سروردی چشتی مولف سیر العارفین

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار الاخیار" میں مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ، حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مجلس رہے اور حضرت مولانا سماء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی۔ آپ کا یہ شعر بارگاہِ نبوت میں مقبول ہے۔

موسوی زہوش رفت بیک پر تو صفات

تو عین ذات سے گمری در تبسمی

آپ کا مزار شریف حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے ساتھ ہے۔ آپ کا وصال ۹۳۲ھ میں ہوا (ملاحظہ ہو: اخبار الاخیار ص ۲۲۸)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ ٹھٹھن شریف فرماتے ہیں کہ مولانا جمالی نے مشائخ چشت سے بھی عرقہ خلافت حاصل کیا ہے اور "سیر العارفین" میں مشائخ چشت کے حالات لکھے ہیں۔ مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا جمالی کی عظمت کو تسلیم کیا ہے، ہاں ہی گفتگو میں ان کے مزاج کے خلاف کسی بات پر ان سے معذرت طلب کی ہے اور مولانا جمالی کے

موقف کو عالم رویا میں درست پا کر ان کی تائید کی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مناقب الجالس ص ۴۳۳ تا ۴۳۴)

حضرت غوث الاعظم سے حضرت سلطان السند کا استفادہ

حضرت مولانا شیخ جمال سروردی چشتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۳۲ھ "سیر العارفین" میں حضرت خواجہ غریب نواز اجیری رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وازاں جاور قصبہ جیل آمد و حضرت شیخ الشارح غوث صہبانی قطب ربانی محبوب سبحانی غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیل قدس سرہ را دریافت و در آن جا حضرت معین الدین قدس سرہ مرحضرت سلطان المشائخ محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر قدس سرہ العزیز را دریافت و بنما و ہفت روز در صحبت ایشان سے بودند و انواع فیض و جمیعت باطن از معیت ایشان سے ربوند چنانچہ الان ہم حجرہ متبرکہ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ در آن مقام فرخندہ فرجام ہست۔ اس درویش نیز ہاں بقعہ متبرکہ مشرف گشت و دو گانہ گزارہ است بعد دریافت صحبت ایشان حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ در بغداد آمدند و حضرت شیخ الشارح شیخ ضیاء الدین قدس سرہ میر حضرت شیخ الشیوخ شہاب الملک والدین قدس سرہ را دریافت و مدتی در صحبت ایشان مخطوط گشت (سیر العارفین ص ۵۴۵ مطبع رضوی دہلی)

اس کے بعد آپ قصبہ جیل میں حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ پانچ مہینے اور سات دن آپ کی صحبت میں رہے اور جمیعت باطن و کئی قسم کے فیوض آپ کی معیت سے حاصل کرتے رہے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ متبرکہ اس وقت بھی وہاں موجود ہے۔ اس فقیر جمالی نے اس متبرکہ حجرے کی زیارت کی ہے اور وہاں دو گانہ نقل ادا کیا ہے۔ پھر آپ بغداد میں حضرت شیخ ضیاء الدین کی خدمت میں تشریف لائے جو حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ کے شیخ طریقت

ہیں اور ایک مدت ان کی صحبت سے مخطوط ہوتے رہے۔

جواہر فریدی، تصنیف مولانا علی اصغر چشتی

مولانا جمال رحمۃ اللہ علیہ کی "سیر العارفین" دسویں صدی ہجری کی ابتداء میں لکھی گئی جبکہ "جواہر فریدی" گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں مرتب کی گئی۔ "جواہر فریدی" کے مؤلف حضرت سلطان الزاہدین فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجد سے ہیں۔ انہوں نے کتاب کی ابتداء میں درگاہ پاکشن شریف کے کتب خانے سے استفادے کا ذکر کیا اور بہت سی مستند کتابوں سے روایات کے استخراج کا تذکرہ کیا اور کتاب کی تکمیل کا سن ۱۳۳۳ھ درج کیا۔ گویا اس کتاب کی تالیف کو تقریباً چار سو سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔

مؤلف نے اپنی کتاب میں شیخ جمال رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کئی روایات نقل کی ہیں خصوصاً حضرت سلطان السند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سیر العارفین کی طویل عبارت نقل کی ہے۔ جواہر فریدی کے مؤلف بھی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کی تہدیق کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضرت غریب نواز پانچ ماہ سات روز حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور ہر دو حضرات ایک دوسرے کی صحبت سے مخطوط ہوئے بعد میں آپ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سروردی کی صحبت سے مخطوط ہوئے۔ جواہر فریدی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

وازاں آنجا در قصبہ جیلان آمد و حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز را دریافت و با ہم حضرات صحبت داشتند و در حجرہ کہ در آنجا میبودند ہنوز در آنجا قائم است بنما و ہفت روز در آن جا ماندند و بسیار نعمت و حظوظ از صحبت یکدیگر حاصل نمودند حضرت خواجہ بعد دریافت صحبت شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز در بغداد آمدند و حضرت شیخ ضیاء الدین قدس سرہ میر شیخ شہاب الدین سروردی (رحمۃ اللہ علیہ) را دریافت و مدتی از صحبت ایشان مخطوط

مستند (جواہر فریدی ص ۱۳۷-۱۳۸)

سیر الاقطاب تصنیف شیخ اہدیہ بن عبدالرحیم چشتی

"سیر الاقطاب" مشائخ چشت کے حالات پر بڑی مشہور و معروف کتاب ہے۔ مولف شیخ اہدیہ بن عبدالرحیم العثماني چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال کے طویل عرصے میں اسے لکھا اور یہ کتاب ۱۰۵۶ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی، اس کے بعد مشائخ چشت کے حالات پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ان سب میں اس کے حوالے ہیں۔ یہ کتاب عہد شاہجہانی میں لکھی گئی اور اس کی تالیف کو تقریباً پونے چار سو سال گزر چکے ہیں۔ معترض صاحب نے اپنی کتاب میں "جواہر فریدی" اور "سیر الاقطاب" کے حوالے دیئے ہیں۔

"سیر الاقطاب" کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا ہے۔ "سیر الاقطاب" کے مولف لکھتے ہیں۔ وقدوة العارفين خواجہ معین الدین چشتی و عمدة الاولیاء شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سروروی قدس اللہ اسرارہما، بلا زمت آنحضرت رسیدہ فیض باطن حاصل نمودہ اند (ملاحظہ ہو سیر الاقطاب ص ۱۱۶ مطبع نو ککشر) اور قدوة العارفين حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سروروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے ہیں اور باطنی فیض حاصل کیا ہے۔

"سیر الاقطاب" کی اس واضح روایت سے معترض صاحب کی اس جذباتی تحریر کی حیثیت معلوم ہو جاتی ہے جو انہوں نے "سیر الاقطاب" کی عبارت نقل کئے بغیر کتاب کے ص ۲۵۵ پر نقل بالمعنی کی صورت میں توڑ مڑ کر پیش کی ہے

مرآۃ الاسرار از حضرت عبدالرحمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مرآۃ الاسرار فارسی، شیخ عبدالرحمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جن کا سلسلہ طریقت سات واسطوں سے شیخ احمد عبدالحق رودلوئی چشتی سے جاتا

ہے، مصنف نے بیس سال کے عرصے میں یہ کتاب لکھی۔ ۱۰۶۵ھ میں اس کی تکمیل ہوئی۔ مشائخ چشت کے حالات پر یہ مشہور و معروف کتاب ہے اور اکثر و بیشتر کتابوں میں اس کے حوالے درج ہیں۔

"مرآۃ الاسرار" کے مولف، حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ و استفادہ کا تذکرہ کرتے ہیں چنانچہ مرآۃ الاسرار مترجم میں درج ہے کہ خواجہ بزرگ قصبہ جبال تشریف لے گئے جو بغداد سے سات دن کے راستے پر "گاہ بودی" کے دامن میں واقع ہے۔ شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ اس وقت وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ پانچ ماہ اور سات دن ان کی صحبت میں رہے۔ (ملاحظہ ہو: مرآۃ الاسرار مترجم اردو ص ۵۹۳ مطبوعہ انجمن غفری سٹریٹ اردو بازار لاہور)

اقتباس الانوار از شیخ محمد اکرم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

اقتباس الانوار "مشائخ چشت کے حالات پر مشہور و معروف اور مستند کتاب ہے۔ اکثر و بیشتر کتابوں میں اس کی روایات درج ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، غوث مٹھن شریف کا فرمان ہے کہ اقتباس الانوار کے مصنف، محقق بھی ہیں اور ولی اللہ بھی اور "اقتباس الانوار" بڑی معتبر کتاب ہے۔ (ملاحظہ ہو: مقامیں المجالس ص ۳۶۳-۳۷۸)

"اقتباس الانوار" کے مصنف لکھتے ہیں۔ قلم ملاقات ہر دو آفتاب ہدایت با یکدیگر چنانکہ از کتب و ثقات و عدول بہ ثبوت پیوستہ بہ وجہ کہ شک و شبہ را در آن راہ نداشت بلکہ از آفتاب روشن تر بود نسبت کہ خواجہ بزرگ بفرمان رسول خدا و پیر و نگیر خود بخند مت حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ رسید و ترمیتھا و فیضھا ربود چنانکہ مرید از پیر صحبت خورش اخذ فیض و برکات سے نماید و بعدہ از آنحضرت مرخص گشتہ بہ اجیر آمد و سکونت اختیار کرد (اقتباس الانوار ص ۱۳۵)

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

دونوں آفتاب ہدایت کی باہم ملاقات کا واقعہ کتابوں اور ثقات و عدول راویوں کے ذریعے اس طرح پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں بلکہ سورج سے بھی زیادہ روشن ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ رسول پاک علیہ السلام اور اپنے پیروں وغیرہ کے حکم سے حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے تربیت اور فیوض حاصل کئے جس طرح کہ ایک مرید اپنے پیر صحبت سے فیض و برکات حاصل کرتا ہے۔ بعد میں آنحضرت سے اجازت لے کر آپ امیر روانہ ہوئے اور وہاں سکونت اختیار فرمائی۔

”اقتباس الانوار“ کے مولف نے ”مرآۃ الاسرار“ اور ”تختہ الراغبین“ کے حوالے سے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ ماہ سات روز حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے اور آپ سے دعائے سیفی کے حصول کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ (”اقتباس الانوار“ ص ۱۳۴)

تمام سلاسل طریقت میں غوث پاک کا فیض جاری ہے

صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔ جمیع سلاسل کہ سوائے سلسلہ شریفہ قادریہ اند نیز بہ ادا و ہمت آنحضرت جاری گشتہ اند و تا قیامت غلقہ شاہ بہ طفیل آنحضرت رضی اللہ عنہ باقی خواہد ماند و مشائخ کہ سر حلقہ طریق خواہند ہمہ بخد مت آنحضرت رسیدہ و تر بیتھا یافتہ چنانکہ سر حلقہ سلسلہ عالیہ چشتیہ قطب الاقطاب فرد الاحباب حضرت خواجہ معین الدین حسن بصری رضی اللہ عنہ بہ صحبت بابرکت آنحضرت در قصبہ جبال رسیدہ شیخ ماہ و ہفت روز در صحبت و سے بماند و از آنجناب فیضار بودہ و تر بیتھا یافتہ و مقتدائے طریقہ علیہ سروردیہ شیخ الشیخ شہاب الدین سروردی قدس سرہ نیز بہ خدمت آنحضرت رسیدہ و نواز شہا یافتہ و آنحضرت مراورا فرمود کہ یا عمر انت آخر المشورین فی العراق و ولایت عراق و راداد چنانکہ ولایت ہند حضرت خواجہ بزرگ رادادہ بود و سرگودہ طریقہ کبرویہ حضرت نجم الدین کبریٰ نیز بخد مت آنحضرت رسیدہ و تر بیتھا یافتہ و پیشوائے طریقہ نقشبندیہ حضرت خواجہ

یوسف ہمدانی نیز از خدمت آنحضرت نعمت یافتہ با جملہ ہر کرا فیض ظاہر و باطن رسیدہ است یا میرسد بہ وساطت آنحضرت آنکس فیض یاب میشود خواہ داند یا نداند ولایت بچہ ولی بے طراز وے منظور و معتبر نمیشود و حق تعالی آنحضرت را بمقامے رسانیدہ است کہ تمام جمیع تصرفات از عزل و نصب و غیر ذلک بدست وے دادہ است ہر کرا خواہد در وے بہ ولایت سے رساند و ہر کسے را خواہد در یک آن از ولایت معزول کند (اقتباس الانوار ص ۸۱)

سلسلہ قادریہ کے علاوہ تمام سلاسل طریقت بھی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ادا و ہمت جاری ہیں اور قیامت تک آپ کے طفیل ان کا غلقہ باقی رہے گا اور وہ مشائخ جو اپنے سلسلہ کے مرکز ہیں سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیوض حاصل کئے چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مرکز حضرت خواجہ معین الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ قصبہ جبل میں پانچ ماہ سات روز آپ کی خدمت میں رہ کر فیوض و تربیت حاصل کرتے رہے۔ اسی طرح شیخ شہاب الدین سروردی نے بھی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا اور آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور انہیں ولایت عراق عطا فرمائی جس طرح کہ آپ نے ولایت ہند حضرت خواجہ غریب نواز کو عطا فرمائی اور طریقہ کبرویہ کے مرکز حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا اور پیشوائے طریقہ عالیہ نقشبندیہ خواجہ یوسف ہمدانی نے بھی آپ کی خدمت سے نعمت حاصل کی خلاصہ کلام جس بزرگ کو بھی ظاہری و باطنی فیض دیا گئے گا آپ کے وسیلے سے ہوگا اسے معلوم ہو یا نہ ہو آپ کی عمر کے بغیر کسی ولی کی ولایت منظور و مقبول نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا کہ عزل و نصب کے تمام تصرفات آپ کو دیئے گئے جسے چاہیں ان واحد میں مقام ولایت تک پہنچائیں اور جسے چاہیں ولایت سے معزول کر دیں۔

معرض صاحب اور اقتباس الانوار کا حوالہ

معرض صاحب نے کتاب کے ص ۲۵۷ پر "اقتباس الانوار" کے حوالے سے ایک عنوان قائم کیا ہے۔ ہم نے "اقتباس الانوار" ہی کے حوالے سے اس کی کچھ وضاحت کر دی ہے جس سے قارئین کرام پر حقیقت حال منکشف ہو جائے گی اور معرض صاحب کو بھی اپنے حوالے کا وزن معلوم ہو جائے گا۔

تحفۃ الاررار از مرزا آفتاب بیگ سلیمانی

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مرزا آفتاب بیگ چشتی سلیمانی شمس رحمۃ اللہ علیہ "تحفۃ الاررار" میں لکھتے ہیں۔ سرحلقہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پانچ مہینے سات روز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور شیخ اشیرؒ حضرت شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر فیض پایا اور ولایت عراق حاصل کی اور سرگردوہ طریقہ کبرویہ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض صحبت اور تربیت پائی اور پیشوائے طریقہ نقشبندیہ کے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بھی فیضیاب ہوئے ہیں۔

(تحفۃ الاررار حصہ اول جلد اول ص ۲۹ مطبع رضوی دہلی)

خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور چشتی لاہوری

مشہور مؤرخ اور سیرت نگار مفتی غلام سرور چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ درآں جا مشرف بشرف خدمت حضرت غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی شد و چندے بہ فیض صحبت آنحضرت مستفیض ماند و نیز در بغداد بشرف صحبت شیخ ضیاء الدین پیر روشن ضمیر شیخ اشیرؒ شہاب الدین سروردی مشرف گشت۔ (خزینۃ الاصفیاء فارسی ص ۲۴۲ مطبوعہ مکتبہ رحمت پریس)

حضرت خواجہ بزرگ جیلان میں حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شرف خدمت سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ آپ کے

فیض صحبت سے مستفیض ہوئے پھر بغداد میں شیخ ضیاء الدین ابوالنجب سروردی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر طریقت ہیں ان کی صحبت سے مشرف ہوئے۔

سیرت غریب نواز پر بعض مشہور و معروف تذکرے

حضرت سلطان المند غریب نواز اجیری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر معین الارواح اور معین العارفین دو مشہور معروف تذکرے جناب محمد خادم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی مقیم اجیر شریف نے بڑی محنت اور محبت سے لکھے ہیں ان ہر دو تذکروں میں حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پانچ ماہ سات روز رہنے اور فیوض و برکات حاصل کرنے کا تفصیلی بیان ہے (معین الارواح ص ۵۶ تا ۶۲ مطبوعہ آگرہ۔ معین العارفین ص ۱۳ تا ۲۸)

تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل کتاب "لمعات خواجہ" مولفہ جناب معین الدین احمد قلادری چشتی اجیری و جناب شمس الحسن شمس بریلوی میں بھی حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ اور آپ کی خدمت میں پانچ ماہ سات روز رہنے کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ (لمعات خواجہ ص ۱۵ تا ۱۵۸)

منقبت غوثیہ اور حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت کے اشعار بھی منقول ہیں اور عرصہ دراز سے شائع ہوتے چلے آ رہے ہیں ان میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں

یا غوث معظم نور حدی مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب کلی حیراں ز جلالت ارض و سما
چوں پائے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقتاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا

گرداں مسیح بہ مردہ دواں دادی تو بدین محمد جاں
ہمہ عالم محی الدین گویاں بر حسن و جمالت گشتہ فردا

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ منقبت بریلی شریف سے ماہنامہ
اعلیٰ حضرت غریب نواز نمبر شمارہ اکتوبر نومبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکی ہے اسی طرح
قوی ڈائجسٹ بجران پیر میں بھی شائع ہوئی۔

دیوان معین کے بارے میں ارباب شعر و سخن کی رائے

معترض صاحب نے کتاب کے ص ۲۵۷ پر لکھا ہے کہ حضرت غریب نواز
کی طرف منسوب دیوان دراصل مولانا معین فراہی صاحب "معارج النبوة" کا
ہے اور آپ نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی منقبت نہیں لکھی کیونکہ
آپ سے کوئی منظوم کلام ثابت نہیں۔ شعر و سخن کے موضوع پر ظاہر ہے کہ
ارباب شعر و سخن کی رائے ہی قبیح سمجھی جاسکتی ہے۔ دیوان حضرت غریب
نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت شمس بریلوی مولف "لمعات خواجہ" نے
ایک سو چار صفحات پر مشتمل تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔ یہ
تنقیدی جائزہ "لمعات خواجہ" میں شامل ہے اور اس کے ساتھ حضرت کا دیوان بھی
لاحق ہے۔ فاضل مؤرخ نے ثابت کیا ہے کہ یہ دیوان حضرت غریب نواز ہی کا ہے
اور اس کا تذکرہ شعر و سخن کی مستند کتابوں میں ہے۔

انہوں نے نواب صدیق حسن خان قنوجی کی کتاب "شیخ انجن" مطبوعہ
۱۳۹۲ھ کتاب خانہ رازی تھران سے شائع شدہ کتاب "روز روشن" مولفہ مظہر علی
ایرانی ادیب لطف علی آذر کی کتاب "آتش کدہ آذر" مولفہ ۱۳۷۴ھ "مجمع
الفصحاء" مرتبہ رضا علی قلی ہدایت اور ڈاکٹر شیخ محمد اکرام کی کتاب "آب کوثر" کے
حوالے سے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

انہوں نے اپنے ہم عصر مصنف محمد خادم حسن زہری معینی اجیری کی
تصنیف "معین العارفین" کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس دیوان کا ایک قلمی نسخہ

"اودے پور" میں نواب مردان علی خان صاحب سابق دیوان سرکار مارواڑ کے کتب
خانہ میں موجود ہے جو مجبائی پریس کانپور کے مطبوعہ نسخہ کے مطابق ہے اس پر
فیضی اور ابوالفضل کی تحریریں ثبت ہیں اور ایک دیباچہ بھی بربان فارسی موجود ہے
نیز نواب صاحب موصوف نے خود بطور حاشیہ ایک عبارت لکھی ہے (معین
العارفین ص ۸۵)

دیوان غریب نواز کا ناقابل تردید ثبوت

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کے بارے میں یہ خیال کہ یہ کتاب
معین فراہی یا ہروی صاحب "معارج النبوة" کا ہے حقیقت پر مبنی نہیں کیونکہ کتاب
معین فراہی سے تقریباً دہڑھ سو سال پہلے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا
سماع حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے۔ علامہ معین ہروی
یا فراہی کی وفات ۱۰۴۰ھ میں ہے جبکہ حضرت چراغ دہلوی کا وصال ۱۰۷۰ھ میں
ہے۔ حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شاہ محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت چراغ دہلوی کے مجموعہ ملفوظات "مفتاح العاشقین" میں لکھتے ہیں۔

چوں خواجہ اس بیان تمام کرد بندہ روئے بر زمین "دورہ التماس کرد کہ قول
شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ العزیز پاؤ آمد دست اگر فرمان شود
بخوانم فرمود بخوان

از مطلع دل زد علم یک لمحہ از رخسار او
شد ذرہ ذرہ مستقیم در پردہ انوار او
مسکین معین در یک غزل بر خواند اسرار ازل
بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

چوں دعا گو اس غزل بر خواند خواجہ بندہ نواز ہائے ہائے گریست و فرمود کہ اسے
درویش نیکو یاد داری و بسیار استخوان فرمود بار زانی جبہ خاص و کلاہ چھارہ ترکی بندہ را
عطا فرمود و الحمد للہ علی ذالک (مفتاح العاشقین فارسی) ملفوظات حضرت چراغ

دہلوی از شاہ محب اللہ ص ۳۱ مطبع مجبائی دہلی

جب حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ نے بیان ختم فرمایا تو بندہ نے عرض کیا حضرت شیخ الاسلام معین الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام یاد آ رہا ہے اجازت ہو تو پیش کروں، حضرت نے فرمایا پڑھیں، انہوں نے نواشعار پر مشتمل یہ غزل سنائی جس کا ہم نے صرف مطلع اور مقطع درج کیا ہے تو حضرت چراغ دہلوی زار و قطار روئے اور ارشاد فرمایا اے درویش تجھے یہ کلام اچھی طرح یاد ہے اور بہت تحسین فرمائی پھر ایک خاص باب اور کاہ چہار ترکی عنایت فرمائی۔

حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

حضرت غریب نواز قدس سرہ العزیز کے اشعار کا تذکرہ مشائخ چشت کے حوالے سے مشہور و معروف ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین محب النبی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غریب نواز قدس سرہ کی اس رباعی کی تشریح فرمائی جو آپ نے حضرت مولانا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی شان میں لکھی۔

اے بعد نبی بر سر تو تاج نبی

وے دادہ شان زہم تو باج نبی

تنی تو کہ معراج تو بالاتر شد

یک قامت احمدی ز معراج نبی

(ملاحظہ ہو: فخر الطالین ص ۴ مطبع مجبائی دہلی)

حضرت غریب نواز کی اسی رباعی کو ایرانی ادیب لطف علی آذر نے آتش کدہ آذر میں درج کیا ہے (ملاحظہ ہو: آتش کدہ آذر ص ۳۷۳)

دیوان غریب نواز، بحوالہ حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

”مرآۃ العاشقین“ ملفوظات حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے

بعد ازاں سید امیر شاہ چھاچھی دیوان معین پیش حضرت صاحب نمادہ گفت کہ اس دیوان از خاص کتب خانہ خواجہ معین الدین صاحب حاصل کردم خواجہ شمس

العارفین مطالعہ فرمودہ اس بیت بر زبان مبارک رانند۔

چائیکہ ز اداں ہزار از بھیں رسد

مست شراب عشق بیک آوے رسد

بعد ازاں اس غزل بر زبان مبارک راند

مراد دل بغیر از دوست چیزے در نے گنجود

بہ خفوت خانہ سلطان کسے دیگر نے گنجود

تا آخر دیگر اس غزل نیز خواندند

من بلبل عشقم کنوں سوئے گلستاں سے روم

بُوئے ازاں گل یا قلم اندر پئے آں سے روم

(مرآۃ العاشقین ص ۲۰۰)

اس کے بعد سید امیر شاہ چھاچھی نے حضرت صاحب کی خدمت میں دیوان معین پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے یہ دیوان حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کے خصوصی کتب خانہ سے حاصل کیا ہے، حضرت شمس العارفین نے مطالعہ فرمایا اور دیوان کی تین غزلیات پڑھیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں حضرت غریب نواز قدس سرہ کے یہ اشعار بھی پائے جاتے ہیں۔

عشق را باسومن و کافر باشد احتیاج

اس سخن بر مسجد و میخانہ سے باید نوشت

صفات و ذلت چو از ہم جدائے بنیم

ہرچہ سے گرم جز خدا نے بنیم

(ملاحظہ ہو: مرآۃ العاشقین ص ۱۸۳)

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور غزل
مشائخِ چشت کی محافلِ سماع میں آپ کی یہ غزل مروج و متداول ہے

مگر صبا ز سر کوئے دوست سے آید
کہ از زمین و زماں بوئے دوست سے آید
ازیں مصاحبِ دوراں منال و شاداں باش
کہ تیر دوست بہ پہلوئے دوست سے آید
ہر آنچہ آیدت از غیب نیک و بد مگر
ہمیں بس است کہ از سوئے دوست سے آید
بیا بوعظِ معین و رموزِ عشق شنو
کہ از حکایت او بوئے دوست سے آید

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان

معترض صاحب نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار
کا بھی انکار کیا ہے حالانکہ آپ صاحبِ دیوان ہیں اور یہ بات مشائخِ چشت کے
حوالے سے ثابت ہے۔ ملفوظاتِ حضرت سیالوی میں ہے: ”بندہ عرض داشت کرد
دیوان حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ چگونہ است فرمود عجب کتابت
عالی مضمون کہ بہ فہم ہر کس نیاید (مرآۃ العاشقین ص ۱۹۶ مطبع مصلحانی لاہور)

بندہ نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں عرض کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان کیسا ہے۔ ارشاد
فرمایا۔ ”عجب عالی شان مضامین پر مشتمل ہے کہ ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آتا
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے حضور غوث
پاک رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت کے یہ اشعار بھی منقول ہیں۔

قلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دھلیگر ہم جا حضرت غوث الثقلین

یک نظر از تو بود در دو جہاں مارا بس
نظرے جانب یا حضرت غوث الثقلین

(ملاحظہ ہو: سیرت محبوب مہر منیر، قوی ڈائجسٹ، پیران پیر نمبر)

سلطان الزاہدین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان الزاہدین فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور
غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا ہے۔
”جو اہر فریدی“ کے مصنف جو حضرت گنج شکر کی اولادِ امجاد سے ہیں اور ان کی یہ
تصنیف مشائخِ چشت میں نہایت مقبول و معتبر ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ شہاب
الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقتِ رخصت آپ کو تاکید فرمائی کہ حضرت غوث
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کرتے ہوئے آپ کی روح پر فتوح سے فیض حاصل
کرتے جائیں۔ ”جو اہر فریدی“ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ارشاد فرمود کہ ”در قد بوسی
حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رفتہ“ از روح پر فتوح ایشان
فیض یافتہ بیدید۔ چنانچہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث
پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا السلام علیکم یا محبوب
سبحان! روضہ مبارک سے آواز آئی و علیکم السلام یا قطب الرحمن، حضور غوث
پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے چند تبرکات اور ایک دستار آپ کو
عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہمیں بارگاہِ نبوت سے یہ تبرکات حاصل ہوئے اور
ارشاد ہوا کہ بابا فرید کو عطا کریں۔

بارگاہِ غوثیہ سے حضرت گنج شکر کی دستارِ ہندی اور حصولِ فیض

حضرت بابا صاحب آں دستار را بر مزارِ حضرت از دست حق پرست محبوب
سبحان بر سر بستند و نعمت باطنی ہم از ایشان حاصل شد لہذا در قادریہ ہم بیعت سے
کردند و از حضرت محبوب سبحان ارشاد شد کہ بیعت ظاہری یا حضرت خواجہ قطب
الدین و در دلی رفتہ کیند (جو اہر فریدی ص ۱۹۳) حضرت بابا صاحب قدس سرہ نے وہ

دستار مبارک، حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے دست حق پرست سے سر پہ باندھی اور آپ کو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی نعمت بھی حاصل ہوئی یہی وجہ ہے کہ آپ سلسلہ قادریہ میں بھی بیعت فرمایا کرتے تھے پھر حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ سے ارشاد ہوا کہ ظاہری بیعت دہلی میں جا کر خواجہ قطب الدین سے کریں۔ حضرت شیخ شکر کی اسی دستار مبارک کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے چند دوسری سفید دستاروں کو ملا کر دھویا اور ان سب کو متبرک فرمایا پھر وہ دستار حضرت بدر الدین سلیمان کے سر پہ بند حوائی۔ اس دستار مبارک کا رنگ زعفرانی تھا۔

بارگاہِ غوثیہ سے حضرت سلطان سلیم چشتی کا حصول فیض

حضرت شیخ شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے حضرت شیخ سلطان سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار سے فیض حاصل کیا اور انہیں حضرت غوث پاک کی عنایت سے ایک جہت حاصل ہوا جو خالواد فریدی میں بڑے ادب و احترام سے محفوظ رکھا گیا۔ ”بواہر فریدی“ کے مصنف کے دور میں وہ جہت متبرک، حضرت دیوان فیض اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ میں جلوہ افروز تھا۔ (ملاحظہ ہو ”بواہر فریدی“ ص ۲۹۸ ص ۳۳۵)

حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل ہوا۔ حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ”نظام القلوب“ میں لکھتے ہیں کہ ذکر مقدس اللہ حاضری، اللہ ناظر، اللہ شاہدی، اللہ سعی، کی تلقین حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو فرمائی تھی۔ لکھتے ہیں

حضرت سلطان نصیر الدین محمود سے تو سہند کہ حضرت تاج المقربین بدر الملت والہدین رحمۃ العالمین سلطان المشائخ محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء را اس

تصور حضرت غوث الثقلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ در معاملہ تلقین فرمودہ بودند آحال در پشت و سلسلہ قادریہ معمول است (ملاحظہ ہو نظام القلوب ص ۱۲ مطبع مجبائی دہلی) حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی لکھتے ہیں کہ اس تصور کی تلقین غوث الثقلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی ملاقات میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو فرمائی تھی۔ اب تک یہ تصور سلسلہ عالیہ چشتیہ و قادریہ میں معمول ہے۔

عظمتِ غوثیہ کا بیان از حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ

حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے مستند ترین مجموعہ ملفوظات ”نوائد الفتاویٰ“ کی افتتاحی مجلس میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل کا بیان ہے کہ انکار مشائخ کا تذکرہ چلا اور ابدال پر ان کی فضیلت کا ذکر ہوا تو حضرت محبوب الہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا تین ابدال پرواز کرتے ہوئے بغداد شریف سے گزرے ان میں سے دو نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کرتے ہوئے درگاہِ غوثیہ کے اوپر سے پرواز نہ کی جبکہ ایک ابدال اوپر سے گزرا اس بے ادبی کی وجہ سے وہ زمین پر گر گیا اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے اور اس کا حال خراب ہوا۔ (نوائد الفتاویٰ فارسی ص ۳ مجلس اول مطبوعہ لاہور)

حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے بزرگوں کو خلافتِ غوثیہ

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جدِ ماوری حضرت شیخ محمد اطہر رحمۃ اللہ علیہ کو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل ہوئی۔ ”مناقب الحبیبین“ کے مولف، حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے تذکرے میں لکھتے ہیں۔
امامس ماوری ایشاں کہ نام ماور ایشاں بی بی زیباخت سید جعفر عرب بخاری بن سید ابو المفاخر بن سید محمد اطہر کہ یکے از خلفائے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بودند (مناقب الحبیبین ص ۱۳۲ اختیاس الانوار ص ۱۷۵)

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ کے بارگاہِ غوثیت سے استفادے کی روایت 'مدرجہ' 'نظام القلوب' ہم نے ابھی نقل کی۔ 'لطائف الغرائب' کے حوالے سے قدمِ غوثیہ کے بارے میں آپ کے بیان کا تفصیلی تذکرہ قبل ازیں ہو چکا۔ عظمتِ غوثیہ کا مزید تذکرہ آپ کے خلیفہ اعظم حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے حوالے سے ہو گا۔

حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم قدس سرہ کے اہلِ کلمات کی فارسی شرح لکھی جس کا نام 'جواہر العشاق' ہے۔ اس میں آپ نے حضور غوث پاک قدس سرہ کی خصوصی عظمت و جلالت کو بیان کیا ہے۔

اسمائے غوثیہ سے استغاثہ

حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے بطور استغاثہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ننانوے اسمائے گرامی ترتیب دیئے ہیں۔ جو صاحبِ 'آفتاب الانوار' نے نقل کئے ہیں ان میں سے بعض اسماء درج ذیل ہیں جن سے بارگاہِ غوثیت میں حضرت گیسو دراز کی عقیدت و محبت کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ لکھتے ہیں۔ یا سلطان العارفین، یا تاج المحققین، یا غوث الاعظم، یا سلطان الواصلین، یا وارث النبی المختار، یا نائب رسول اللہ، یا مقصود السالکین، یا مغبوط المعشوقین، یا قطب الاقطاب، یا بازی الاشعب، یا حجة العاشقین، یا سید السادات ابو محمد محی الحق والحق، والشریع والعلیہ (ملاحظہ ہو آفتاب الانوار، ص ۸۳)

حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ یحییٰ المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں 'منائب المحبوبین' کے مولف لکھتے ہیں

شاہ کلیم اللہ مرید و خلیفہ شیخ یحییٰ مدنی اندو تکمیل تمام در صحبت شیخ ابو الفتح قادری کرہ اندو در خبر الاولیاء نوشتہ کہ از دست سید محمد کبروی کہ قادریہ اند نیز در مدینہ منورہ خلافت دارند (منائب المحبوبین ص ۴)

حضرت شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور انہوں نے حضرت شیخ ابو الفتح قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تکمیل کی ہے اور خبر الاولیاء میں ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں سلسلہ قادریہ کے بزرگ، حضرت سید محمد کبروی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت حاصل کی ہے۔

بارگاہِ غوثیت میں استغاثہ کی خاص ترکیب

حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے 'صلوۃ الاسرار' کی ترکیب میں لکھا ہے کہ سلام کے بعد حضرت غوث پاک قدس سرہ کے روحِ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر عراق کی جانب گیارہ قدم اٹھائے جائیں اور حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ان القاب سے سلام عرض کیا جائے۔

السلام علیکم یا سلطان الاولیاء، یا سلطان الابدال، یا سلطان الاقطاب، یا غوث الاعظم، یا بازی الاشعب پھر لکھتے ہیں۔ درہر حاجت کہ خواند تفسا شود بلکہ گاہ باشد کہ روح مطہر مقدس حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ظاہر شود و جواب کارگوید۔ یہ اسماء جس حاجت کے لئے پڑھے جائیں پوری ہوگی بلکہ بعض اوقات حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی روح مقدس ظاہر ہو کر جواب عطا فرمائے گی۔ پھر لکھتے ہیں۔ اسبوع اور ادھت روزہ حضرت غوث اعظم بغایت عظیم البرکت است، لکھتے ہیں، نصف شب تہیت الوضو ادا کرنے کے بعد سورۃ فاتحہ گیارہ مرتبہ، سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ، کلکہ تنجید گیارہ مرتبہ اور یا عبد القادر جیلانی شیئ اللہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ (ملاحظہ ہو کتاب الرقعات (مرقع کلیسی) ص ۳۱، ص ۸۱، ص ۴۵ کتب خانہ خورشیدیہ کشمیری بازار لاہور) آپ نے اپنی تصنیف 'مشکول کلیسی' میں بھی بارگاہِ غوثیت میں استغاثہ کی خاص ترکیب نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ ترکیب بارہا

مغرب ہے۔ (ملاحظہ ہو: مشکوٰۃ المصابی ص ۱۵ مطبع اسلامیہ لاہور)

حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "نظام القلوب" میں حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کی تصریح فرمائی اور الہاماتِ غوثیہ میں سے ایک اقتباس درج فرمایا۔ (ملاحظہ ہو: نظام القلوب ص ۱۳۴)

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کشف و کرامات کی کثرت پر بڑا محققانہ تبصرہ فرمایا اور وضاحت فرمائی کہ کشف و کرامت آپ کی فطرت و جبلت تھی۔ اس بات کو کمالِ ولایت کے منافی سمجھنا غلط ہے اور اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں کو استغفار کرنی چاہئے۔ حضرت مولانا فخر الدین محب النبی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بیان فرمایا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو: فخر الطالین ص ۷۲ ص ۲۲ مطبع مجتہبی)

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ فرزند ان خود را در سلسلہ قادریہ بیعت کردہ بودند و میفرمودند کہ سلسلہ چشتیہ پر مشقت و ریاضت است و دامن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فراغت و باعث پوشیدگی و گنجائش ہمہ است (ملاحظہ ہو: مناقب المحبوبین ص ۹۶ مخزنِ چشت از خواجہ امام بخش مہاروی ص ۷۰ چشتیہ اکاوی فیصل آباد) حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام صاحبزادوں کو سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمایا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ چشتیہ پر مشقت و ریاضت ہے اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دامن

فراخ ہے اور سب کی پردہ پوشی اور گنجائش کا باعث ہے۔

حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے مشہور خلیفہ حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم عبداللہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور فرقہ خلافت حاصل کیا۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے اپنے استفادہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فیضیاب از بارگاہ شیخ عبدالقادر

زیرِ مہمت مارا براہ فقر شائے دیگر است

ایک اور منقبت میں فرماتے ہیں

بدہ دست یقین اسے دل بدست شاہ جیلانی

کہ دست او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

نیاز اندر جناب پاک او از قدسیاں باشد

کہ تید جبریل از بحر کاروبارِ درہانی

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات کا تذکرہ متعدد مقامات پر ہے۔ آپ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کے بہت سے واقعات بیان فرمائے۔ چنانچہ ایک نگاہ سے کافر کو مسلمان اور پھر ابدال بنانے کا واقعہ بیان کیا، درگاہِ غوثیہ کے اوپر سے پرواز کرنے والے ابدال کے گرے اس کے حال خراب ہونے اور پھر آپ کی توجہ سے مقام بحال ہونے، اسی طرح ایک نگاہ سے ایک مکون کو مقامِ ولایت پر پہنچانے کے واقعات بیان فرمائے۔ (نافع الساکین ص ۳۶، ۸۷ مناقب المحبوبین ص ۲۹۳) ایک مقام پر فرماتے ہیں: جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ در غنیۃ الطالین نوشتہ است کہ عشق بر سرہ قسم است

(انتخاب مناقب سلیمانی: ص ۹۰ مطبوعہ حمید یہ سنیم پریس راولپنڈی)

یا شیخ عبد القادر جیلانی شہید اللہ

ایک مریض کو آپ کی خدمت میں لایا گیا تو فرمایا اس کے کان میں تین مرتبہ کہو یا شیخ عبد القادر جیلانی شہید اللہ (مناقب المحبوبین: ص ۲۰۴)

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کے ثبوت اور اس کی قدامت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بذات خود ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ اس تقریب کو منعقد فرماتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک آپ کی یہ تقریب حضور نبی پاک علیہ السلام کے عرس مبارک کی غرض سے ہوتی تھی۔ (انتخاب مناقب سلیمانی ص ۱۳۰)

حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی شکل و صورت کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے مشابہت تھی اور اصحاب کشف کے مشاہدہ کے مطابق حضور غوث پاک محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ اور حضرت محبوب الہی قدس سرہ آپ کے جنازہ میں جلوہ افروز ہوئے اور دونوں حضرات نے آپ کو سلسلہ قادریہ و چشتیہ کی رونق سے تعبیر فرمایا حضور غوث پاک قدس سرہ نے سلسلہ قادریہ سے آپ کی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ایں از آن ماہم بود یہ ہمارے بھی تھے (مناقب المحبوبین ص ۳۱۸، ۳۱۹)

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ غویہ شریف کے اس شعر کی تشریح فرما کر سیدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز کی عظمت و جلالت کو بیان فرمایا۔

وکل ولی لہ قدم وائی

علی قدم النبی بدر الکمال

(ملاحظہ ہو: مناقب المحبوبین ص ۱۲۷)

حضرت خواجہ عبید اللہ چشتی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت اور نسبت قائم رکھنے کی وجہ سے آپ فقیر قادری کہلاتے تھے۔ عباد الرحمن کے مؤلف لکھتے ہیں۔ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کی غلامی پر اظہارِ فخر کرتے ہوئے اور اپنی تمام شان و شوکت کو آپ کی توجہات کا مرہون منت قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

من غلام شیخ عبد القادر مراز تو جائے اومن ہا فرم (عباد الرحمن جلد اول ص ۴۷، دیوان عبید یہ ص ۲۸)

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں بہت سے مقامات پر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات بیان کئے گئے، حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان غویہ "قدی مدہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کو بامراتی بیان کیا، بارہ سال کے بعد ڈوبی ہوئی کشتی برآمد کرنے والی کرامت غویہ کی تصدیق فرمائی، حضرت شیخ شباب الدین سروردی کے استفادہ و حصول فیض کو بیان فرمایا اور بہت سے دوسرے فضائل و کمالات غویہ بیان فرمائے۔ (مرآۃ العاشقین) آپ کے بزرگوں میں حضرت عبدالعلی المعروف قطب شاہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا اور حضرت شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ (ملاحظہ ہو: انوار شعیبہ ص ۷، ص ۹)

حضرت سیالوی کے ملفوظ میں قطع و برید

مرآۃ العاشقین کے حوالے سے معترض نے اپنی کتاب کے ص ۲۰۴ پر لکھا ہے کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ چار دن مقام محبوبیت میں رہے جبکہ حضرت نظام الدین اولیاء سترہ دن مقام محبوبیت میں رہے۔ اس ملفوظ کے ابتدائی حصے کو معترض صاحب حسب عادت حذف کر گئے ملفوظ میں ہے کہ حضرت سید چند وذا

شاہ محسن خیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ شمار بجائے محبوب سبحانی میدانم مرا جام وصال او بنو شانید۔ اس بیت درجوالش خوانند

کھلے لوک میں توں بھگدے مانی دی جھوک
میں تیں آپ مانی نوں ڈھونڈی آں

میں جناب کو حضرت محبوب سبحانی کی جگہ پر سمجھتا ہوں مجھے ان کے وصال کا جام پلا دیں۔ حضرت سیالوی نے جواب میں علاقائی زبان کا یہ شعر پڑھ کر تواضع اور انکسار کا اظہار فرمایا کہ شاہ صاحب! جس محبوب کے مقام کی خبر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں میں خود ان کی تلاش میں ہوں۔

چونکہ اس مضمون سے حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ غوثیت سے وابستگی اور عقیدت کا بھرپور اظہار ہوتا تھا اس لئے معترض نے اس کا نقل کرنا گوارا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و مقبول بندوں کو دائمی مقام محبوبیت عطا فرماتا ہے، چاروں یا ستروں کے بعد انہیں محبوبیت سے معزول نہیں کر دیا جاتا۔

حضرت سید محمد بن جعفر چشتی مکی، خلیفہ حضرت سلطان نصیر الدین چراغ دہلوی نے "بحر المعانی" میں لکھا ہے کہ در مقام تقلیدت از کل اولیاء دو کس در مقام معشوقی رسیدند و امثال ایشان دیگری نہ رسیدہ یکے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی دوم شیخ نظام الدین بدایونی (ملاحظہ ہو: "بحر المعانی" بحوالہ اخبار الاخیار ص ۱۳)

تمام اولیائے کرام میں سے دو بزرگ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، محبوبیت کے اس مقام پر فائز ہوئے ہیں کہ دوسرے بزرگ وہاں نہیں پہنچ سکے۔ حضرت سید محمد بن جعفر المکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے واضح ہے کہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ اور حضرت محبوب الہی قدس سرہ کی امتیازی شان محبوبیت ہمیشہ قائم و دائم رہے گی اور یہ عظیم الشان حضرات، بروز محشر ان الٰہی محبت نفوس قدسیہ کے سرخیل ہوں

گے جو حدیث نبوی کے مطابق نور کے منبروں اور کستوری کے ٹیلوں پر جلوہ افروز ہوں گے اور ان پر انبیائے کرام اور شہدائے عظام رشک فرمائیں گے۔

حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری و باطنی کے بحرِ خاثر تھے۔ آپ ان حقائق سے کس طرح بے خبر ہو سکتے ہیں۔ آپ جیسے جلیل القدر علمائے اعلام کے کلام کو کما حقہ سمجھنا بہت مشکل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سامعین ملفوظات حضرت کے اصل الفاظ کو ضبط نہیں کر سکے اس قسم کی فروگزاشتیں حدیث پاک کی نقل میں بھی ہو جاتی ہیں اور مفہوم کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ اسماء الرجال کے فن سے یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف کے ملفوظات "مقائیس الجاس" میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمالات کا تفصیلی بیان ہے جو آپ کی بارگاہ غوثیت سے عقیدت و محبت پر شاہد ہے۔ آپ نے فرمان غوثیہ "قدی حذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کو ہام الہی بیان کیا، آپ کا فرمان ہے کہ غوثیت متفقہ کا مقام حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور ولی اللہ کو نصیب نہ ہوا۔ آپ نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کرامات و کمالات کے بہت سے واقعات بیان فرمائے۔ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ خدابخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ شعر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ہے۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ

تیر چست باز گردانند زراہ

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں: مقائیس الجاس ص ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰)

مؤلف تاریخ مشائخ چشت کا خراج حسین

"تاریخ مشائخ چشت" کے مؤلف جناب پروفیسر خلیق نظامی، بارگاہ

غوثیت میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ہارہویں صدی عیسوی کی دوسری عظیم المرتبت شخصیت، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔ امام غزالی نے اگر علمی حیثیت سے تصوف کو ایک مستقل فن بنانے کی خدمت انجام دی تو شیخ جیلانی نے عملی اعتبار سے اس تحریک میں ایک جانِ ذال دی۔ اور جس چیز کو مولانا ضیاء الدین برنی مصنف ”تاریخ فیروز شاہی“ نے فنِ شیخی سے تعبیر کیا ہے اس کو مصراحت کمال تک پہنچا دیا۔ ان سے پہلے کسی بزرگ نے تصوف کو اسلام کے زیریں اصولوں کی نشر و اشاعت کا ذریعہ اس طرح نہیں بنایا تھا۔ ارشاد و تلقین کا جو ہنگامہ انہوں نے برپا کیا وہ اسلامی تصوف کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ غور! غرجستان، ہامیان اور اردگرد کا تمام علاقہ، مہمانانہ بدھ مت کے زیر اثر تھا۔ اسلام کا کچھ اثر اگر اس علاقہ میں پہنچا تو وہ فرقہ کرامیہ کے ذریعہ تھا۔ شیخ جیلانی کی تعلیم سے افغانستان اور اس کے قرب و جوار میں ایک زبردست دینی انقلاب آیا اور ہزاروں آدمیوں نے ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ (تاریخ مشائخِ چشت ص ۱۰۷ تا ۱۰۸)

تاریخِ دعوت و عزیمت کے مؤلف کا اعتراف

دورِ حاضر کے مشہور مؤرخ اور مصنف مولانا سید ابوالحسن علی الندوی جن کی کتاب ”تاریخِ دعوت و عزیمت“ کی تیسری جلد مشائخِ چشت کے حالات پر مشتمل ہے۔ حضرت غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مشائخِ طریقت اور ائمہ حقیقت میں شریعت کے سب سے بڑے حامی و ناصر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں ان کی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور پابندی سنت اور اتباعِ شریعت پر تھا اور ان کی پوری زندگی اس کا جلوہ اور نمود تھی۔ طریقت کو شریعت کا خادم و تابع بنانے کے کام میں ان کو مجتہد کا درجہ حاصل ہے۔ (تاریخِ دعوت و عزیمت جلد چہارم ص ۲۳۳) حضراتِ اولیائے کرام میں نامور شخصیات کے دینی و اصلاحی کارناموں کا

تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس سلسلہِ زوہد کے سرِ حلقہ اور گلِ سرسبد، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کا نام اور کام اس طبِ نبوی کی تاریخ میں سب سے زیادہ روشن اور نمایاں ہے۔

حضرت شیخ سے پہلے دین کے داعیوں اور مخلصِ خادموں نے اس راستے سے کام کیا ہے اور ان کی تاریخِ محفوظ ہے لیکن حضرت شیخ نے اپنی محبوبِ دل آویز شخصیت، خدا وادِ روحانی کمالات، فطری علو، استعداد اور مملکتِ امتداد سے اس طریقہ کو نئی زندگی بخشی، وہ نہ صرف اس سلسلہ کے ایک نامور امام اور ایک مشہور سلسلہ قادریہ کے بانی ہیں بلکہ اس فن کی نئی تدوین و ترتیب کا سراپا ہی کے سر ہے۔ آپ سے پہلے وہ اتقادقن و مرتب اور مکمل و منضبط نہ تھا نہ اس میں اتنی عمومیت اور وسعت ہوئی تھی جتنی آپ کی مقبولیت اور عظمت کی وجہ سے پیدا ہو گئی۔ آپ کی زندگی میں لاکھوں انسان اس طریقہ سے فائدہ اٹھا کر ایمان کی حلاوت سے آشنا اور اسلامی زندگی اور اخلاق سے آراستہ ہوئے اور آپ کے بعد آپ کے مخلص خلفاء اور با عظمت اہل سلسلہ نے تمام ممالکِ اسلامیہ میں دعوتِ الی اللہ اور تجدیدِ ایمان کا یہ سلسلہ جاری رکھا، جن سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا، یمن، حضرموت اور ہندوستان میں پھر حضری، مشائخ و تجار کے ذریعہ جاوہ اور سائرا میں اور دوسری طرف افریقہ کے بڑے عظیم میں لاکھوں آدمیوں کی تکمیلِ ایمان اور لاکھوں غیر مسلموں کے قبولِ اسلام کا ذریعہ بنا، رضی اللہ عنہ وارضاه وجزاہ عن الاسلام خیر الجہراء (تاریخِ دعوت و عزیمت للندوی حصہ اول ص ۲۸۵ مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی)۔

محبوبیتِ قادریہ عالمگیر اور آفاقی ہے

اس میں شک نہیں کہ تمام اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں اور ولایت کا مہموم اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ہے مگر ولایت کے درجات و مراتب مختلف ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان مختلف مراتب پر فائز بزرگوں کو ابدال، اوتاد، افراد اور

انقلاب کے مختلف القاب و خطابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسی طرح محبوبیت کے بھی مراتب اور درجات ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی محبوبیت اپنی وسعت و جامعیت اور ترویج و اشاعت کے لحاظ سے عالمگیر اور آفاقی ہے۔ اکابر مشائخ سلاسل کا آپ سے استفادہ، سلسلہ قادریہ کی عالمگیر نشر و اشاعت اور انقلابات، کمالات و کرامات غوثیہ کی آفاقی شہرت و مقبولیت، اطراف کائنات میں آپ کی قلبیت و غوثیت کا چرچا، عوام و خواص کے ہر فرد بشر کے نزدیک آپ کی ولایت کا حکم و تعارف، چار دانگ عالم میں آپ کے تصرفات و کرامات کا شہرہ اور توازن دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں آپ کی سیرت و تعلیمات کا تذکرہ، آپ کی سیرت پر اکابر علماء و مشائخ کی مستقل تصانیف، سیرت و تاریخ اور تصوف سے متعلق مشہور و معتبر صوفیاء، متورخین اور تذکرہ نگاروں کا آپ کے کمالات کو ضبط تحریر میں لانے کا اہتمام اور پھر ان تمام امتیازات اور اختصاصات کا تقریباً نو صدیوں پر محیط حیرت انگیز تسلسل کہ متعصبین ناقدین، کمالات اولیاء کے منکرین، معترضین مانعین اور اس فن میں معروف ترین مشہورین کو بھی آپ کی عظمت و جلالت کے اعتراف سے چارونہ رہا بلکہ خراج تحسین پیش کرنا پڑا، یہ سب امور اس بات پر شاہد ہیں کہ محبوبیت قادریہ کا منفرد امتیازی مقام ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

معرض صاحب نے کتاب کے ص ۲۸۹ پر محبوبیت قادریہ کی عالمگیر وسعت پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے، کیا محبوبیت قطعات ارض کے ساتھ مانی جاتی ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ محبوبیت کے سب سے بڑے مقام نبوت و رسالت میں قطعات ارض کو یہ نظر رکھا گیا ہے کہ بعض انبیائے کرام کی بعثت خاص قوم، خاص علاقے اور خاص قطعات ارض کے لئے ہوئی ہے ان کا یہ سوال وہاں بھی ہو سکتا ہے کہ نبوت مانی جا رہی ہے ہاں! جناب رسول پاک خاتم الانبیاء علیہ السلام کی نبوت و رسالت پوری کائنات کے لئے ہے۔

معرض صاحب کو معلوم نہیں کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے قلبیت کا حلقہ اثر اور اس کی حدود بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

فَرَجَلُ الْبِنْدِ قُطْبُ ذَالِكِ الْبِنْدِ وَ رَجُلُ الْجَمَاعَةِ قُطْبُ ذَالِكِ الْجَمَاعَةِ
لَكِنْ لَا قُطْبُ الْمَصْطَلَحِ عَلَيْهِمْ لَا يَكُونُ مِنْهُمْ فِي الزَّمَانِ لَا وَاحِدٌ
وَهُوَ الْغُوثُ وَاعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ بِنْدٍ وَقْفِيَّةً أَوْ قَلْبِيَّةً قُطْبًا غَيْرَ الْغُوثِ
(البرقائت والجواهر لشعرانی ص ۸۱، ۸۲)

ایک شہر کا قطب بھی ہوتا ہے اور ایک جماعت کا قطب بھی ہوتا ہے اور اصطلاح خاص میں قطب پورے زمانے میں ایک ہوتا ہے جسے غوث بھی کہتے ہیں اس غوث کے علاوہ شہر گاؤں اور اقلیم کے قطب بھی ہوتے ہیں۔ امام شعرانی لکھتے ہیں۔ وبلا و ناد یحفظ اللہ تعالیٰ الجنوب و الشمال و المشرق و المغرب و لا یبدل یحفظ اللہ الا قلوب السبعة و بالقطب یحفظ اللہ جمیع ہولاء لانه هو البندی بنور علیہ لمر عدلہ الھکون کلام البرقائت والجواهر ص ۸۲) اوتار کے ذریعے اللہ تعالیٰ جنوب، شمال اور مشرق و مغرب کی حفاظت فرماتا ہے۔ ابدال کے ذریعے اقلیم سب اور قطب کے ذریعے ان سب کی حفاظت فرماتا ہے کیونکہ قطب پر کائنات کا دار و مدار ہوتا ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات کی حدود اور حلقہ اثر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سمعت سیدی محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ یقول شیخ علی البرلسی اعطی التصریف فی ثلاث اربع مصر و قرأھا (الطبقات الکبریٰ للشعرانی ص ۱۳۵ طبع مصر)

سیدی محمد بن عثمان فرماتے تھے کہ شیخ علی الخواص کو مصر اور اس کے مضافات کے تین چوتھائی حصے میں تصرف عطا کیا گیا تھا۔ اب معرض صاحب فرماتے ہیں کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ قطعات ارض تصرف اور ولایت کی حدود اور

حلقہ اثر کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے۔ حضرت سلطان المشائخ محبوب النبی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ بعد از مدتی میں عبداللہ روی را باز عزیمت ملتان شد بخد مت شیخ الاسلام فرید الدین نور اللہ مرقہ آمد و عرضداشت کرد کہ من عزیمت ملتان دارم و راہ عظیم مخوف است دعائے بہ کن تا سلامت بہ ملتان برسم شیخ فرمود از میں جانا بہاں موضع کہ چندین کردہ باشد و آنجا حوضے است تا آن جاعد من است سلامت خواہی برسید و از آنجا تا ملتان در عمدہ شیخ بہاؤ الدین است (فوائد الفوائد ص ۲۳۶)

عبداللہ روی قوال نے حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ملتان کا ارادہ رکھتا ہوں اور راستہ بڑا خطرناک ہے دعا فرمائیں کہ ملتان سلامتی سے پہنچوں، حضرت نے فرمایا یہاں سے قلعہ مقام تک جو اتنے کوس پر ہے اور وہاں ایک حوض ہے اس جگہ تک ہماری حد ہے تو سلامتی سے پہنچ جائے گا اور وہاں سے ملتان تک حضرت شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تصرف ہے۔ معترض صاحب! ذرا غور کریں یہاں بھی ولایت و تصرف میں قطعیت ارض کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔

حضرت شیخ احمد جام قدس سرہ ہرات سے پشت شریف، تشریف لے جانے لگے تو حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پیغام بھیجا، احمد را بگوئید کہ ولایت ماچہ کار آمدہ امی سلامت بازگرد (نجات الانس ص ۲۴۵) شیخ احمد جام سے کہو کہ ہماری ولایت میں کس غرض سے آئے ہو، یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ اس روایت میں بھی ولایت کی حدود کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ ان چند مثالوں کے بیان سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ولایت، غوثیت، قلیبیت، فردیت اور محبوبیت کا ایک حلقہ اثر اور دائرہ کار ہوتا ہے اور وسعت کے لحاظ سے ان میں قطعیت ارض کا لحاظ بھی رکھا جاتا ہے۔

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی ولایت و

محبوبیت کا حلقہ اثر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ع: بلاد اللہ مکی تحت حکمی

حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”نوار قادریہ“ میں تقریظ کے ضمن میں اسی مضمون کو مدلل و مبرہن انداز سے بیان فرمایا ہے، جس پر آج تک کسی بھی پستی بزرگ اور عالم دین نے اعتراض نہیں کیا۔ حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ولایت و محبوبیت کی اتفاقی و کائناتی حیثیت کو مشائخ پشت اور دوسرے اکابر نے تسلیم کیا ہے۔ ہم اس موضوع پر ایک مختصر تبصرہ پیش کرتے ہیں

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ سو شیخ قد شاعت ولا ینہ فی قطار الارض (الیوقیت والجواب حصہ اول ص ۶۶) اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اطراف ارض میں پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وہاں یکے شیخ عبدالقادر است رضی اللہ عنہ شیخ مشرق و شیخ آفاق است (نجات الانس ص ۳۶۶) حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ شیخ مشرق اور شیخ آفاق ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ فاق الكل في الكل و صار مرجع الجميع في الجميع و جمع طوائف را از فقہاء و علماء و طباء و فقراء از اقطار ارض و آفاق عالم توجہ بجانب عرش مآب او داد و از ملکوت اعلیٰ تاجہ صیوان اسفل صیت کمال و آوازہ جلال او در انگشت (اخبار لا خیار ص ۱۰)

آپ ہر ایک سے ہر کمال میں سبقت لے گئے اور سب کمالات میں سب کا مرجع قرار پائے اور فقہاء علماء، طباء اور فقراء اطراف و آفاق عالم سے آپ کی بارگاہ

عرش مآب کی طرف متوجہ ہوئے اور عرش علی سے تحت الشری تک آپ کے کمال و جمال کا چرچا ہو گیا۔

علامہ یوسف بن اسماعیل النجاشی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ یوسف بن اسماعیل النجاشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

سلطان الاولیاء امام الاصفیاء و احبار کمال الاولیاء الاقویاء الذین وقع الاجماع علی ولايتهم عند جمیع افراد ائمة المحمدیة من العلماء و غیر العلماء (جامع کرامات الاولیاء للنجاشی ص ۸۹ حصہ دوم)

آپ سلطان الاولیاء امام الاصفیاء ہیں اور ولایت کا وہ مضبوط ترین رکن ہیں جن کی ولایت پر امت محمدیہ کا اجتماع ہے۔

مؤلف سیر الاقطاب

”سیر الاقطاب“ کے مؤلف آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وینجی دنیا میں مقام نرسیدۃ الک فضل اللہ یوحیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ حق تعالیٰ کسے ولی رہا بقائے نرسائید مگر آنکہ حضرت غوث اعظم را مقامے برتر از ان داد و شریعت محبت خود پنچکس را نہ پشائید مگر تنگہ شیخ را بہتر و خوشگوار از ان عطا فرمود و در تمام عجم شش نیافریدہ شد و مشرق زمین مہابات میکند و اور مغرب و علم و کمالش برتر است از علم و کمالات اولیائے دیگر۔ (سیر الاقطاب ص ۱۳۳ تا ۱۴۰)

اور کوئی ولی آپ کے مقام پر نہ پہنچ سکا اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کوئی مقام نہ دیا مگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اس سے اعلیٰ مقام عطا فرمایا اور کسی ولی کو اپنی محبت کا شریعت نہ پچھایا مگر آپ کو اس سے بہتر اور خوشگوار عطا فرمایا تمام عجم میں کوئی آپ کی مثل پیدا نہ ہوا۔ مشرق کو آپ کی وجہ سے مغرب پر ناز ہے اور آپ کے کمالات و علوم دوسرے اولیاء کے کمالات و علوم سے برتر ہیں۔

صاحب اقتباس الانوار

صاحب اقتباس الانوار حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان

محبوبیت و ولایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سید طاہفہ محبوبان اولین و آخرین و امام ایشان بود و نسبت محبوبیت کہ از مقصیبات کمالات فناء محمدی است اصالت بالذات بواسطہ کمال فتا و ذات خواجہ عالم علیہ السلام مرا آنحضرت را حاصل بود و دیگر بزرگے کہ بایں نسبت رسیدہ بہ طفیل آنحضرت بایں نعمت عظمیٰ فائز گشتہ (اقتباس الانوار ص ۸۶)

حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ محبوبان اولین و آخرین کی جماعت کے سردار اور امام ہیں اور وہ نسبت محبوبیت جو کہ فناء محمدی کے کمالات کا تقاضا ہے حضور خواجہ عالم علیہ السلام کی ذات میں کمال فنا کی بنا پر بلا اصل اور بالذات آپ کو حاصل تھی باقی جتنے بزرگ ہیں سب آپ کے طفیل نسبت محبوبیت کی نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔ ولایت آنحضرت از ولایات دیگر اولیاء کہ ناشی از مرتبہ محبت اند فائق است و گر بد دیگر کے از اولیاء بہرہ از ولایت محبوبیت برسد بواسطہ آنحضرت خواہ بود (اقتباس الانوار ص ۸۸) دوسرے اولیائے کرام کی ولایت جو مرتبہ محبت پر مبنی ہے آپ کی ولایت ان پر فوقیت رکھتی ہے اگر ولایت محبوبیت سے دوسرے اولیائے کرام کو حصہ پہنچے گا تو آپ کے وسیلے سے پہنچے گا۔

غوثیت متفقہ کا منفرد مقام

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ (کوٹ مٹھن شریف) فرماتے ہیں۔ غوثیت متفقہ یعنی جس غوث کی غوثیت پر تمام اولیائے کرام کا اتفاق ہو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ (مقامیں الجاس ص ۶۹۸)

ملفوظ سلیمانی کی غلط ترجمانی

ایک شخص کے سلسلہ چشتیہ میں بیعت سے بار بار انکار اور قادر یہ سلسلے میں بیعت کے اصرار پر حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا

تم قادریہ میں اس لئے بیعت کرتے ہو کہ اس میں حضرت محبوب سبحانی ہیں سلسلہ چشتیہ میں حضرت محبوب سبحانی کی طرح بے شمار محبوبانِ حق ہیں۔ حضرت کے فارسی موقوفہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں (در سلسلہ چشتیہ بسیار محبوبانِ حق بچو حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ اند) کتاب کے ص ۲۰۲ پر اس موقوفہ کو درج کر کے مقرر صاحب نے اس کے تفصیلی سیاق و سباق کو نہیں دیکھا اور یہ مطلب بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ سلسلہ چشتیہ میں بے شمار محبوب سبحانی ہیں جبکہ حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامِ محبوبیت پر فائز ہونے کا یہ مفہوم نہیں کہ دوسرے مشائخِ سلاسلِ اللہ تعالیٰ کے محبوب نہیں چنانچہ ہمارے سلسلہ چشتیہ میں بھی بہت سے محبوبانِ حق ہیں۔

اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے "مناقب المحبوبین" کے مؤلف مولانا نجم الدین سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں کہ حضرت تونسوی نے اس شخص سے پہلے ایک شخص کو فرمایا کہ سلسلہ قادریہ اور چشتیہ برابر ہیں اور ایک ہیں پھر یہ کہ اس شخص کے بار بار سلسلہ چشتیہ میں بیعت کے انکار سے اس سلسلہ عالیہ کی تحقیر اور کمتر ہونے کا شائبہ پایا جاتا تھا اس لئے حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح فرمایا اور وہ بھی مجسم کرتے ہوئے وگرنہ آپ اسے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرما لیتے کیونکہ آپ سلسلہ قادریہ میں مجاز تھے اور بیعت فرمایا کرتے تھے۔ جامع موقوفات کی اس قدر طویل وضاحت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محبوبیت کے امتیاز کے قائل تھے مگر بیان کردہ مصلحت کے پیش نظر اس طرح فرمایا۔

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید

حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی جو توجیہ ہم نے بیان کی اس کی تائید حضرت مولانا محب النبی فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقوفہ سے ہوتی ہے جو بعینہ اس قسم کے مضمون پر مشتمل ہے۔

مذکور وفات حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ تعالیٰ سرہ آمد فرمودند اینکہ مردم میگویند کہ مرتبہ محبوبیت فقط مختص بذات حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ است و خواجگان پیش میسرنہ شدہ معنی اس مطلب با چیزے کے مفہم برائے اینکہ نسبت محمدی در ہمہ جا ظہور کردہ سے آید چنانچہ ہر گاہ وفات حضرت خواجہ بزرگ شد در وقت تجوید و تکفین مردم ملاحظہ کردند کہ بر پیشانی از خط سبز نوشتہ بود مات حبیب اللہ فی حب اللہ پس حبیب صفت مشبہ معنی فاعل و مفعول ہر دوئی آید پس محبوبیت ثابت شد (فخر الطالین ص ۳۲ مطبعہ نو کشور)

حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محبوبیت کا مرتبہ فقط حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مختص ہے اور حقدینِ خواجگانِ چشت کو میسر نہیں ہوا میں اس کا کچھ مطلب نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ نسبتِ محمدی نے ہر جگہ ظہور فرمایا ہے چنانچہ جب حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے آپ کی پیشانی پر سبز خط سے لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں وصال فرمایا پس حبیب صفت مشبہ فاعل اور مفعول دونوں کے لئے آتا ہے پس آپ کی محبوبیت ثابت ہو گئی۔

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یقیناً حضرت سید محمد بن جعفر کئی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح اور حضرت خضر علیہ السلام کی تصدیق سے باخبر تھے اور ہر دو بزرگوں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی شانِ محبوبیت کے یقیناً قائل تھے مگر آپ کے نزدیک اس کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ دوسرے بزرگوں کو محبوبیت کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکا اس لئے آپ نے یہ وضاحت فرمائی۔ حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مفہوم بھی یہی ہے۔

کارپاکاں راقیاس از خود میگر

معرض صاحب چونکہ پوری کتاب میں ایک خاص مفروضے پر کاربند رہے ہیں اور وہ یہ کہ کسی طرح کوئی بات ایسی نکل آئے جس سے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی عظمت و جلالت ثابت نہ ہو سکے یا ممکنہ حد تک اسے کم کیا جاسکے اس لئے انہوں نے حضرت خواجہ تونسوی کے ملفوظ کو بھی اپنے نقطۂ نظر سے ہم آہنگ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے پیش کیا مگر کہاں ان کی سوچ اور کہاں حضرت تونسوی کی بلند خیالی

ملفوظ حضرت شاہ سلیمان در آئینہ علم بیان

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں حضرات خواجگانِ چشت کو حضور غوث پاک محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبوبیت میں تشبیہ دی گئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ علم بیان کی روشنی میں تشبیہ، مشبہ اور مشبہ بہ پر کچھ کلام ہو یا کہ حضرت تونسوی کے ملفوظ کی مزید وضاحت ہو جائے۔

تشبیہ کی تعریف

الدلالة على مشاركة امر لآخر في معنى واحد (مشبہ) کی کسی دوسرے امر (مشبہ بہ) کے ساتھ خاص معنی (وجہ شبہ) میں مشارکت کو بیان کرنا (مشبہ) جس کو تشبیہ دی جائے (مشبہ بہ) جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ (وجہ شبہ) جس معنی اور وصف میں تشبیہ دی جائے۔ تشبیہ مقبول کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے علامہ افتخار زانی لکھتے ہیں۔

والتشبيه باعتبار الغرض اما مقبول وهو الواقعي بقادته اي قناعة الغرض كان يكون المشبه به اعرف شيئي بوجه الشبه في بيان الحال او كان يكون المشبه به اسم شئ فيهِ اي في وجه التشبيه لو كان يكون المشبه به مسم بحكمه فيهِ اي في وجه التشبيه معروفة عند المخاطب في بيان الامكان (مختصر المعانی ص ۳۶۰ مطبع علی گاہ پور)

تشبیہ مقبول جو اصل میں مقصد تشبیہ کو پورا کرتی ہے وہ یہی ہے کہ مثلاً مشبہ بہ 'وجہ شبہ' کے بیان حال میں زیادہ مشہور و معروف ہو یا مشبہ بہ وجہ شبہ میں اتم و اکمل ہو یا مشبہ بہ 'اس وصف' میں مخاطب کے نزدیک مسلم احکم اور مشہور و معروف ہو، یہی مضمون مطلق میں بھی ہے (مطلوٰ ص ۵۶۰ مطبع نو کلتور)

تشبیہ مقبول کے اغراض و مقاصد میں غور کرنے کے بعد حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ سے معرض صاحب کے مقصد کو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی بلکہ از روئے علم بیان حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محبوبیت کا اقتیاز نمایاں ہوتا ہے۔

اولیائے کرام پر سیدنا غوث اعظم کی افضلیت

حضرات اولیائے کرام علیہم الرضوان کے مدارج اور مراتب اگرچہ فی الجملہ متفاوت ہیں اور ان میں تفوق و تفضل امر محقق ہے مگر ان نفوسِ قدسیہ کے درجات و مقامات کا تعین ہم جیسے لوگوں کا کام نہیں۔ معرض صاحب نے کتاب میں جوش و خروش کے روایتی انداز میں اس موضوع پر بڑے غیر ذمہ دارانہ انداز میں کلام کیا ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر مشائخ کے اقوال اور فضیلت کے وجوہ و دلائل کی ضرورت محسوس کئے بغیر ذاتی، شخصی اور جذباتی رائے کو اہمیت دی ہے اور زیادہ تر اس قسم کے جملے استعمال کئے ہیں۔ ہم غلامانِ بزرگ سمیت کسی کو فلاں سلسلہ کے مشائخ کے برابر نہیں سمجھتے، ہم یوں نہیں کرتے اور ہم اس طرح ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں اور پھر دورِ حاضر اور ماضیِ قریب کے بعض صاحبزادگان حضرات کے مبنی بر جوش و خروش اقوال پیش کئے۔

ہمارا اس موضوع پر لکھنے کے بارے میں بالکل خیال نہ تھا مگر معرض صاحب کے اندازِ تحریر کے پیش نظر ہم یہ عرض کرنے کی جسارت کرتے ہیں کہ مشہور مقولہ "ولی راوی سے شناسد" کے مطابق اولیائے کرام کے مدارج و مناصب کے بارے میں وضاحت اور بیان کا حق ان ہی نفوسِ قدسیہ کو پہنچتا ہے جو خود

ولایت کے درجات و مناصب پر فائز ہوں۔ معترض صاحب اگر حقیقت پسندی سے کام لیں تو اس بات سے انکار نہ کر سکیں گے کہ اس موضوع پر وہ بھی ہماری طرح از خود اظہار خیال کے مجاز نہیں۔

ہمارے نزدیک تمام مشائخ سلاسل قرب و ولایت کے عظیم الشان منازل و مدارج پر فائز ہیں اور سب ہمارے پیشوا اور اکابر ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم ہمارے لئے از حد ضروری ہے۔ ان حضرات القدس کی عظمت و جلالت کے خلاف اپنی تصور بھی ہمارے ایمان و اسلام کے لئے زہر قاتل ہے۔ خدا نخواستہ اگر ہم اپنی جذباتی رائے اور کسی سلسلے سے وابستگی کی بنیاد پر کوئی ایسا کلمہ کہہ دیں جو کسی سلسلے کے کسی جلیل القدر بزرگ کی عظمت و رفعت کے لائق نہ ہو تو یہ بات ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہوگی۔ معترض صاحب نے اس بارے میں کچھ زیادہ بے احتیاطی کا مظاہرہ کیا ہے۔

محقق علی الاطلاق کی تحقیق

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے فقر و ولایت اور علم و تحقیق کی شان مسلم ہے۔ انہوں نے بھی اس محتاط موضوع پر از خود اظہار خیال نہیں فرمایا بلکہ اکابر علماء و مشائخ کے اقوال و عبارات کو پیش کیا ہے۔ اس طرح اصحاب فضل و کمال کے اقوال و ارشادات کے آئینے میں اصحاب فضل و کمال کے جمال با کمال کے حسن کامل کی جھلک پیش کر کے ارباب نظر اور اصحاب بصیرت کو روحانی تسکین و مسرت سے لطف اندوز کیا ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خو شتر آن باشد کہ سز دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

اکابر علماء و مشائخ نے حضرت شیخ محقق علی الاطلاق کے بارے میں جو تحسین و تائید فرمائی ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہمیں تو حضرت علامہ معین الدین

فاضل امیری رحمۃ اللہ علیہ کا وہ جملہ یاد آ رہا ہے جو انہوں نے حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات (نثار خواجہ) میں حضرت شیخ محقق کے بارے میں لکھا ہے۔ لکھتے ہیں (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا محتاط شخص جن کی تحریر مبالغہ و غلو سے بالکل پاک ہوتی ہے)

(ملاحظہ ہو: نثار خواجہ ص ۱۵۰ طبع و ناشر معین پریس اجمیر شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ”زبدۃ الاسرار“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی افضلیت میں وارد اقوال و روایات دو قسم ہیں۔

بعضہا ظاہر فی تفضله علی اولیاء عصرہ مطلقاً و نفوذ تصرفہ فیہم عموماً و کونہم مفضولین لہ کلاً و معشین لہ جلاً و کونہم مقتبسین من انوار قاطبہ و مستفیضین من آثارہ کافۃ

بعض روایات آپ کے ہم عصر اولیائے کرام پر آپ کی فضیلت مطلقہ پر مبنی ہیں جن کے مطابق آپ کے ہزمان اولیائے کرام میں آپ کا تصرف عام ہونے اور ان سب سے آپ کے افضل ہونے اور آپ کے لئے ان سب کے فرمانبردار ہونے اور ان سب کے آپ کے انوار و آثار سے فیض اور نور حاصل کرنے کا مضمون و مفہوم واضح ہوتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں

بعضہا مطلقہ بانہ سید الاولیاء و سند الاصفیاء و سلطان مملکتہ الولایۃ و اصل مرتبۃ النہایۃ من غیر بیان لما تقدم و تاخر و نعرض لمن بعض او ظہر اور آپ کی افضلیت کی بعض روایات مطلقہ ہیں کہ ان میں اولیائے متقدمین و متاخرین اور اولیائے ظاہر و باطن کے بیان و تعرض کے بغیر آپ کو علی الاطلاق سید الاولیاء سند الاصفیاء مملکت ولایت کے سلطان اور مرتبہ نہایت کی اصل کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر حضرت شیخ لکھتے ہیں

و لقد وقع من بعض حکماء شفیہ من تولایۃ و الواقفین عسی البندیۃ

والنہایۃ کانخضر علیہ السلام واما لہ ماہونص فی تفضیلہ و تفرقہ
علی المشائخ المتقدمین والمتأخرین و تقدمہ من الاولین
والآخیرین۔ اسرار ولایت کے بعض مکاتبات اور بدایت و نہایت پر واقف بعض
اہل کمال جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور آپ کی طرح دوسرے بزرگوں کے
اقوال حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کی حقیقت میں و متأخرین اور اولین و آخرین
اولیائے کرام پر افضلیت کے ثبوت میں نص ہیں۔ پھر لکھتے ہیں

وایضا تفضیلہ علی اہل زمانہ منفق علیہ بین الفریقین لکن
احدهما اثبت زیادة و مثبت زیادة من الاشہاد راجح لسلامتہ عن
التعارض کما تقرر من قواعد الفقہ

اور معاصر اولیائے کرام پر آپ کی فضیلت تو عند الفریقین متفق علیہ ہے
لیکن ان روایات میں سے فضیلت مطلقہ ثابت کرنے والی روایات زیادت کی مثبت
ہیں اور گواہوں میں ان کو ترجیح دی جاتی ہے جو گواہی میں زیادتی کو ثابت کریں
کیونکہ وہ تعارض سے سلامتی میں ہوتے ہیں جس طرح کہ قواعد فقہ میں یہ بات
ثابت ہے پس فضیلت مطلقہ بر اولیائے حقیقین و متأخرین کا ثبوت راجح قرار پائے
گا۔ پھر لکھتے ہیں والذی یل علی ان نقیید الافضلیۃ باہل العصر
لیس للتخصیص وانحصار بل هو قید اتفاق ماروینا من الخضر
علیہ السلام فی حکایۃ الشیخ ابی محمد القاسم بن عبدالبصری
رحمہ اللہ وہ روایات جو آپ کی فضیلت کو اہل عصر پر ثابت کرتی ہیں ان میں
بھی تخصیص اور حصر مراد نہیں بلکہ وہ قید اتفاق ہے اور اس پر دلیل وہ روایت ہے
جو ہم نے شیخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصری کے حوالے سے حضرت خضر علیہ السلام
سے روایت کی ہے جو اس طرح ہے۔ ما اتخذہ اللہ ولیا کان لوی کون لا وہو
مشادب مع اللہ فی سرہ مع الشیخ عبدالقادر الی یوم القیامۃ اللہ
تعالیٰ کے تمام اولیاء جو گزر گئے یا جو بعد میں آئیں گے قیامت تک آنے والے

سب اولیائے کرام حضرت شیخ عبدالقادر کا ادب ملحوظ رکھیں گے۔

پھر حضرت شیخ نے اسم تفصیل کی اضافت کے بارے میں وضاحت کی ہے
کہ بعض اوقات وہ اضافت مضاف الیہ پر زیادتی ثابت کرتی ہے جس طرح حضور
رسول پاک ﷺ کے متعلق کہا جاتا ہے۔ ”هو افضل المخلوقات“ آپ تمام
مخلوقات سے افضل ہیں اور کبھی اسم تفصیل کی اضافت ’تفضیلت‘ مطلقہ ثابت کرتی
ہے اور اضافت تخصیص کے لئے ہوتی ہے ’کما یقال لہ صلی اللہ علیہ
وسلم افضل قدیس مثلاً‘ جس طرح کہا جاتا ہے آپ قریش سے افضل ہیں۔
پس یہاں مضاف الیہ پر افضلیت مقصود نہیں بلکہ افضلیت مطلقہ مقصود ہے اور
اضافت تخصیص کے لئے ہے۔

ان تمام روایات کی تفصیلی بحث و تحقیق کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم علیہ السلام
تمام اولیائے حقیقین و متأخرین اولین و آخرین سے افضل ہیں۔ ہم نے بحث کا
خلاصہ نقل کیا ہے حضرت شیخ کا تفصیلی کلام قابل مطالعہ ہے۔

(زبدۃ الاسرار ص ۳۶۲۹)

اعلیٰ حضرت بریلوی کی تحقیق

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہی
مسند و مستند روایات کی روشنی میں سیدنا غوث اعظم علیہ السلام کی اولیائے کرام پر
افضلیت کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بہ شہادت اولیاء و شہادت سیدنا
خضر علیہ السلام مرویات اکابر ائمہ کرام سے ثابت ہے یہ ہی ہے کہ بہ استثناء ان
کے جن کی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام و بعض اکابر تابعین عظام کہ
”والذین تبعوہم باحسن“ ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولذا
اولیاء صوفیاء و مشائخ ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود

سرداران اولیاء ہیں۔ وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں جیسے ساز اولیائے عشرہ کہ احیائے موتی فرماتے تھے۔ خواہ حضور سے مقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی و ابو یزید اہلبساطی و سید الطائفہ جنید و ابو بکر شبلی و ابو سعید خراز اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند، حضرت شیخ اشیرخ شہاب الدین سروردی، حضرت سیدنا بھاؤ الملک والدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفاء و مشائخ وغیرہم قدس اللہ اسرارہم و افاض ملینا پر کاظم و انوارہم، حضور سرکارِ غوثیت مدد رجا استخوان سب سے اعلیٰ و اکمل و افضل ہیں اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تلامذات سیدنا امام ممدی ہوں گے کسی سلسلے کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث، قطب، امامین، اوتاد، راجع، بدلائے سب، ابدال، سبعین، نقباء، نبیاء ہر دور کے عظماء، کبراء سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں۔

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجائے گمراہی انجمنے ساختہ اند

آگے چل کر لکھتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی پڑائی چاہتا ہے مگر میں و تو زید و عمرو کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا، چاہنا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزان فضل ہے۔ غلبہ شوق اور چیز ہے اور ثبوت دلائل اور ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے۔ اجلہ اعظم کا جس پر اعتماد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۲۴ مطبوعہ کراچی)

معرض کی بعض غلط باتوں کی نشاندہی اور مختصر جواب

معرض کی کتاب میں بحث طلب موضوعات پر ہم تفصیلی دلائل پیش کر چکے جن کے بعد مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہی۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ ان کی کتاب میں درج بعض غلط باتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی مختصر تردید اور

جواب لکھتے جائیں تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہو سکے کہ انہوں نے صرف طویل اور اہم مباحث میں قطع و برید اور تبدیلی و تحریف سے کام نہیں لیا بلکہ بہت سی دوسری باتوں میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا نیز بعض روایات کے اندراج میں تحقیق و احتیاط سے کام نہیں لیا۔

معرض نے کتاب کے ص ۱۰۶ پر حضرت مولانا عبدالعزیز بھاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس قول کو حضرت غوث اعظم علیہ السلام سے منسوب کیا ہے "خصنا بحر اوقف الانبیاء علی ساحلہ" اور "مگر سے وجد رقص اور شطرات کو مراد لیا۔ معرض صاحب اگر تحقیق کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ قول حضرت ابو یزید اہلبساطی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اسے امام شعرانی، شیخ عبدالعزیز دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے نقل کیا ہے مگر ان میں سے کسی بزرگ نے بھی یہ مطلب بیان نہیں کیا جو علامہ پر بھاروی صاحب نے بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الحقیقات انگبری لشعرانی حصہ دوم ص ۱۱۵ لکچر ۳۰)

عبدالعزیز دہلوی ص ۲۳۴ طبع مصر انقاس العارفین شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۳۰ حضور غوث پاک علیہ السلام کا فرمان اس طرح ہے جیسے حضرت اعلیٰ بزرگ سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔ خصنا بحر عالم یقف علی ساحلہ الانبیاء

(مکتوبات مرید ص ۱۰۹ ملفوظات مرید ص ۱۰۶)

اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ بحر سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضور غوث پاک علیہ السلام کے کلام کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے شریعت و طریقت کا اتباع کر کے فتانی الرسول کے بحر میں غوطے لگائے ہیں اور ذات محمدی میں کمال فنا کا مقام حاصل کیا ہے۔ چونکہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی شرائع اور ادیان لے کر آئے اس لئے وہ اتباع نبوی کی سعادت سے مشرف نہ ہو سکے۔ رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نزول فرما کر شریعت محمدیہ کی

کامل اتباع کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ”لم یثقف“ بخدا کا عہد ہے جو ماضی کی نفی کرتا ہے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مستقبل میں آنا آپ کے فرمان کے منافی نہیں، آپ کے قول میں انبیائے سابقین مراد ہیں۔

معترض نے اپنی کتاب کے ص ۳۶۸ پر حضرت مولانا عبدالعزیز پر ہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے ومنہا قول بعض الصوفیۃ لہ لم ینصرف فی المہرم احد الا الشیخ عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز

بعض صوفیاء کا یہ قول باطل ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تقدیر مہرم میں تصرف فرماتے تھے۔ اس قول کو درج کرنے میں بھی معترض صاحب نے غفلت سے کام لیا ہے اگر وہ تحقیق کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اکابر علماء اس کا جواب دے چکے ہیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ کے فرمان میں قضاء مہرم سے مراد وہ قضاء ہے جو لوح محفوظ میں تو مہرم ہو مگر علم الہی میں معلق ہو کیونکہ قضا کی بعض اقسام کی تعلیق لوح محفوظ میں نہیں ہوتی اس لحاظ سے وہ مہرم نظر آتی ہیں جبکہ علم الہی میں وہ معلق ہوتی ہیں اور ارباب مشاہدہ اس بات پر واقف ہوتے ہیں ان کی دعا سے وہ قضاء مہرم ٹال دی جاتی ہے۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سے یہی قضا مہرم مراد ہے۔

علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملا طاہر لاہوری کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا تذکرہ کیا ہے کہ آپ نے بارگاہ رب العزت میں ان کی شقاوت کو سعادت میں بدلنے کے لئے عرض کیا

فقال المجدد رضى الله عنه تذكرت ما قال غوث الثقلین السید السند محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضى الله عنه ان القضاء

المہرم ایضا یرد بدعوتی۔ آپ نے فرمایا مجھے حضرت غوث الثقلین السید اسند شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان یاد آیا کہ میری دعا سے قضا مہرم بھی ٹال دی جاتی ہے (تفسیر مظہری جلد پنجم ص ۲۳۶، ۲۳۷ مطبوعہ کوئٹہ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی وضاحت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”فیوض الحرمین“ میں حدیث پاک ”لا یرد القضاء الا الدعاء“ کے ماتحت لکھتے ہیں قد ینکشف علی العارف ان القضاء تعلق حتماً بايجاد الواقعة الغلابة علی نحو کذا وکذا وان القدر فی ذلک مہرم ثم یدعو هذا العارف بجہدہ منہ ویلح فی الدعاء حتی ینقلب القضاء بايجادھا علی نحو آخر فیوجد حسب الہمة وذلک کما روی عن سیدی عبدالقادر الجیلانی رضى الله عنه فی قصۃ ناجر من اصحاب حماد الدباس رضى الله عنه (فیوض الحرمین ص ۲۰۵ مطبوعہ کراچی)

کبھی عارف پر یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ قضا فلاں واقعہ کو اس طرح ایجاد کرنے میں یقینی ہے اور اس میں تقدیر مہرم ہے چنانچہ وہ عارف اپنی ہمت کی کوشش سے دعا کرتا ہے اور دعا میں خوب الحاح و زاری کرتا ہے یہاں تک کہ قضاء دوسرے طریقے پر ایجاد کرنے میں منقلب ہو جاتی ہے۔ پھر وہ امت کے مطابق پائی جاتی ہے اور یہ اس طرح ہے جیسے کہ سیدی عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک تاجر کے بارے میں منقول ہے جو شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھا۔ (حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اس کے قتل ہو جانے اور ماں تجارت لٹ جانے کا واقعہ خواب میں تبدیل ہو گیا)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اسی مضمون کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وکان سیدی عبدالقادر الجیلانی رضى الله عنه یقول لا یقدح فی

کمال مولیٰ منازعہ عنہ لا قدر لا الہیۃ اذ من شان الکامل ان یتنازع
اقدار الحق بالحق للحق وفی روایۃ بخاری عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
لہ کان یقول کل الرجال اذا ذکر القدر امسکوا الا انافانہ فتحت لی منہ
روزنۃ فدخلت و نازعت قدر الحق بالحق للحق فامر رجل
ہو المنذر ع للقدر بالقدر لا المواقف لہ و ہو کلام نفیس
(الطائف المنن للشرانی حصہ اول ص ۱۶۹)

حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے 'اقدار الہی سے
منازعت' ولی کے کمال میں نقص کا باعث نہیں اس لئے کہ کمال کی شان یہ ہے کہ
وہ حق کے ساتھ حق کے لئے اقدار حق کے ساتھ منازعت کرے اور ایک روایت
میں یوں ہے کہ آپ فرماتے ہیں تمام اولیائے کرام جب تقدیر کو یاد کرتے ہیں تو
رک جاتے ہیں مگر میرے لئے اقدار حق میں ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے میں
اقدار الہی کے مقام میں داخل ہو کر حق کے ساتھ حق کے لئے اقدار حق کے ساتھ
منازعت کرتا ہوں پس مرد کمال وہ ہے جو تقدیر کے ساتھ تقدیر سے مقابلہ کرے نہ
وہ جو تقدیر سے موافقت کرے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو
نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ بڑا عمدہ کام ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ کی مقام تقدیر
میں خاص شان کا بیان فرمایا اور آپ کے فرمان کو عمدہ کلام سے تعبیر کیا۔ معترض
صاحب اگر حضرت مجدد الف ثانی 'شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' حضرت امام شعرانی
اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم کی عبارات اور وضاحت کا مطالعہ
کر لیتے اور اعتراض میں جلدی نہ کرتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ آخر ان اکابر علمائے کالمین
کی نظر میں بھی حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان تھا 'پھر انہوں نے کس
حسن عقیدت اور سلیقے سے اس کی وضاحت فرمائی۔
یہ واقعہ بھی تقدیر کے بارے میں اکابر کے بیان کردہ مہموم کی تائید کرتا

ہے کہ حضرت فاروقی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے طاعون پھیلنے کی وجہ سے لشکر کو نفل
مکانی کا حکم دیا تو آپ سے کہا گیا "افر لا امن قدر اللہ" کیا آپ تقدیر الہی سے
بھاگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا "نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ" ہم تقدیر الہی
سے تقدیر الہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۸۵۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں اس سارے مضمون کو
بیان کر دیا ہے 'فرماتے ہیں

امر حق را ہم بامر حق شکن

برزاجہ دوست سگ دوست زن

نام لینے سے کام ہوتا ہے

معترض صاحب نے کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر بعض لوگوں کے حوالے سے
لکھا ہے کہ انہوں نے کسی مشکل میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ
کی گمان کی مشکل حل نہ ہوئی۔ معترض صاحب کے لئے یہ روایت مفید مطلب
نہیں 'ان کا متعجب جب پورا ہو تاکہ روایت اس مضمون پر مشتمل ہوتی کہ حضرت
غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی اور مشکل حل نہ ہوئی کیونکہ مشکل 'بزرگوں
کی توجہ سے حل ہوتی ہے' امداد طلب کرنے والوں کی توجہ سے نہیں۔

جہاں تک حل مشکلات 'قبولیت دعا' روحانی امداد و اعانت کا تعلق ہے تو
اس بارے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی شخصیت عوام و خواص کے
نزدیک مشہور و معروف اور مسلّم ہے 'یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے اور اکابر
علماء و مشائخ کے اقوال اس پر شاہد ہیں۔ آپ کی روحانی امداد و اعانت کی شہرت اور
افادیت کے پیش نظر استغاثہ غوثیہ 'صلوٰۃ غوثیہ' و خلیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ
اور البدویا غوث الاعظم کی اصطلاحات و معمولات زبان نثر خلافت ہیں۔ معترض
صاحب کو اس موضوع کی وضاحت درکار ہو تو مرقع کبیری 'مشکول کلیں' جواہر

فریدی، اقتباس الانوار، سیر الاقطاب، حجة الاسرار، قلائد الجواهر، نشر المحاسن، زبدة الاسرار، اخبار الاخيار، هجرات، فصوص الحرمین، ملفوظات عریضی، جامع کرامات الاولیاء، انتخاب مناقب سلیمانی اور مقامیں المحاسن وغیرہ جیسی کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

استغاثہ غوثیہ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اس موقع پر اکابر علماء و مشائخ کے اقوال کا تفصیلی اندراج تو مشکل ہے البتہ ہم، حل مشکلات اور حصول حاجات میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی شان کے بیان پر مشتمل وہ عبارت درج کر دیتے ہیں جسے دنیا کے اسلام کی مشہور و معروف علمی شخصیت حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں (فائدة لقضاء الحوائج) فمن اراد خالک فليستقبل القبلة وليقرأ الفاتحة وآية الكرسي والم نشرح وبهاى ثوابها لسيلى الشيخ عبدالقادر الجيلانى و يخطو ويسير الى جهة المشرق احدى عشرة خطوة بناى ياسينى عبدالقادر عشر مرات ثم يطلب حاجته (ملاحظہ ہو الرحمة فى الطب والكلية للسيوطى ص ۲۳۴ مطبع دار الترجمة العراق)

جو شخص حصول مراد کا طالب ہو تو اسے چاہئے قبلہ رو ہو کر سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور سورہ الم نشرح پڑھے اور اس کا ثواب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو پہنچائے پھر مشرق کی جانب (امام سیوطی کے علاقے سے بغداد شریف مشرق کی جانب ہے) گیارہ قدم چلے اور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دس مرتبہ دعا کرے پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

سیدنا غوث اعظم کا فقہی مسلک

معرض صاحب اپنی کتاب کے ص ۳۰۸ پر مولانا بر خوردار ملتانی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے "حاشیہ نبراس" ص ۱۰ پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پہلے حنفی تھے پھر شافعی بنے اور اس کے بعد حنبلی مذہب اختیار کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا بر خوردار ملتانی، غلطی سے یہ بات لکھ گئے اور انہوں نے "نبراس" ص ۲۹ کے حاشیہ پر اس کی تردید کر دی۔ معرض صاحب نے توجہ نہیں کی اور تحقیق کے بغیر ان کا مرجوح قول نقل کر دیا۔ مولانا بر خوردار ملتانی لکھتے ہیں

الشيخ عبدالقادر الجيلانى قدس سره هو قطب من الاقطاب فضائله كثيرة شهيرة ولد سنة سبعين واربعمائة كنافى طبقات الشعراني آگے لکھتے ہیں توفى سنة احدى وستين وخمس مائة ودفن ببغداد وهو حنبلى المذهب (نور الابصار)

اکابر علماء و مشائخ امام شعرانی، ابن رجب حنبلی، امام عبداللہ یافعی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام ابن حجر مکی، شیخ محمد بن یحیی التاتائی، علامہ نور الدین شافعی اور علامہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ آپ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے۔ ان میں سے کسی بزرگ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ پہلے حنفی تھے پھر شافعی بنے اور پھر حنبلی مذہب اختیار کیا۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی نے "اقتباس الانوار" میں اور حضرت مولانا احسن الزمان چشتی نے "انوار المستحسن" میں لکھا ہے کہ آپ درجہ اجتناب پر فائز تھے اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے۔

معرض کو ان اکابر مشائخ کے اقوال نظر نہ آئے اور انہوں نے مولانا بر خوردار ملتانی کا مرجوح حوالہ دینے میں کیوں جلدی کی اس میں ان کا ایک خاص ذوق کار فرما ہے جس سے انہیں قدرے اطمینان حاصل ہوتا ہے حالانکہ اصول یہ ہے کہ عموماً حوالے میں بڑی شخصیات اور بڑی کتابوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

راکب دوش اولیائے کرام

معرض صاحب نے کتاب کے ص ۳۰۶ پر لکھا ہے کہ صرف حضرت شیخ

عبدالقادرفضی اللہ تعالیٰ عنہ راکبِ دوشِ اولیاء نہ تھے بلکہ اور بھی بہت سے اولیائے کرام طائفہ راکبین میں شامل ہیں اور اولیائے راکبین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے فتوحات میں طائفہ راکبین کے دو طبقے ذکر فرمائے۔ حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات میں اولیائے راکبین کو اس لئے راکبین نہیں کہا کہ وہ دوشِ اولیاء پر سوار تھے یہ معترض صاحب کی من گھڑت کہانی ہے جس کے ذریعے وہ سیدنا شیخ عبدالقادرفضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راکبِ دوشِ اولیاء ہونے کی امتیازی شان کا تشفیہ مجروح کرنا چاہتے ہیں کہ راکبِ دوشِ اولیاء تو ایک جماعت ہے پھر اس میں آپ کی کیا خصوصیت رہی اس غلط بیانی کو انہوں نے صاحبِ فتوحات کی طرف منسوب کر دیا جو سراسر غلط ہے۔

رکبان کی وجہ تسمیہ کا بیان

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ 'رکبان کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فتوحات میں لکھتے ہیں

الفرسان رکاب الخیل و رکبان رکاب الابل فالافر اس فی المعروف ترکبھا جمیع الطوائف من عجم و عرب و الھجن لا یستعملھا الا العرب و العرب صاحب الفصاحة و الحماسة و الشکر و لما کانت هذه الصفات غالباً علی هذه الطائفة سمیناھم بالرکبان فمنھم من یرکب بحب الھم و منھم من یرکب بحب الاعمال۔

(الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۱۹۹)

فرسان، گھوڑے سواروں کو کہتے ہیں اور رکبان، اونٹ سواروں کو پس گھوڑوں پر تو تمام طبقات سوار ہوتے ہیں مگر عمدہ سفید اونٹوں پر صرف اہل عرب سوار ہوتے ہیں اور اہل عرب فصاحت و شجاعت و کرم سے موصوف ہوتے ہیں چونکہ ان حضراتِ اقطاب پر بھی یہ صفات غالب ہوتی ہیں اس لئے ہم نے ان کا نام رکبان رکھا پس ان میں سے کچھ اعلیٰ عزم و ہمت کی سواروں پر سوار ہوتے ہیں اور

کچھ اعلیٰ اعمال کی سواروں پر سوار ہوتے ہیں۔

یہ تھی رکبان کی وجہ تسمیہ جو حضرت شیخ ابن عربی نے بیان فرمائی مگر معترض صاحب کی کارستانی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ تمام اقطاب کو راکبِ دوشِ اولیاء بنا رہے ہیں اور اس اختراع کی نسبت صاحبِ فتوحات کی طرف کر رہے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادرفضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بامرالی تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر قدم رکھا اس لئے آپ کو 'راکبِ دوشِ اولیاء' کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے اقطاب کو یہ مقام حاصل نہیں ہوا۔

معترض صاحب اپنی اس من گھڑت کہانی کو دو سرائیک دے کر کتاب کے ص ۳۰۷ پر لکھتے ہیں 'حضرت شیخ کے ہم عصر بزرگ اگر آپ کے زیر قدم تھے تو آپ بھی ان اقطاب کے زیر قدم تھے جو آپ سے قبل مقامِ قطبیت پر فائز ہوئے اور آپ نے ان کا زمانہ پایا۔

یہ ہیں معترض صاحب کے بیچ و تاب جن میں وہ اپنے اضطراب اور بے اطمینانی کا اظہار کرتے ہوئے صاف نظر آتے ہیں۔ جب آپ سے قبل کسی قطبِ وقت نے اس قسم کا اعلان ہی نہیں فرمایا اور نہ اس اعلان پر مامور ہوئے تو پھر آپ ان کے زیر قدم کس طرح ہوئے۔ اگر آپ سے پہلے کسی قطبِ وقت نے ایسا اعلان فرمایا ہے تو معترض صاحب ان کا اسم گرامی بتائیں 'اکابر علماء و مشائخ میں سے کسی کا قول پیش کریں اور کسی مستند کتاب کا حوالہ دیں 'کسی مند اور ثبوت کے بغیر ان کا اجتہاد و اختراع تو قابلِ اعتناء نہیں۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء چوں محمد درمیانِ انبیاء معترض صاحب نے کتاب کے ص ۱۸۵ پر اس شعر کے بارے میں لکھا ہے کہ پوری مثنوی شریف میں اس کا کوئی نام و نشان نہیں یہ افتراء ہے اور اس طرح نسبت کرنے والے کذاب ہیں۔

مثنوی شریف میں اس شعر کا نہ ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس شعر

کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنا ممکن نہ ہو، زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ عدم قطعیت ثبوت کی بنا پر ہم اسے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کرتے مگر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ عدم قطعیت ثبوت، قطعیت عدم ثبوت کو مستلزم نہیں "کمالاً بخفی عنی من لعلنی بصیرۃ فی العلوم"

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا سارا منظوم کلام مثنوی شریف میں درج نہیں بلکہ آپ کی غزلیات کا وہ ان ہے اسی طرح رباعیات اور متفرق اشعار بھی ہیں۔ آپ کی مشہور و مستند سوانح حیات (صاحب المثنوی) مولفہ قاضی تلمذ حسین صاحب اعظم گڑھی، جو پانچ سو بیس صفحات پر مشتمل ہے اس میں آپ کی غزلیات، رباعیات اور متفرق اشعار کامل لکھ کر دیے گئے ہیں کہ آپ کے متفرق اشعار میں یہ شعر ہو مگر طباعت میں نہ آسکا ہو اس لئے معترض کا قطعی حکم کہ یہ افراء ہے اور کذاب لوگ اس طرح کرتے ہیں کسی دلیل پر مبنی نہیں۔

اگر انہیں اس شعر کی حضرت مولانا روم کی طرف نسبت صحیح معلوم نہیں ہوتی تو وہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کا کوئی قطعی ثبوت نہیں انہیں قطعیت عدم ثبوت کے حکم نافذ کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ہزاروں علماء و مشائخ، بزرگان دین، خطباء و مقررین، طویل مدت سے یہ شعر نقل کرتے چلے آ رہے ہیں اور سینکڑوں سالوں سے یہ شعر زبان زد خواص و عوام ہے، پھر اس میں کوئی شرعی فرض و واجب یا حلال و حرام کا تذکرہ نہیں کہ اس کے استناد کی بحث شروع کر دی جائے۔ یہ شعر منقبت اولیائے کرام کی ذیل میں آتا ہے اور وہ فضائل و مناقب جو شرعی اصول و ضوابط سے متصادم نہ ہوں۔ ان میں اس قسم کی نقل مشہور، معتبر سمجھی جاتی ہے، حدیث پاک میں آتا ہے۔ مبارکی المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن (ملاحظہ ہو مسند امام احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۲۸ مطبوعہ دار المعارف مصر)

جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ اچھی ہوتی ہے۔ پھر یہ شعر سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے امتیازی شان و مقام کے بیان پر مشتمل ہے جس پر امت مسلمہ کے مستند علماء و مشائخ سینکڑوں سالوں سے متفق چلے آ رہے ہیں اور اس پر اکابر علماء کی مستند کتابیں شاہد ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مضمون اس شعر میں بیان کیا ہے۔

اوست در جملہ اولیاء ممتاز

چوں جیمہ در انبیاء ممتاز

(ملاحظہ ہو: اخبار الاخیار ص ۳۱۵)

خلاصہ کلام یہ کہ اگر اس بات کا یقین نہیں کیا جاسکتا کہ یہ حضرت مولانا روم کا کلام ہے تو اس بات کے یقین کا بھی جواز نہیں کہ یہ حضرت مولانا روم کا کلام نہیں ہے، اس شعر کی معنویت، جاہلیت، کیف و مستی، ترویج و اشاعت، شہرت و مقبولیت اور مجالس و محافل میں اس کی وجد آفرینی اس بات کا واضح قرینہ بلکہ دلیل ہے کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہی اس شعر کی نسبت ہونی چاہئے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی شان میں خراج تحسین کسی طرح مستبعد اور ناقابل فہم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے تو آپ سے مستفید و مستفیض بزرگوں کے فضائل و مناقب بھی بیان کئے ہیں چنانچہ حضرت شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے ہوئے مثنوی شریف میں انہیں شیخ دین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

گفتہ المکنی ہوا اللہ شیخ دین

مخبر معنا ست رب العالمین

غوث اعظم ایک مختص لقب

معترض صاحب کتاب کے ص ۱۸۵ پر لکھتے ہیں، غوث اعظم کسی شخص کا نام نہیں اس منصب پر قائم ہر ولی کا لقب ہے۔

یہ کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر دلائل پیش کئے جائیں، پوری دنیا نے اسلام میں سینکڑوں مستند کتابوں میں حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کو غوثِ اعظم کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ عوام و خواص کیا اہل اسلام کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ غوثِ اعظم سے مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہوا کرتے ہیں۔ بزرگوں کی تصانیف، ملفوظات و مکتوبات اور اہل علم کے مواعظ و خطابات، اخبارات، مجلات، رسائل، جرائد، کیلنڈر، جرنل، ذرائع ابلاغ غرضیکہ ہر شعبے میں غوثِ اعظم سے مراد سیدنا شیخ عبدالقادر ہوتے ہیں اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح اور نمایاں ہے۔

اکابر بزرگوں، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت ملا علی قاری، مولانا جمالی سروردی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ یوسف بن اسماعیل انبھانی، مشائخِ چشت میں حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی، حضرت مولانا فخر الدین دہلوی، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی، حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، حضرت پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی، حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ، مٹھن شریف، حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہم اور دوسرے بے شمار علماء و مشائخ نے آپ کو غوثِ اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ان حضرات کے ملفوظات و سوانح اور دوسری کتابوں میں آپ کا اسم گرامی کم و بیش استعمال ہوتا ہے عموماً حضرت غوثِ اعظم کے لقب سے آپ کا تذکرہ ہوتا ہے۔

مشائخِ چشت کی کتابوں مناقب المحبوبین، نافع السالکین، مشکوٰۃ کلیسی، مرقع کلیسی، فخر الطالبین، مقامیں المجالس، اقتباس الانوار، سیر القاطب، مرآۃ الاسرار، جواہر فریدی، انوار شمسی، مرآۃ العاشقین، تحفۃ الابرار، کملہ سیر الاولیاء، انتخاب مناقب سلیمانی، انوار قمری، نور المقال فی خلفاء پیر سیال، تاریخ مشائخِ چشت، حقیقت گلزار صابری، معین الارواح، معین العارفین، اور لمعات خواجہ وغیرہ میں آپ کا لقب غوثِ اعظم کثرت سے درج کیا گیا ہے۔ اور پھر ان کتابوں میں اور ان

کے علاوہ مشائخِ چشت کی دوسری کتابوں فوائد الفتاویٰ، سیر الاولیاء، دلیل العارفین، راحت القلوب، اسرار الاولیاء، فوائد السالکین، خیر المجالس وغیرہ کسی بھی کتاب میں کسی دوسرے بزرگ کو غوثِ اعظم کے لقب سے یاد نہیں کیا گیا بلکہ مشائخِ چشت کے شجراتِ سلاسل میں بھی کسی دوسرے بزرگ کے ساتھ غوثِ اعظم کا لقب نہیں لکھا گیا۔ اسی طرح دوسرے مشائخِ سلاسل کی کتابوں اور شجراتِ سلسلہ میں غوثِ اعظم کا لقب کسی دوسرے بزرگ کے ساتھ نہیں لکھا گیا۔

باعثِ اضطراب کیوں باعثِ چیخ و تباہ کیوں

بزرگانِ دین میں بہت سے ایسے مشائخ ہیں جن کے خاص القاب مشہور ہیں۔ حضرت سیدنا معین الدین حسن اجمیری کو سلطان الہند، خواجہ خواجگان کے خاص القاب سے یاد کیا جاتا ہے، حضرت فرید الدین گنج شکر کو سلطان الزاہدین کے خاص لقب سے یاد کیا جاتا ہے، حضرت نظام الدین اولیاء کو محبوبِ الہی کے خاص لقب سے یاد کیا جاتا ہے، حضرت شہاب الدین سروردی کو شیخ الشیوخ کے خاص لقب سے یاد کیا جاتا ہے، حضرت شیخ ابن عربی کو شیخ اکبر اور خاتم الاولیاء الحمدیہ کے خاص لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی کے خاص لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور ان القاب و خطابات سے یہی خاص بزرگ مراد لئے جاتے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ اطرافِ عالم اور دنیا نے اسلام میں مشہور و مختص لقب غوثِ اعظم سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی مراد نہ لئے جائیں، جن کا یہ عظیم الشان لقب، سیرت و تاریخ و تصوف کی اکثر و بیشتر کتابوں میں ثبت ہے، سینکڑوں علماء و مشائخ کے ملفوظات و مکتوبات میں درج ہے اور مناقبِ غوثیہ پر مشتمل سینکڑوں کتابوں اور منظوم و مطبوعہ دواوین و مجلات کی زینت ہے۔

تصوف کی مستند کتابوں، رسالہ، تفسیر، کشف المحجوب، الفتوحات المکیہ، ایو اقیت والجواہر وغیرہ میں ولایت کے جو مقامات درج ہیں ان میں لفظ غوث اور

قطب مستعمل ہے چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ قطب اور غوث ہی کو اکبر الاولیاء کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ غوث اعظم کا لفظ تصوف کی ان کتابوں میں کہیں بھی درج نہیں کیا گیا۔ سیدنا شیخ عبدالقادر قدس سرہ کی شانِ طہیث و غوثیت کی عظمت و جلالت کے پیش نظر، آپ کو غوث اعظم اور قطب اعظم کہا جاتا ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں ولایت کے مقامات میں کہیں بھی کسی کتاب میں یہ لفظ عمومی حیثیت سے مستعمل نہیں ہوا۔

اس کی واضح مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ائمہ مجتہدین حضرات کو امام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، رضی اللہ عنہم مگر حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی فقیہی و اجتہادی عظمت کے پیش نظر امام اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ پوری دنیا اسلام میں آپ اس لقب سے مشہور و معروف ہیں اور آپ کے اسم گرامی کی بجائے عموماً آپ کا یہی مختص لقب استعمال کیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ولایت کی عظمت و جلالت کی وجہ سے آپ کو غوث اعظم کے مختص لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور اس میں اضطراب اور تشویش و تاب کی کوئی بات نہیں۔

فاضل بریلوی کے ملفوظ میں قطع و برید

معرض کی کتاب کے ص ۳۲ پر تقریظ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے غایت عقیدت پر فائز ہونے کے باوجود غوثیت کبریٰ کو خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم میں بالترتیب ثابت کرنے کے بعد ائمہ اہل بیت میں اس کو ثابت فرمایا پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دور میں اس منصب پر فائز تسلیم کیا اور حضرت ممدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد اس منصب کے ان کی طرف منتقل ہو جانے کا دعویٰ فرمایا" (ملفوظات اعلیٰ حضرت) لہذا جب آپ جیسے انتہائی عقیدہ مند

اس عموم و اطلاق کے قائل نہیں تو اس پر اصرار کرنا ٹھیک نہیں۔

تقریظ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ملفوظ میں قطع و برید کر کے ان کے مضموم کو بدل دیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا عبارت کے جملہ منقولہ (پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دور میں اس منصب پر فائز تسلیم کیا) کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ملفوظ سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا نقطہ نظر یہ نہیں جو یہاں بیان کیا گیا ہے بلکہ یہ ان کے ملفوظ اور مضموم میں تحریف لفظی و معنوی ہے جس کا ارتکاب اہل علم و دیانت کے لئے کسی طرح مناسب نہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ائمہ اہل بیت اطہار کی طرح مستقل طور پر غوثیت کبریٰ پر فائز قرار دیتے ہیں اور امام ممدی علیہ السلام کے ظہور تک آپ کو مستقل طور پر اس منصب پر فائز سمجھتے ہیں۔

فاضل بریلوی، ائمہ اہل بیت کے بعد آنے والے اقطاب کو ائمہ اہل بیت کا نائب قرار دیتے ہیں جبکہ آپ کو مستقل طور پر مقام غوثیت پر فائز مانتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے بعد ظہور ممدی علیہ السلام تک تمام اقطاب کو آپ کا نائب قرار دیتے ہیں۔ فاضل بریلوی کے مطابق جب حضرت امام ممدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو پھر یہ منصب حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے منتقل ہو کر مستقل طور پر ان کے حوالے ہو گا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا موقف بالکل وہی ہے جو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب روح المعانی علامہ الوسی بغدادی کا ہے۔ (ملاحظہ ہو مکتوبات مجددیہ حصہ نہم دفتر سوم مکتوب نمبر ۳۳، ص ۱۷۴ تفسیر روح المعانی جلد نمبر ۳ پارہ نمبر ۲۲ ص ۲۰۱۹)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی کے موقف کی تائید سامنے آتی ہے۔ فرماتے ہیں

لقد بلغنی عن الاکابر ان الامام الحسن بن سیدنا علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہما لما ترک الخلافۃ لہما فیہا من الفتنۃ والافقۃ عوضہ اللہ
سبحانہ و تعالیٰ القطبۃ الکبریٰ فیہ وفی نسلہ و کان رضی اللہ عنہ
القطب الاکبر و سیدنا الشیخ عبدالقادر ھو القطب الاوسط
والمہدی خاتمۃ الاقطاب (نزعۃ الخاطر القادر بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص
۱۳۵)

مجھے اکابر سے یہ بات پٹنی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے جب فتنہ اور
آفت کے پیش نظر خلافت چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں ان میں
اور ان کی نسل پاک میں قطیبت کبریٰ ودیعت فرمادی، یہی قطیبت کبریٰ کے مقام
پر سب سے پہلے امام حسن علیہ السلام فائز ہوئے، درمیان میں سیدنا شیخ
عبدالقادر رحمہ اللہ فائز ہوئے اور آخر میں امام مہدی علیہ السلام فائز ہوں گے۔
ماقوڑ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پھر حضرت امام حسن رحمہ اللہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ
سب حضرات مستقل غوث ہوئے امام حسن عسکری رحمہ اللہ کے بعد حضور
غوث اعظم رحمہ اللہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے
بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث، حضور تہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز
ہوئے، حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سیدنا افراد بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور
جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی علیہ السلام تک سب نائب حضور غوث
اعظم رحمہ اللہ ہوں گے پھر امام مہدی رحمہ اللہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

(ملفوظات مسجد دعائے حاضرہ حصہ اول ص ۵۵ مطبوعہ حلد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور)
اعلیٰ حضرت بریلوی کا ماقوڑ ملاحظہ کریں، اس کا مفہوم ذہن میں رکھیں اور
پھر انصاف اور دیانت سے فیصلہ کریں کیا تقریظ میں اعلیٰ حضرت بریلوی کی صحیح
ترجمانی کی گئی ہے؟ آپ فوراً بھانپ لیں گے کہ ماقوڑ اور اس کا مفہوم، تحریف
لفظی و معنوی کا شکار ہو گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی صاف الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ ائمہ اہل بیت اطہار
مستقل غوث و قطب تھے ان کے بعد جتنے غوث آئے ان حضرات کے نائب تھے۔
جب حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ تشریف لائے تو آپ مستقل غوث بنے اور اس
مقام پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آنے تک فائز رہیں گے اور آپ کے بعد
امام مہدی سے پہلے جتنے قطب ہوں گے وہ آپ کے نائب ہوں گے پھر جب امام
مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے تو غوثیت مستقلہ کا منصب آپ سے منتقل ہو
کر ان کے حوالے ہوگا۔

فاعتبروا لیا اولی الابصار

قارئین کرام! تقریظ کی عبارت اور فاضل بریلوی کے ملفوظ کی عبارت
آپ کے سامنے ہے۔ آپ غیر جانبدار ہو کر منصفانہ فیصلہ فرمائیں کیا اعلیٰ حضرت
بریلوی اور تقریظ کی عبارت کا ایک مفہوم ہے یا ان دو عبارتوں میں واضح تضاد اور
اختلاف ہے۔

تقریظ میں تجاہل عارفانہ

کسی کتاب پر تقریظ لکھنے سے پہلے اس کے مسودات کا جائزہ لینا ضروری
ہوتا ہے۔ تقریظ کے بعد مصنف پر کم اور تقریظ نگار پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی
ہے۔ اس ضابطے کے مطابق تقریظ میں اس بات کا خیال از حد ضروری تھا کہ اس
قدر اہم مسئلے پر مصنف کی درج کردہ عبارات اور حوالوں کا اصل کتابوں سے
موازنہ کیا جاتا، مصنف کی لفظی و معنوی تحریف کی اصلاح کی جاتی ان کے مفید
مطلب جملہ کے اندراج اور اس کے ماقبل اور مابعد کے حذف کا احتساب کیا جاتا،
دو مختلف عنوانات میں غلط بحث کی نشاندہی کی جاتی، عربی عبارت کے ترجمہ میں
ایسا اضافہ حذف کیا جاتا جس کا عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔ عربی عبارت کا غلط
ترجمہ کٹ کر صحیح ترجمہ لکھا جاتا، اکابر علماء و مشائخ کے چند نامہ جملوں کو فیصلہ
کن سمجھنے کی بجائے پورے بحث پر ان کی رائے کا جائزہ لیا جاتا۔ ایسے حوالوں

اور اقتباسات کو کتاب سے حذف کر دیا جاتا جو سرے سے اس کتاب میں موجود ہی نہیں جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔

فرمانِ غوثیہ، مشہور و معروف موضوع ہے اس پر حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے تفصیلی بحث کی ہے۔ ضروری تھا کہ تقریباً لکھے سے پہلے حضرت شیخ عبدالحق کی کتاب ”زبدۃ الاسرار“ اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے ”فتاویٰ رضویہ“ جلد نہیم کا مطالعہ کیا جاتا، انہوں نے جن اکابر علماء و مشائخ کے حوالے دیئے ان کو مد نظر رکھا جائے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ الاسرار کے نام سے فرمانِ غوثیہ کے باہر الہی عالمِ صحو و حکمین میں صدور اور آپ کی اولیائے کرام پر فضیلت کے بارے میں ایک سو اکتیس صفحات پر مشتمل پوری کتاب لکھی ہے اور زبدۃ الاسرار کے نام سے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت بریلوی نے بیس صفحات پر مشتمل پورا رسالہ لکھا ہے جس میں فرمانِ غوثیہ کے باہر الہی عالمِ صحو و حکمین میں صدور اور اولیائے کرام پر آپ کی فضیلت کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ جلد نہیم میں عرصہ دراز سے شائع ہو چکا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتاویٰ رضویہ جلد نہیم ص ۳۰ تا ۱۵۱)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے دو رسالوں ”الترجمة القمربہ فی النہب عن الخمسینہ“ اور ”مجموعہ معظّم شرح قصیدہ مدحہ اکسیر اعظم“ میں بھی فرمانِ غوثیہ کے باہر الہی عالمِ صحو و حکمین میں صدور پر محققانہ بحث کی ہے۔ فاضل بریلوی نے سیدنا غوث اعظم علیہ السلام کی اولیائے کرام پر فضیلت کے بارے میں باقاعدہ فتویٰ بھی جاری کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتاویٰ رضویہ جلد نہیم ص ۱۲۳ تا ۱۲۵)

حضرت محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی تحقیق و استناد کو علمائے اہلسنت، مواعظ و خطابات اور اپنی تصانیف میں بطور حجت پیش کرتے ہیں، تقریباً میں اس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اہلسنت و جماعت کے ان دو

عظیم محقق بزرگوں نے اکابر علماء و مشائخ کے مستند ارشادات نقل فرمائے جو فرمانِ غوثیہ کے باہر الہی عالمِ صحو و حکمین میں صدور پر شاہد ہیں اور اس حقیقت کو روز روشن کی طرح واضح کرتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان سکر و مستی میں نہیں بلکہ کمالِ صحو و حکمین میں صادر ہوا۔

تقریباً نگار مولانا صاحب نے کتاب میں درج حضرت شیخ ابن عربی، امام شعرانی اور صاحب روح المعانی کی عبارات کا جائزہ نہیں لیا اور مصنف کی نقل کو حرفِ آخر سمجھ کر ان بزرگوں کا موقف یقین کر لیا، حالانکہ ان بزرگوں کی عبارات میں مصنف نے تحریف لفظی و معنوی اور غلط بحث کا ریکارڈ قائم کیا ہے، تقریباً نگار مولانا صاحب نے مصنف کی اس من گھڑت بے بنیاد روایت کا جائزہ بھی نہیں لیا جو انہوں نے ”نہات الانس“ کے حوالے سے کتاب کے ص ۷۹ پر درج کی جس کا نفع الانس میں نام و نشان تک نہیں۔

مولانا صاحب نے اس موضوع پر مشائخِ چشت کی مشہور و معتبر کتابوں ”مرآۃ الاسرار“، ”سیر الاقطاب“، ”اقتباس الانوار“، ”مرآۃ العاشقین“، ”تکملہ سیر الاولیاء“، ”مقامیں المجالس“ اور ”تحفۃ الاررار“ کو بھی نظر انداز کر دیا ہے جن میں فرمانِ غوثیہ کے باہر الہی عالمِ صحو و حکمین میں صدور پر مشائخِ چشت کے واضح ارشادات موجود ہیں۔

تقریباً نگار مولانا صاحب نے اس موضوع پر اپنے اساتذہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب فیصل آبادی، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی اور حضرت مولانا عطا محمد بنیالوی رحمۃ اللہ علیہم کے موقف کا بھی لحاظ نہ کیا جن کی خدمت اور نعلین برداری کی برکت سے انہوں نے علم حاصل کیا۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

تقریباً نگار مولانا صاحب نے اکابر علماء و مشائخ کے برعکس مصنف کے بے سند موقف کی نہ صرف تائید کی بلکہ انہیں محقق العصر کے خطاب سے نوازا اور ان کی کتاب کو تحقیقی کارنامہ قرار دیا۔ ہم نے ان کی تقریباً پڑھ کر انہیں ایک طویل

مکتوب بذریعہ رہبر شری ارسال کر دیا تھا جس میں مذکورہ بالا امور کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی گئی تھی مگر ان کی طرف سے ہمیں کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

کتاب کے ص ۳۴ پر تقریظ نگار مولانا صاحب کے ایک مکتوب کے حوالے سے لکھا ہے (نیز یہ توجیہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک صاحب کمال نے اپنے زعم اور اپنے خیال میں اپنے عطا کردہ مرتبہ و مقام کو بے مثال اور منفرد و ممتاز سمجھا ہو جیسے آخری آخری شخص جو دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنت میں داخل ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرف ہو کر پکار اٹھے گا، ماعطی احد مثل ماعطیت جو کچھ مجھے دیا گیا ہے کسی کو نہیں دیا گیا حالانکہ اس کا مرتبہ فی الواقع سب سے کم ترین ہو گا۔

یقین کریں کہ مولانا صاحب کی یہ عبارت پڑھ کر ایمان کی بنیادیں لرز جاتی ہیں اور انسان پر حزن و ملال اور تحیر و سکوت کی عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ کیا سیدنا غوث اعظم علیہ السلام کے فرمان گرامی کی توجیہ میں مولانا صاحب کے علم میں صرف ایک فاسق و فاجر بدکار مسلمان کا حوالہ تھا جو اپنے اعمالِ قبیحہ کی طویل سزا بھگت کر سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو رہا تھا۔ افسوس صد افسوس کہ اس قطبِ اعظم اور غوثِ اعظم قدس سرہ کو جن کی تطہیر و غوثیت کبریٰ پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے ایک فاسق و فاجر بدکار پر قیاس کیا جا رہا ہے۔ کیا اولیائے کرام اہل اللہ کی فرستِ ایمانی اور نورِ بصیرت یا اپنے مقام و مرتبہ کا یقین اور پہچان ایک فاسق و فاجر کے زعمِ فاسد کی طرح ہوتی ہے۔ (نمود باللہ من ذالک) اسی قسم کی تشبیہات، قیاس آرائیوں اور ایسے گستاخانہ الفاظ پر مبنی عبارات کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا موقف کسی سے مخفی نہیں۔

تقریظ نگار مولانا صاحب خوف و خشیتِ الہی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تحریر پر منصفانہ غور کر کے فرمائیں کہ ان کی یہ عبارت اگر اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی کے سامنے رکھی جاتی تو ان کا رد عمل کیا ہوتا۔ ہم اس سے زائد کچھ نہیں لکھنا چاہتے اور اپنے جذبات و احساسات اس قادر مطلق رب ذوالجلال کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں جو اولیائے کرام کی حرمت و عظمت کا ضامن ہے۔
اللہ ذاتی نام نہیں صفاتی ہے

معرض صاحب کی کتاب کے ص ۳۶ پر یہ تحقیق پڑھ کر حیرت ہوئی کہ اللہ ذاتی نام ہے اور سبحان صفاتی نام ہے۔ اللہ کمرہ کو اسم ذات کہنا علم تفسیر اور لغت سے ناواقفیت ہے۔ اللہ اسمائے صفات میں سے ہے اسم ذات لفظ اللہ معرف باللام ہے۔ لفظ اللہ پر بحث کرتے ہوئے علامہ بیضاوی لکھتے ہیں واشتقاق من الہ الہو الیوہ بمعنی عبد (بیضاوی شریف ص ۴۲ مطبوعہ کراچی)

یعنی اللہ کمرہ کا اشتقاق الہ الہو الیوہ بمعنی عبد سے ہے صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں فاللہ صفة مشبهة بمعنی مالوہ کتاب بمعنی مکتوب (روح المعانی جلد اول ص ۵۶ مکتبہ المدنی) اللہ فعال بمعنی مفعول کے وزن پر صفت مشبہ ہے جیسے کتاب بمعنی مکتوب۔

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی اسی مقام پر بیضاوی کے ماتحت لکھتے ہیں۔
ولاشتقاقہ ای اشتقاقی اللہ منکر اور جاعہ الی المعرف باللام غلط لا
لا معنی للاشتقاق مع لام التعریف ولعنفا فائہ بقولہ وھو یجیرہ
لوزر عمہ (حاشیہ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی ص ۳۶)

یہاں اشتقاق سے مراد اللہ کمرہ کا اشتقاق ہے معرف باللام کا نہیں اس لئے کہ لام تعریف کے ساتھ اشتقاق کا کوئی معنی نہیں۔ پھر یہ مصنف کے قول وھو یجیرہ لوزر عمہ کے بھی منافی ہے۔

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی، حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں المنکر فی الاصل ای اصل و ضعه یقع علی کل معبود حقا کان او باطلا (حاشیہ علی بیضاوی ص ۳۶) اللہ کمرہ اپنی وضع کے لحاظ سے ہر معبود کے لئے بولا جاتا ہے

حق ہو یا باطل۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔ فلان اللہ خاص بہ تعالیٰ جاہلیۃً
واسلاماً والہ لیس کذا لک لانه اسم لکل معبود (روح المعانی جلد اول
ص ۵۵ مکتبہ امدادیہ)

پس لفظ اللہ بیشک زمانہ جاہلیت اور اسلام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص رہا ہے مگر
لفظ اللہ ایسے نہیں وہ ہر معبود کے لئے ہوتا جاتا ہے حق ہو یا باطل
لفظ اللہ کے بارے میں یہ سوال کہ اگر یہ صفت مشبہ ہے تو پھر ”الحکم اللہ
واحد“ میں موصوف کس طرح ہو گا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے صاحب روح
المعانی لکھتے ہیں

واعادة لفظ الله ونوصيفه بالوحدة لافادة ان المعتبر الوحدة في
الالهوية واستحقاق العبادة ولولا ذلك لكفى واللهكم واحد فهو
بمنازل وقصوفهم الرحمن جل بانه سيد واحد وعالم واحد
(روح المعانی جلد دوم ص ۳۰)

یعنی لفظ اللہ کا اعادہ اور اس کا وحدت کے ساتھ موصوف کرنا اس بات کے
افادہ کے لئے ہے کہ الوہیت اور استحقاق عبادت میں محتر و وحدت ہے اگر یہ بات نہ
ہوتی تو اللہ واحد کافی ہوتا اور یہ سید واحد اور عالم واحد کی طرح ہے کہ دونوں خود
صیغہ صفت ہیں مگر یہاں موصوف واقع ہو رہے ہیں۔

سبحان صفاتی نام نہیں

جس طرح اللہ کمرہ اسم ذات نہیں اسی طرح سبحان صفاتی نام نہیں۔ اللہ
تعالیٰ کے اسمائے صفات میں سبحان کو کوئی اسم نہیں۔ سبحان سبج تسمیاً بمعنی تڑہ
تذریعاً کا مصدر ہے۔ جب یہ مضاف نہ ہو تو کبھی تذریعہ کا علم بن کر استعمال ہوتا
ہے۔ علامہ زعفری کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبحان تسبیح کا علم ہے صاحب
الکشت نے بھی ان کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ تذریعہ بلغ پر دلالت کرتا ہے۔

صاحب روح المعانی اسی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سبحان ههنا على ما ذهب اليه بعض المحققين مصدر سبج
نسبجاً بمعنى تڑہ تڑہا وقد يستعمل علماً للتزئيم فيقطع عن
الاضافة وظاهر كلام الزعفرى انه علم للتسبيح والله نصر له
صاحب الكشف وذكر انه يدل على التزئيم بالبليغ
(روح المعانی جلد نمبر ۸ ص ۳)

زعفری کے قول کے بارے میں یہی نے کہا کہ دل عنی التزئیم
البلیغ عن جمیع القباح النبی یضیفها الیہ اعلاء اللہ تعالیٰ سبحان
ان تمام قبائح سے تذریعہ بلغ پر دلالت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے دشمن اس کی
طرف منسوب کرتے ہیں۔

صاحب روح المعانی سبحان کی تذریعہ بلغ پر دلالت کی تائید میں لکھتے ہیں
کہ حضرت لوطؑ نے حضور علیہ السلام سے سبحان اللہ کے بارے میں پوچھا تو آپ
نے فرمایا ننزیه لله تعالیٰ عن کل سوء ہر نقص سے اللہ تعالیٰ کی تذریعہ مراد
ہے۔ صاحب روح المعانی پھر لکھتے ہیں ولہذا لم یجز استعمالہ الا فیہ تعالیٰ
اسماؤہو عظم کبریاؤہ تذریعہ بلغ پر دلالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی
کے لئے سبحان کا استعمال جائز نہیں۔ (تفسیر روح المعانی جلد نمبر ۸ ص ۳ مکتبہ
امدادیہ)

حاشیہ نقحی علی البیضاوی میں ہے۔ ولذا لم یضف الا لاسمائہ
تعالیٰ لدلالۃ علی تنزیہہ بلیغ بلیق بکبریاؤہ اس تذریعہ بلغ پر دلالت
کی وجہ سے جو ذات کبریا کے لائق ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء کے علاوہ کسی چیز کی
طرف سبحان کی اضافت نہیں کی جاتی۔

(حاشیہ شباب نقحی علی البیضاوی جلد ششم ص ۲ مطبوعہ بیروت)

اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے کہ لفظ سبحان اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے

لئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ شیخ سلیمان "حاشیہ الجمل علی الجلالین" میں لکھتے ہیں
ولنا لا يستعمل الا فيه تعالى (حاشیہ جمل علی الجلالین جلد دوم ص ۶۰۸
مطبوعہ مصر)

تفسیر کبیر جلد اول میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ
سبحان کی تفسیر بلغ پر دو نکات کی تفصیلی بحث کی ہے۔ قرآن مجید میں تفسیر بلغ کے
اعلیٰ مراتب کا بیان لفظ سبحان سے کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے سبحن اللہ عما
یشركون، سبحن اللہ عما یصفون
معراج شریف کے عظیم الشان معجزہ اور جلیل القدر کمال نبوت کے بیان کا آغاز
بھی لفظ سبحان سے کیا گیا۔

حضرت اعلیٰ پیر سید مر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات
المکیہ" اور "شرح خصوص الحکم" کے حوالے سے لکھا ہے کہ سبحان مرتبہ ذات کا
نام ہے۔ (ملاحظہ ہوں: مکتوبات مریہ ص ۱۰۸)

پایہ تکمیل کو پہنچی کتاب

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اربع طیبہ کی توجہات سے کتاب "قدم
الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر" پایہ تکمیل کو پہنچی۔ ہم بعد محزون و نیاز خالق
کائنات کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ اس کی مہربانی سے ہم اس سعادت سے مشرف
ہوئے۔ جامعہ انوار العلوم کے بعض طالب علموں نے کتاب کی پروف ریڈنگ میں
بڑی محنت اور دلچسپی سے حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں عالم باعمل بنائے۔
احباب سے گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی بات قابل اصلاح نظر آئے
تو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

العبد المذنب فقیر ممتاز احمد چشتی

کتابیات

۱	قرآن مجید	قاضی ناصر الدین ایبٹ آبادی الشافعی م ۶۸۵ھ
۲	تفسیر بخاری	علامہ الدین علی بن محمد بغدادی م ۷۲۵ھ
۳	تفسیر خازن	امام فخر الدین رازی م ۶۰۶ھ
۴	تفسیر کبیر	علامہ شباب الدین ابوی بغدادی م ۷۲۷ھ
۵	تفسیر روح المعانی	قاضی ثناء اللہ پانی پتی م ۱۲۲۹ھ
۶	تفسیر منطری	محمد رشید رضا مصری م قرن رابع عشر
۷	تفسیر المنار	بی محمد کرم شاہ الازہری م ۱۲۲۹ھ
۸	تفسیر ضیاء القرآن	شباب الدین القضاہ مصری م ۱۲۶۹ھ
۹	حاشیہ الحنفی علی ایضادی	عبد الحکیم فاضل سیالکوٹی م ۱۰۶۸ھ
۱۰	حاشیہ علامہ سیالکوٹی علی ایضادی	سلیمان بن عمر المعروف بالجلل م ۱۲۰۳ھ
۱۱	حاشیہ الجمل علی الجلالین	امام رافض اصفہانی م ۵۰۲ھ
۱۲	المذوات فی غریب القرآن	امام محمد بن اسماعیل البخاری م ۲۵۶ھ
۱۳	بخاری شریف	امام ابو عینی ترمذی م ۲۷۹ھ
۱۴	ترمذی شریف	امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ م ۲۷۳ھ
۱۵	ابن ماجہ شریف	امام احمد بن حنبل م ۲۴۱ھ
۱۶	مسند امام احمد	شیخ ابی الدین ابو عبد اللہ اقصیب م قرن ثامن
۱۷	مشکوٰۃ شریف	علامہ علی القاری الحنفی م ۱۰۱۳ھ
۱۸	المرقاۃ شرح المشکوٰۃ	شیخ عبداللہ محمد ثانی دہلوی م ۱۰۵۲ھ
۱۹	اشعۃ السمعات شرح مشکوٰۃ شریف	سید صدیق حسن قزوینی م ۱۳۰۷ھ
۲۰	الحفظ فی ذکر الصحاح السنۃ	سید انور شاہ کشمیری م ۱۳۵۲ھ
۲۱	فیض الباری علی صحیح البخاری	امام جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ھ
۲۲	تدریب الراوی فی شرح تقریب النواری	

٢٣	كتاب التواضع	امام ابن قدامة المقدسي م ٥٦٠هـ
٢٤	الباعث الخفي في اختصار علوم الحديث	علامه ابن كثير الدمشقي م ٥٤٣هـ
٢٥	رسالة تجميع	امام ابو القاسم القشيري م ٣٦٥هـ
٢٦	كشف المحجوب	حضرت علي بن عبيد بن م ٣٦٥هـ
٢٧	احياء علوم الدين	امام غزالي م ٥٠٥هـ
٢٨	رسالة غوثية (الامامة غوثية)	حضرت غوث اعظم م ٥٦١هـ
٢٩	الفتوحات المكية	شيخ اكبر محي الدين ابن عربي م ٦٣٨هـ
٣٠	حوار العارف	شيخ شباب الدين سروردي م ٦٣٢هـ
٣١	بهجة الاسرار	علامه نور الدين اشعوني م ٤١٣هـ
٣٢	لطائف المنن	الشيخ ابن عطاء الله الاسكندري م ٤٠٤هـ
٣٣	المعنى العظيم في تاريخ الاسلام	علامه ابن بوزي م ٥٩٤هـ
٣٤	نشر الحاسن الغالية	امام عبد الله الياقيني م ٦٨٨هـ
٣٥	ذيل طبقات الخليل	حافظ ابن رجب طليبي م ٤٩٥هـ
٣٦	البداية والنهاية	ابن كثير الدمشقي م ٤٤٣هـ
٣٧	طبقات المقرئين	حافظ شمس الدين زبي م ٤٣٨هـ
٣٨	حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة	امام جلال الدين سيوطي م ٩١١هـ
٣٩	الرحمة في الطب والكلية	امام جلال الدين سيوطي
٤٠	نماية الدرر في اسماء رجال القراءات	امام شمس الدين الجزيري م ٤٣٩هـ
٤١	الدر المنظوم في لغوة المحدثين	ملفوظات حضرت مخدوم جانيان م ٤٨٥هـ
٤٢	الفتاوى الحديثية	امام ابن حجر مكي البيني الشافعي م ٩٤٣هـ
٤٣	شرح كلمات الشيخ عبدالقادر	ابن حميد الخراساني م ٤٢٨هـ
٤٤	منهاج السنة النبوية	// // // //

٤٥	فتاوى ابن حميد	شيخ ابن حميد الخراساني م ٤٢٨هـ
٤٦	البيقات الكبرى	امام شعراني م ٩٤٣هـ
٤٧	اليواقيت والجواهر	// // //
٤٨	لطائف المنن	// // //
٤٩	الجواهر والدرر	// // //
٥٠	الانوار القدسية في بيان آداب العبادة	// // //
٥١	درر الغوامض على فتاوى علي الخواص	// // //
٥٢	نزهة الخاطر الفانير	ملا علي القاري الحنفي م ١٠٧٣هـ
٥٣	نسيم الرياض (شرح شفا شريف)	علامه شباب الدين الخفاجي م ١٠٧٩هـ
٥٤	نفحات الانس	مولانا عبد الرحمن جامي م ٨٩٨هـ
٥٥	سلسلة الذهب	// // //
٥٦	قلائد الجواهر	شيخ محمد بن يحيى الثاني الحنفي م ٩٦٣هـ
٥٧	سير العارفين	مولانا جمال سروردي چشتي م ٩٥٢هـ
٥٨	مشقوع معنوي	حضرت مولانا دروم م ٦٤٢هـ
٥٩	التوضيح شرح التلخيص	صدر الشريعة عبيد الله بن مسعود م ٤٣٤هـ
٦٠	التلخيص شرح التلخيص	علامه سعد الدين تفتازاني م ٤٩٢هـ
٦١	مختصر المعاني	// // //
٦٢	المطلول	// // //
٦٣	الحصاي	حسام الدين محمد الاشعري م ٦٣٣هـ
٦٤	النهي شرح الحصاي	علامه ابو محمد عبد الحق (من تأليف ١٢٩٦هـ)
٦٥	نور الانوار	الشيخ احمد المعروف ببل جيون م ٩٣٠هـ
٦٦	اصول الشاشي	مولانا نظام الدين الشاشي م ٣٣٣هـ

۶۷	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ	۸۰	جواہر العشاق شرح الحامات نوحیہ	۲۹۱
۶۸	زبدۃ الاسرار	" " "	۹۰	بحر المعانی	" " "
۶۹	صلوۃ الاسرار	" " "	۹۰	مرقع کلیس	حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی م ۹۳۲ھ
۷۰	تہذیب العارف بماوقع فی العارف	" " "	۹۰	سنگول کلیس	" " "
۷۱	مجموعہ رسائل و مکاتیب	" " "	۹۲	نظام القلوب	حضرت نظام الدین اورنگ آبادی م ۱۱۳۱ھ
۷۲	مکتوبات مجددیہ	حضرت مجدد الف ثانی م ۱۰۳۳ھ	۹۵	فخر الطالین	ملفوظات حضرت فخر الدین دہلوی م ۱۱۹۹ھ
۷۳	مکاشفات نبیہ	" " "	۹۵	القول المستحسن شرح فخر الحسن	مولانا حسن الزمان چشتی م ۱۳۲۸ھ
۷۴	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ دہلوی م ۱۱۸۰ھ	۹۶	مرآۃ الاسرار	شیخ عبد الرحمن چشتی م ۱۰۹۳ھ
۷۵	انفہاء فی سلاسل اولیاء اللہ	" " "	۹۷	سیر الاقطاب	شیخ احمدیہ بن عبد الرحیم (سن تالیف ۱۰۵۶ھ)
۷۶	ممعات	" " "	۹۹	اقتباس الانوار	شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی م ۱۱۹۵ھ
۷۷	انفاس العارفین	مرتبہ شاہ ولی اللہ دہلوی	۹۹	جواہر فریدی	مولانا علی اصغر چشتی فریدی (سن تالیف ۱۰۳۳ھ)
۷۸	الابرار	حضرت عبد العزیز دہلوی م قرن ثانی عشر	۱۰۰	مناقب الحبیبین	مولانا نجم الدین چشتی سلیمانی
۷۹	نکات الاسرار	حضرت سید آدم بنوری مجددی م ۱۰۵۳ھ	۱۰۰	نافع الساکین	ملفوظات شاہ سلیمان تونسوی م ۱۳۶۷ھ
۸۰	دلیل العارفین	ملفوظات حضرت غریب نواز اجمیری م ۱۲۳۳ھ	۱۰۲	انتخاب مناقب سلیمانی	ملفوظات حضرت تونسوی
۸۱	فوائد الساکین	ملفوظات حضرت قطب الدین بختیار م ۱۲۳۳ھ	۱۰۲	مرآۃ العاشقین	ملفوظات حضرت سیالوی م ۱۳۰۰ھ
۸۲	اسرار الاولیاء	ملفوظات حضرت فرید الدین گنجشکرم ۱۲۶۳ھ	۱۰۳	انوار شمسیہ	احوال و کرامات حضرت سیالوی
۸۳	فوائد القوار	ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء م ۷۲۵ھ	۱۰۵	الفتوحات الصمدیہ	حضرت اعلیٰ گوڑوی م ۱۳۵۶ھ
۸۴	سیر الاولیاء	امیر خورسید محمد بن مبارک کرمانی م ۷۷۰ھ	۱۰۶	مکتوبات طیبات	" " "
۸۵	خیر المجالس	ملفوظات حضرت چراغ دہلوی م ۷۷۷ھ	۱۰۷	ملفوظات مہرب	" " "
۸۶	مفتاح العاشقین	ملفوظات چراغ دہلوی مرتبہ شاہ حبیب اللہ	۱۰۸	مرئیر	مرتبہ مفتی فیض احمد
۸۷	لطايف الغرباء	ملفوظات چراغ دہلوی	۱۰۹	عکلم سیر الاولیاء	خواجہ گل محمد چشتی احمد پوری م ۱۲۳۳ھ
۸۸	جوامع اعظم	ملفوظات حضرت گیسو دراز م ۸۲۵ھ	۱۱۰	مقائیس المجالس	ملفوظات خواجہ غلام فرید م ۱۳۱۹ھ

۶۷	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ	۸۰	جواہر العشاق شرح الحامات نوحیہ	۲۹۱
۶۸	زبدۃ الاسرار	" " "	۹۰	بحر المعانی	" " "
۶۹	صلوۃ الاسرار	" " "	۹۰	مرقع کلیس	حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی م ۹۳۲ھ
۷۰	تہذیب العارف بماوقع فی العارف	" " "	۹۰	سنگول کلیس	" " "
۷۱	مجموعہ رسائل و مکاتیب	" " "	۹۲	نظام القلوب	حضرت نظام الدین اورنگ آبادی م ۱۱۳۱ھ
۷۲	مکتوبات مجددیہ	حضرت مجدد الف ثانی م ۱۰۳۳ھ	۹۵	فخر الطالین	ملفوظات حضرت فخر الدین دہلوی م ۱۱۹۹ھ
۷۳	مکاشفات نبیہ	" " "	۹۵	القول المستحسن شرح فخر الحسن	مولانا حسن الزمان چشتی م ۱۳۲۸ھ
۷۴	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ دہلوی م ۱۱۸۰ھ	۹۶	مرآۃ الاسرار	شیخ عبد الرحمن چشتی م ۱۰۹۳ھ
۷۵	انفہاء فی سلاسل اولیاء اللہ	" " "	۹۷	سیر الاقطاب	شیخ احمدیہ بن عبد الرحیم (سن تالیف ۱۰۵۶ھ)
۷۶	ممعات	" " "	۹۹	اقتباس الانوار	شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی م ۱۱۹۵ھ
۷۷	انفاس العارفین	مرتبہ شاہ ولی اللہ دہلوی	۹۹	جواہر فریدی	مولانا علی اصغر چشتی فریدی (سن تالیف ۱۰۳۳ھ)
۷۸	الابرار	حضرت عبد العزیز دہلوی م قرن ثانی عشر	۱۰۰	مناقب الحبیبین	مولانا نجم الدین چشتی سلیمانی
۷۹	نکات الاسرار	حضرت سید آدم بنوری مجددی م ۱۰۵۳ھ	۱۰۰	نافع الساکین	ملفوظات شاہ سلیمان تونسوی م ۱۳۶۷ھ
۸۰	دلیل العارفین	ملفوظات حضرت غریب نواز اجمیری م ۱۲۳۳ھ	۱۰۲	انتخاب مناقب سلیمانی	ملفوظات حضرت تونسوی
۸۱	فوائد الساکین	ملفوظات حضرت قطب الدین بختیار م ۱۲۳۳ھ	۱۰۲	مرآۃ العاشقین	ملفوظات حضرت سیالوی م ۱۳۰۰ھ
۸۲	اسرار الاولیاء	ملفوظات حضرت فرید الدین گنجشکرم ۱۲۶۳ھ	۱۰۳	انوار شمسیہ	احوال و کرامات حضرت سیالوی
۸۳	فوائد القوار	ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء م ۷۲۵ھ	۱۰۵	الفتوحات الصمدیہ	حضرت اعلیٰ گوڑوی م ۱۳۵۶ھ
۸۴	سیر الاولیاء	امیر خورسید محمد بن مبارک کرمانی م ۷۷۰ھ	۱۰۶	مکتوبات طیبات	" " "
۸۵	خیر المجالس	ملفوظات حضرت چراغ دہلوی م ۷۷۷ھ	۱۰۷	ملفوظات مہرب	" " "
۸۶	مفتاح العاشقین	ملفوظات چراغ دہلوی مرتبہ شاہ حبیب اللہ	۱۰۸	مرئیر	مرتبہ مفتی فیض احمد
۸۷	لطايف الغرباء	ملفوظات چراغ دہلوی	۱۰۹	عکلم سیر الاولیاء	خواجہ گل محمد چشتی احمد پوری م ۱۲۳۳ھ
۸۸	جوامع اعظم	ملفوظات حضرت گیسو دراز م ۸۲۵ھ	۱۱۰	مقائیس المجالس	ملفوظات خواجہ غلام فرید م ۱۳۱۹ھ

۱۱۱	تحفة الارباب	آفتاب یک سلیمانی م قرن رابع عشر	۱۳۳	تاریخ مشایخ پشت	پروفیسر خلیق نظامی
۱۱۲	فوز القل فی خلفاء حیر سیال	حاجی مرید احمد چشتی	۱۳۴	حیات شیخ عبدالحق	///
۱۱۳	خزینة الاصفاء	مفتی غلام سرور لاہوری م ۱۳۰۷ھ	۱۳۵	تاریخ دعوت و عزیمت	مولانا ابوالحسن علی الندوی
۱۱۴	گلدستہ کرامت	///	۱۳۶	نزهة الخواطر	السید عبدالحق الندوی م ۱۳۴۱ھ
۱۱۵	انوار قمریہ	ملفوظات خواجہ قمر الدین سیالوی م ۱۳۰۱ھ	۱۳۷	کشف الظنون	حاجی خلیفہ کاتب دہلی م ۱۰۶۷ھ
۱۱۶	مخزن چشت	خواجہ امام بخش ممدروی م ۱۳۰۰ھ	۱۳۸	مناقب الاقطاب الاربعہ	الشیخ یونس ابراہیم السامرائی
۱۱۷	نثار خواجہ	مولانا معین الدین اجمیری م ۱۳۵۹ھ	۱۳۹	الشیخ عبدالقادر الیلالی	///
۱۱۸	افضل السادات علی سید السادات	علامہ یوسف بن اسماعیل التہانی م ۱۳۵۰ھ	۱۴۰	صاحب المثنوی	قاضی تکریم حسین اعظم گڑھی
۱۱۹	جامع کرامات الاولیاء	///	۱۴۱	آتش کدہ آذر	لطف علی آزر سن طباعت ۱۳۳۳ھ
۱۲۰	قادی رضویہ	اعلیٰ حضرت بریلوی م ۱۳۲۰ھ	۱۴۲	انصاف الربانیہ	الشیخ یاسم بن علی بن عبد الملک
۱۲۱	الزمزمۃ القمیریہ	///	۱۴۳	حدیث العارفین	اسماعیل پاشا بغدادی
۱۲۲	مجمر معظم	///	۱۴۴	حقیقت گلزار صابری	شاہ محمد حسن چشتی صابری رامپوری
۱۲۳	ملفوظات مجدد مائتہ حاضرہ	///	۱۴۵	معین العارفین	محمد خادم حسن زبیری معینی اجمیری
۱۲۴	قادی کرامات غوثیہ	///	۱۴۶	معین الارواح	///
۱۲۵	تسکین الخواطر فی مسئلۃ حاضر و ناظر	علامہ احمد سعید کاشمی م ۱۳۰۶ھ	۱۴۷	لمعات خواجہ	شمس بریلوی و معین الدین اجمیری
۱۲۶	السیف الربانی	السید محمد الہکی بن عزوز مطبوعہ ۱۳۰۹ھ	۱۴۸	شما تم اداویہ	ملفوظات حاجی ادا اللہ م ۱۳۱۷ھ
۱۲۷	سفینۃ الاولیاء	شاہنواز داراشکوہ م ۱۰۷۰ھ	۱۴۹	حضرت مجدد الف ثانی	سید زوار حسین نقشبندی
۱۲۸	الغراز المذہب	علامہ الوسی بغدادی	۱۵۰	تجلیات مہر انور	مولانا شاہ حسین گردیزی
۱۲۹	سراج العوارف فی الوصایا و المعارف	السید احمد حسین نوری المارہروی م ۱۳۲۳ھ	۱۵۱	انقاد العشاق	حضرت ملک شاہ صدیقی م قرن عاشر
۱۳۰	تفریح القاطر	علامہ عبدالقادر الاریلی الصدیقی م ۱۳۱۵ھ	۱۵۲	معجم المصنفین	عمر رضا کمالہ
۱۳۱	انوار الفاخر فی مناقب السید عبدالقادر	محمد غوث ناصر الدین الشافعی م ۱۳۳۸ھ	۱۵۳	ذیل کشف الظنون	اسماعیل پاشا بغدادی
۱۳۲	فوز الطالب	مولانا برہان الدین خان مطبوعہ ۱۳۲۵ھ	۱۵۴	حاشیہ نیراس	مولوی بر خردوار ملتانی م قرن رابع عشر

۱۳۳	تاریخ مشایخ پشت	پروفیسر خلیق نظامی
۱۳۴	حیات شیخ عبدالحق	///
۱۳۵	تاریخ دعوت و عزیمت	مولانا ابوالحسن علی الندوی
۱۳۶	نزهة الخواطر	السید عبدالحق الندوی م ۱۳۴۱ھ
۱۳۷	کشف الظنون	حاجی خلیفہ کاتب دہلی م ۱۰۶۷ھ
۱۳۸	مناقب الاقطاب الاربعہ	الشیخ یونس ابراہیم السامرائی
۱۳۹	الشیخ عبدالقادر الیلالی	///
۱۴۰	صاحب المثنوی	قاضی تکریم حسین اعظم گڑھی
۱۴۱	آتش کدہ آذر	لطف علی آزر سن طباعت ۱۳۳۳ھ
۱۴۲	انصاف الربانیہ	الشیخ یاسم بن علی بن عبد الملک
۱۴۳	حدیث العارفین	اسماعیل پاشا بغدادی
۱۴۴	حقیقت گلزار صابری	شاہ محمد حسن چشتی صابری رامپوری
۱۴۵	معین العارفین	محمد خادم حسن زبیری معینی اجمیری
۱۴۶	معین الارواح	///
۱۴۷	لمعات خواجہ	شمس بریلوی و معین الدین اجمیری
۱۴۸	شما تم اداویہ	ملفوظات حاجی ادا اللہ م ۱۳۱۷ھ
۱۴۹	حضرت مجدد الف ثانی	سید زوار حسین نقشبندی
۱۵۰	تجلیات مہر انور	مولانا شاہ حسین گردیزی
۱۵۱	انقاد العشاق	حضرت ملک شاہ صدیقی م قرن عاشر
۱۵۲	معجم المصنفین	عمر رضا کمالہ
۱۵۳	ذیل کشف الظنون	اسماعیل پاشا بغدادی
۱۵۴	حاشیہ نیراس	مولوی بر خردوار ملتانی م قرن رابع عشر

۱۵۵	قصیده غوثیه	حضرت غوث اعظم
۱۵۶	دیوان معین	حضرت غریب نواز اجمیری
۱۵۷	دیوان نیاز	شاه نیاز احمد بریلوی
۱۵۸	دیوان عبیدہ	خواجہ عبید اللہ ملتانلی
۱۵۹	دیوان حافظ	حافظ شیرازی
۱۶۰	مرآة العرفان	حضرت اعلیٰ گولڑی
۱۶۱	وظائف و شجراتہ سلاسل	مطبوعہ گولڑہ شریف
۱۶۲	قوی ذات نجست	پیران ہر نمبر
۱۶۳	اقبالنامہ	علامہ اقبال
۱۶۴	ماہنامہ اعلیٰ حضرت	غریب نواز ہر نمبر
۱۶۵	عدالتی بخشش	فاضل بریلوی
۱۶۶	قلمی رسالہ فارسی	خواجہ عبید اللہ ملتانلی م ۱۳۰۵ھ
۱۶۷	خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب	حضرت سید عبد اللہ الہللی
۱۶۸	مخدوم جہانیاں جہانگشت	پروفیسر محمد ایوب قادی
۱۶۹	عبدالرحمن	خواجہ محمد عادل چشتی
۱۷۰	ماہنامہ السید فروری ۱۹۹۸ء	